برکت کے اسباب

اور

محنت کی اہمیّت

www.KitaboSunnat.com

وقت کی اہمیّت، برکت کے حاصل ہونے کے اسباب، محنت اور کوشش
کی برکت، کسبِ معاش کی اہمیّت، اربابِ علم و کمال کے پیشے
اور گداگری کی مذمّت پر مشتمل ایک مُفید اور معلوماتی کتاب

مؤلّف
مولانا آصف نسیم صاحب

بیت العُلوم
۲۰۔ نابھہ روڈ، پُرانی انارکلی لاہور۔ فون: ۷۳۵۲۴۸۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (**Upload**) کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (**Download**) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

برکت کے اسباب اور محنت کی اہمیت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

384

برکت کے اسباب
اور
محنت کی اہمیت

وقت کی اہمیت، برکت کے حاصل ہونے کے اسباب، محنت اور کوشش کی برکت، کسب معاش کی اہمیت، ارباب علم و کمال کے پیشے اور گداگری کی مذمت پر مشتمل ایک مفید اور معلوماتی کتاب

مؤلف
مولانا آصف نسیم صاحب

بیت العلوم
۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون: ۳۵۱۲۳۸۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

کتاب — محنت اور کسب معاش کی اہمیت اور برکت

مولف — مولانا آصف نسیم صاحب

باہتمام — مولانا محمد ناظم اشرف

ناشر — بیت العلوم۔ ۲۰ نابھہ روڈ، چوک پرانی انارکلی، لاہور

فون: 042-7352483

﴿ملنے کے پتے﴾

بیت العلوم = ۲۰ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی، لاہور

ادارہ اسلامیات = ۱۹۰ انارکلی، لاہور

ادارہ اسلامیات = موہن روڈ چوک اردو بازار، کراچی

دارالاشاعت = اردو بازار کراچی نمبرا

بیت القرآن = اردو بازار کراچی نمبرا

بیت الکتب = گلشن اقبال، کراچی

ادارۃ المعارف = ڈاک خانہ دارالعلوم کورنگی کراچی نمبر ۱۴

مکتبہ دارالعلوم = جامعہ دارالعلوم کورنگی کراچی نمبر ۱۴

مکتبۂ قرآن = بنوری ٹاؤن، کراچی

بک سنٹر = 32 حیدر روڈ راولپنڈی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	باب اول ﴿وقت کی قدر و قیمت﴾	۱۹
۲	وقت کی حقیقت و ماہیت	۲۲
۳	وقت کی قدر و قیمت اور زندگی میں اس کی اہمیت	۲۷
۴	تجھے اے زندگی میں لاؤں کہاں سے......؟	۴۵
۵	وقت بچایئے......!	۴۷
۶	نظام الاوقات!	۴۸
۷	صحت وتندرسی!	۵۰
۸	احتساب	۵۲
۹	باب دوم ﴿برکت کے بارے میں چند احادیث﴾	۵۳
۱۰	شمائل نبوی وحلیہ مبارک	۷۱
۱۱	باب سوم ﴿برکت حاصل ہونے کے اسباب﴾	۸۴
۱۲	(۱) تقویٰ وتوکل	۸۴
۱۳	توکل کی حقیقت	۸۸
۱۴	(۲) توبہ واستغفار	۹۰
۱۵	توبہ واستغفار کی حقیقت	۹۱
۱۶	(۳) نمازوں کی پابندی	۹۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰	خشوع وخضوع	۹۶
۱۰	نماز کی عظمت واہمیت اور اس کی حقیقت	۹۸
۲	(۴) دن کے شروع میں رب کی اطاعت میں لگ جانا	۱۰۴
۲	(۵) جود وسخاء اور کثرت انفاق	۱۰۶
۱	مہمان نوازی	۱۰۹
۲	صدقہ حلال مال کا ہی مقبول ہے	۱۱۲
۲۱	جہاں تک ہو سکے ہر روز صدقہ کیجیے!	۱۱۴
۲	صدقہ کی حفاظت کیجیے!	۱۱۷
۲	صدقہ میں والدین کے لیے بھی اجر کی نیت کیجیے!	۱۲۲
۲	صبح سویرے صدقہ کرنا خواہ تھوڑا سا ہی ہو	۱۲۲
۲	صدقہ کے چند عمومی آداب	۱۲۳
۲	(۶) والدین کے ساتھ نیکی، صلہ رحمی، نرمی اور حسن اخلاق، بیوی، بچوں پڑوسیوں اور اہل اسلام کے حقوق کی ادائیگی	۱۲۴
۲	صلہ رحمی اور والدین کے ساتھ نیکی	۱۲۴
۲	صلہ رحمی کے مستحق کون لوگ ہیں؟	۱۳۰
۲	صلہ رحمی کی حقیقت	۱۳۰
۳	والد کے حقوق	۱۳۰
۳۱	والدین کی نافرمانی کیا ہے؟	۱۳۳
۳	اولاد کے حقوق	۱۳۳
۳	نرمی اور حسن اخلاق	۱۳۵
۳	پڑوسیوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور ان کے حقوق	۱۳۷
۳	غلاموں کے حقوق	۱۴۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۸	جانوروں کے حقوق	۱۴۴
۳۹	معاشرت و معاملات اور مواخات و موانست کے چند عمومی احکام	۱۴۸
۴۰	شمائل و فضائل نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۱۵۲
۴۱	(۷) ہمیشہ باوضو رہنا اور اچھے طریقے سے وضو کرنا	۱۶۱
۴۲	(۸) روزہ کی پابندی کرنا	۱۶۲
۴۳	روزہ کی حقیقت	۱۶۵
۴۴	روزہ کے آداب و فوائد	۱۶۵
۴۵	(۹) مساجد کا اعتکاف، ان کی تعمیر اور آبادکاری و حفاظت	۱۶۸
۴۶	مساجد کے چند عمومی آداب	۱۷۰
۴۷	(۱۰) حج و عمرہ کی کثرت	۱۷۱
۴۸	(۱۱) تلاوتِ قرآن کی کثرت	۱۷۲
۴۹	خاص سورتوں اور آیتوں کی برکات و فضائل	۱۷۵
۵۰	سورۂ بقرہ	۱۷۵
۵۱	آیۃ الکرسی	۱۷۵
۵۲	سورۂ ہمزہ	۱۷۹
۵۳	سورۂ یٰسین	۱۷۹
۵۴	سورۂ واقعہ	۱۷۹
۵۵	سورۂ التین	۱۷۹
۵۶	سورۂ اخلاص	۱۸۰
۵۷	قرآن کریم کے حقوق اور آداب	۱۸۰
۵۸	تنبیہ	۱۸۵
۵۹	(۱۲) کثرتِ سکوت و قلتِ کلام	۱۸۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۰	(۱) گناہ کی باتیں	۱۸۹
۶۱	(۲) لڑائی جھگڑا	۱۹۱
۶۲	(۳) تصنّع اور بناوٹ	۱۹۳
۶۳	(۴) لعن طعن کرنا	۱۹۴
۶۴	(۵) ہنسی مذاق کی کثرت	۱۹۷
۶۵	ہنسی مذاق کے مواقع	۱۹۸
۶۶	(۶) جھوٹا وعدہ	۲۰۱
۶۷	(۷) کذب بیانی اور دروغ گوئی یعنی جھوٹ بولنا	۲۰۳
۶۸	جھوٹ سے کیسے بچا جائے؟	۲۰۵
۶۹	جھوٹی قسم	۲۰۵
۷۰	(۸) غیبت	۲۰۶
۷۱	چغلی	۲۰۹
۷۲	(۹) دوزخا پن	۲۱۲
۷۳	(۱۰) ایک دوسرے کے خلاف کرنا اور لڑائی بھڑکانا	۲۱۴
۷۴	(۱۱) گالی گلوچ اور دشنام طرازی	۲۱۵
۷۵	(۱۲) جھوٹی گواہی	۲۱۷
۷۶	(۱۳) کفریہ بول بول کر دائرہ اسلام سے نکل جانا	۲۱۸
۷۷	صبح سویرے ہی علم اور رزق کی تلاش میں نکل پڑنا	۲۲۲
۷۸	(۱۴) نکاح	۲۲۳
۷۹	عورت کیسی ہو؟	۲۲۶
۸۰	(۱۵) حمد و شکر کی کثرت	۲۳۰
۸۱	شکر کی حقیقت	۲۳۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۲	شکر کی اقسام	۲۳۳
۸۳	(۱۶) درود شریف کی کثرت	۲۳۷
۸۴	(۱۷) یتیم کے ساتھ حسن سلوک	۲۴۱
۸۵	(۱۸) کمزوروں، حاجتمندوں اور تنگدستوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا	۲۴۲
۸۶	(۱۹) طلب علم اور علماء ومشائخ کی صحبت واکرام	۲۴۵
۸۷	(۲۰) باہمی الفت ومحبت	۲۴۸
۸۸	اسباب محبت	۲۵۱
۸۹	زہد فی الدنیا	۲۵۱
۹۰	عفوودرگزر	۲۵۱
۹۱	تواضع	۲۵۲
۹۲	سخاوت	۲۵۲
۹۳	ہدیہ	۲۵۲
۹۴	مصافحہ	۲۵۲
۹۵	دوسروں کے لیے دعا	۲۵۳
۹۶	نماز میں صفیں درست رکھنا	۲۵۳
۹۷	ایک دوسرے کو سلام کرنا	۲۵۳
۹۸	(۲۱) گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا	۲۵۳
۹۹	(۲۲) دعا پر دوام	۲۵۴
۱۰۰	(۲۳) ہر کام میں بسم اللہ پڑھنا	۲۵۸
۱۰۱	(۲۴) بابرکت جگہوں میں رہنا اور منحوس مقامات سے اجتناب کرنا	۲۵۹
۱۰۲	بے برکت مقامات	۲۶۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۳	بصرہ	۲۶۱
۱۰۴	مصر	۲۶۱
۱۰۵	مشرق	۲۶۱
۱۰۶	نجد	۲۶۱
۱۰۷	بابرکت مقامات	۲۶۱
۱۰۸	یمن شام	۲۶۲
۱۰۹	(۲۵) سفر و تجارت	۲۶۳
۱۱۰	(۲۶) بھیڑ بکریاں پالنا	۲۶۴
۱۱۱	(۲۷) کھجور کا درخت لگانا	۲۶۵
۱۱۲	شہد	۲۶۷
۱۱۳	(۲۹) نان و نفقہ میں اقتصاد یعنی میانہ روی	۲۶۸
۱۱۴	(۳۰) گھر والوں پر کشائش اور وسعت کرنا	۲۶۹
۱۱۵	(۳۱) مل کر کھانا کھانا	۲۷۰
۱۱۶	(۳۲) رزق خداوندی کی تعظیم اور اس کا اکرام و احترام	۲۷۱
۱۱۷	(۳۳) اپنی اولاد کا نام "محمد" یا "احمد" رکھنا	۲۷۲
۱۱۸	(۳۴) صفائی ستھرائی اور نظافت و پاکیزگی	۲۷۴
۱۱۹	(۳۵) برکت و بے برکتی کے چند عمومی اسباب	۲۷۵
۱۲۰	باب چہارم ﴿محنت اور کوشش کی برکت﴾	۲۸۰
۱۲۱	محنت ترقی کی ضامن ہے	۲۸۵
۱۲۲	مسلمانوں کی محنتوں کی عظیم تاریخ	۲۸۹
۱۲	ہمارا حال کیا ہے؟ زندہ یا مردہ؟	۳۰۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۴	ہم میں عملی قوت کیوں نہیں رہی؟	۳۰۴
۱۲۵	کیا ہم ترقی کر سکتے ہیں؟	۳۰۶
۱۲۶	(۱) مذہب ترقی میں رکاوٹ ہے	۳۰۶
۱۲۷	(۲) ایک بار کے تنزل کے بعد ترقی نہیں ہوتی	۳۰۸
۱۲۸	(۳) موجودہ تعلیمی نظام بے سود ہے	۳۰۸
۱۲۹	(۴) ہم ترقی یافتہ قوموں کی ہمسری نہیں کر سکتے اس لیے ترقی حاصل کرنے کا خیال بے فائدہ ہے	۳۰۹
۱۳۰	اصل وجہ...... ''مایوسی اور ناامیدی'' ہے	۳۰۹
۱۳۱	باب پنجم ﴿تجارت زراعت اور صناعت کی فضیلت واہمیت﴾	۳۱۱
۱۳۲	کسبِ معاش کی فضیلت	۳۱۲
۱۳۳	انبیائے کرام اور صنعت وحرفت وتجارت	۳۱۶
۱۳۴	خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تجارت ومعیشت	۳۱۷
۱۳۵	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تجارت ومعیشت	۳۱۹
۱۳۶	اصول مکاسب اور ان کی فضیلت واہمیت	۳۲۰
۱۳۷	تجارت کی فضیلت واہمیت	۳۲۰
۱۳۸	صنعت وحرفت کی ضرورت واہمیت اور فضیلت	۳۲۴
۱۳۹	زراعت وباغبانی کی ضرورت واہمیت اور اس کی فضیلت	۳۲۶
۱۴۰	باب ششم ﴿ارباب علم وکمال کے پیشے﴾	۳۲۹
۱۴۱	روغن ساز اور روغن فروش علماء	۳۳۲
۱۴۲	(۱) علامہ صالح بن درہم رحمۃ اللہ علیہ	۳۳۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴۳	(۲) ابوعلی دقان رحمۃ اللہ علیہ	۳۳۲
۱۴۴	درزی علماء واصحاب فضل وکمال	۳۳۲
۱۴۵	(۱) علامہ عبداللہ بن راشد خیاط	۳۳۲
۱۴۶	(۲) علامہ ابوسلیمان خیاط	۳۳۳
۱۴۷	ریشم کا کاروبار کرنے والے فاضل واجل علماء	۳۳۳
۱۴۸	ابومحمد عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن دیوکش	۳۳۳
۱۴۹	پارچہ باف یعنی کپڑا بننے والے اصحاب علم وکمال	۳۳۴
۱۵۰	(۱) علامہ ابوحمزہ مجمع بن صمعان النساج	۳۳۴
۱۵۱	(۲) ابومحمد جرثومہ بن عبداللہ نساج	۳۳۴
۱۵۲	قلعی گر ارباب علم وکمال	۳۳۵
۱۵۳	نضر بن عبدالملک	۳۳۵
۱۵۴	حلوائیوں کا کام کرنے والے ارباب علم وفضل	۳۳۵
۱۵۵	ابومحمد عبدالعزیز بن احمد حلوائی	۳۳۶
۱۵۶	لوہاروں کا کام کرنے والے ارباب فضل وکمال	۳۳۷
۱۵۷	(۱) امام ابوبکر محمد بن جعفر کتانی حداد شافعی	۳۳۷
۱۵۸	(۲) ابوحفص حداد نیشاپوری	۳۳۸
۱۵۹	محنت مزدوری کرنے والے اصحاب علم وکمال	۳۳۹
۱۶۰	(۱) مشکان حمال	۳۴۰
۱۶۱	(۲) رافع بن علی حمال	۳۴۰
۱۶۲	لکڑہارے اور بڑھئی اصحاب علم وفضل	۳۴۱
۱۶۳	(۱) زید بن عبدالحمید حطاب	۳۴۲
۱۶۴	(۲) صالح بن دینار نجار	۳۴۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۶۵	شکر ساز و شکر فروش اصحاب علم و فضل	۳۴۴
۱۶۶	(۱) حبیب قناد	۳۴۴
۱۶۷	(۲) ابوالحسن علی بن عبدالرحیم قناد	۳۴۵
۱۶۸	آٹا پیسنے اور چکی چلانے والے ارباب علم و دانش	۳۴۵
۱۶۹	(۱) ابوموسیٰ حبیب بن صالح	۳۴۷
۱۷۰	(۲) خالد بن عبداللہ طحان واسطی	۳۴۸
۱۷۱	چند متفرق پیشوں والے اربابِ علم و فضل	۳۵۰
۱۷۲	صابون ساز ارباب فضل و کمال	۳۵۰
۱۷۳	(۱) ابوعثمان اسماعیل بن عبدالرحمٰن الصابونی	۳۵۰
۱۷۴	(۲) ابومحمد عبیداللہ بن حسین الصابونی	۳۵۲
۱۷۵	آئینہ ساز و آئینہ گر اصحاب علم و فضل	۳۵۲
۱۷۶	(۱) ابوالقاسم اسماعیل بن محمد زجاجی	۳۵۳
۱۷۷	(۲) ابواسحاق ابراہیم بن محمد زجاجی	۳۵۴
۱۷۸	باب ہفتم ﴿اسلام میں گداگری کی مذمت﴾	۳۵۵
۱۷۹	سوال کی مذمت کی احادیث	۳۵۹
۱۸۰	(۱) نبی کریم ﷺ کا سوال نہ کرنے پر بیعت لینا	۳۶۰
۱۸۱	(۲) بلاضرورت سوال کرنا دوزخ کے انگارے دامن میں بھرنا ہے	۳۶۱
۱۸۲	(۳) فقر کو ظاہر کرنے والا فقیر ہی رہتا ہے	۳۶۲
۱۸۳	(۴) مانگنے سے بہتر ہے کہ محنت کی جائے	۳۶۳
۱۸۴	سوال نہ کرنے کی فضیلت	۳۶۴
۱۸۵	سوال نہ کرنے پر جنت کی ضمانت ہے	۳۶۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۸۶	فقر چھپانے پر حلال روزی کا وعدہ	۳۶۶
۱۸۷	مانگنا ہی پڑے تو کس سے مانگیں	۳۶۶
۱۸۸	مانگنا ہے تو خدا سے مانگیے	۳۶۷
۱۸۹	حالت اضطرار میں خدا کے نیک بندوں سے مانگیے	۳۶۷
۱۹۰	بن مانگے ملے تو؟	۳۶۸
۱۹۱	سوال کی اجازت کب ہے؟ اور مستحق وغیر مستحق سائلین	۳۷۰
۱۹۲	سائلین کے ساتھ جناب رسول اللہ ﷺ کا خصوصی رویہ	۳۷۳
۱۹۳	گداگری کا انسداد، گداگروں کی تعلیم و تربیت اور ہماری ذمہ داریاں	۳۷۶
۱۹۴	ہمارا دور اور گداگری، گداگروں کے ساتھ ہم کیا کریں؟	۳۷۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

امابعد!

آج کی مادی دنیا میں لوگ اس قدر مصروف ہو گئے ہیں کہ انہیں سوائے دولت اکٹھی کرنے، اسی کے لیے بھاگ دوڑ کرنے اور زندگی کی ساری راحتیں اس خیالی راحت کو حاصل کرنے میں تج دینے کے سواء اور کسی بات کے سوچنے کی فرصت نہیں رہی۔ درحقیقت ہماری زندگی حقیقی رنگ، لذت، سرور اور نزاکت احساس کھو چکی ہے اور لطف یہ ہے کہ ہمیں اس کا احساس تک نہیں،

بقول شاعر ؂

منتشر رہنے میں پانے لگے آرام حواس
شوق مجموعہ ہوش وخرد افزاء نہ رہا

یہ ایک بے غبار حقیقت ہے کہ اس ساری کائنات کا کارساز حقیقی خدائے وحدہ لاشریک ہے، وہی موثر بالذات ہے، ہماری کوششیں کاوشیں اور حرکات و مساعی سب اسباب اور ذرائع و وسائل ہیں، یہ مؤثر بالذات نہیں۔

پھر ہماری ان کوششوں کے نتائج وثمرات اور انجام وعواقب پردہ غیب میں ہیں۔ کوئی نہیں جانتا کہ میری یہ کوشش نتیجہ خیز، بارآور اور ثمر بار ثابت ہوگی یا نہیں۔ اس کائنات پر اصل غلبہ رب تعالیٰ کی منشاء اور اس کے ارادہ ومشیت کو ہے۔ ہماری کوششیں اسی خدائے وحدہ لاشریک کی مرضی سے رنگ لاتی ہیں اور مثبت نتائج خدا ہی منصۂ مشہود پر بروئے کار لاتا ہے۔

ہماری محنتوں اور کوششوں کے اس پہلو کا نام ''ہماری محنتوں میں برکت ہے'' برکت وہی ذات عطا فرماتی ہے، وہ ذات بابرکات ساری برکتوں کا منبع وماخذ ہے۔ وہ خود برکت ہے، وہی برکت اتارتا ہے اور وہی برکت اٹھاتا ہے۔

آج کی مادی دنیا اگرچہ ہمیں محنت اور کوشش کا درس دیتی ہے مگر اس سبق میں اپنی اس محنتوں کو خدا تعالیٰ کی ذات سے جوڑنے کے پہلو پر کوئی روشنی نہیں ڈالتی۔ ایک انسان جب بدلتے احوال میں اپنی کوششوں کو ناکام ہوتے دیکھتا ہے تو اس کو ان حسرتوں، ناکامیوں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دکھوں کے احساس سے نکالنے کے لیے اس مادی دنیا کے پاس کوئی حل نہیں۔

شاید اسی لیے جب کچھ لوگ اپنی محنتوں کے مثبت یا من چاہے نتائج نہیں دیکھتے یا بعض لوگوں کو بغیر محنت کے سب کچھ حاصل کرتے دیکھتے ہیں تو قنوطیت کا شکار ہو کر کاہلی، سستی اور بیکاری کی دلدل میں دھنستے چلے جاتے ہیں۔ یہی وہ نامسعود احساس ہے جو معاشرہ میں ہوش وخرد سے ماوراء بے خود ہو کر محنت کرنے والوں کے مقابلہ ایک بالکل برعکس طبقہ پیدا کرتا ہے اور وہ ہے بھکاریوں اور ''مانگنے والوں'' کا طبقہ۔

بندہ ناچیز محمد آصف نسیم نے اپنے رفیق محترم بلکہ شفیق محسن جناب مولانا محمد ناظم اشرف صاحب زیدہ مجدہ مالک ادارہ ''بیت العلوم'' لاہور کے ایماء پر اس موضوع پر کام شروع کیا۔

قارئین کے ہاتھوں اس نئی کتاب میں انہی دو پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس تصنیف کا بنیادی خیال علامہ وصابی حبشیؒ کی کتاب ''البركة في السعي والحركة'' کو دیکھ کر آیا۔ علامہ مرحومؒ کی یہ کتاب آپ حضرات کے ہاتھوں اس ناچیز تالیف کی پہلی اینٹ ثابت ہوئی۔

علامہ مرحوم کی اس کتاب نے بندہ کا ذہن دو طرف منتقل کیا،

ایک یہ کہ آج کی مادی دنیا میں جو لوگ فقط اپنی محنت کو ہی مدار اور معیار گردانتے ہوئے کچھ بھی اور سننے کو تیار نہیں انہیں یہ بتلا دیا جائے کہ ہماری یہ ساری محنتیں اسی رب ذوالجلال کے در اقدس پر جا کر شرف قبولیت سے نوازی جائیں گی۔ ان کے نتائج کا اعلان رب ذوالجلال کی طرف سے ہوگا۔ اس لیے اگر تو محنت کا رخ محض مادیت کی طرف رہا، جو ہمیں سب سے پہلے اباحیت کی سیڑھی پر چڑھائے گی تو یقیناً ہم بعض ایسے امور کو بھی اختیار کر بیٹھیں گے جو اس مادی دنیا کی ظلمتوں میں اور اضافہ کریں گے۔ اس کی سب سے بڑی مثال ''سود'' کا وہ عالمی، اساسی بلکہ مثل ریڑھ کی ہڈی کے، لین دین ہے کہ جس کے خلاف بلکہ اس کے لین دین میں ملوث کسی بھی فرد کے خلاف اس کائنات کے خدا نے جنگ کا واشگاف اعلان کر رکھا ہے۔ محض محنت کے گرداب میں پھنسا انسان ''طلب ورسد'' کی بھول بھلیوں میں گم ہو کر حلال وحرام، خدا کی مرضیات و نامرضیات کو بھلا بیٹھے گا اور اس کے نزدیک کسی کے حقوق، حقوق نہ رہیں گے۔ وہ اپنے مقصد کے حصول کیلئے کچھ بھی کر گزرنے سے گریز نہ کرے گا۔

اس کتاب میں سب سے پہلے اس بات پر روشنی ڈالی گئی کہ ہماری محنتیں رب کی مرضیات کے تابع ہیں۔ ان کے نتائج وہی عطا فرمائے گا۔ اس لیے ہم اپنی محنت کے ساتھ ساتھ برکت کے حصول کی بھی اتنی ہی کوشش کریں جتنی خود زندگی کے مختلف مشاغل میں کرتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ بلکہ اسی کو اساس و بنیاد بنا کر زندگی گزاریں۔ چنانچہ پہلے علامہ مرحوم کی کتاب سے برکت کی بابت وارد احادیث کو ذکر کیا پھر اسباب برکت کو۔ ان کے ذکر کے درمیان بعض علمی و ادبی پہلو بھی آ گئے۔ احادیث برکت اور اسباب برکت کو پڑھ کر ہمیں یہ احساس حاصل ہو گا کہ جب تک رب کی مرضیات والی زندگیاں نہ ہو تو ہماری یہ سب حرکات و سکنات ایک بھرپور روحی زندگی کی حرکات نہ ہوں گی بلکہ ایک میکانکی زندگی اور اس کے بے روح پرزوں کی حرکات کی زندگی ہو گی۔ پھر ہماری یہ جیتی لاشیں، زندگی، زندگی کی لذت، لذت کے احساس اور اس احساس کے ادراک تک سے خالی ہوں گی۔

اس ضمن میں خود محنت کی برکت پر روشنی ڈالنا بھی ضروری ٹھہرا تا کہ ہمیں معلوم ہو کہ خدا تعالیٰ ایک بیکار اور کاہل زندگی سے کس قدر ناراض ہیں اور ایک پر جوش اور متحرک زندگی سے کس قدر راضی ہیں۔

ان باتوں پر روشنی ڈالنے کے بعد یہ بات خود بخود واضح ہو گئی کہ رب کے بندے محض زمانہ کی روش کا ساتھ نہ دیں گے کہ ''چلو تم ادھر کو جدھر کو سب چلیں'' وہ ہر قدم اٹھانے سے پہلے یہ ضرور سوچیں گے کہ دنیا جدھر مرضی رخ کر جائے مگر رب کے بندوں کا رخ خدا کی ہی طرف ہوتا ہے۔

اس تمہید نے ہمارے کرنے کے کاموں کو خود متعین کر دیا۔ شرع شریف نے ''اصول مکاسب'' بیان کر دیئے ہیں، ان کی تفصیلات کے دائرے کو پھیلائیں تو اسلامی طریقہ محنت خود بخود واضح ہوتا چلا جاتا ہے۔

شاید یہی وجہ ہے کہ یورپ کا آج کا معاشرہ جو خود کو ''ایک مثال'' کہلوانے پر بضد ہے وہ سب کچھ اور وہ بھی مادی ناکہ روحانی حاصل کرنے کے باوجود کچھ بھی ہاتھ میں نہیں رکھتا۔ حتیٰ کہ خود ان کا وجود ان کے ہاتھوں سے نکل گیا ہے۔ دل و دماغ، روح، سکون اور راحت تو کب کے رخت سفر باندھ چکے۔ اس جگمگاتے معاشرے کی تاریکیوں کی اصل وجہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ انہوں نے سب کچھ کیا مگر وہ نہ کیا جو ان کے خالق نے کہا۔

اس لیے اسلام نے محنت و کوشش کے دوائر متعین کر کے دنیا کو حقیقی سکون، راحت اور ترقی کی ساری منزلیں عطا کر دیں۔

ایک باب اسی غرض سے اس کتاب میں ''اسلامی اصول مکاسب'' کے بیان کے لیے مخصوص کیا گیا۔ اس ضمن میں اسلام کے ان رجال کا تذکرہ بھی آ گیا جنہوں نے روحانی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دولت سے مالا مال ہونے کے ساتھ ساتھ اس مادی دنیا کو بھی ہر طرح کی ترقیاں دیں۔

آخر میں ''اس محنت'' کے بالکل برعکس پہلو ''بھیک مانگنے'' اور گداگری کو ہی پیشہ بنا لینے پر روشنی ڈالی گئی تاکہ اس کی برائی خوب ذہن نشین ہو جائے۔

اس باب کو شامل کرنے کا بنیادی خیال بندہ ناچیز کے ذہن میں کتاب کی تالیف کے شروع میں ہی آ گیا تھا کہ محنت، محنت کی برکت اور اسباب برکت کا بیان اس پہلو پر روشنی ڈالے بغیر ادھورا رہے گا۔ خود سے اگرچہ لکھنے کی اہلیت ہوتی تو اس موضوع پر چار سطریں لکھتے دیر نہ لگتی مگر بندہ ناچیز اسی تلاش میں رہا کہ اکابر کی تحریروں میں سے کچھ مواد اس کے بارے میں مل جائے۔ بالآخر ذہن پر زور دینے سے یاد آیا کہ کالج کے زمانہ میں ایک مضمون ''مولانا حالی مرحوم'' کا اس بارے میں پڑھا تھا۔ ڈھونڈتے ڈھونڈتے وہ کتاب ''جھنگ ڈگری کالج'' کی لائبریری سے مل گئی۔ یہ علامہ مرحوم کا چند صفحات پر مشتمل مضمون تھا۔ میری کوشش مولانا مرحوم کے اس مضمون پر ایک تشریحی نوٹ کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

ایک باب وقت کی قدر و اہمیت کا بھی شامل کیا گیا کہ زندگی کی اس ساری دوڑ میں وقت کی حفاظت اور اس کی قدر و قیمت کے احساس کا کردار بنیادی ہے۔ مولانا ناظم اشرف صاحب زید مجدھم نے اس پر کچھ لکھنے پر بہت زور دیا اور اس کو کتاب کے شروع میں جگہ دینا طے کیا۔

اس کے لیے ''متاع وقت'' سے بہتر مواد نہ تھا۔ اس میں اختصار و ترمیم اور بعض جگہ تفصیل و تسہیل کر کے ایک مقالہ مرتب کر کے کتاب کے شروع میں لگا دیا۔

اس کے علاوہ بیان القرآن، معارف القرآن، تفسیر حقانی، ہادیٔ اعظم، معارف الحدیث اور دیگر کئی کتب سے مدد لی گئی۔

اللہ تعالیٰ بندہ ناچیز کی اس کوشش کو قبول فرمائے، ذخیرہ آخرت بنائے، نافع بنائے اور پڑھنے والوں کو اس سے صحیح نتائج اخذ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ادارہ بیت العلوم اپنی اس نئی کوشش کے ساتھ عوام کی دینی و ایمانی راہنمائی کے لیے ایک بار پھر میدان عمل میں اترا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ادارہ کو اور ان کی مطبوعات کو قبول دوام بخشے۔

آمین یارب العالمین

طالبِ دعا

ابوزلفہ محمد آصف نسیم جھنگ شہری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب اول

وقت کی قدر و قیمت

حرکت وسکون کا مزاج رکھنے والی اس دنیا میں سب سے قیمتی شئی انسان کا وقت ہے۔ محنتیں کاوشیں، ان کے بلند نتائج اور ان کے عمدہ ثمرات سب وقت کے صحیح استعمال پر موقوف ہیں۔ وقت ایک متحرک شئی ہے، محنت اور حرکت کا فطری اور کائناتی تعلق ہے، اسی محنت پر دنیاوی ترقیاں ملتی ہیں اور محنت ہی (جبکہ وہ ایمان لاکر توحید وعبادات اور اعمال صالحہ کیلئے ہو) آخرت میں کامیاب کرتی ہے، اس محنت میں برکت رب تعالیٰ ڈالتے ہیں مگر اس وقت جب مہیا کا استعمال صحیح اور بروقت ہو، وقت ضائع کر کے یا ٹال کے نہ ہو۔

یہی ہماری اس کتاب کا موضوع ہے کہ ''حرکت اور محنت میں برکت ہے'' یہی حرکت دراصل وقت کا صحیح استعمال ہے اور اسی پر رب تعالیٰ آسمان سے برکات کے دہانے کھول دیتا ہے۔ کتاب اپنے موضوع پر مکمل نہیں محسوس ہو رہی تھی جب تک کہ اس میں وقت کی قدر و قیمت اور اس کی حفاظت اور صحیح استعمال کی ایک مختصر اور جامع تصویر سامنے نہ آ جائے۔ کتاب کی تکمیل کے بعد کئی دنوں تک دل میں یہ بات رہی کہ ''محنت اور کوشش اور اس میں برکت'' کے موضوع کو وقت کے ساتھ ملائے بغیر پبلشر کے حوالہ نہ کیا جائے کہ اس مضمون کو ملائے بغیر کتاب ادھوری سی لگنے لگی تھی۔ اس کے لیے مولانا ابن الحسن عباس زید مجدھم کی نہایت قیمتی کتاب ''متاعِ وقت اور کاروانِ علم'' سے بھرپور فائدہ اٹھا کر وقت کی قدر و قیمت اور اس کی ماھیت وحقیقت پر ایک مضمون مرتب کر کے کتاب میں شامل کر دیا۔ دوسرا خیال دل میں یہ آیا کہ وقت کے بارے میں جو کچھ بھی نوکِ قلم آئے اس کو کتاب کے اول میں جگہ دی جائے کہ قاری شروع سے ہی اپنے دل و دماغ کو اس طرح منتقل کرے کہ ''وہ زندگی کے کسی بھی میدان میں خواہ دینی ہو یا دنیاوی'' ترقی نہیں کر سکتا جب تک کہ اپنی جملہ صلاحیتوں کو اس میں لگا نہ دے اور یہ فقط اس وقت ہی ممکن ہے جب وقت کو صحیح اور بروقت استعمال کیا جائے وگرنہ آدمی کی صلاحیتیں کسی برف کی طرح پگھل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پگھل کر ختم ہو جائیں گی اور انہیں وقت کی گرد اپنے تلے یوں دبا دے گی جیسے صحراؤں کے ریتلے طوفان اپنی منوں وزنی ریت تلے زمین کو دبا دیتے ہیں۔ ایک صلاحیت ہی کیا زندگی ہی بالآخر تمام ہو جائے گی اور آدمی کفِ افسوس ملتا رہ جائے گا کہ فلاں کام بھی نہ کر سکے اور فلاں بھی رہ گیا، ایک حسرت وندامت ہوگی مگر اسکا مداوا ممکن نہ ہوگا۔

وقت کی رفتار کسی سرپٹ گھوڑے کی طرح دوڑتی ہے، رکتی نہیں۔ حرکت و جمود سے مرکب اس کائنات میں ایک وقت ہی ایسی شئی ہے جس کو ثبات نہیں۔ البتہ اس کو لگام ڈال کر سنبھالا جا سکتا ہے اور اپنے مقاصد کے حصول کی راہ پر ڈالا جا سکتا ہے اور اس زندگی کی عمدہ سے عمدہ قیمت لگوائی جا سکتی ہے۔ اور یہ سب کچھ کیسے حاصل ہو کہ جب وقت کو ضائع کرنا سب سے سہل بن جائے؟

آئیے ذیل کے اوراق میں وقت کی قدر و قیمت اور زندگی میں اس کی اہمیت کو پڑھتے ہیں اور زندگی کے ہر میدان میں ایک نیا عزم اور وقت کی قدر و اہمیت کے زندہ احساس کو اپنے جیوؤں جگاتے ہیں۔ ان دبی چنگاریوں کو سلگا کر بادِ بہاری کے نئے اور تازہ جاں فزا جھونکے لیتے ہیں اور دل کے خوابیدہ جذبوں کو افسانوں کی دنیا سے نکال کر حقائق کے ساحلوں پر اتارتے ہیں۔ گزشتہ پر ندامت کرتے ہیں اور آئندہ کی حفاظت کرتے ہیں کہ بھلا اس سے بڑھ کر ندامت و خسران کیا ہوگا کہ ''ہمارا آج ہمارے گزشتہ کل کی طرح ہی گزر جائے''۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ

''فیا حسرتا لعمرٍ ضاع اکثرہ　　　فالویل ان کان باقیہ کما ضیہ''

''اس زندگی پر حسرت ہے جس کا اکثر ضائع کر بیٹھے ہیں مگر اس سے
بھی زیادہ نامرادی یہ ہے کہ ہمارا آج ہمارے کل کی طرح ہی ہو۔''

وقت کی اس تکون میں ہمارے پاس کیا ہے، کل خواب ہوگیا، آج بے ہوشی میں گزرا اور آئندہ ایک بھٹکے مسافر کی سیاہ رات میں گمشدہ منزل کی طرح ہے کہ نہ جانے ہاتھ آئے اور شاید نہ آئے۔ گزشتہ کل کی تلافی کرنے کے لئے کئیوں نے آج کی وسعت کو تنگ پایا، تنگدل ہوئے اور سارا زور آنے والے کل پر ڈال کر محنتوں اور امیدوں کی کشتی کو آئندہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کل کے بحرِ ناپیدا کنار میں ڈال دیا۔ مگر شاعر کی نگاہِ حقیقت کچھ اور دیکھ رہی ہے کہ

زمانہ کی یہ گردش جاودانہ حقیقت ایک باقی فسانہ
کسی نے دوش دیکھا ہے نہ فردا فقط امروز ہے تیرا زمانہ

(اقبال)

زندگی پیچھے نہیں لوٹتی، وقت نے ہم سے جو کچھ لوٹ لیا وہ ملنے والا نہیں، یہ وہ دروازہ ہے جس سے ایک دفعہ گزر گئے تو اس سے واپس جانا ممکن نہیں، اس تصویر کا فقط ایک رخ ہے، اس آئینہ سے فقط سامنے کا ہی منظر نظر آتا ہے، اس صحرائے ''کل'' میں جو قافلہ گم ہوگیا وہ منزل سے رہ گیا۔ پھر ہمارے ہاتھ میں کیا ہے؟ آئندہ کل پر دسترس نہیں، سوائے آج کے ہماری کوئی ''متاع'' نہیں۔ اس ''آج'' میں محنت کرنی ہے۔ گزشتہ کل میں جتنا نقصان ہوگیا اس کی تلافی اسی ''آج'' میں کرنی ہے۔ یہی محنت کا وہ ''صحیح اور بروقت'' رخ ہے جس کی رب تعالیٰ قدردانی فرماتے ہیں اور اس میں برکتیں ڈالتے ہیں۔ اسی آج کی محنت، آج کے وقت کی قدر و قیمت، اس کی اہمیت، اس کے ثمرات و نتائج اور اس میں اترنے والی برکات کو اس مختصر سے مضمون میں واضح کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

''اے دل گزشتہ کل پر رو نہیں، آج کے ملنے پر شکر کر، کل کے چکر میں نہ آ، کہ اس بھنور میں اکثر ڈوبے اور ایسے ڈوبے کہ پھر نہ ابھرے، اٹھ، سنبھل، کمر ہمت باندھ کہ وقت کا قافلہ رخت سفر باندھ چکا، کوچ کا نقارہ بج چکا ہے، پیچھے پلٹ کر مت دیکھ، جو کچھ ہاتھ میں ہے اس کو غنیمت سمجھ، اس کو اپنی سب سے قیمتی متاع سمجھ، اٹھ اور وقت کے قافلہ کے ساتھ چل نہیں تو یہ کاروانِ علم و عمل، یہ قافلہ زندگی تمہیں غبارِ راہ کی طرح چھوڑ جائے گا، اور آفات و حوادث کی ہوائیں اور ان کے طوفان بلاخیز تمہیں اٹھا کر حسرتوں اور نامرادیوں کی نہ جانے کن وادیوں میں جا پہنچیں گے، بیٹھ نہیں کہ رہ حیات تیرے آثار و نشانات کو مٹا دے گا۔

اٹھ، جواں ہو اور چل اس سے بیشتر کہ وقت کا منادی یہ صدا لگانا شروع کردے،

''خیرے کن اے فلاں و غنیمت شمار عمر زاں بیشتر کہ بانگ برآید فلاں نہ ماند''

(سعدیؔ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت کی حقیقت و ماہیت

اہل فکر و نظر کی آراء میں وقت کی تعریف اور اس کی حقیقت و ماہیت کا تعین مباحث کا ایک اہم میدان رہا ہے، اس کے ہر پہلو پر اس قدر روشنی ڈالی گئی کہ معلومات کا ایک خزانہ جمع ہوگیا اور اس بابت مختلف آراء اور وقت کی تعبیر و تشریح مختلف اسالیب میں پھلیتی چلی گئی اور یہ ارباب علم و دانش کسی ایک ایسی رائے پر متفق نہ ہوسکے جو سہل، واضح اور بے غبار حقیقت پر مبنی ہو۔ اس بحث نے اس قدر طول اور اختلاف پکڑا کہ بعض سرے سے وقت کے وجود کے ہی انکاری ہوگئے اور جو وجود کے قائل ہوئے ان میں سے کچھ اس کو جوہر اور کچھ عرض قرار دینے لگے۔

وقت کی ماہیت کے بارے میں دوسری معرکۃ الاراء بحث اس کے تغیر و سکون کی بابت رہی ہے کہ زمانہ غیر متحرک و غیر متغیر اور ثابت ہے یا متغیر و سیار؟ ایک طبقہ نے زمانہ کے تغیر کا انکار کر دیا اور ہماری تجرباتی زندگی کو حقیقت کا عکس یا اس کا مجازی روپ قرار دیا اور نفسِ حقیقت کو غیر متغیر قرار دیا اور تغیر کو زمانہ کے بہاؤ میں فقط انسان کے احساس کا تقاضا بتلایا۔ مشہور مسلمان فلسفی اور عالم دین امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی نظریہ تھا اسی نظریہ کو بعد میں ''یوڈیمس'' اور ''پارمینڈیز'' نے اختیار کیا۔

دوسرا طبقہ علماء و فلاسفہ کا وہ ہے جو زمانہ کو متحرک و متغیر مانتا ہے اور اس کے جامد و ساکن اور ثابت ہونے کا انکار کرتا ہے ان کے نزدیک وقت ایک دائمی حرکت کا نام ہے اس کی کوئی منزل نہیں یہ بس چلا جاتا ہے، رکتا نہیں۔ اس نظریہ کے سب سے بڑے داعی شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال ہیں۔

اس تفصیل کے بعد اب ذیل میں مختلف علماء کرام کی وقت کی حقیقت و ماہیت کی بابت آراء کو ذکر کرتے ہیں۔ مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

''وقت ماضی، حال اور مستقبل کے تین مختلف خانوں میں تقسیم ہے،
وقت مہلت عمل کا نام ہے ذاتی اعتبار سے نہ اس میں خیر ہے نہ شر،
اس کے خیر و شر ہونے کا تعین اس میں ادا کئے گئے عمل کے اعتبار سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔''

مشہور فرانسیسی فلسفی ادیب ''وولٹائر'' اپنی کتاب ''زیڈگ ...... تقدیر کا ایک بھید'' میں وقت کی حقیقت و ماہیت کو ایک دلچسپ سوال و جواب کی صورت میں بیان کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ ''میگی نے زیڈگ سے سوال کیا کہ'' دنیا کی چیزوں میں سے وہ کونسی چیز ہے جو سب سے طویل ہے مگر سب سے مختصر بھی، سب سے تیز رفتار بھی اور سست ترین بھی، سب سے زیادہ تقسیم ہو جانے والی بھی اور سب سے زیادہ کھینچی جانے والی بھی، سب سے زیادہ نظر انداز بھی کی جاتی ہے مگر سب سے زیادہ اسی کا افسوس بھی کیا جاتا ہے، ایسی چیز جس کے بغیر کچھ بھی نہیں کیا جاسکتا، جو معمولی چیزوں کو ختم کر دیتی ہے اور غیر معمولی چیزوں کو دوام بخشتی ہے؟''

زیڈگ نے بلاتردد جواب دیا ''وقت'' اور مزید یہ کہا،

''وقت سے زیادہ طویل کوئی چیز نہیں کیونکہ یہ ابدیت کا پیمانہ ہے، اس سے زیادہ مختصر کوئی چیز نہیں کیونکہ یہ ہمارے منصوبوں اور آرزوؤں و امنگوں کے لئے ہمیشہ مختصر اور ناکافی ثابت ہوتا ہے اور جو کسی امید و انتظار میں ہو اس کے لئے وقت سے زیادہ سست رفتار کوئی چیز نہیں، اور جو خوشی اور مسرت کے لمحات میں ہو اس کے لئے وقت سے زیادہ تیز رفتار کوئی شی نہیں۔ طول میں یہ ابدیت تک جا پہنچا ہے اور چھوٹا ہونے کی بات ہو تو ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصہ میں کیا بلکہ یہ کروڑوں، اربوں حصہ میں تقسیم ہو سکتا ہے، ہر شخص اس کو نظر انداز کرتا ہے اور سب ہی اس کے ضائع ہونے پر افسوس کرتے ہیں۔ وقت کے بغیر کچھ نہیں کیا جاسکتا، یہ ہر معمولی واقعہ کو اگلی نسل تک منتقل ہونے سے پہلے ہی طاقِ نسیان کے حوالے کر دیتا ہے اور ہر ایسے عمل کو لافانی بنا دیتا ہے جو واقعی عظیم ہو''

پروفیسر ایم ایم شریف اپنی کتاب ''زمان و مکان'' ص 23 پر وقت کی ماہیت کے پیچیدہ مسئلہ پر قلم اٹھاتے ہوئے لکھتے ہیں،

''ماہیت زمان ایک ایسا الجھا ہوا مسئلہ ہے جسے سلجھانے کے لئے ہر دور کے فلسفیوں نے کوشش کی ہے اور دورِ حاضر تک بحث و تمحیص کا یہ سلسلہ جاری ہے، عام خیال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مطابق وقت ایک دھارے کی مانند ہے جو لمحہ بہ لمحہ مستقبل کی طرف بڑھتا چلا جا رہا ہے اور واقعات اس دھارے میں ماضی کی سمت بہتے چلے جاتے ہیں، گویا اس خیال کی رو سے دھارے کا بہاؤ ایک رخ کو ہے اور اس کی رو واقعات کے تیرتے ہوئے شہتیروں کو مخالف سمت بہالے جا رہی ہے، یہ ایک بدیہی تناقض ہے۔ عوامی نظریہ زمان (و وقت) اس قسم کے تناقضات کا حامل ہے، جنہیں ہر زمانہ کے فلاسفہ دور کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔''

مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم ''غبار خاطر ص 322-323'' میں اپنے انداز میں وقت کی حقیقت و ماہیت پر روشنی ڈالتے ہوئے رقمطراز ہیں،

''عرب کے مشہور فلسفی ابوالعلاء معری نے زمانہ کا پورا پھیلاؤ تین دنوں کے اندر سمیٹ دیا تھا، کل جو گزر چکا، آج جو گزر رہا ہے، کل جو آنے والا ہے۔

ثلاثة ایام هی الدهر کله　　　وما هن الا الامس و الیوم و الغد

وما القمر الا واحدٌ غیر انه　　　یغیب ویأتی بالضیاءِ المجدد

(یہ سارے کا سارا زمانہ تین دن ہی تو ہے جو گزشتہ کل، آج کا دن اور آئندہ کل ہی تو ہیں اور چاند اگرچہ ایک ہی ہے مگر وہ غائب ہونے کے بعد اگلے دن نئی روشنی کے ساتھ طلوع ہوتا ہے)

لیکن تین زمانوں کی تقسیم میں نقص یہ تھا کہ جسے ہم ''حال'' کہتے ہیں، وہ فی الحقیقت ہے کہاں؟ یہاں وقت کا جو احساس بھی ہمیں میسر ہے وہ یا تو ''ماضی'' کی نوعیت رکھتا ہے یا مستقبل کی، اور انہی دونوں زمانوں کا ایک اضافی تسلسل ہے جسے ہم ''حال'' کے نام سے پکارنے لگتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ ''ماضی'' اور ''مستقبل'' کے علاوہ وقت کی ایک تیسری نوعیت بھی ہمارے سامنے آتی رہتی ہے لیکن وہ اس تیزی کے ساتھ آتی اور نکل جاتی ہے کہ ہم اسے پکڑ نہیں سکتے، ہم اس کا پیچھا کرتے ہیں، لیکن ادھر ہم نے پیچھا کرنے کا خیال کیا اور ادھر اس نے اپنی نوعیت بدل ڈالی، اب تو ہمارے سامنے ''ماضی'' ہے جو جا چکا ہے یا ''مستقبل'' ہے جو ابھی آیا ہی نہیں، لیکن خود ''حال'' کا کوئی نام و نشان دکھائی نہیں دیتا، جس وقت کا ہم نے پیچھا کرنا چاہا تھا وہ ''حال'' تھا اور جو ہماری پکڑ میں آیا ہے وہ ''ماضی'' ہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاید یہی وجہ ہے کہ "ابو طالب کلیم" کو انسانی زندگی کی پوری مدت دو دن سے زیادہ نظر نہیں آتی،

بدنامئ حیات دو روزے نبود بیش واہ ہم کلیم باتو چگویم چساں گذشت
یک روز صرف بستن دل شد بہ ایں وآں روزے دگر بکندن دل زین وآں گزشت

(حیات مستعار کی بدنامی دو دن سے زیادہ کی نہیں، اے کلیم! ہم تمہیں کیسے بتلائیں کہ وہ دو دن کیسے گزرے۔ ان میں سے ایک دن تو دل کو ادھر ادھر کی باتوں میں لگانے میں ہی خرچ ہو گیا اور دوسرا دن دل کو ادھر سے اکھاڑنے میں لگ گیا)

ایک عرب شاعر نے یہی مطلب زیادہ ایجاز و بلاغت کے ساتھ ادا کیا ہے۔

وَمَتّٰی یساعدنا الوصال و دھرنا یومانِ، یوم نوی ویوم صدودٌ

(محبوب کا وصال ہمارا کیسے مددگار ثابت ہو جبکہ ہماری حیات دو روزہ ہے، ایک دن محبوب کی جدائی میں بیت گیا اور دوسرا اس کی بے رخی کی نذر ہو گیا)

اور اگر حقیقت حال کو ذرا اور نزدیک ہو کر دیکھئے تو واقعہ یہ ہے کہ انسانی زندگی کی پوری مدت ایک صبح شام سے زیادہ کی نہیں ہے، صبح آنکھیں کھلیں، دوپہر امید و بیم میں گزری، رات آئی تو پھر آنکھیں بند تھیں۔

﴿لَمْ يَلْبَثُوٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا﴾ (النازعات: ۴۶)

"وہ (دنیا میں) صرف ایک شام یا صبح رہے تھے۔"

وقت کی حقیقت و ماہیت کے بارے میں ڈاکٹر اقبال مرحوم اس نظریہ کے داعی ہیں کہ یہ ایک دائمی حرکت کا نام ہے جو کسی منزل پر نہیں رُکتا۔ سفر اس کے لیے برگ و ساز اور حقیقت کی حیثیت رکھتا ہے۔ زمانہ کی اس حقیقت کو کہ، وقت کا قافلہ فقط تڑپنے، پھڑکنے اور حرکت میں رہنے کا نام ہے اور اسی میں اس کی راحت ہے، انہوں نے اپنے اشعار میں جابجا واضح کیا ہے اور وقت کی اس حقیقت سے نقاب اٹھایا ہے۔ ان کی مشہورِ زمانہ کتاب،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ساقی نامہ'' کے یہ چند اشعار اس حقیقت کی غمازی کرتے ہیں اور وقت کی حقیقت و ماہیّت کے بارے میں ڈاکٹر صاحب مرحوم کے مخصوص نظریہ کو آشکارا کرتے ہیں:

فریبِ نظر ہے سکون و ثبات
تڑپتا ہے ہر ذرّہ کائنات
ٹھہرتا نہیں کاروانِ وجود
ہر لحظہ ہے تازہ شانِ وجود
سمجھتا ہے تو راز ہے زندگی
فقط ذوقِ پرواز ہے زندگی
بہت اس نے دیکھے ہیں پست و بلند
سفر اس کو منزل سے بڑھ کر پسند
الجھ کر سلجھنے میں لذت اسے
تڑپنے پھڑکنے میں راحت اسے
سفر زندگی کے برگ و ساز
سفر ہے حقیقت، حضر ہے مجاز
بڑی تیز جولاں، بڑی زود رس
ازل سے ابد دم یک نفس
زمانہ کہ زنجیر ایام ہے
دموں کے الٹ پھیر کا نام ہے

ڈاکٹر صاحب مرحوم کے نزدیک وقت تمام اشیاء کی جان ہے، نئی اور انوکھی اشیاء کی تخلیق اسی سے ہوتی ہے زندگی کی ساری جدوجہد کا مدار وقت کی اس آزاد تخلیقی حرکت پر ہے۔

☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت کی قدر و قیمت اور زندگی میں اس کی اہمیت

علماء کرام نے وقت کی قدر و قیمت پر بہت کچھ لکھا ہے، اگر ان کی تحریروں کے شہ پاروں کو ہی جمع کیا جائے تو ایک مستقل کتاب وجود میں آ جائے، اور یہ موضوع اس بات کا مستحق بھی ہے کہ اس پر مستقل لکھا جائے، ذیل میں ان اکابر کی گوہر بار تحریروں کے چند موتیوں کو چن کر ایک مالا پرونے کی کوشش کی گئی ہے جس میں ان نگینوں کو اپنی سی کوشش کے ساتھ ان اوراق کے آبگینوں میں جڑ کر اس کتاب کو مرصع کیا گیا ہے، ملاحظہ کیجئے!

حضرت مولانا سبحان محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

''وقت'' انسان کی زندگی کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت بھی، جس کی قدر ناشناسی اور ناشکری، غفلت کی وجہ سے آج امت میں عام ہے۔''

حضرت مولانا حبیب اللہ مختار صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت سمجھو، ''زندگی کو مرنے سے پہلے اور صحت کو بیماری سے پہلے اور فراغت کو مشغولیت سے پہلے اور جوانی کو بڑھاپے سے پہلے اور مالداری کو فقر سے پہلے۔''

دین اسلام نے انسان کو یہ بتلایا ہے کہ اس کا ہر ہر چیز پر حساب ہوگا، اس سے ہر چیز کے بارے میں باز پرس ہوگی اور اسے اپنے ہر ہر قول و فعل کا حساب دینا ہوگا، کراماً کاتبین اس کے قول و فعل کو لکھ رہے ہیں اور قیامت کے دن اس کے اعمال نامے کو ''علی رؤوس الاشہاد'' پیش کیا جائے گا، ایسا نہ ہو کہ آج خواب غفلت میں پڑے رہو اور کل قیامت کے دن یہ کہو کہ ہمیں خبر نہ تھی، ہمیں علم نہ تھا، دیکھو وقت بڑی قیمتی دولت ہے اس سے جو فائدہ اٹھا سکتے ہو اٹھا لو، آج فراغت ہے، کل اپنے ساتھ بے شمار مشغولیتیں لائے گی، آج صحت ہے کل نہ معلوم کس بیماری کا شکار ہو جاؤ، آج زندہ ہو کل منوں مٹی تلے مدفون ہو گے، آج صحت مند نوجوان ہو کل نہ معلوم کہ ملنے کے بھی قابل رہو یا نہ رہو، آج صاحب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیثیت ہو کل نہ معلوم کس حال میں ہو جاؤ اس لئے جو کرنا ہے کرلو، جو کمانا ہے کمالو، جو فائدہ اٹھانا ہے اٹھالو ورنہ

﴿الوقت کالسیف ان لم تقطعه لقطعک﴾

''وقت دو دھاری تلوار ہے اگر تم نے اسے نہ کاٹا تو وہ تمہیں کاٹ ڈالے گی۔''

عقلمندی کا تقاضا ہے کہ وقت کی قدر کرو۔ نبی کریم ﷺ نے امت مسلمہ کو پہلے ہی فرمادیا تھا کہ

﴿نعمتان مغبون فیهما کثیر من الناس الصّحة و الفراغةُ﴾

''صحت اور فراغت دو ایسی عظیم نعمتیں ہیں جن کے سلسلے میں بے شمار لوگ خسارے میں رہتے ہیں۔''

اس لئے بعد میں پچھتانے سے یہ بہتر ہے کہ انسان آج وقت کی قدر کرلے۔

خوفِ خدا رکھنے والے اور وقت کی قدر جاننے والے وقت ضائع نہیں کرتے انہیں ہر وقت دنیاوی زندگی سے فائدہ اٹھانے اور آخرت بنانے کی فکر دامن گیر رہتی ہے۔ وہ آوارگی، بدکاری، وقت کے ضیاع، لہو ولعب اور کھیل کود میں مشغول نہیں رہتے بلکہ دنیا و آخرت کے فوائد حاصل کرنے میں مگن رہتے ہیں۔ وہ دنیاوی مختصر زندگی کو آخرت کے محاسبہ کے ڈر سے ہر قسم کے فضول کام سے بچاتے ہیں اور وہ ایسا کیوں نہ کریں کہ نبی کریم ﷺ نے انسان کے حسن اسلام کی یہ علامت بتائی ہے کہ وہ لایعنی اور بے کار کاموں کو ترک کردے۔ اس لئے شریعت میں غفلت سے پناہ مانگنے کی تعلیم دی گئی ہے تاکہ انسان اپنے آپ کو اور وقت کی قدر کو پہچانے''

حضرت مولانا نظام الدین صاحب شامزئی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

''وقت کی قدر و قیمت پہچاننا اور اس کو کام میں لاکر قیمتی بنانا انسان کا وہ مسئلہ ہے جس کا احساس اور اس کی اہمیت کا اندازہ ہر ایک کو ہے لیکن اس بیش بہا خزانے کو صحیح استعمال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر کے اپنے آپ کو بھی قیمتی بنانے کے سلسلے میں ہم میں سے اکثر لوگ غفلت میں ہیں۔ دنیا میں جن لوگوں نے ذاتی یا قومی لحاظ سے وقت کی قدر و قیمت کو جانا اور اس کا صحیح اور بروقت استعمال کیا، چاہے وہ خیر کے لئے ہو یا شر کے لئے، وہ اپنے ارادوں اور عزائم میں کامیاب ہوئے۔

آج دنیا والے جن لوگوں کی تصانیف و تجربات سے فائدہ اٹھا کر دین و دنیا کے فوائد حاصل کر رہے ہیں، یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے وقت کی قدر و قیمت کو جانا اور اس سے فائدہ اٹھا کر اپنے آپ کو بھی قیمتی بنایا، اس لئے آج ہم ان کے علوم و تجربات کے خوشہ چین ہیں اور انہیں خراج عقیدت پیش کرنے پر اپنے آپ کو مجبور پاتے ہیں۔

علم و کمال کسبی چیزیں ہیں یہ کسی قوم یا فرد کی میراث نہیں جو لوگ بھی وقت کی قدر و قیمت جان کر محنت کرتے ہیں اور تقویٰ کی زندگی اختیار کرتے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں ضرور نوازتے ہیں۔"

ڈاکٹر محمد عادل خان صاحب وقت کی قدر و قیمت بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ

"تاریخ میں ہمیشہ نامور قوموں نے وقت کی قدر کو اپنا نصب العین قرار دیا ہے، خاص طور پر مسلمان قوم جو ایک درخشاں تاریخ رکھتی ہے اور جس کے جاہ و جلال اور عظمت و سطوت کے پرچم صدیوں سربلند رہے ہیں، وقت کی قدر ان کے مذہبی فرائض میں داخل ہے اور قدر دانی وقت ان کی تاریخی خصوصیت رہی ہے۔

مسلمان قوم صدیوں تک دنیا پر چھائی رہی، علم و حکمت میں بڑھتی اور اقوام عالم کے سامنے ترقیوں کے منازل طے کرتی رہی، ان کی علم و دانش کی درسگاہیں تو وقت کی اہمیت کی پابند تھیں ہی، تاہم عیش فراواں اور وسعتِ حکومت رکھنے والے بادشاہوں کے درباروں میں بھی یہ سبق سکھایا جاتا تھا کہ جو کام فائدہ سے خالی ہو اس میں اپنا وقت ضائع نہ کیا جائے۔"

صاحب طرز ادیب، مفکر اسلام مولانا محمد اسلم شیخوپوری صاحب وقت کی قدر و قیمت کو ایک منفرد انداز میں بیان کرتے ہیں، وہ لکھتے ہیں!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی عربی شاعر کا شعر ہے،

والوقت انفس ما عُنیت بحفظِهِ   وأراهُ أسهلَ ما علیک یضیعُ

''یعنی وقت ایک نفیس ترین (قیمتی ترین) شئی ہے جس کی حفاظت کا تمہیں مکلّف بنایا گیا ہے جبکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہی چیز تمہارے پاس سب سے زیادہ آسانی سے ضائع ہورہی ہے''

وقت اللہ جل شانہ کی ایک ایسی عام نعمت ہے جو امیر وغریب، عالم و جاہل اور چھوٹے بڑے سب کو یکساں ملی ہے، وقت کی مثال کڑکڑاتی دھوپ میں رکھی ہوئی برف کی اس سل سے دی گئی ہے جس سے اگر فائدہ اٹھایا گیا تو فبہا وگرنہ وہ تو بہرحال پگھل ہی جاتی ہے۔ اس وقت مسلم معاشرہ مجموعی طور پر ضیاعِ وقت کی آفت کا شکار ہے، یورپی معاشرہ اپنی تمام تر خامیوں کے باوجود وقت کا قدر دان ہے اور زندگی کو ایک نظام کے تحت گزارنے کا پابند ہے۔ علم وفن اور سائنس اور ٹیکنالوجی میں ان کی ترقیوں کا ایک بڑا سبب یہی ہے۔ جو قومیں وقت کی قدر کرنا جانتی ہیں وہ صحراؤں کو گلشن میں تبدیل کرسکتی ہیں، وہ فضاؤں پر قبضہ کرسکتی ہیں، وہ عناصر کو مسخر کرسکتی ہیں، وہ پہاڑوں کے جگر پاش پاش کرسکتی ہیں، وہ ستاروں پر کمندیں ڈال سکتی ہیں، وہ زمانہ کی زمامِ قیادت سنبھال سکتی ہیں۔ لیکن جو قومیں وقت کو ضائع کردیتی ہیں، وقت انہیں ضائع کردیتا ہے، ایسی قومیں غلامی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔ وہ دین اور دنیا دونوں اعتبار سے خسارے میں رہتی ہیں۔ وقت کا ضیاع ان کے ہاتھوں میں کشکول گدائی تھما دیتا ہے۔ اگر فضول کاموں سے ہم روزانہ ایک گھنٹہ بچاتے تو کسی بھی سائنس کو اپنے قابوں میں لاسکتے تھے، اگر روزانہ ایک گھنٹہ حصول علم کے لئے وقف کرلیتے تو دس سال میں ایک حد تک باخبر عالم بن سکتے تھے، اگر روزانہ ایک کتاب کے دس صفحات کا مطالعہ کرتے، تو سال بھر میں ساڑھے سات ہزار صفحات پڑھ سکتے تھے، لیکن ہم نے وقت کی قدر نہ کی، ہم نے ناخلف اولادوں کی طرح اس بیش بہا دولت کو اندھا دھند لٹا دیا، چنانچہ اسے لٹاتے لٹاتے ہم خود لٹ گئے، ہماری صحت لٹ گئی، ہماری زندگی لٹ گئی، لمحات کی قدر نہ کرنے سے منٹوں کا، منٹوں کی قدر نہ کرنے سے گھنٹوں کا، گھنٹوں کی قدر نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کی وجہ سے دنوں کا، دنوں کی قدر نہ کرنے کی وجہ سے ہفتوں کا، ہفتوں کی قدر نہ کرنے کی وجہ سے مہینوں کا اور مہینوں کی قدر نہ کرنے کی وجہ سے سالوں کا ضائع کرنا ہمارے لئے آسان ہوگیا ہے۔ ہم قہوہ خانوں، سینما ہالوں، نجی مجلسوں اور رقص و سرود کی محفلوں میں وقت ضائع کرتے ہیں، ہمارا کتنا ہی قیمتی وقت نکتہ چینی، غیبت، بہتان طرازی اور بے تحاشا سونے میں ضائع ہو جاتا ہے، اخلاق میں، علوم وفنون میں، ٹیکنالوجی میں، سائنس میں، معاشیات اور تسخیرات و ایجادات میں ہم اقوام عالم سے پیچھے رہ گئے ہیں۔ ہماری اسی پستی وادبار کی ایک بہت بڑی وجہ وقت کا ضیاع اور اس کا غلط استعمال ہے''

آخر میں ''متاعِ وقت'' سے مولانا رحمت اللہ صاحب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب ''مخزنِ اخلاق'' سے وقت کی قدر و قیمت کی بابت ایک قیمتی تحریر عبارت میں معمولی ترمیم کے ساتھ نقل کی جاتی ہے، مولانا مرحوم فرماتے ہیں،

''صوفیائے کرام فرماتے ہیں، ''الوقت سیف قاطع'' (وقت ایک کاٹنے والی تلوار ہے) حکماء کا قول ہے کہ زمانہ سیّال ہے، اسے کسی آن سکون نہیں، خدا ڈراتا ہے کہ ''تم کہیں رہو موت تمہیں نہیں چھوڑے گی، وہ یہ بھی فرماتا ہے کہ ہر کام کا ایک وقت ہے لیکن انسان موت کا وقت نہیں جانتا، انبیاء کرام بھی نصیحت کرتے ہیں کہ وقت کے بارے میں ہوشیار رہو، وقت کو برباد نہ کرو، وقت کو غیر مفید باتوں میں صرف نہ کرو، گھڑی گھڑی لحظہ لحظہ کا تمہیں حساب دینا پڑے گا، تاریخ بھی ہمیں یہی سبق دیتی ہے، صدیوں کا تجربہ بھی ہمیں یہی سکھاتا ہے کہ دنیا میں جس قدر کامیاب و کامران ہستیاں گزر چکی ہیں، ان کی کامیابی و ناموری کا راز صرف وقت کی قدر اور اس کا صحیح استعمال تھا، وقت ایک ایسی زمین ہے کہ اگر اس میں سعی کامل کی جائے تو یہ پھل دیتی ہے، بیکار چھوڑ دی جائے تو خار دار جھاڑیاں اگاتی ہے۔

وقت گزرتے ہوئے واقعات کا ایک دریا ہے، اس کا بہاؤ تیز اور زبردست ہے، جونہی کوئی چیز اس کی زد میں آتی ہے اس کی لہریں اسے اپنے ساتھ بہا لے جاتی ہیں، پھر اور کوئی شئی اس کی جگہ لے لیتی ہے لیکن وہ بھی اسی طرح بہہ جاتی ہے، خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے صدیاں ریت کے ذروں کی طرح گرتی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نگہدار فرصت کہ عالم دمے است دمے پیش عالم بہ از عالمے است

ایک مشہور مثال ہے، ''الوقت من ذهب''یعنی وقت بھی ایک سونا ہے، لیکن یہ صرف ان لوگوں کے لئے صحیح ہے جو موجودات کی قدر و قیمت محض قیاس وتصور کے ذریعہ ہی سے کر سکتے ہیں لیکن جو لوگ پاکیزہ خیالات ونظریات اور اچھے افکار کے حامل ہوتے ہیں ان کے ہاں تو وقت بہت گراں ہے، ان کے نزدیک وقت کا مقام بہت بلند اور ارفع ہے، وہ کہتے ہیں کہ ''الوقت هو الحياة''یعنی وقت ہی زندگی ہے، انسان کو سوچنا چاہئے کہ اس دنیا میں اس کی زندگی ہی کیا ہے؟ اس کی زندگی پیدائش اور موت کے درمیان معمولی سا غیر یقینی اور بے اندازہ وقفہ ہی تو ہے، سونا تو آنے جانے والی چیز ہے وہ اگر ہاتھ سے نکل جائے تو دوبارہ بھی حاصل ہوسکتا ہے اور پہلے سے کئی گنا زیادہ بھی ہوسکتا ہے لیکن جو وقت کہ گزر چکا ہے اور جو زمانہ کہ چلا گیا ہے وہ کسی صورت میں اور کسی قیمت پر بھی واپس نہیں آسکتا، ذرا انصاف سے سوچئے کہ کیا وقت ''سونے'' سے زیادہ قیمتی نہیں؟ کیا وقت ''الماس'' سے زیادہ مہنگا نہیں؟ اور کیا وقت ہر چیز سے زیادہ گراں نہیں؟

وقت ہمارے پاس اس طرح آتا ہے جیسے کوئی دوست بھیس بدل کر آتا ہے اور چپ چاپ بیش قیمتی تحفہ جات اپنے ساتھ لاتا ہے لیکن اگر ہم ان سے فائدہ نہیں اٹھاتے تو وہ اپنے تحائف سمیت چپکے سے واپس چلا جاتا ہے اور پھر کبھی واپس نہیں آتا، ہر صبح کو ہمارے لئے نئی نئی نعمتیں آتی ہیں، لیکن وقت ضائع کرتے کرتے ان نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیت رفتہ رفتہ ختم ہو جاتی ہے، کھوئی ہوئی دولت، محنت اور کفایت شعاری سے پھر حاصل ہوسکتی ہے، کھویا ہوا علم مطالعہ سے مل سکتا ہے، کھوئی ہوئی تندرستی دواء سے واپس آسکتی ہے لیکن کھویا ہوا وقت کوششوں سے بھی دوبارہ حاصل نہیں ہوسکتا...... بعد میں انسان کو یہ پرانا سبق حاصل ہوتا ہے کہ ''پن چکی'' اس پانی سے نہیں چل سکتی جو بہہ گیا ہو۔

''من نمی گویم زیاں کن یا بفکر سود باش اے زفرصت بے خبر در ہر چہ باشی زود باش

وقت گزر جانے پر افسوس بے نتیجہ ہے، پھر پچھتائے کیا ہوت، جب چڑیاں چگ گئیں کھیت، موت پر اتنا افسوس نہیں ہوتا جتنا کہ وقت کے فوت ہونے پر، دوزخی یہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہیں گے، ''اے خدا! تو ہمیں ایک بار پھر دنیا میں بھیج دے''۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے ''کوئی دن ایسا نہیں جب وہ طلوع ہوتا ہے مگر یہ کہ وہ پکار پکار کر کہتا ہے کہ ''اے انسان! میں ایک نو پید مخلوق ہوں، میں تیرے عمل پر شاہد ہوں، مجھ سے کچھ حاصل کرنا ہے تو کر لے، میں تو اب قیامت تک لوٹ کر نہیں آؤں گا۔'' نیز آپ ﷺ نے فرمایا، ''مومن کے لئے دو خوف ہیں، ایک عاجل، جو گزر چکا ہے، معلوم نہیں خدا اس کا کیا کرے گا، اور ایک آجل جو ابھی باقی ہے، معلوم نہیں اللہ اس میں کیا فیصلہ صادر فرمائے، تو انسان کو چاہئے کہ اپنی طاقت سے اپنے نفس کے لئے دنیا سے آخرت کے لئے، جوانی سے بڑھاپے کے لئے اور زندگی سے قبل از موت کچھ نفع حاصل کرے۔''

در زندگی بکوش ہمیں دم غنیمت است
زیرا کہ روز رگ بکس آشکارا نیست

وقت کو رائیگاں کھونے والے کہہ دیا کرتے ہیں،

ذکر خدا و کارِ جہاں، یادِ رفتگاں
دو دن کے اس قیام میں کیا کرے کوئی

لیکن انہیں یاد رہے کہ وقت سے کام لینے والے اس تھوڑی سی زندگی میں موجد بن گئے، فلاسفر بن گئے، بزرگان دین اور اولیاء بن گئے، دین و دنیا کے مالک بن گئے، اس کے برخلاف جتنے ننگے، بھوکے اور فاقہ کش تم دنیا میں دیکھ رہے ہو، یہ سب وہی لوگ ہیں جنہوں نے بچپن میں اپنا وقت رائیگاں کھویا ہے، اس کی ایک بنیادی ٹیڑھی اینٹ نے ان کی تمام زندگی کی عمارت ٹیڑھی کر دی، بیکار کھویا ہوا ایک لمحہ زندگی کے ننھے سے پودے کی کئی شاخوں کو کاٹ ڈالتا ہے۔ فضول کاموں سے ایک گھنٹہ روزانہ بچا کر معمولی آدمی بھی کسی سائنس کو پوری طرح اپنے قابو میں رکھ سکتا ہے، دن میں ایک گھنٹہ ہر روز خرچ کر کے جاہل سے جاہل انسان بھی دس سال میں ایک درجے کا باخبر عالم بن سکتا ہے۔ ایک گھنٹہ میں معمولی صلاحیت کا ایک بچہ خوب اچھی طرح سمجھ کر ایک کتاب کے بڑے بیس صفحے اور اس حساب سے سال بھر میں سات ہزار صفحے پڑھ سکتا ہے، غرض روزانہ ایک گھنٹہ کی بدولت ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیوانی زندگی، کار آمد اور مسرت بھری انسانی زندگی میں تبدیل ہوسکتی ہے۔

ایک اور دھوکہ ہے جو انسان کو وقت ضائع کرنے پر ندامت اور افسوس سے بچاتا ہے اور وہ لفظ ''کل'' ہے، کہا گیا ہے کہ انسان کی زبان میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جو ''کل'' کے لفظ کی طرح اتنے گناہوں، اتنی غفلتوں، اتنی بے پرواہیوں اور اتنی برباد ہونیوالی زندگیوں کے لئے جوابدہ ہو کیونکہ اس کی آنیوالی ''کل'' یعنی فردا آتی نہیں بلکہ وہ فردائے قیامت...... یا گزری ہوئی ''کل'' یعنی دیروز بن جاتی ہے، اور پچھلی ''کل'' کو ہم کبھی واپس نہیں لا سکتے اور فردائے قیامت نہایت ہی دور ہوتی ہے، ان دونوں قسم کی ''کل'' کو ہم ''آج'' میں مستغرق نہیں کر سکتے، وقت جب ایک دفعہ مر گیا تو اس کو پڑا رہنے دو، اب اس کے ساتھ اور کچھ نہیں ہو سکتا سوائے اس کے کہ اس کی قبر پر آنسو بہائے جائیں، انسان کو ''آج'' کی طرف لوٹ آنا چاہئے مگر لوگ اس کی طرف لوٹتے نہیں ہیں اور عملاً فردا کو کبھی امروز بناتے نہیں ہیں،

ہر شبے گویم کہ فردا ترکِ ایں سودا کنم
باز چوں فردا شود امروز را فردا کنم

ایک ہندی شاعر کا بے نظیر مقولہ ہے

کل کرے سو آج کر، آج کرے سو اب
پل میں پرے ہوئے گی، پھر کرے گا کب

داناؤں کے رجسٹر میں ''کل'' کا لفظ کہیں نہیں ملتا...... یہ تو محض بچوں کا بہلاوا ہے کہ فلاں کھلونا تم کو کل دیا جائے گا، یہ ایسے لوگوں کے استعمال میں آنیوالی چیز ہے جو صبح سے شام تک خیالی پلاؤ پکاتے رہتے ہیں اور شام سے صبح تک خواب دیکھتے رہتے ہیں، کامیابی کی شاہراہ پر بے شمار اپاہج سسکتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ ہم نے اپنی تمام عمر ''کل'' کے تعاقب میں کھو دی...... حیف ہے ان بدنصیب انسانوں پر جن کی تجاویز صرف اس ''کل'' کے لفظ نے پوری نہ ہونے دیں، لفظ ''کل'' نالائق کاہلوں کی جائے پناہ ہے۔

لندن افریقن ایسوسی ایشن نے سیاح لیڈر ''یارڈ'' کو افریقہ بھیجنے کی تجویز پیش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی، اس سے دریافت کیا گیا کہ تم کب تک جانے کے لئے تیار ہو سکتے ہو، اس نے جواب دیا، ''کل صبح تک'' پھر ''جان جورس'' سے پوچھا گیا کہ ''تم کب تک جہاز پر پہنچ سکتے ہو؟'' اس نے جواب دیا، ''ابھی'' چنانچہ اس کو بھیجا گیا جو بعد میں ''ارل سینٹ وئیسنٹ'' بن گیا اور ''یارڈ'' ''کل'' کی وجہ سے محروم رہ گیا۔

یک لحظہ غافل بودم وصد سالہ راہم دور شد ماندم کہ خار از پا کشم محمل نہاں شد از نظر

جو کام وقت پر آسانی سے کیا جا سکتا ہے وہ ہفتوں اور مہینوں تک پڑا رہنے سے وبال جان معلوم ہونے لگتا ہے کہ غفلت ہر روز ناطاقتی بڑھاتی رہتی ہے، مثل مشہور ہے کہ ''وقت پر ایک ٹانکا سو ٹانکوں سے بچالیتا ہے'' خطوط کا جواب جس آسانی سے ان کے آنے پر دیا جا سکتا ہے ویسا کبھی نہیں دیا جا سکتا، ملتوی کرنے کا معنی اکثر ترک کرنے کے ہوتے ہیں اور کرنے کو ''ہوں'' کرنے کا مطلب نہ کرنا ہوتا ہے۔

نپولین اس اعلیٰ موقع پر جو ہر لڑائی میں رونما ہوتا ہے بہت زور دیا کرتا اور اس سے فائدہ اٹھا کر میدان مار لیا کرتا تھا، وہ کہا کرتا تھا کہ اہل اسٹریا کو اس نے اسی طرح فتح کیا کہ انہیں پانچ منٹ کی قدر و قیمت معلوم نہ تھی، جن چھوٹی باتوں سے خود نپولین کو ''واٹرلو'' کے میدان میں شکست ہوئی ان میں سب سے نمایاں بات یہ تھی کہ اس مہلک صبح کو نپولین اور اس کے جرنیل ''کروگی'' نے چند بیش قیمت لمحات ضائع کر دیئے تھے۔ ''بلوشر'' میدان جنگ میں وقت پر پہنچ گیا اور ''کروگی'' وقت سے چند منٹ بعد پہنچا، یہی چند لمحات نپولین کو ''سینٹ ہلینا'' میں بھیجنے والے اور کروڑ ہا انسانوں کی قسمت میں دن رات کی تبدیلی پیدا کرنے والے ثابت ہوئے۔

''فرینکلن'' نہایت محنتی، ان تھک کام کرنے والا، اوقات کا بے حد پابند تھا، وہ زندگی کا ایک منٹ بھی ضائع نہیں کرتا تھا۔ کھانے اور سونے کے لئے کم سے کم وقت جو دیا جا سکتا تھا، دیتا تھا۔ جب وہ بچہ تھا تو ایک مرتبہ اپنے والد کو دیر تک کھانے کی میز پر بیٹھے ہوئے دیکھا کہ وہ ہر ایک پیالے پر خدا سے برکت کی دعا مانگ رہا تھا، فرینکلن نے گھبرا کر اپنے والد سے پوچھا کہ ''آپ برکت کی یہ دعا تمام پیالوں پر ایک ہی دم ہمیشہ کے لئے نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مانگ سکتے، اس طرح بہت سا وقت بچ جائے گا'' اس نے اپنی سب سے اچھی تصانیف جہاز میں سفر کرتے ہوئے لکھی ہیں۔

''واشنگٹن'' کے سیکرٹری نے ایک مرتبہ چند منٹ دیر سے آنے کا یہ عذر پیش کیا کہ اس کی گھڑی پیچھے تھی، واشنگٹن نے اس سے کہا، ''یا تم اپنی گھڑی بدل دو ورنہ مجھے اپنا سیکرٹری بدلنا پڑے گا''

''مارکس کیٹو'' نے اپنے نوکروں کو حکم دے رکھا تھا کہ یا تو کچھ کام کرتے رہا کریں یا سو جایا کریں، وہ جاگنے والے بیکاروں پر سونے والوں کو ترجیح دیا کرتا تھا۔

''سر والٹر سکاٹ'' سے ایک شخص نے نصیحت چاہی، اس نے کہا، ''ہوشیار رہو اپنے دل میں کوئی ایسی رغبت نہ پیدا ہونے دو جو تمہیں وقت رائیگاں کرنے والا بنا دے جو کرنا ہے اسے فی الفور کرو، کام کے بعد آرام کی خواہش دل میں نہ آنے دو۔''

''فیثا غورث'' سے پوچھا گیا کہ، ''وقت کیا ہے؟'' اس نے جواب دیا کہ، ''وقت اس دنیا کی روح ہے''

سچ یہ ہے کہ وقت ضائع کرنا ایک طرح کی خودکشی ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ خودکشی ہمیشہ کے لئے زندگی سے محروم کر دیتی ہے اور تضییع اوقات ایک محدود زمانے تک زندہ کو مردہ بنا دیتی ہے، یہی منٹ، گھنٹے اور دن جو غفلت اور بیکاری میں گزر جاتے ہیں، اگر انسان حساب کرے تو انکی مجموعی تعداد مہینوں بلکہ برسوں تک پہنچتی ہے، اگر کسی سے کہا جائے کہ آپ کی عمر سے پانچ یا دس سال کم کر دیئے گئے تو یقیناً اس کو سخت صدمہ ہوگا، لیکن وہ معطل بیٹھا ہوا خود اپنی عمر عزیز کو برباد کر رہا ہے مگر اس کے زوال پر اسے کوئی افسوس نہیں ہوتا اور دائمی سوز و گداز میں مبتلا رہتا ہے۔

عمر عزیز قابل سوز و گداز نیست

ایں رشتہ رامسوز کہ چندیں دراز نیست

اگرچہ وقت کا بیکار کھونا عمر کا کم کرنا ہے لیکن اگر یہی ایک نقصان ہوتا تو چنداں غم نہ تھا، بہت بڑا نقصان اور خسارا جو بے کاری اور تضییع اوقات سے ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ بیکار آدمی کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیالات ناپاک اور زبوں ہو جاتے ہیں اور وہ طرح طرح کے جسمانی اور روحانی عوارض میں مبتلا ہو جاتا ہے، حرص وطمع ، ظلم وستم ، قمار بازی، زنا کاری اور شراب نوشی عموماً وہی لوگ کرتے ہیں جو معطل اور بے کار رہتے ہیں، جب تک انسان کی طبیعت اور دل و دماغ کسی نیک اور مفید کام میں مشغول نہ ہوگا اس کا میلان ضرور بدی اور معصیت کی طرف رہے گا، پس انسان اس وقت صحیح انسان بن سکتا ہے جب وہ اپنے وقت پر نگران رہے، ایک لمحہ بھی فضول نہ کھوئے ، ہر کام کے لئے ایک وقت اور ہر وقت کے لئے ایک کام مقرر کر دے

آنکہ مصرف میکند پیدا برائے سیم و زر
کاش نقدِ وقت را مصرفے پیدا کند

اگر آپ غور کریں گے تو نوے فیصد لوگ صحیح طور پر یہ نہیں جانتے کہ وہ اپنے وقت کا زیادہ حصہ کہاں اور کیوں صرف کرتے ہیں، جو شخص دونوں ہاتھ اپنی جیبوں میں ڈالے وقت ضائع کرتا ہے، وہ بہت جلد اپنے دونوں ہاتھ دوسروں کی جیب میں ڈالے گا۔

آپ مسرور ہوں یا مغموم تکلیف اور تردد سے بچنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ آپ کا کبھی فارغ وقت نہیں ہونا چاہئے، سستی نسوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح لوہے کو زنگ! زندہ آدمی کے لئے بیکاری زندہ درگور ہونا ہے، وقت روئی کے گالوں کی مانند ہے، عقل وحکمت کے چرخہ میں کات کر اس کے قیمتی پارچہ جات اگر بنائے گئے تو کام میں آ جائیں گے، ورنہ جہالت کی آندھیاں اسے اڑا کر کہیں کا کہیں پھینک دیں گیں......'' وقت خام مسالے کی مانند ہے جس سے آپ جو کچھ چاہیں بنا سکتے ہیں، گزشتہ زمانے پر افسوس اور حسرت نہیں کرنی چاہئے کہ یہ بے سود ہے، آئندہ زمانے کے خواب نہیں دیکھنے چاہیں کہ یہ موہوم ہیں، وقت کو پیچھے سے نہیں پکڑنا چاہئے کہ ہاتھ نہیں آئیگا بلکہ آگے سے روک کر اس کو قابو میں لانا چاہئے۔

الغرض وقت وہ سرمایہ ہے جو قدرت کی طرف سے ہر شخص کو یکساں عطا ہوا ہے جو لوگ اس سرمائے کو معقول طور سے اور مناسب موقع پر کام میں لاتے ہیں، جسمانی راحت اور روحانی مسرت ان ہی کو نصیب ہوتی ہے۔ وقت ہی کے صحیح استعمال سے ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وحشی مہذب بن جاتا ہے اور مہذب فرشتہ سیرت! اس کی برکت سے جاہل عالم، مفلس تونگر اور نادان دانا بنتے ہیں، وقت ایک ایسی دولت ہے جو شاہ و گدا، امیر و غریب، طاقتور اور کمزور سب کو یکساں ملتی ہے۔" ("از متاع وقت" ص ۶۶-۷۵ بحوالہ مخزن اخلاق ص ۶۰۶-۶۱۴)

قدرت خداوندی انسان پر فیاض ہے، آدمی اپنی غفلت میں خساروں کے بکھیڑوں میں پڑنا چاہتا ہے مگر رحمت الٰہی اس کو کامیابیوں کے سائے تلے بلاتی ہے، خواہشات کا دامن بے کاری کی جھاڑیوں میں الجھ کر تار تار ہونا چاہتا ہے اور دامن رحمت اس کو ڈھانپنا چاہتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اگر نظام کائنات پر نگاہ تدبر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ ہر صبح نئے ہنگاموں، کاموں، مشغولیتوں اور مصروفیتوں کے ساتھ طلوع ہوتی ہے، ایک غیبی نظام ہے جو ہمیں چپکے چپکے زندگی کی تعمیر کی طرف لئے جاتا ہے مگر غفلت سستی اور نیند تین بڑی رکاوٹیں اس تعمیر کی راہ میں تخریب ثابت ہوتی ہیں۔ نظام قدرت انسان سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ، اے حضرت انسان! اس جہان کی بھی اور اس جہان کی بھی تعمیر تیری محنتوں اور کاوشوں کے دم سے ہے اور یہ نعمت فقط وقت کی حفاظت سے حاصل ہوگی، غفلت و بیکاری کی سرمست وشوخ، بے لگام و بے قابو سواری کی پیٹھ سے اتر کر عمل کی زمین پر پاؤں رکھ اور زندگی کے اس چٹیل میدان کو زورِ قوت کو بروئے کار لا کر ایک نیا جہانِ رنگ و بو بنا دے جس کی رونق سرسبزی اور بہار تیرے مرنے کے پیچھے بھی تازہ رہے اور یہی تیری محنتوں کا آباد کیا گلشن پوری بہار کے ساتھ آخرت میں بھی تیرے سامنے آئے۔"

دی گئی یہ زندگی، گزری صدیوں اور آنیوالے آخری نامعلوم کل اور آخرت کی لامتناہی زندگی کے مقابلہ میں کچھ بھی تو حیثیت نہیں رکھتی، سمندر اور قطرے کی مثال بھی جی کو سمجھانے کو ہے وگرنہ اس تناسب کو ثابت کرنا بھی دشوار ہے۔ اس بے اندازہ مختصر زندگی کی کھیتیاں لازوال ہیں، ہم اس چار روزہ زندگی کو اپنی ملکیت سمجھ بیٹھے ہیں، مگر اپنی ملکیت سے نکلتے ہر لمحے کو دیکھ کر دل والوں نے اس کو "حیات مستعار" کہہ کر پکارنا شروع کیا، انہی مانگے کے لمحات میں کامیابیوں کا ایک جہان بسانا ہے، اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، اس قلیل وقت کو اپنی امنگوں اور آرزوؤں کے محل کی تعمیر یا تخریب میں خرچ ہونا ہی ہوتا ہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اگر یہ وقت صحیح کٹ گیا تو زندگی بن جائے گی وگرنہ شرمندگی بنے گی۔ وقت کا تیز دھارا رگِ جاں پر رکھا ہے، اس کو استعمال کر کے اس کی دھار کو کند کیا جا سکتا ہے وگرنہ وہ روحِ حیات کی رگِ عمل کو کاٹ کر ہمیں ایک زندہ لاش بنا دے گا۔ ہمارا امتحان بہت سخت ہے، اَن دیکھے خطرات سے مقابلہ ہے، ذرا سی غفلت صدیوں کے نقصانات پر حاوی ہو سکتی ہے، کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ

''لمحوں نے خطا کی ہے، صدیوں نے سزا پائی''

امتحان کی اس دنیا میں غفلتوں کے سامان و اسباب جا بجا بکھرے پڑے ہیں، عقل و نگاہ کو خیرہ کرنے والے مناظر قدم قدم پر قدم روکتے ہیں، نفس کی خواہشات جگہ جگہ جی لگانے اور الجھانے کو تیار ہیں، اس جہان رنگ و بو کے جلوے، چمک دمک دامنِ دل کو کھینچتی ہے، اس پرخار وادی کا رہ رو اگر ہوشیار نہ ہوا تو آبلہ پا ہو کر بہت جلد تھک کر بیٹھ جائے گا۔ اس لئے مقصد حیات نہ بھولنے پائے، سراب کو آبِ حیات نہ سمجھ لیا جائے، غفلت کے گرداب اور بھنور کو ساحل اور منزل نہ سمجھ لیا جائے۔

رب تعالیٰ نے اپنی لازوال و ابدی کتاب ''قرآن کریم'' میں متعدد جگہ انسان کو وقت کی قدر و قیمت کی طرف متوجہ کیا ہے، رب تعالیٰ نے اس کتاب میں رات، دن کے مختلف اوقات کو ذکر فرمایا ہے اور عصر کے وقت کی قسم بھی کھائی ہے جس کا مقصد انسان کو اس بات کی طرف متوجہ کرنا ہے کہ عمر گراں مایہ کے پل پل اور لمحہ لمحہ کو خوب احتیاط سے اور تول تول کر خرچ کیا جائے وگرنہ یہ وقت دریا کی سطح پر لہروں کی طرح ابھر کر ایسا بکھر جائے گا کہ دوبارہ ہاتھ میں نہ آئے گا۔ اسی کو رب تعالیٰ نے قرآن کریم میں بڑے بلیغ اسلوب کے ساتھ بیان کیا ہے کہ وقت کا کوئی لمحہ اور لمحے کا کوئی حصہ بھی ایسا نہیں جو یا تو کام میں آنیوالا نہ ہو یا کام بگاڑنے والا نہ ہو، کسی بھی لمحے میں جو چھوٹے سے چھوٹا کام بھی کیا جا سکتا ہو خواہ خیر کا ہو یا شر کا، وہی وقت کا استعمال ہے اور اسی کا نتیجہ سامنے آئے گا، خیر کا یا شر کا، اس انتہائی گہرے مضمون کو رب تعالیٰ بڑے سادہ الفاظ کے ساتھ بیان فرماتے ہیں،

﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَرًّا یَّرَهٗ﴾ (الزلزال: ۷۔۸)

''تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔''

رحمتہ للعالمین نبی کریم ﷺ نے بھی اپنے ارشادات گرامی میں مختلف اسالیب و پیرایوں میں وقت کی قدر و قیمت، عمر عزیز کی اہمیت، اس کے احساس اور اس زندگی کی تعمیر کی طرف متوجہ فرمایا ہے۔

برکتہ العصر شیخ الحدیث جناب حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ ''صحبتے با اولیاء'' میں احادیث کی روشنی میں وقت کی قدر و اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ امام ابو داؤد رحمہ اللہ جن کی ''سنن'' ''صحاحِ ستہ'' میں شامل ہے جس میں چار ہزار آٹھ سو احادیث درج ہیں، فرماتے ہیں۔

''میں نے اپنی سنن پانچ لاکھ احادیث سے منتخب کی ہے'' اس کے بعد امام موصوف اس عظیم ذخیرہ حدیث کا عطر اور خلاصہ پیش فرماتے ہیں کہ ایک مسلمان کی زندگی جس جامعیت اور دستور کے ساتھ ہونی چاہئے اس کی بنیاد ان چار احادیث میں مذکور ہے اس کے بعد امام موصوف چار احادیث پیش فرماتے ہیں جن میں سے دو احادیث یہ ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُهٗ مَالَا یَعْنِیْهِ﴾

''آدمی کے اسلام کی خوبی میں سے یہ ہے کہ وہ بے کار باتوں کو ترک کردے۔''

اور دوسری اساس حدیث نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد مبارک ہے۔

''پانچ کو پانچ سے پہلے غنیمت جانو، زندگی کو موت سے پہلے، صحت کو بیماری سے پہلے، فرصت کی گھڑی کو مصروفیت سے پہلے، جوانی کو بڑھاپے سے پہلے اور مالداری کو فقر (وافلاس) سے پہلے''

اگر غور سے دیکھا جائے تو ان چار باتوں کا مدار بھی دو باتوں پر ہے، ایک صحت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دوسرے فراغت، کہ جملہ منافع اور فوائد اور رتبے و مرتبے، ترقیاں اور بلندیاں ان ہی دو باتوں کی مرہون منت ہیں۔ اس بات کی طرف نبی کریم ﷺ نے اپنے اس ارشاد میں اشارہ فرمایا:

نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔

﴿نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِیْهِمَا كَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ اَلصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ﴾ (بخاری کتاب الرقاق، ترمذی کتاب الزہد)

"دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں اکثر لوگ دھوکہ میں پڑے ہیں ایک صحت اور دوسری فرصت (وفراغت)"

صحت بھی ڈھلتی چھاؤں کی طرح وقت کے تدریجی عمل کے تحت ہاتھوں سے نکلتی جاتی ہے، اس کے فطری اضمحلال سے واسطہ تو ہر ایک کو پڑے گا ہی مگر کبھی مفاجاتی طور پر بھی یہ داغِ مفارقت دے جاتی ہے پھر بندہ اپنی تندرستی وصحت کے زمانہ کو بس یاد ہی کرتا رہ جاتا ہے اور دوسری نعمت کی قدر اس وقت آتی ہے جب وقت ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ اس وقت کو خواہ کسی بھی کام میں لانا ہو مگر جب نکل جاتا ہے تو سوائے افسوس کے ہاتھ میں کچھ بھی باقی نہیں رہتا، شاعر وصال کی ان گھڑیوں کو یاد کر کے ترستا ہے جب محبوب کے دیدار اور اس کی ہم نشینی سے لطف اندوز ہوتا تھا مگر اب اس دل لگی کی بھی تو فرصت نہیں

دل ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن
بیٹھے رہیں تصور جاناں کئے ہوئے

پھر جی میں آئی کہ در پہ کسی کے پڑا رہوں
سر زیرِ بارِ منت احسان کئے ہوئے

نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ،

"ہر روز جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اس وقت دن یہ اعلان کرتا ہے "جو (آج) کوئی خیر کا کام کر سکتا ہے تو کر لے کہ آج کے بعد میں تم پر دوبارہ کبھی لوٹنے والا نہیں ہوں" (جمع الجوامع)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت کی قدر و قیمت کی بابت خلفائے راشدین کی بصیرت وفراست بھی ملاحظہ کر لیجئے ،وقت کی قدر و قیمت کو دیکھتے ہوئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یہ دعا مانگا کرتے تھے،

''اے اللہ! ہم کو سختی میں نہ چھوڑنا، اور ہمیں غفلت میں نہ پکڑنا اور ہمیں غفلت شعاروں میں نہ بنانا''

زمانہ کی اس حیران کن گردش میں جو لحہ بہ لحہ نئے نئے کرشمے دکھاتی ہے جس کی نیرنگیاں عقل وشعور کی نگاہ کو خیرہ کرتی ہیں، انسان کی غفلت اور بھی قابل حیرت واستعجاب ہے کہ دل ودماغ کو مہمیز کرنے والے ان واقعات سے بھی جس کو بیداری نہ ہو اس سے بڑھ کر غافل کون ہوسکتا ہے۔اس وقت پر کیوں نہ رویا جائے جو کسی بھلائی اور مفید کام کے بغیر گزر گیا۔

جن لوگوں کے عزم بلند تھے اور نگاہ میں بصیرت وفراست تھی وہ سمجھ گئے کہ وقت کے اس تنگ دامن میں مشاغل کی وسعتیں نہ سمٹ پائیں گی اس لئے وہ رب کے حضور اس وقت میں برکت کی دعا مانگتے ہیں۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بارگاہ الٰہی میں یہ دعا مانگا کرتے تھے،

''اے اللہ! ہم آپ سے (زندگی کی) گھڑیوں کی بہتری اور (عمر عزیز کے) اوقات میں برکت کا سوال کرتے ہیں''

وقت کے ضیاع پر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا تأسف ملاحظہ کیجئے! فرماتے ہیں،

''جب میں کسی کو بالکل فارغ دیکھوں کہ جو نہ دنیا کے کسی کام میں مشغول ہو اور نہ آخرت کے کسی کام میں تو اس سے میری طبیعت پر بڑی گرانی ہوتی ہے''

حضرت علی رضی اللہ عنہ وقت کی ایک انوکھی قدر و قیمت واضح کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں،

''(حیات مستعار کے یہ) ایام تمہاری عمروں کے صحیفے ہیں ''انہیں نیک اعمال کا دوام بخشو''

فقیہ الامت حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمانِ عالی مقام ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میں اس دن سے زیادہ کسی چیز پر نادم نہیں ہوتا جو میری عمر میں سے کم ہو جائے اور اس میں میرے عمل میں اضافہ نہ ہو۔''

جن کے نزدیک یہ وقت زندگی ہی نہیں تھا بلکہ زندگی سے بھی قیمتی تھا وہ دن رات کی عمر کی گھڑیوں کو کم کرتی ایام کی اس گردش میں بھلا سست کیسے ہو سکتے ہیں،

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی اِک اور گھٹا دی

ان کے لئے ''آج'' ہی سب کچھ تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کسی کام کی بابت اتنا کہہ دیا کہ ''(حضرت) اس کام کو کل تک ٹال دیجیے'' مگر یہاں کل کا انتظار زندگی کا موضوع ہی نہیں اسی لئے ارشاد فرمایا،

''میں ایک دن کا کام بمشکل کرتا ہوں آج کا کام اگر کل پر چھوڑوں گا تو دو دن کا کام ایک دن میں کیسے کروں گا''

زندگی کے کسی حصہ کا گزر جانا ایسا نقصان ہے جس کی تلافی نہیں، اگر اس میں برا کیا تو برا کیا اور وہ دن بے قیمت گیا اور اگر اس میں نیکی کی مگر کم کی تو وہ دن کم قیمت کا لگے گا، اسی لئے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

''اے ابن آدم! تو (درحقیقت مجموعہ) ایام ہی تو ہے (کہ تیری زندگی وقت سے عبارت ہے) جب ایک دن گزر گیا تو تیرا ایک حصہ گزر گیا''

ان لوگوں کے نزدیک وقت کی قدر و قیمت کچھ ایسی تھی، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

''میں نے ایسی قومیں دیکھی ہیں جن کے ہاں وقت کی قدر و قیمت دراہم و دنانیر سے تمہاری محبت سے کہیں زیادہ تھی''

ان لوگوں نے دنیا سے جاتے جاتے بھی دوسروں کو اگر سمجھایا تو یہی کہ اس وقت کی قدر کرو اس کو ضائع ہونے سے بچاؤ۔ علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیٹے کو زندگی بھر کے تجربات کا نچوڑ فہمائش کرتے ہوئے فرماتے ہیں،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے جان عزیز! جان لو کہ (زندگی کے یہ گنتی کے چند) ایام گھنٹوں پر اور گھنٹے گھڑیوں پر پھیلے ہیں اور (زندگی پر) ہر سانس ایک خزینہ ہے کسی سانس کے بے فائدہ گزر جانے سے بچو کہ کل روزِ قیامت خزانے کی یہ پوٹلی خالی دیکھو تو ندامت سے کفِ افسوس ملو، لمحہ لمحہ کی نگہداشت کرو کہ کہاں خرچ ہوا، اور جہاں تک ہو سکے ہر لمحہ حیات کس گراں قدر کام میں لگاؤ، زندگی بے کار ضائع نہ کرو اور ان اوقات کو کسی اچھے اور عمدہ کام میں لگانے کی عادت ڈالو اور قبر کے صندوق میں وہ رکھنا جس کو کل قیامت کے دن پا کر تمہیں خوشی ہو (نہ کہ رنج)''

دنیا میں اگر اعتناء کے قابل کوئی چیز ہے تو یہی وقت ہے اور اگر اعتبار نہ کرنے کے لائق بھی کوئی شے ہے تو یہی وقت ہے، لاکھ تمناؤں کے باوجود یہ وقت رکتا نہیں، یہ کسی کا نہیں، یہ اسی کا ہے جو اس کا ہے۔ اس پر اعتماد غلطی ہے، اس کا استعمال عقلمندی ہے، اس کے ساتھ چلنا فراست ہے مگر اس کے رک جانے کی جی میں آرزو رکھنا خود فریبی ہے، یہ وقت ''ہے'' اور ''نہیں ہے'' کے درمیان ایک چیستاں ہے جسے وہی بوجھ سکا جس نے اس کو کسی کام میں خرچ کر ڈالا اسی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے شاعر کہتا ہے،

دھوکہ نہ کھائیو فریب ہستی سے
ہر چند کہ کہیں ہے، نہیں ہے

(اسد اللہ خان غالب)

آیئے! ہم کاموں اور مشاغل سے پٹی اس زندگی میں وقت کو خوب استعمال کریں اس کے لمحات کے اوقات کی بھی حفاظت کریں، شعور و آگہی کا ایک نیا احساس زندہ کریں، اس عقلمند عاشق کی طرح جس کو جب محبوب کی بے رخی و بے التفاتی اور ناز و انداز میں ضیاع وقت کا احساس ہوا تو یہ کہہ کر چل دیا،

کچھ اور بھی ہیں کام ہمیں اے غمِ جاناں
کب تلک کوئی الجھی ہوئی زلفوں کو سنوارے

☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجھے اے زندگی میں لاؤں کہاں سے......؟

وقت کے نہ کنارے کسی کے ہاتھ میں ہیں اور نہ دھارے، اس کی ابتداء انسان کی پیدائش کہلاتی ہے اور انتہا موت، انسان کا نہ پیدا ہونے پر بس ہے اور نہ مرنے پر اختیار، یہ دوطرفہ بے بسی انسان کو یہ بتلاتی ہے کہ درمیانی وقت بھی ایک لحاظ سے تیرا نہیں مگر بالکل مرنے اور جینے کی طرح نہیں کہ جس کی بابت کسی شاعر نے یہ کہا،

لائی حیات آئے، قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے

یہ درمیانی وقت حیاتِ نو بھی بخش سکتا ہے اور زندگی کو موت سے بدتر بھی بنا سکتا ہے، موت وحیات کے شکنجوں میں جکڑی، پھڑکتی یہ لمحوں، منٹوں، گھنٹوں، دنوں، ہفتوں اور برسوں کی عبارت سے تعبیر زندگی ہمیں کئی مراحل سے گزارتی ہے، ہمیں احساس ہو یا نہ ہو، ہم چاہیں یا نہ چاہیں زندگی کے یہ ادوار گزرتے جائیں گے، ہمارا مستقبل حال اور حال ماضی بنتا چلا جاتا ہے، سکون وثبات سے خالی وقت کا یہ برق رفتار سیل رواں عدم سے وجود میں آکر معدوم ہوتا جاتا ہے اور ہمارے ذہنوں پر یادوں اور واقعات کا نقش چھوڑتا جاتا ہے، ہماری نہایت معصوم عمر کی وہ یادیں جو ہمیں بھی یاد نہیں، وہ ان کو بھی یاد نہ رہیں گی جنہیں یاد تھیں، وقت انہیں بھی یہ سب کچھ بھلا دے گا۔ رونے، سونے، رینگنے، چلنے اور بھاگنے دوڑنے کے بچپن کے حسین وشوخ لمحات دھندلے خوابوں کی طرح دل کے آئینہ پر خراشوں کی صورت میں باقی رہ جائیں گے، بچپن پلک جھپکنے میں پچپن تک جا پہنچتا ہے، سر ذرا جھکا کر دیکھا تو ہلکا ہلکا سا ایک احساس دل میں کروٹ لینے لگتا ہے ایک ہوک کی طرح دل میں ٹیس بن کر ابھرنے لگتا ہے کہ اس بچپن سے اس پچپن تک عمر رفتہ میں کیا کوئی اور منزل بھی آئی تھی ......

یادوں کے اوراق الٹنے پلٹنے کے بعد ایک بوسیدہ سا ورق ہاتھ لگا جس پر کچھ مٹی مٹی سے تحریریں تھیں، بڑے غور سے دیکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس پر ایک حسرتناک لفظ ''جوانی'' لکھا تھا جس کو انسان اس عمر میں پڑھ کر بھی رونے لگتا ہے، زور دینے پر بھی یاد نہیں پڑتا کہ عمر عزیز کا یہ مرحلہ کب آیا اور کب چلا گیا۔ یہی وہ کچھ کرنے کا زمانہ تھا جو اب قصہ پارینہ بن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چکا ہے۔ دشت و بیابان کے گریبان چاک کرنے کی وہ استعداد و صلاحیت پیری و بڑھاپے کے آگے بے دست و پا پڑی اشکِ ندامت بہا رہی ہے۔

اس وقت انسان قضاء سے عمر رفتہ کے ایام واپس مانگتا ہے مگر "تجھے اے زندگی میں لاؤں کہاں سے......؟ کہ "گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں"

حیاتِ کائنات کے سیل رواں میں تیز تر رفتار سے بہتے وقت کے اس قطرے کے گزرنے کا وجود زندگی میں اکثر لوگوں کو احساس تک نہیں ہوتا، وقتِ حیات کے سمندر کی پرسکون سطح پر زندگی کے وقت کے گزرنے کا احساس اس وقت ہوتا ہے جب اس کی خاموش لہروں میں خوشی یا غم کا کوئی ارتعاش پیدا ہوتا ہے پھر وہ لمحے اگر خوشی اور مسرت کے ہوئے تو ابھی لذت کا احساس کمال تک بھی نہیں پہنچتا کہ وہ لمحے ختم ہو جاتے ہیں اور اگر یمِ حیات میں اس تلاطم و تحرک کا سبب کوئی غم یا تکلیف ہو تو وہ لمحے گھنٹوں کے، گھنٹے دنوں کے اور دن برسوں کے معلوم ہوتے ہیں، وقت ہے کہ گزرتے نہیں گزرتا مگر مقام عبرت ہے کہ یہ بھاری لمحات بھی بالآخر گزر ہی جاتے ہیں، کسی تیز رفتار گاڑی کی کھڑکی سے باہر کے بڑی تیزی کے ساتھ بدلتے مناظر اور پیچھے ہٹتی زمین کی طرح یہ وقت انسان کی آنکھوں کے آگے ٹھہرے بغیر گزر جاتا ہے اور بچپن، جوانی پھر کہولت یہ سب واقعات لبِ گور جا کر ایک افسانہ محسوس ہوتے ہیں اور عمرِ رفتہ پر یہ نوحہ بے اختیار زیر لب آ جاتا ہے ؎

وائے نادانی! بعد از مرگ یہ ثابت ہوا
خواب تھا جو کچھ دیکھا، جو سنا افسانہ تھا

اس چومکھی لڑائی میں ذرا سی غفلت صدیوں پر بھاری پڑ سکتی ہے، گذشتہ کل ہمیں مات دے کر نکل گیا، آنیوالا کل ہم پر حملہ کرنے کے لئے پر تول رہا ہے اور حال ہے کہ ہماری ضربِ کاری کی زد میں آتا نہیں، نکل نکل جاتا ہے، اس میدان میں ہر ایک کو اترنا ہے، لڑنا ہے، اپنا مقصد حاصل کرنا ہے، اس وقت کو سعادتوں کے حصول کا ذریعہ بنانا ہے اور اسی وقت کے حساب دینے سے بچنا بھی ہے۔ خوش بخت گھڑی وہ ہو گی جب ہمیں اس وقت کا حساب دیا جا رہا ہو گا اور بڑی ندامت اس وقت ہو گی جب اس وقت کا حساب دینا پڑے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولادت، بچپن، لڑکپن، جوانی، بڑھاپا اور پھر موت، اس دوران ہزاروں ہنگامے، خرابے، ویرانے، تخریب و تعمیر کے قصے، ہوشیاری و بیداری کے جھگڑے اور ان سب کے ساتھ وقت کی اس آنکھ مچولی کو خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ اپنی حالت جذب میں یوں بیان کرتے ہیں

تجھے پہلے بچپن نے برسوں کھلایا	جوانی نے پھر تجھ کو مجنوں بنایا
بڑھاپے نے پھر آ کے کیا کیا ستایا	اجل تیرا کر دے گی بالکل صفایا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے	یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

''وقت کی حقیقت و ماہیت'' میں یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ فلاسفروں داناؤں اور حکیموں نے وقت میں خوب غور کیا، جن لوگوں نے اپنی عقل و دانش کو قرآن پر پیش کیا انہیں جواب ملا کہ زندگی کی تعبیر ''دو دن'' سے زیادہ کی نہیں۔ دامنِ وقت کی یہ تنگی کئی جواں مردوں کی ہمت پست کر گئی تو اولوالالباب نے وقتِ حیات کو ''تین دن'' تک وسعت دی۔ کیا یہ زندگی اس سے بھی زیادہ کی ہے؟ متقدمین کی ادب و حکمت کی کتابوں میں زیادہ سے زیادہ مہلت زندگی کی یہی بیان کی گئی ہے۔ ہمارے اخیر زمانہ میں ہنگاموں سے لبریز زندگی گزارنے والے ادیب، شاعر اور حکمراں بہادر شاہ ظفر مرحوم پہلے شخص ہیں جنہوں نے زندگی کی وسعت کے دامن کو ''چار دن'' تک پھیلایا ہے وہ کہتے ہیں۔

عمر دراز مانگ کر لائے تھے چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں

عجب نہیں کہ کوئی اس سے آگے کی بھی سوچے؟ مگر اتنا ضرور یاد رہے کہ ''کٹ وہ بھی جائے گی اور لوٹ کر نہ آئے گی اور مانگنے پر واپس نہ ملے گی......''

وقت بچایئے......!

فطری طور پر آدمی سب سے زیادہ نفع اپنا سوچتا ہے، وہ اپنے فوائد و منافع حاصل کرنے کے لئے موجود و میسر اسباب کو بڑی احتیاط سے استعمال کرتا ہے، مگر تقسیم کار و تقسیمِ اسباب کے تکوینی نظام میں ہر ایک کو اپنی آرزوؤں کے بر لانے کے جملہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسباب مہیا اور فراہم ہو جائیں یہ بعید ہے، البتہ مقاصد کو بروئے کار لانے کے لئے ایک دولت قدرت نے سب کو یکساں فراہم کر رکھی ہے جس کا صحیح استعمال گدا کو شاہ، جاہل کو فقیہ، مفلس وقلاش کو تونگر وغنی، بے بس دلاچار کو تنومند وتوانا بنا سکتا ہے اور وہ ہے ''وقت'' مقام تعجب ہے کہ انسان اسی وقت کو بڑی بے رحمی، سنگدلی، بے دردی، لاپرواہی اور غفلت کے ساتھ برباد کرتا ہے اور کسی دوسری شی جو اس کی ملک میں ہو، کو اس طرح نہیں برباد کرتا۔

اس وقت کی حفاظت بعضوں کو فطری طور پر ودیعت ہوتی ہے ان کی نہایت منضبط زندگی دوسروں کے لئے بھی وقت کو ضائع کرنے سے بچانے کی دعوت بن جاتی ہے، البتہ غفلت شعار نفس وذہن کے لئے ایک لائحہ عمل ہونا ضروری ہے جو اس کو وقت بچانے کا عادی بنائے۔

''متاع وقت'' سے اس نہایت اہم موضوع کو معمولی ترمیم وتصرف کے ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

وقت بچانے کے علماء کرام نے تین بڑے اور اہم اصول بتلائے ہیں۔

(۱) نظام الاوقات!

دن رات کے چوبیس گھنٹوں کے لئے ایک نظام العمل طے کرنا آنے والے وقت کے لئے ایک مخصوص عمل کو پہلے سے متعین کر رکھنا اور زندگی کے تمام اوقات کیلئے کاموں کی ترتیب وتشکیل مرتب کرنا ''نظام الاوقات'' کہلاتا ہے۔ انسان کی پوری زندگی مختلف امور کی انجام دہی سے تعبیر ہے، ان سے عہدہ برآ ہونے کی سب سے آسان صورت، ان کے آنے کے سے پہلے ان کے لئے نظام الاوقات کو مرتب کر رکھنا ہے اور پھر پابندی کیساتھ ان پر عمل پیرا ہونا ہے۔

نظام الاوقات کی اس ترتیب وتشکیل میں مختلف کاموں کی کیفیت ونوعیت کے اعتبار سے ان میں تقدیم وتاخیر کی جائے کہ اہم کام سب سے پہلے ہو خواہ اس میں وقت زیادہ صرف ہو یا کم، اس کے علاوہ ہر کام کی ادائیگی کے لئے اس کے سازگار ماحول کو بھی فراہم کیا جائے۔ جو کام زیادہ دماغی توجہ، طبعی نشاط وتازگی کا مقتضی ہو اس کے لئے وقت بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ منتخب کیا جائے جس میں طبیعت میں نشاط وفرصت ہو جیسے مثلاً صبح کا وقت کہ اس میں برکت ورحمت ہوتی ہے جیسا کہ کتاب کے تیسرے باب ''اسباب برکت'' میں یہ حدیث بیان کی گئی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

﴿اللهم بارک لامتی فی بکورها﴾ (ترمذی)

''اے اللہ! میری امت کی صبحوں میں برکت ڈال دے''

صبح کے اس وقت میں جب طبیعت شگفتہ وتازہ ہوتی ہے، ایسے کام کو متعین کیا جائے جو اس کے مناسب ہو اس طرح دیگر کارہائے زندگی کے لئے وہ اوقات مقرر کئے جائیں جن کا فطری ماحول اور مزاج ان کاموں کی نوعیت وکیفیت کے عین مناسب ہو۔

نظام الاوقات کو مرتب کرنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس کام کی طرف، اس وقت کے آنے پر طبیعت خواہ کہیں مشغول ہو خود بخود متوجہ ہو جاتی ہے اور تردد وتفکر سے دل ودماغ کو چھٹکارا نصیب ہوتا ہے اور وقت بھی ضائع ہونے سے بچ جاتا ہے۔ یہ وقت ایک تیز دھاری تلوار ہے جو ہماری کامیابیوں کا خون کر دیتی ہے۔ عقلمندی یہی ہے کہ اس کو قابو میں کر لیا جائے لیکن چونکہ اس کی چوٹی پیچھے کی بجائے آگے کی جانب ہوتی ہے اس لئے اس کو قابو کرنے میں کامیاب وہی شخص ہوتا ہے جو پیش بین ہو اور آنے والے وقت کی پیشگی تدبیر کر رکھی ہو، مولانا محمد حسین آزاد اپنی مشہور کتاب ''نیرنگ خیال'' میں ''وقت'' کے عنوان تحت لکھتے ہیں۔

> وقت ایک پیرہن کہن سال کی تصویر ہے، اس کے بازوؤں میں پریوں کی طرح پر پرواز لگے ہیں کہ گویا ہوا میں اڑتا چلا جاتا ہے، ایک ہاتھ میں شیشہ ساعت ہے کہ جس سے اہل عالم کو اپنے گزرنے کا انداز دکھاتا جاتا ہے اور ایک میں درانتی ہے کہ لوگوں کی کشتِ امید یا رشتہ عمر کو کاٹتا جاتا ہے، یا ظالم خونریز ہے، جو دانا ہیں اسے پکڑ کر قابو میں کر لیتے ہیں لیکن اوروں کی چوٹیاں پیچھے ہوتی ہیں، اس کی چوٹی آگے رکھی ہے، اس میں نکتہ یہ ہے کہ جو وقت گزر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا وہ قابو میں نہیں آ سکتا۔ ہاں جو پیش بین ہو وہ پہلے ہی سے اسے روک لے" (نیرنگ خیال ص ۱۱)

اسی پیش بینی کا تقاضا ہے کہ پہلے سے ایک نظام الاوقات مرتب کرلیا جائے اور زندگی بھراس کی پابندی کی جاتی رہے۔

نظام الاوقات کا دوسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے ہر کام بروقت اور پوری دل جمعی کے ساتھ ادا ہو جاتا ہے وگرنہ عموماً جب کاموں کا ہجوم ہو اور ان میں نہ ترتیب ہو اور ان کا نہ کوئی نظام الاوقات تو جس کام کو بھی سرانجام دیں گے دل دوسرے کام میں اٹکا اور الجھا رہے گا اور یہی انجان الجھن دل کو تفکرات کے گھیرے میں لے آتی ہے۔

عظیم سائنسی، تخلیقی اور تصنیفی کام سرانجام دینے والی تاریخی شخصیات کی سب سے بڑی خوبی ان کا اوقات کی پابندی کرنا تھی اور یہی بات ان کی ضرب المثل کامیابیوں اور بے نظیر کارناموں کا بنیادی راز تھی۔

(۲) صحت وتندرستی!

صحت ایک بے بدل عطیہ خداوندی اور انعام ربانی ہے، دل ودماغ کی قوت و صحت اس بدن کی صحت پر موقوف ہے اور وقت کی رفتار سے فائدہ وہ دل ودماغ اور بدن اٹھا سکتا ہے جو صحت مند ہو۔

امراض سے پژمردہ آفات سے افسردہ جسم کا غنچہ دل دن کھلے مرجھا جاتا ہے، زندگی بے لذت بے کیف اور بے روح ہو جاتی ہے، مایوسیوں کے پنجوں میں جکڑی یہ حیاتِ مستعار کسی اجڑے گلستان کا منظر پیش کرتی ہے جبکہ زندگی زندہ دلی اور دلِ زندہ سے عبارت ہے

مجھے ڈر ہے اے دلِ زندہ کہیں تو نہ مر جائے
کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے

ایک اداس دل کو ہر سو ویرانی چھائی نظر آتی ہے، وہ کائنات کے آئینہ میں جب اپنا عکس دیکھتا ہے تو اسے ہر شئی افسردہ نظر آتی ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دل تو میرا اداس ہے ناصرؔ
شہر کیوں سائیں سائیں کرتا ہے

افسردہ دل کو بلبلوں کو نغمہ سنجیاں، آہ و فغاں اور قمریوں کے ترانے، غموں کے نالے لگتے ہیں، ایک غم زدہ دل، افسردہ دماغ اور پژمردہ جسم نہ باد بہاری کے جھونکوں سے روح میں نشاط پیدا کر سکتا ہے اور نہ ہی گلوں کی نکہت اور چمن کی مہک اس کے پریشاں دل کو راحت و سرور دے سکتی ہے۔ یوں تو خدا کی ہر نعمت ہی خدا کی امانت ہے جس کا حساب ہوگا، اسی طرح یہ جسم و جان بھی ایک امانت ہے، اس کی حفاظت اور حق کی رعایت لازمی ہے نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے،

’’بے شک تیرے رب کا تجھ پر حق ہے اور تیری جان کا تجھ پر حق ہے اور تیرے اہل کا تجھ پر حق ہے پس ہر حق والے کو اس کا (جائز اور مناسب) حق ادا کرو‘‘

اس جان کا حق یہ ہے کہ اس سے اس کی ہمت سے بڑھ کر کام نہ لیا جائے، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ آرام فرما رہے تھے کہ صاحبزادے خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے،

’’ابا جان! آپ سو رہے ہیں جبکہ لوگ (اپنے ضروری کاموں کی خاطر) دروازے پر کھڑے ہیں‘‘ آپ نے نہایت حکیمانہ جواب دیا،

’’جان پدر! (یہ) میری جان میری سواری ہے میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اس پر (اس کی صحت سے زیادہ) بوجھ رکھوں تو (کہیں) بیٹھ (نہ) رہے‘‘

اسی لئے اس زندگی اور وقت سے تعمیری کام لینے کے لئے جسم کی صحت اور صحت کی حفاظت کا لحاظ رکھنا ایک فطری اور لازمی امر ہے۔

کاموں میں اتنا انہماک اور غلو نہ ہو کہ صحت متاثر ہو جائے ایسی تیز رفتاری عقلمندی نہیں جو راہ منزل میں غفلت کی نیند سلا دے۔ کام تیز ہو یا ہلکا طبیعت بہرحال اس کی متحمل ہو، ایک بار کی تیزی دکھا کر خرگوش کی طرح سو رہنے سے بہتر ہے کہ کچھوے کی طرح چلتے ضرور رہیں مگر اس کی رفتار کو معیار نہ بنائیں چلتے رہیں مگر ضروری نہیں کہ رفتار سست ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو، البتہ تیزی پر ناز نہ ہو کہ کہیں منزل سے رہ نہ جائیں۔ صحت کے ساتھ کامیابی تک ہمکنار کرنیوالا دوسرا عامل کام کا تسلسل ودوام ہے...... پانی کا وہ قطرہ جو ہمیشہ ٹپکتا ہے اور پتھر کے سخت سینہ میں بھی شادابی کا اثر پیدا کر لیتا ہے، اس پر شور برساتی ندی سے بہتر ہے جو چند لمحوں کے ہنگامہ کے بعد ختم ہو جائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد عالی مقام ہے کہ

''رب تعالیٰ کو وہ عمل محبوب ہے جس میں دوام ہو خواہ اس کی مقدار تھوڑی ہو''

(۳) احتساب!

نفع ونقصان، سود وزیاں اور حصول وضیاع کو جس کسوٹی پر پرکھا جاتا ہے اس عمل کا نام احتساب ہے، خواہ انفرادی ہو یا اجتماعی......

زندگی کی قدر وقیمت شب وروز کے ضائع ہونے والے اوقات کے احتساب پر دل میں ندامت وحسرت کی ایک کیفیت پیدا کرتی ہے، یہی کیفیت ہی نشان منزل بنتی ہے کہ انسان کو آئندہ وقت کے ضیاع سے بچاتی ہے، البتہ جس ندامت اور حسرت میں آئندہ کا عزم نہ ہو وہ مذموم ہے، اگر مافات کا احساس تلافی کا جذبہ اور آئندہ کا ولولہ پیدا کرتا ہے تو یہ ضیاع وقت کے زمرہ میں نہیں آتا، وقت کے سلسلے میں احتساب سے مقصود یہی ندامت و احساس پیدا کرنا ہے جو آئندہ کے اوقات کی حفاظت اور ان کے صحیح استعمال کا عزم جواں پیدا کرے۔

☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب دوم

برکت کے بارے میں چند احادیث

برکت زیادتی، بڑھوتی اور خوش نصیبی کو کہتے ہیں۔ جب تھوڑے وقت اور کم اسباب میں انسان کے زیادہ کام نکل آئیں اور زیادہ منافع حاصل ہوں تو اس کو ''وقت'' میں یا ''ان اسباب'' میں برکت کہتے ہیں۔ برکت کا حصول موجود کے صحیح استعمال پر موقوف ہے۔ رب تعالیٰ کی ذات کم وبیش کے معیار اور مقدار سے بے نیاز ہے وہ صرف بندے کی ہمت اور اس کے جذبے اور اس کے عمل کو دیکھتی ہے۔ انسان جب اپنا سب کچھ پوری دیانتداری سے خرچ کر دیتا ہے تو رب تعالیٰ اس کو وہ کچھ عطا فرماتے ہیں جو اسکے پاس نہیں ہوتا، اسی کو برکت کہتے ہیں۔

اب برکت کے بارے میں چند احادیث ملاحظہ کیجئے! یہاں وہ احادیث نقل کی گئی ہیں جن میں برکت کا لفظ آتا ہے اور احادیث کے مضامین میں کہیں کہیں مناسب فوائد و مباحث بھی ذکر کر دیئے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے دن اور رات کا اکرام کرو کیونکہ یہ برکت والا دن ہے اور اس کی رات بزرگی والی ہے اس میں رب کے لئے کچھ لوگ دوزخ سے آزاد کئے جاتے ہیں۔ اس کے دن کی برکت میں سے یہ بات ہے کہ اس دن میں (دوزخ کی) آگ کو (مزید) نہیں بھڑکایا جاتا اور اس کی رات کی برکت یہ ہے کہ (اس میں) اللہ تعالیٰ میری امت کے کبیرہ گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں سوائے اللہ کے ساتھ شرک کرنے کے (کہ اس کو کسی طور پر بھی معاف نہیں فرماتے)''

ایک روایت میں ہے کہ ''جمعہ کا دن رحمت اور برکت کا دن ہے اور جمعہ کی رات میں کافروں کے گھروں میں جو بھی پیدا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اسلام (کی توفیق) کیساتھ نوازتے ہیں''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بکریوں کو (پالنے اور انہیں رکھنے کو) لازم پکڑو کہ یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

با برکت اور کمزور ہیں''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ٹھنڈے کھانے میں برکت ہے'' دارمی کی روایت ہے کہ ''اس طرح (کچھ ٹھنڈا کر کے) کھانا زیادہ برکت کا باعث ہوتا ہے'' (دارمی)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''گھروں کے (نابالغ) بچے (گھروں کے لئے) برکت ہیں''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عقیق کے ساتھ مہر لگاؤ کہ یہ برکت والا ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سحری کھایا کرو کہ سحری کے کھانے میں برکت ہے۔'' (بخاری و مسلم)

ایک روایت میں نبی کریم ﷺ کا حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کو یہ ارشاد ہے ''اس مبارک کھانے کی طرف آؤ'' یہ سحری کا کھانا تھا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چاول کھاؤ کہ اس میں شفا اور برکت ہے''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''زیتون کا تیل کھانے میں استعمال کرو اور اس کو (بدن پر) لگاؤ (بھی) کہ یہ مبارک درخت سے ہے''

زیتون کا تیل زیتون کے درخت سے حاصل کیا جاتا ہے۔ یہ درخت بڑا ہی با برکت ہے قرآن کریم نے بھی اس کو مبارک درخت کہہ کر پکارا ہے۔ اس کی ہر شی سے نفع حاصل کیا جاتا ہے مثلاً اس سے حاصل ہونیوالا تیل کھانا بھی ہے اور تیل بھی۔ اس کی لکڑیوں اور اس سے رسنے والے مادے کو جلانے کے کام میں لایا جاتا ہے۔ اس کی راکھ کو ریشم کے دھونے میں استعمال کیا جاتا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس کا تیل حاصل کرنے کے لئے اس کو نچوڑنے کی ضرورت نہیں ہوتی کہ اس کا تیل خود بخود رستا ہے۔ جس کو کسی برتن میں جمع کر لیا جاتا ہے۔ غرض یہ واقعی ایک با برکت درخت ہے۔

جنگلی زیتون کے درخت کو ''عتم'' بھی کہتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بہترین مسواک زیتون کے مبارک درخت کی ہے یہ منہ کو خوشبودار کرتی ہے اور دانتوں کی زردی کو دور کرتی ہے یہ میرا اور مجھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پہلے انبیاء علیہم السلام کا مسواک ہے“

اور ایک روایت میں ہے کہ ”اس مبارک درخت کو لازم پکڑو (یعنی) جس وقت اس کا تیل نکلتا ہے (اس کو ضرور استعمال کرو) کیونکہ اس میں لوگوں کے لئے شفا ہے“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”دال مسور کو لازم پکڑو کیونکہ یہ مبارک (اور) مقدس ہے کیونکہ یہ دل کو نرم کرتی ہے اور آنسو زیادہ لاتی ہے اللہ تعالیٰ نے دال مسور میں برکت رکھ دی ہے اور اس میں ستر نبیوں نے برکت ڈالی جن میں سے ایک (حضرت) عیسیٰ علیہ السلام تھے۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”برتن کے اطراف (اور کناروں) سے کھاؤ اور برتن کے درمیان سے نہ کھاؤ کیونکہ برکت برتن کے درمیان میں نازل ہوتی ہے“ (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”کھانے سے پہلے وضو برکت لاتا ہے اور کھانے کے بعد وضو فقر لے جاتا ہے اور نگاہ کو درست کرتا ہے“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”کھانے کی برکت اس سے پہلے اور بعد میں وضو کرنا ہے“ (ترمذی، ابوداؤد)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ”کھانے سے پہلے وضو فقر کو مٹاتا ہے اور بعد میں وضو جنون کو ختم کرتا ہے“

ان احادیث میں وضو سے مراد کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھوں کو دھونا ہے۔

شیخ ھروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”ان احادیث میں لفظ ”وضو“ واؤ کے پیش کے ساتھ ہے جس کا معنی ہی ہاتھ دھونا ہے اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے ہاتھ دھو لئے گویا کہ اس نے (لغوی) وضو کر لیا (نہ کہ اصطلاحی وضو)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”تم پورا پورا وضو کرو اللہ تمہارے اندر اتحاد پیدا کر دے گا“

اس حدیث میں وضو کا لفظ واؤ کے زبر کے ساتھ ہے جس نے اصطلاحی وضو مراد ہے۔ شرح شہاب میں لکھا ہے کہ ”پہلی حدیث میں وضو سے مراد وہ پانی ہے جس سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھوئے جاتے ہیں۔ ہمیں کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھوں کو دھونے کا حکم دیا گیا۔''

علماء کرام فرماتے ہیں کہ ''جب لفظ وضو کو کھانے کی طرف منسوب کیا جاتا ہے تو اس سے مراد ہاتھوں کا دھونا ہوتا ہے''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''سلفچی کو (کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھوکر) بھردو اور مجوس کی مخالفت کرو۔''

علماء کرام فرماتے ہیں کہ ''ہاتھوں کو دھوکر کھانا کھانا فقر کو مٹاتا ہے کیونکہ اس میں رب تعالیٰ کی ایک نعمت کو ادب سے استعمال کرنا ہے اور یہ نعمت کی شکر گزاری ہے اور شکر نعمت کو بڑھاتا ہے۔ اسی لئے ہاتھوں کو دھوکر کھانا کھانا ازدیاد نعمت اور فقر کے مٹنے کا سبب ہے۔

ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانے کے بعد ہاتھ دھوئے پھر ہاتھوں کی اس تری کو چہرہ مبارک اور کلائیوں اور سر پر مل لیا'' (ابوداؤد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''لونڈیوں کو لازم پکڑو کیونکہ ان کے رحم بابرکت ہوتے ہیں''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے زیادہ برکت والی عورت وہ ہے جس کا مہر سب سے کم ہو اور اس کا بوجھ ہلکا ہو''

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ''سب سے بابرکت نکاح وہ ہے جس کی مشقت سب سے کم ہو'' (بیہقی۔شعب الایمان)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''برکت کی امید کے لئے رمضان میں نکاح مستحب ہے''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تم تیمم کرو کہ یہ افضل خیر اور بڑی برکت ہے''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''عورت کی برکت میں سے یہ بات ہے کہ وہ پہلا بچہ لڑکی جنے'' (قرطبی میں یہ روایت حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک روایت میں ہے کہ ”جس آدمی کی لڑکی پیدا ہو اور وہ اس سے دل برداشتہ نہ ہو تو اس پر آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوتا ہے جو اس بچی کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے اور کہتا ہے ”تو برکت والے کی طرف سے برکت ہے اس پر خرچ کرنیوالے کی مدد کی جائے گی۔“

غرض اگر ذخیرہ احادیث میں سے ان احادیث کو تلاش کیا جائے جن میں برکت کا کسی بھی اعتبار سے ذکر ہے تو حدیث کا ایک اچھا خاصا ذخیرہ فقط اس عنوان کے تحت جمع ہو جائے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اپنے گھر میں کسی حبشی یا حبشن کو داخل کیا تو رب تعالیٰ اس کے گھر میں برکت کو داخل فرمائیں گے۔“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”گھوڑوں کی پیشانیوں میں برکت ہے“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب (قریب قیامت کے وقت) فتنے ہجوم کر آئیں تو یمن کی سرزمین کو لازم پکڑنا کہ یہ برکت والی ہے“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”دنیا کی دو تہائی برکت یمن کی طرف لوٹ آئے گی اور جو شخص فتنوں سے بھاگا ہو تو وہ یمن بھاگ آئے کیونکہ یمن میں عبادت کرنا رب تعالیٰ کی بڑی رضا (کے حاصل ہونے کا سبب) ہے“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دودھ (نری) برکت ہے جب تم میں سے کسی کے آگے دودھ پیش کیا جائے تو اس کو سانس اور چسکی لئے بغیر ایک دم پی جاؤ اور پانی چسکیاں لے لے کر پیئو (یعنی تین سانس میں پیئو)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس کو رب تعالیٰ کھانا کھلائے تو وہ یہ دعا پڑھے،

﴿اللھم بارک لنا فِیه واطعمنا خیراً منهُ﴾

”اے اللہ! تو ہمیں اس (کھانے) میں برکت دے اور اس سے بہتر کھلا“

اور جس کو رب تعالیٰ دودھ پلائے تو وہ یہ دعا پڑھے،

﴿اللھم بارک لنا فیه وزدنامنه﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے اللہ! تو ہمیں اس (دودھ) میں برکت دے اور ہمیں اور زیادہ دودھ دے'' کیونکہ دودھ کے علاوہ کوئی شی نہیں جو کھانے اور پینے دونوں کے لئے کافی ہو جائے''

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ''جب نبی کریم ﷺ نے اپنی (لاڈلی) بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کر دیا اور انہیں رخصت کر دیا تو پانی منگوا کر اس میں برکت کی دعا مانگی اور اسے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر چھڑکا۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے علی! جب تو شادی کرے تو اپنی بیوی کے جب وہ بیٹھ جائے پاؤں دھو دے اور گھر کے دروازے سے لے کر گھر کے آخر تک پانی بہا دے کیونکہ جب تو یہ کرلے گا تو رب تعالیٰ تیرے گھر سے تکلیف کو نکال دیں گے اور تیرے گھر میں ستر رحمتیں اور برکتیں داخل کر دیں گے۔''

نبی کریم ﷺ نے زم زم کے بارے میں ارشاد فرمایا ''یہ برکت والا ہے کہ کھانے والے کیلئے کھانا اور بیمار کے لئے شفا ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس کا بیٹا ہوا اور اس نے میری محبت میں اور میرے نام کی برکت لینے کے لئے اس کا نام ''محمد'' رکھا تو وہ اور اس کا بیٹا جنت میں جائے گا۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کھایا جانے والا جو حلال کھانا بھی ایسا ہو جس میں ایک شخص میرے نام والا ہو تو ان لوگوں کے کھانے میں برکت کو دوگنا کر دیا جاتا ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم سفر کرنے کا ارادہ کرو تو اپنے بھائیوں کو الوداع کہا کرو، تمہاری دعا میں برکت ڈال دی جائے گی۔''

اپنے مسلمان بھائیوں، اعزاء و اقرباء کو الوداع کہنا مستحب ہے۔ آدمی انہیں ان الفاظ میں الوداع کرے۔

﴿استودعکم اللہ الذی لا یضیع ودائعہ﴾

''میں تمہیں اس اللہ کے پاس امانت و ودیعت رکھتا ہوں جو اپنی امانتیں ضائع نہیں کرتا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے، ''جب کوئی کسی شی کو رب کی امان میں دے دیتا ہے تو رب تعالیٰ اس کی حفاظت فرماتے ہیں۔''

جب آدمی سفر وغیرہ پر جاتے ہوئے انہیں مسنون الفاظ میں ''استودع اللّٰہ'' وغیرہ کہتا ہے تو رب تعالیٰ اس کے اہل و عیال کی حفاظت فرماتے ہیں اور بھلا رب سے بڑھ کر حفاظت کرنے والا کون ہوسکتا ہے وہ ہی سب سے بہتر حفاظت کرنے والا ہے۔ آدمی جس شی پر بھی یہ الفاظ بولے گا رب تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے گا۔ کسی شاعر نے اس بابت کیا خوب اشعار کہے ہیں ؎

استودع اللّٰہ اولادی وامھم
والدین والماء والآباء والجسدا

''میں اپنی اولاد، ان کی ماں، دین، پانی[1] آباء واجداد اور (ان کے) جسموں کو رب کی امان میں دیتا ہوں''

والعلم و الجاہ و الاخوان کلھم
والصحب و الصھر و الجیران و البلدا

''اور علم اور جاہ اور سب کے سب بھائیوں اور ساتھیوں اور سسرالیوں اور پڑوسیوں اور شہر (غرض ان سب کو بھی رب کی امان میں دیتا ہوں)''

وکل ما انعم الباری علی بہ
فھو الحفیظ لما استودعتہ ابدا

''اور ہر وہ نعمت جو باری تعالیٰ نے مجھے بخشی ہے جب میں اس کو رب کی امان میں دے دیتا ہوں تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس کا (حامی و ناصر اور) نگہبان وہی رب تعالیٰ ہے''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''جب تم میں سے کوئی نکاح کرے یا کوئی غلام

---

[1] پہلے زمانوں میں پانی بہت بڑی نعمت ہوتی تھی اور وہ شخص بڑا خوش نصیب اور صاحب ثروت شمار کیا جاتا تھا جس کا اپنا کنواں ہوتا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خریدے تو یہ دعا مانگے،

﴿اللهم انی اسئلک خیرها و خیر ما فیها و خیر ما جبلتها علیه و اعوذ بک من شرها و شر ما جبلتها علیه﴾

''اے اللہ! میں تم سے (بیوی) کی خیر اور جو خیر اس میں ہے اور جس خیر پر تو نے اس کو پیدا کیا ہے اس کا سوال کرتا ہوں اور تجھ سے اس کے شر اور جس شر پر تو نے اس کو پیدا کیا ہے اس سے پناہ مانگتا ہوں''

اس کے بعد اس کے ماتھے کو پکڑے اور برکت کی دعا مانگے''

ایک حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی شی کو اپنی نظر لگ جانے سے اندیشہ فرماتے تو یہ فرمایا کرتے تھے، ''اللهم بارک لنا فیه ولا تضرّه'' ''اے اللہ! تو ہمیں اس میں برکت دے اور (یہ آنکھ) اس کو نقصان نہ دے'' اس حدیث کو ابن السنی نے روایت کیا ہے۔

انسان کو جب اپنی جان مال اور اولاد میں سے کوئی شی اچھی لگے اور اسے اپنی نظر لگ جانے کا ڈر ہو تو وہ یہ دعا پڑھ لے رب تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ آدمی کی نظر اپنی جان و مال اور اولاد کو نہ لگے گی۔

قاضی حسین اپنی ''کتاب التعلیق'' میں فرماتے ہیں کہ ''ایک نبی علیہ السلام نے اپنی قوم کی طرف دیکھا اور ان کی کثرت تعداد کو دیکھ کر خوش ہوئے تو اسی گھڑی اس میں سے ستر ہزار افراد کا انتقال ہو گیا۔ تو رب تعالیٰ نے ان کی طرف سے یہ وحی بھیجی کہ ''تم نے ان کی طرف توجہ کی۔ جب تم نے ان کی طرف نظر کی تھی تو اگر تم (اس وقت) ان کو (رب کی امان میں) محفوظ کر لیتے تو یہ ہلاک نہ ہوتے'' تو انہوں نے عرض کیا، ''اے میرے رب! میں انہیں کس چیز کے ذریعے محفوظ کروں؟ تو رب تعالیٰ نے ان کی طرف یہ وحی بھیجی کہ تم یہ کہہ کر انہیں محفوظ کرو،

﴿حصنتکم بالحی القیوم الذی لایموت ابدا و دفعت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنکم السوء بلاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم﴾

''میں نے تمہیں اس زندہ ہمیشہ رہنے والی ذات کے ذریعے محفوظ کیا جو کبھی نہ مرے گی اور میں نے "لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلي العظیم" کے ذریعے تم سے برائی کو ہٹایا''۔

نظر لگ جانا حق ہے جو لوگ اس کا انکار کرتے ہوئے اس کو وہم قرار دیتے ہیں وہ بلا دلیل ہے۔ صحیح احادیث میں نظر لگ جانے کو حق کہا گیا ہے اس سے بچنے کی صورت صرف یہی ہے کہ رب تعالیٰ کی پناہ ڈھونڈ کر خود کو اس ذات کے حوالہ کر کے اس کی طاقت اور قدرت کی پناہ لی جائے تو رب تعالیٰ اپنی اور دوسروں کی نظروں سے محفوظ فرمائیں گے۔

نبی کریم ﷺ حضرات حسنین کریمینؓ پر یہ پڑھ کر دم فرمایا کرتے تھے اور انہیں نظر لگنے سے محفوظ فرمایا کرتے تھے،

﴿اعیذ کما بکلمات اللّٰہ التآمّۃ من کل شیطان وھامۃ ومن کل عین لامۃ﴾

''میں تم دونوں کو رب تعالیٰ کے پورے کلمات کی پناہ میں دیتا ہوں ہر شیطان سے اور ہر بری شی[1] سے اور ہر نظر بد سے''

ثعالبی اور ابن السنی یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ ''رب تعالیٰ جب بھی کسی بندے پر اہل مال اور اولاد کی کسی نعمت کی بخشش فرماتے ہیں اور وہ اس پر ''ماشاء اللّٰہ لاقوۃ الا باللّٰہ'' پڑھتا ہے تو وہ ان نعمتوں میں موت کے علاوہ کسی آفت کو نہ دیکھے گا''۔

کسی شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں شکایت کی کہ وہ مصائب و

---

[1] ھامہ: یہ اُلو یا رات کو قبرستان میں نکلنے والے ایک چھوٹے سے پرندے کو کہتے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں عربوں کا اعتقاد تھا کہ مقتول کے سر سے ایک پرندہ نکل کر یہ صدا لگاتا رہتا ہے، ''اسقوني اسقوني'' مجھے سیراب کرو، مجھے سیراب کرو'' اور جب تک مقتول کا بدلا نہ لیا جائے وہ یہ کہتا رہتا ہے اس پرندے کو صدیٰ بھی کہتے ہیں۔ (القاموس الوحید ص ۱۷۸۹۔۱۷۹۰)

یہاں ہر ایک بری شی مراد ہے جو نقصان پہنچائے اور جنات وشیاطین کی قسم سے ہو۔ واللہ اعلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلا یا میں گھر گیا ہے۔تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''جب تو صبح کرے تو یہ کہہ ''باسم اللہ علی نفسی و اھلی و مالی'' ''میں اپنی جان اہل اور مال پر رب کا نام لیتا ہوں'' تو اس سے تیرا کوئی نقصان نہ ہوگا'' اس شخص نے نبی کریم ﷺ کی ہدایت کے مطابق ان کلمات کو پڑھنا شروع کر دیا تو اس سے آفات جاتی رہیں۔'' (ابن السنی)

آج کے اس پر فتن دور میں تو ہر ایک مسلمان کو ان دعاؤں کا خوب اہتمام کرنا چاہیئے تاکہ وہ مصائب و بلایا اور نظر بد سے بچا رہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ،

> ''رب تعالیٰ کی قضاء و قدر اور فیصلہ کے بعد میری امت کے سب سے زیادہ مرنے والے لوگ نظر (بد) سے مریں گے''

اور ایک روایت میں ارشاد ہے کہ، ''نظر (بد) آدمی کو قبر میں اتار کر (ہی) دم لیتی ہے اور یہ سب تقدیر ہے''

اور فرمایا ''اگر کوئی شی تقدیر پر سبقت لے جاتی ہوتی تو نظر سبقت لے جاتی اور جب تم سے دھونے کو طلب کیا جائے تو دھو دیا کرو''

علامہ ھروی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں، ''دھونا یہ ہے کہ جس کی نظر لگی ہے اس کے سامنے ایک پانی بھرا برتن لایا جائے وہ شخص اپنے ہاتھ اس میں ڈال کے چلو سے پانی لے لے اور اس سے کلی کر کے اس پانی کو دوبارہ اس برتن میں ڈال دے پھر اس برتن میں اپنا منہ بھی دھوئے کہ منہ کی دھوون برتن کے پانی میں ہی گرے پھر اس میں سے بائیں ہاتھ سے پانی لے کر دائیں ہاتھ پر گرائے اور دھوون برتن میں گرائے اسی طرح دائیں اور بائیں کہنیوں کو بھی دھوئے پھر اسی طرح اس میں دایاں اور بایاں پاؤں بھی دھوئے پھر اس میں دایاں اور بایاں گھٹنا بھی دھوئے پھر ازار کے اندر کی جگہ بھی دھوئے اور سب کی دھوون برتن میں گرائے۔ اس دوران برتن زمین پر نہ رکھا جائے۔ اس کے بعد اس پانی کو اس شخص پر جس کو نظر لگی ہے اس کی پیٹھ کی جانب سے ایک ہی دفعہ انڈیل دیا جائے''

رب تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ ارشاد نبوی ﷺ پر اس صورت سے تعمیل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے پر نظر جاتی رہے گی۔

ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ ازار (یعنی تہہ بند یا شلوار) کے اندر کے دھونے کی شرح میں فرماتے ہیں کہ ''علامہ ہروی کی اس سے مراد ازار کے اندر کا وہ حصہ ہے جو جسم کو چھوتا ہے اور وہ دایاں حصہ ہوتا ہے کہ آدمی ازار یعنی تہہ بند کو دائیں جانب سے باندھتا ہے اور وہی حصہ اکثر بدن کو چھوتا ہے اسی کو دھویا جائے (کہ وہ آدمی کے دائیں پہلو کے ازار کے اندر کے بدن کو لگ کر نیچے آئے گا)

ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد شرمگاہیں ہیں۔ ایک قول سرینوں کا بھی ہے۔ واللہ اعلم۔

روایات میں نظر لگنے کے واقعات ملتے ہیں، حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو نظر لگی تو وہ بے ہوش ہو کر گر گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حضرت سہیل رضی اللہ عنہ کے لئے اعضاء کو دھونے کا حکم دیا تو وہ چند لوگوں کے ساتھ حضرت سہل رضی اللہ عنہ کو اپنے اعضاء کی دھون دینے گئے۔ اسی طرح ایک عورت کی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو نظر لگی جس سے وہ غش کھا کر گر گئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس کو کہلوا بھیجا جس پر اس عورت نے اپنے اعضاء کی دھون بھیجی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک خوبصورت بچہ دیکھا تو فرمایا اس کی ٹھوڑی پر تیل لگا دو کہ کہیں اس کو نظر نہ لگ جائے'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مراد یہ تھی کہ اس کی ٹھوڑی کے نیچے جو ایک چھوٹا سا دائرہ نما گڑھا ہے اس کو سیاہ کر دو۔

علامہ ھروی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ (روایت میں لفظ) ''دسموا'' کا معنیٰ بچوں کے کان کے پیچھے سیاہی لگانا ہے اور یہ اس لئے لگاتے ہیں تاکہ بچوں کو نظر نہ لگے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''اے اللہ! تو میری امت میں سے میرے صحابہ میں برکت رکھ دو تو اس برکت کو ان سے چھینیو نہ! اور تو نے میرے صحابہ میں سے ابوبکر رضی اللہ عنہ میں (ان سے بھی زیادہ) برکت رکھ دی تو اس برکت کو ان سے چھینیو نہ''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''رب تعالیٰ نے چار برکتوں کو آسمان سے زمین پر اتارا، وہ لوہا، آگ، پانی اور نمک ہیں''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''اللہ تعالیٰ جب بھی آسمان سے برکت کو نازل فرماتے ہیں تو لوگوں کی ایک جماعت اس سے کفر کرنے لگتی ہے (وہ یوں کہ) رب تعالیٰ (تو) آسمان سے بارش (کی برکت) نازل فرماتے ہیں تو لوگ کہنے لگتے ہیں کہ یہ بارش تو فلاں فلاں ستارے کے سبب سے ہوئی۔''

رب تعالیٰ نے پانی کو قرآن میں ''مبارک'' کے لفظ سے ذکر فرمایا ہے، ارشاد ہے،

﴿وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً مُّبَارَكًا فَأَنبَتْنَا بِهِ جَنَّاتٍ وَحَبَّ الْحَصِيدِ﴾ (ق: ۹)

''اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی اتارا اور اس سے باغ و بستان اگائے اور کھیتی کا اناج (بھی اگایا)۔''

اور اس کو ''طہور'' بھی فرمایا، ارشاد ہے،

﴿وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا﴾ (الفرقان: ۴۸)

''اور ہم آسمان سے پاک (اور نتھرا ہوا) پانی اتارتے ہیں''

پانی مبارک اور طاہر اس لئے ہے کہ جسموں کی حیات اسی سے ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے،

﴿وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ﴾ (الانبیاء: ۳۰)

''اور تمام جاندار چیزیں ہم نے پانی سے بنائیں پھر یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے''

رب تعالیٰ اس پانی کو ''رحمت'' بھی فرماتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے،

﴿فَانظُرْ إِلَىٰ آثَارِ رَحْمَتِ اللَّهِ كَيْفَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا﴾ (روم: ۵۰)

''تو (اے دیکھنے والے!) خدا کی رحمت کی نشانیوں کی طرف دیکھ کہ وہ کس طرح زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے،

﴿وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ﴾ (شوری: ٢٨)

''اور اپنی رحمت (یعنی بارش کی برکت) کو پھیلا دیتا ہے''

اسی طرح سورۂ اعراف، سورۂ فرقان، سورۂ نمل اور سورۂ روم میں بھی رب تعالیٰ نے بارش کے پانی کو رحمت فرمایا ہے۔

پانی کو رب تعالیٰ رزق فرماتے ہیں، ارشاد فرماتے ہیں۔

''وَمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ فَاَحْيَابِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا'' (البقرہ: ١٦٤)

''اور مینہ میں جس کو خدا آسمان سے برساتا اور اس سے زمین کو مرنے کے بعد زندہ (یعنی خشک ہوئے پیچھے سرسبز) کر دیتا ہے (خدا کی قدرت کی نشانیاں ہیں)''

ارشاد ہے،

﴿وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ﴾ (الذاریات: ٢٢)

''اور تمہارا رزق اور جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ آسمان میں ہے''

مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ معارف القرآن جلد ہشتم میں اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ''بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ (اس آیت میں) رزق سے مراد بارش ہے'' (معارف القرآن جلد ہشتم ص ١٦٢)

ارشاد ہے،

﴿قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا﴾ (الاعراف: ٢٦)

''ہم نے تم پر پوشاک اتاری''

بعض مفسرین نے یہاں ''انزلنا'' کو ''خلقنا'' یعنی ''پیدا کیا'' کے معنیٰ میں لیا ہے اور لباس سے مراد بارش لی ہے۔ یعنی رب تعالیٰ آسمان سے بارش نازل فرماتے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس سے روئی وغیرہ اگتی ہے جس سے انسان اپنا لباس تیار کرتا ہے۔ رہ گیا یہ اشکال کہ رب تعالیٰ نے تو صــراحۃً فرمایا ہے کہ ہم نے لباس اتارا نہ کہ بارش، تو مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں

''یہاں انــزلنا سے مراد عطا فرمانا ہے یہ ضروری نہیں کہ آسمان سے بنا بنایا لباس ہی اترا ہو، جیسے دوسری جگہ ''انزلنا الحدید'' کا لفظ آیا ہے یعنی ''ہم نے لوہا اتارا'' جو سب کے سامنے زمین سے نکلتا ہے البتہ دونوں جگہ لفظ انــزلنا فرما کر اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ جس طرح آسمان سے اترنے والی چیزوں میں کسی انسانی تدبیر کو دخل نہیں ہوتا اسی طرح لباس کا اصل مادہ جو روئی یا اون وغیرہ ہے اس میں کسی انسان کی تدبیر وغیرہ کو ذرہ برابر دخل نہیں وہ محض قدرت حق تعالیٰ کا عطیہ ہیں'' (معارف القرآن جلد۳ ص ۵۳۳۔۵۳۴)

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''اتارنے سے مراد اس کا مادہ وغیرہ پیدا کرنا ہے'' (تفسیر عثمانی ص ۲۰۴ فائدہ نمبر ۶)

اور ظاہر ہے کہ ان مادوں کا پیدا ہونا بارش کے مرہون منت ہے کہ بارش ہی ان چیزوں کو اگاتی ہے جس سے لوگ لباس وغیرہ بناتے ہیں یہی بات حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ صراحۃً فرماتے ہیں کہ'' انــزلـنـا سے مراد پیدا کرنا ہے کیونکہ روح المعانی میں لکھا ہے کہ ''ہم نے تمہارے لئے لباس کو ان اسباب کے ذریعے پیدا کیا جو آسمان سے نازل ہوتے ہیں۔ جیسے بارش کہ جس کے ذریعے روئی وغیرہ اگتی ہے''

(بیان القرآن جلد۴ ص۹ ملحقات الترجمہ حاشیہ نمبر۱)

اس بات کو دوسری جگہ رب تعالیٰ نے ''**وفی السمــاء رزقکم**'' کے الفاظ سے ذکر فرمایا ہے، اس سے مراد بارش ہے۔

یہ پانی کتنا بابرکت ہے، اس سے بندوں کو کیا کیا نعمتیں حاصل ہوتی ہیں رب تعالیٰ ان کو گنواتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں،

﴿هُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً.......... وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ﴾ (النحل: ۱۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''وہی تو ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا جسے تم پیتے ہو اور اس
سے درخت بھی (شاداب ہوتے ہیں) جن میں تم اپنے چارپایوں کو
چراتے ہو اور اسی پانی سے وہ تمہارے لئے کھیتی اور زیتون اور کھجور
اور انگور (اور بے شمار درخت) اگاتا ہے''

رب کی اس دھرتی پر زندگی کی حرکت، اس کی ہلچل، رونق، سرسبزی، شادابی، ہریالی، تازگی، طراوت اسی پانی سے ہے جو آسمانوں سے مینہ، بارش، پھوار، موسلادھار، بوندا باندی، رم جھم غرض کئی صورتوں میں اترتا ہے جو مردہ زمین پر جل تھل کا منظر پیش کرتے ہوئے اس کی رگوں میں اتر کر اس کے مردوں سوتوں میں نئی روح دوڑا کر اسے زندہ جاوید کر دیتا ہے اور قلب ونظر اور روح وجسد کی تازگی وحیات کا سامان پیدا کرتا ہے۔ رب تعالیٰ نے سال کے موسموں میں سے ایک موسم اسی پانی کی نذر کر دیا ہے جسے ہم ''برسات'' کہتے ہیں جو کھیتیوں اور باغوں کی حیات ہوتا ہے۔

رب تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ''اس کے پاس ہر شی کے خزانے ہیں'' یقیناً ان میں اس پانی کے بھی خزانے ہوں گے پانی کی اس اہمیت کے پیش نظر رب تعالیٰ نے اس دھرتی کے دو تہائی حصوں کو اسی پانی سے ڈھانپ دیا ہے۔

علامہ واجدی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد خداوندی

﴿وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ﴾ (الحجر: ٢١)

''اور ہمارے ہاں ہر چیز کے خزانے ہیں''

کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ''(یہاں شی سے مراد بارش ہے) کیونکہ یہ رزق اور معاش کا سبب ہے اس لئے رب تعالیٰ نے جب یہ ذکر فرمایا کہ وہ بندوں کو رزق و معاش عطا فرمائے گا تو ساتھ ہی یہ بھی بیان کر دیا کہ بارش کے خزانے جو معاش کا سبب ہے وہ رب کے پاس ہیں، (اس لئے) آگے فرمایا،

﴿وَمَا نُنَزِّلُهٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ﴾ (الحجر: ٢١)

''اور ہم ان کو بمقدار مناسب اتارتے رہتے ہیں''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی رب تعالیٰ ہر سال بارش کی ایک مناسب مقدار نازل فرماتے ہیں اس کو بڑھاتے گھٹاتے نہیں کہ کسی سال دوسرے سے کم یا زیادہ بارش برسی ہو، ہاں البتہ جہاں چاہے اس کو برساتا ہے کہ ایک جگہ کے لوگ بارش کی نعمت سے مالا مال ہوں اور دوسری جگہ کے محروم رہیں اور کبھی بارش سمندروں پر بھی جا برستی ہے“

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”بارش جنت کے پانیوں سے مل کر آتی ہے جب اس میں جنت کا پانی زیادہ ملا ہو تو اس میں برکت زیادہ ہوتی ہے اور جب اس میں جنت کا پانی کم ملا ہو تو اس میں برکت کم ہوتی ہے خواہ بارش زیادہ ہی کیوں نہ برسے اور سب سے افضل بارش وہ ہے جو رات کو برسے اور اس میں بجلی نہ چمکے“

اس بارے میں ”وسیط“ میں ایک حدیث ذکر ہے کہ ”جب لوگوں نے پانی کی کمی کی شکایت کی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک برتن میں جس میں تھوڑا سا پانی تھا ہاتھ داخل فرمایا اور فرمایا ”(اس) مبارک پانی کی طرف آؤ کہ برکت رب تعالیٰ کی طرف سے (اترتی) ہے (کہ وہ چاہے تو اس کم پانی میں بھی برکت اتار دے اور ایسا ہی ہوا کہ) پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں سے پانی پھوٹنے لگا“ (اور وہ سب کو کافی ہو گیا)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں جب (نومولود) بچے لائے جاتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں گھٹی دیتے اور ان کے لئے برکت کی دعا فرماتے اور ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے تھے۔

اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ فتح فرمایا تو اہل مکہ اپنے بچے لے کر آنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے لئے برکت کی دعا فرمانے لگے اور ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے جاتے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جب کسی موسم کا پہلا پھل پیش کیا جاتا تو آپ یہ دعا مانگتے تھے۔

﴿اللھم بارک لنا فی ثمرنا و بارک لنا فی مدینتنا وبارک لنا فی صاعنا و بارک لنا فی مُدّنا﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے اللہ! تو ہمارے پھل میں ہمیں برکت دے اور ہمارے مدینہ (شہر) میں ہمیں برکت دے اور ہمارے صاع میں ہمیں برکت دے اور ہمارے مُد[2] میں ہمیں برکت دے''

پھر آپ ﷺ اپنے (اہل وعیال) کے سب سے چھوٹے بچے کو بلوا کر اس کو وہ پھل عنایت فرمادیتے۔''

اور مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نیا پھل دیکھ کر فرماتے، ''بركة مع بركة'' برکت کے ساتھ برکت (رب تعالیٰ دے دے) پھر آپ ﷺ حاضرین میں سے سب سے چھوٹی عمر کے شخص کو وہ عنایت فرمادیتے''۔

نبی کریم ﷺ جس کسی آدمی کو دیکھتے کہ اس نے شادی کر لی ہے تو آپ ﷺ (اس کو دعا دیتے ہوئے یہ) فرماتے:

﴿بارك الله لك و بارك عليك و جمع بينكما في خير﴾

''اللہ تمہیں برکت دے اور تم پر برکت نازل فرمائے اور تم دونوں کو خیر میں جمع کرے'' (مسند احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے، ''رب تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں''

''میں نے مکہ والوں کو کھجور، گوشت اور دودھ میں برکت دی۔ پس میں نے اپنے بندوں پر ان تینوں کو وسیع کر دیا''

---

[1] صاع: غلہ ناپنے کا ایک پیمانہ جو اہل حجاز کے حساب سے ۴ مُد (۴ پونڈ) یعنی گیارہ سو بیس درہم کے وزن کے بقدر ہوتا ہے اور اہلِ عراق کے حساب سے آٹھ رطل کے برابر یا دو سیر چودہ چھٹانک چار تولہ کے برابر ہوتا ہے۔ (القاموس الوحید ص ۹۵۱ کالم نمبر ۲)

مُد: ایک قدیم پیمانہ، فقہاء کا اس کے وزن میں اختلاف ہے۔ شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک مصری پیمانہ نصف قدح کے برابر ہے اور اہلِ حجاز کے نزدیک یہ ایک رطل اور ثلث رطل ہے اور اہل عراق اور احناف کے نزدیک دو رطل کے بقدر ہے۔ (ص ۱۵۳۲ کالم نمبر ۲ حوالہ بالا)

قدح: پینا ناپنے کا ایک پیمانہ ہوتا ہے۔ (ص ۱۲۸۰ کالم نمبر ۳ حوالہ بالا)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور رب تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں، ''جس کو میں طیب نفس سے کوئی شی عطا کروں وہ اس کے لئے مبارک ہے''

نبی کریم ﷺ کے جب کھانا نزدیک کیا جاتا تھا تو آپ ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے،

﴿اللھم بارک لنا فیما رزقتنا وقنا عذاب النار. بسم الله﴾

''اے اللہ! تو ہمیں اس رزق میں برکت دے جو تو نے ہمیں عنایت فرمایا ہے اور ہمیں عذاب جہنم سے نجات دے (ہم اس کھانے کو اللہ کے نام سے (شروع کرتے ہیں)''

نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن ابی جعفر رضی اللہ عنہ کے لئے ان کی خرید و فروخت میں برکت کی دعا فرمائی، تو وہ جو شی بھی خریدتے تھے اس میں نفع ہی اٹھاتے تھے''

نبی کریم ﷺ نے حضر عروہ بن ابی جعد رضی اللہ عنہ کے لئے برکت کی دعا فرمائی وہ فرماتے ہیں کہ میں کناسہ میں سب سے زیادہ مضبوط (تاجر) تھا۔ پس میں چالیس ہزار کا نفع کما کر ہی لوٹا ''کناسہ ایک مشہور بازار تھا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''(نبی کریم ﷺ کی اس دعا کے بعد) اگر وہ مٹی بھی خریدتے تو اس میں بھی نفع کماتے''

نبی کریم ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لئے برکت کی دعا فرمائی تو وہ اس قدر مال کے مالک بنے جس کو شمار کرنا مشکل تھا۔

یہ برکت سے متعلقہ چند احادیث تھیں جن کو ہم نے نقل کیا ہے اس میں ان احادیث کے کسی خاص مضمون کے متعلق ہونے کی رعایت کی بجائے فقط اس بات کا لحاظ رکھا ہے کہ ان احادیث کو نقل کیا جائے جن میں برکت کا کسی طور پر بھی ذکر ہے۔ کہتے ہیں کہ ''جس شخص کے گھر میں یا سامان میں یا سواری میں نبی کریم ﷺ کی صفات لکھی ہوئی شکل میں موجود ہوں اور وہ سفر پر روانہ ہونے لگے یا سفر میں ہو تو وہ اثنائے طریق چوری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے ،غرق ہونے ،جل جانے اور بادشاہ کے ظلم سے محفوظ رہے گا اور خوشی کبھی اس کے گھر سے جدا نہ ہوگی۔'' برکت کے ذکر کی مناسبت سے ہم نے اس باب کے آخر میں نبی کریم ﷺ کی صفات ستودہ کو ذکر کیا ہے تاکہ ہماری یہ کتاب اسم بامسمی ہو کر مجموعہ خیر و برکت بن جائے۔ نبی کریم ﷺ کی صفات مبارکہ کو محدثین اور مفسرین نے بڑے اہتمام سے جمع کیا ہے۔ہم اس کو ''کتاب اللباب فی فضائل المصطفیٰ والاصحاب'' سے نقل کرتے ہیں۔

شمائل نبوی ﷺ وحلیہ مبارک

نبی کریم ﷺ سفید، صاف اور روشن رنگ والے، آنکھ کی گہری سیاہ پتلی والے اور کشادہ آنکھ والے تھے۔ آپ ﷺ کی مبارک آنکھوں کی سفیدی میں سرخ ڈورے تھے۔ یہ بڑے خوبصورت لگتے ہیں، جس سے مردانہ حسن و وجاہت میں اضافہ ہوتا ہے۔ آپ ﷺ کی پلکیں لمبی لمبی تھیں۔ حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کی پلکیں لمبی اور خمدار تھیں۔

آپ ﷺ کے دونوں ابروؤں کے بال باہم پیوست نہ تھے بلکہ دونوں ابروؤں کے درمیان ماتھا شفاف تھا اور یہ اچھا لگتا ہے اور آپ ﷺ کے ابرو مبارک طویل اور کمان کی طرح خمدار مڑے ہوئے تھے جن میں پتلے پتلے بال وافر مقدار میں تھے۔ آپ ﷺ کا ناک درازی مائل بانسہ درمیان سے اٹھا ہوا اور نتھنے تنگ تھے۔ سامنے کے دانت باہم پیوست نہ تھے بلکہ ان میں مناسب خالی جگہ تھی اور آپ ﷺ کے دانت باریک اور چمکدار تھے آپ ﷺ کشادہ پیشانی والے اور معتدل قامت والے تھے۔ چہرہ مبارک گول تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کا چہرہ گول نہ تھا بلکہ ستواں اور نرم و نازک تھا جس میں بے انتہا حسن و جمال جھلکتا تھا۔ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک ستواں گول تھا آپ ﷺ کے رخسار مبارک نرم و نازک خوشنما اور طویل تھے۔

اب دونوں روایتوں میں تطبیق کی صورت یوں ہو سکتی ہے کہ جس نے آپ ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے چہرہ مبارک کو گول کہا ہے اس نے چہرہ مبارک کی رفعت، بلندی، حسن تناسب اور اعتدال کی رعایت کی ہے اور جس نے لمبا اور ستواں کہا ہے اس نے رخساروں کی طوالت و درازی کی رعایت کی ہے۔ نبی کریم ﷺ چہرہ مبارک کی گولائی اور لمبائی کا نہایت حسین امتزاج رکھتے تھے کیونکہ جو چہرہ نرا گول ہو اور اس میں لمبائی کی جھلک و نمائش نہ ہو وہ اچھا نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ چہرہ حسین کہلانے کے لائق ہے جو نرا لمبا ہو اور اس میں گولائی کا امتزاج نہ ہو۔ نبی کریم ﷺ کا مبارک چہرہ ان دونوں صفات کے نہایت حسین تناسب کو لئے ہوئے تھا (سبحان اللہ!)

آپ ﷺ کا چہرہ مبارک چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکدار اور روشن تھا گویا کہ آپ ﷺ کے رخساروں میں سونے کا پانی تیرتا تھا اور جلال کی رونق آپ ﷺ کی پیشانی کی شکنوں میں دمکتی تھی اور وہ شکنیں نہایت مناسبت و مطابقت کے ساتھ باہم ایک دوسرے سے ملی ہوئی تھیں اور جب وہ ماتھے پر ابھرتی تھیں تو ان پر آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کا نور چمکتا تھا گویا کہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک آئینہ تھا۔ آپ ﷺ کی کنپٹیاں کشادہ تھیں۔ داڑھی مبارک گھنی تھی وہ سینہ مبارک کو بھر دیتی تھی ان کے بال نہ باریک تھے اور نہ بہت لمبے البتہ زیادہ تھے۔ رخسار مبارک نازک تھے۔ دہان مبارک کشادہ تھا۔ عرب لوگ اس کو پسند کرتے تھے اور دہان کی تنگی کو ناپسند کرتے تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد مضبوط اور بڑے دانت ہونا ہے (جو بہت چھوٹے اور باریک نہ ہوں) آپ ﷺ سب سے زیادہ خوبصورت گردن والے تھے گویا کہ وہ نہایت عمدہ اور خوبصورتی میں چاندی کی طرح صاف شفاف تھی۔ سینہ مبارک اور پیٹ مبارک برابر تھے۔ سینہ مبارک کشادہ تھا، کندھے بڑے بڑے اور چوڑے تھے، ہڈیاں مضبوط تھیں، بازو، کلائیاں اور کولہے طاقتور اور مضبوط تھے۔ ہتھیلیاں چوڑی تھیں، ہاتھ پاؤں پر گوشت تھے، کلائیوں کا پہنچا اور گٹا بھاری اور بڑا تھا۔ انگلیاں لمبی لمبی تھیں۔ آپ ﷺ کے پٹھے نہ بہت زیادہ لمبے تھے اور نہ ابھرے ہوئے تھے بلکہ مضبوط اور معتدل تھے۔ چہرہ مبارک نہایت روشن اور منور تھا کہ جب بدن کھولتے تھے تو اس پر انوارات کی کثرت کی وجہ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نگاہ نہ ٹکتی تھی۔ آپ ﷺ کی مبارک پنڈلیاں باریک تھیں۔ اگر آپ ﷺ کو دیکھتے تو یوں لگتا تھا گویا کہ سورج چمک رہا ہے۔ سینہ مبارک کی ابتداء سے لیکر ناف تک بالوں کا ایک باریک خط تھا۔ سینہ مبارک بالوں سے خالی تھا البتہ سینہ کے اوپر کی جانب، کندھوں اور کلائیوں پر قدرے بال تھے۔ قد وقامت نہایت معتدل تھا کہ نہ نکلتا ہوا لمبا اور نہ ہی پستی مائل چھوٹا لیکن اس کے باوجود جب کوئی لمبا آدمی آپ ﷺ کے ساتھ چلتا تھا تو آپ ﷺ اس کے بالمقابل لمبے دکھائی دیتے تھے۔ آپ ﷺ جب مسکراتے تھے تو چہرہ مبارک بجلی کی طرح اور دانت اولوں کی طرح چمکتے تھے۔ آپ ﷺ کی زیادہ سے زیادہ ہنسی تبسم فرمانا ہوتی تھی، کبھی کبھی آپ ﷺ کی داڑھیں بھی ہنسنے میں نظر آجاتی تھیں۔ آپ ﷺ جب تکلم فرماتے تو دندان مبارک سے نور پھوٹتا تھا۔ آواز بلند اور مترنم تھی اور آپ ﷺ نہایت خوش گلو تھے اور آواز میں کچھ بھاری پن بھی تھا جس سے آدمی کے رعب وہیبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ آپ ﷺ کی قراءت نہایت صاف اور واضح تھی کہ حرف حرف خوب واضح ہوتا تھا کبھی قراءت کی آواز کو حلق مبارک میں دہراتے اور گھماتے تھے۔ آپ ﷺ کے کلام میں ترتیل ہوتی تھی۔ جس میں نہ کوئی بات زائد ہوتی اور نہ کم۔ آپ ﷺ کے اعضاء مبارک ایک دوسرے کے ساتھ نہایت حسن تناسب کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کا سراپا خلقی طور پر نہایت معتدل تھا۔ بدن کا گوشت مبارک ہلکا تھا کہ نہ تو گوشت بہت زیادہ ہونیکی وجہ سے لٹکا ہوتا تھا اور نہ ہی بہت کم تھا آپ ﷺ کی ٹھوڑی مبارک باریک نہ تھی۔ ایڑیاں ہلکی تھیں ان پر زیادہ گوشت نہ تھا۔ چلتے وقت آپ ﷺ کے قدم مبارک کا درمیان کا حصہ زمین کو نہ چھوتا تھا پاؤں مبارک نہایت نفیس خوبصورت اور بے عیب تھے جن میں میل کچیل اور پھٹن وغیرہ نہ تھی۔ ان کے درمیان سے پانی گزر جاتا تھا۔ بال مبارک نہ بالکل سیدھے تھے اور نہ گھنگھریالے تھے۔ گویا کہ ان میں کنگھی کی ہوئی تھی اگر سامنے کے بال خود کھل جاتے تھے تو آپ ﷺ ان میں مانگ نکال لیا کرتے تھے وگرنہ انہیں یوں ہی پیچھے اکٹھا کر لیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے بال مبارک کانوں کی لو سے آگے نہ ہوتے تھے انہیں وفرہ کہتے ہیں اور کبھی کبھار آپ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے بالوں کو ایک دوسرے میں داخل کر کے گوندھ دیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قدم مبارک اٹھاتے تو مضبوطی سے اٹھاتے، جھکتے ہوئے قدم رکھتے اور آہستگی (و وقار) سے چلتے۔ بڑے بڑے قدم اٹھاتے۔ جب چلتے تھے تو یوں لگتا تھا جیسے ڈھلان سے اتر رہے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت سرعت کے ساتھ قدم اٹھایا کرتے بڑے بڑے قدم رکھتے جو متکبرین کی چال جیسے نہ ہوتے تھے اس میں نرمی بھی ہوتی اور مضبوطی بھی جب کہ جلد بازی نہ ہوتی تھی۔ البتہ کبھی کبھار کسی ضرورت کی وجہ سے تیزی سے بھی چلتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی طرف متوجہ ہوتے تو پوری طرح متوجہ ہوتے۔ یہ نہ کرتے کہ اس کی طرف دائیں یا بائیں گردن گھماتے جیسا کہ ناسمجھ لوگ کسی شی کو دیکھنے کے لئے کرتے ہیں بلکہ اس طرف پورے رخ کے ساتھ متوجہ ہوتے۔ نگاہ جھکائے رکھتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمین کی طرف دیکھنا آسمان کی طرف دیکھنے سے زیادہ ہوتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بہت زیادہ دیکھنا غایت حیاء کی وجہ سے کن اکھیوں سے ہوتا تھا۔ اپنے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے آگے چلاتے اور کسی کو تواضع وانکساری کی وجہ سے اپنے پیچھے نہ چلنے دیتے۔ ہر ملنے والے سے سلام میں پہل فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کی مہر ایک انڈے کی طرح بائیں کندھے کے نچلے حصے پر ابھری ہوئی تھی۔ ہمیشہ غمگین وحزین رہتے اور غور وفکر میں ڈوبے رہتے ہر وقت بے چین رہتے، طویل سکوت فرماتے اور جب کبھی اشارہ فرماتے تو پوری ہتھیلی کے ساتھ اشارہ فرماتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارے مختلف طرح کے تھے۔ اگر ذکر یعنی توحید اور تشہد کے بارے میں اشارہ ہوتا تو شہادت کی انگلی سے اشارہ فرماتے اور دوسری باتوں کی طرف پوری ہتھیلی سے اشارہ فرماتے تاکہ ان دونوں امور میں فرق ہو جائے۔

بات فرماتے ہوئے اشارہ سے بھی کام لیتے تاکہ اشارہ کے ذریعے بات میں مزید تاکید پیدا ہو جائے اور اپنے دائیں انگوٹھے کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر مارتے تھے۔ جب خوش ہوتے تو نگاہ جھکا لیتے اور جب ناراضی فرماتے تو اعراض فرماتے اور منہ پھیر لیتے۔ جب خوش ہوتے تو چہرہ مبارک یوں چمک اٹھتا گویا کہ چاند کا ٹکڑا ہے۔ کسی بات کے بارے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں جب فکر مند ہوتے تو داڑھی مبارک کو زیادہ چھوتے اور کبھی کسی لکڑی یا چھڑی سے زمین کریدتے۔ آپ ﷺ کے دونوں ابروؤں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کی حالت میں ابھر آتی تھی۔ آپ ﷺ کبھی داہنے ہاتھ سے اور کبھی بائیں ہاتھ سے مہر لگایا کرتے تھے۔ آپ کی مہر چاندی کی ہوتی تھی اور کبھی تو اس کا نگینہ بھی چاندی کا ہوتا اور کبھی اس میں یمن اور حبشہ کا سرخ رنگ کا عقیق ہوتا تھا۔ نبی کریم ﷺ انگوٹھی کے نگینہ کو ہتھیلی کی جانب رکھتے تھے جیسا کہ آج کل لوگ اوپر کی جانب رکھتے ہیں اور نبی کریم ﷺ کی انگوٹھی پر تین سطری تحریر تھی ہر سطر میں فقط ایک لفظ تھا محمد ایک سطر، رسول ایک سطر اور لفظ اللہ ایک سطر تھی۔ صحیح روایات میں آپ ﷺ کی انگوٹھی کا تذکرہ یوں ہی آتا ہے۔[1] آپ کی تلوار کے قبضہ کا کنارہ چاندی کا تھا۔ جو مل جاتا زیب تن فرمالیا کرتے تھے۔ کبھی اونی عباء جو پورے بدن کو ڈھانپ لیتی، سے خود کو آراستہ فرماتے تو کبھی اونی جبہ پہن لیتے۔ دھاری دار یمنی چادر بھی استعمال فرمائی۔ کبھی ایک ہی سرخ رنگ کی چادر اوڑھ لیتے تو کبھی دو سبز چادریں اوڑھتے۔ آپ ﷺ نے سبز رنگ کی شال کا جبہ بھی استعمال فرمایا جس کا ایک گریبان، دو آستین ہوتی تھیں اور جن کا سامنے سے دامن چاک ہوتا تھا تاکہ جانور پر سواری کرنے میں سہولت ہو اور ان کو دیباج کے ساتھ بخیہ کیا ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ نے موٹے کناروں والی نجرانی چادر، تنگ آستینوں والا رومی جبہ بھی استعمال فرمایا۔ آپ ﷺ نے ایک طرح کا سرخ کھردرا مرصع کپڑا بھی استعمال فرمایا۔ روایات میں اس کا نام ''قطری'' آتا ہے۔ یہ ایک چوڑے چمڑے پر جواہرات کو مرصع کر کے تیار کیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے اس میں نماز بھی ادا فرمائی۔ اس قسم کے کپڑے کو عورتیں بھی استعمال کرتی تھیں وہ اس کو اپنی گردن یا پہلو پر لپیٹ کر استعمال کرتی تھیں۔ آپ ﷺ نے گھر میں صدری

---

[1] ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم نے ''رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی'' میں ص ۱۲۳ تا ۱۸۷ میں نبی کریم ﷺ کے مکتوبات پر تفصیلی تاریخی بحث کی ہے جس میں جدید تحقیقات کی روشنی میں نبی کریم ﷺ کے ملنے والے مکتوبات پر نہایت قیمتی معلومات بہم پہنچائی ہیں اور آپ ﷺ کے مکتوبات کے عکسی نمونے بھی پیش کئے ہیں جن میں اس مہر کے خاکہ کی تعیین ہو جاتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(گھریلو کرتا) کو بھی استعمال فرمایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہمارے پاس (گھر میں) تشریف لے آتے تھے تو صدری (جس کو روایات میں ''مِجْوَل'' کہا گیا ہے) زیب تن فرما لیا کرتے تھے۔'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں کی چادر[1] میں بھی نماز ادا فرما لیا کرتے تھے۔ اپنی ازار کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصف پنڈلی تک باندھا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے زیادہ پسندیدہ کپڑا قمیص اور دھاری دار یمنی چادر تھی جس کو حِبَرَۃٌ کہتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آستین ہاتھوں کے پہنچوں تک ہوتی تھی۔

خواص میں جانے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک خصوصی لباس بھی تھا جسے زیب تن فرماتے تھے۔ جب عمامہ باندھتے تو عمامہ کا شملہ دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑ دیتے۔ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیاہ عمامہ باندھ کر خطبہ بھی ارشاد فرمایا۔ ایک مرتبہ سر مبارک پر سرخ پٹی بھی باندھی اور کبھی چادر کے کنارے کو بھی سر پر باندھ لیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرض الوفات میں سر مبارک پر زرد رنگ کی پٹی بندھی ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جوتی مبارک کے دو تسمے تھے۔ ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خاکستری رنگ کے جوتے میں نماز ادا فرمائی۔

جہاں تک ہو سکتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ہر کام میں دائیں طرف سے ابتداء کرنا پسند تھا مثلاً بالوں میں تیل لگانا، کنگھی کرنا، جوتا پہننا، وضو وغیرہ کرنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانا پینا اور لینا دینا دائیں ہاتھ سے سرانجام فرمایا کرتے تھے اور بائیں ہاتھ سے خفیف امور سرانجام دیتے تھے جیسے استنجاء کرنا اور وہ امور جن میں تکلیف ہوتی تھی جیسے ناک صاف کرنا وغیرہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیٹھتے تھے تو سرینوں کے بل بیٹھ کر گھٹنے کھڑے کر کے ان کے گرد سہارا لینے کے لئے دونوں ہاتھ باندھ لیا کرتے تھے اور کبھی کمر اور گھٹنوں کے گرد کوئی کپڑا باندھ لیتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی میں ایک پاؤں پر دوسرا پاؤں رکھ کر چت لیٹے

---

[1] روایات میں لفظ ''مرط'' آتا ہے یہ اون یا ریشم یا نسر کی بنی ہوئی چادر کو کہتے ہیں جو کرتے کی جگہ اوڑھی جاتی ہے اس کو خاص طور پر عورتیں استعمال کرتی تھیں'' (القاموس الوحید ص ۱۵۴۲-۱۵۴۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے تھے۔

جس طرح نبی کریم ﷺ کے مبارک لیٹنے کا تذکرہ ہے اس طرح لیٹنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ تہبند کشادہ ہو اور اس کے کھل جانے کا اندیشہ نہ ہو۔ البتہ جب ازار بند اس طرح کا نہ ہو تو اس طرح لیٹنا مکروہ ہے۔ اور جن روایات میں اس طرح لیٹنے کی نہی آتی ہے وہ اسی ہیئت پر محمول ہیں۔ اس تفصیل کے بعد شلوار کا حکم واضح ہے کہ نہ تو اس کے کھلنے کا اندیشہ ہے اور نہ ہی وہ اتنی تنگ ہوتی ہے کہ اعضاء مستورہ کی صورت و ہیئت نظر نہیں آئے۔

نبی کریم ﷺ کو دیکھا گیا کہ ایک مرتبہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا سہارا لیے درِ اقدس سے باہر تشریف لائے اسی طرح یہ سعادت ایک مرتبہ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کے نصیبے میں بھی آئی کہ آپ ﷺ نے اپنی ہتھیلی ان کے کندھے پر رکھی ہوئی تھی۔ بسا اوقات نبی کریم ﷺ بائیں پہلو پر تکیہ کا سہارا بھی لے لیا کرتے تھے۔

نبی کریم ﷺ پر وحی کا نزول اجلال ہوتا تھا تو بعد میں اس کے اثر سے سر میں درد ہو جاتا تھا تو آپ ﷺ سر مبارک پر مہندی لگایا کرتے تھے تاکہ سر درد میں افاقہ ہو۔ آپ ﷺ سر مبارک پر بہت زیادہ تیل لگاتے تھے اور روزانہ ایک یا دو مرتبہ داڑھی مبارک میں کنگھی فرمایا کرتے تھے اور آپ ﷺ سفر و حضر میں کنگھی اور سرمہ لگانے کی سلائی اپنے ہمراہ رکھتے تھے اور سر کے بالوں میں کنگھی کبھی کبھار فرماتے تھے اور چادر زیادہ اوڑھتے۔ سر مبارک میں گنتی کے چند بال سفید تھے جو مانگ میں نظر آتے تھے جب تیل لگاتے تھے تو ان کی سفید رنگت تیل میں چھپ جاتی تھی۔ آپ ﷺ سفید بالوں کو سرخ فرما لیا کرتے اور کبھی داڑھی مبارک کے طول و عرض سے مشت بھر سے زیادہ بالوں کو لے لیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ اپنے کپڑوں کو زرد رنگ لگایا کرتے تھے۔ البتہ مردوں کے لئے ''خلوق'' کو ناپسند فرمایا کرتے تھے۔

یہ ایک قسم کی خوشبو ہے جس کا بیشتر حصہ زعفران پر مشتمل ہوتا ہے۔

اور رنگوں میں سرخ رنگ کو ناپسند فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی ایک سرمہ دانی ہوتی تھی جس سے سوتے وقت ہر آنکھ میں تین تین مرتبہ سرمہ لگایا کرتے تھے۔

کھانے پینے کی اشیاء میں سے بکری کی دستی اور کندھے کا گوشت پسند فرماتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے اور ترکاریوں میں گھیا کدو پسند فرماتے تھے اور پینے کی اشیاء میں میٹھے اور ٹھنڈے مشروب کو پسند فرماتے تھے۔ پھولوں میں سے فاغیہ[1]، رنگوں میں سے ہرا رنگ، سالنوں میں سے سرکہ، کھجور میں سے عجوہ، ترمیوؤں میں سے خربوزہ (یا تربوز) ککڑی اور انگور پسند تھے اور بسا اوقات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انگور تناول فرما رہے ہوتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لعاب[2] مبارک ان انگوروں کے کھانے کے دوران داڑھی مبارک پر بہہ رہا ہوتا تھا اور وہ موتیوں کی طرح چمک رہا ہوتا تھا۔

اور کبھی یوں بھی فرماتے کہ انگوروں کے خوشہ کو بائیں ہاتھ میں لیکر دائیں ہاتھ سے دانہ دانہ تناول فرماتے اور کبھی پورا خوشہ ہی دہان مبارک میں رکھ لیتے اور تناول فرماتے اور ککڑی کو رطب کھجور اور نمک کے ساتھ تناول فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اکثر کھانا کھجور اور پانی ہوا کرتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خربوزہ کو رطب کھجور کے ساتھ بھی کھالیا کرتے تھے اور حضرتِ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خربوزہ کو کھجور کے ساتھ تناول فرماتے دیکھا''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھجور کا گوندلایا گیا جو چربی کی طرح سفید ہوتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں سے تناول فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے رات کے ابتدائی حصہ میں خشک انگور (منقیٰ) کو پانی میں بھگو دیا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے میٹھے پانی کو اگلے دن یا اس سے اگلے دن کی شام کو نوشِ جان فرمایا کرتے تھے۔ البتہ اگر کسی وجہ سے اس دن بھی پینے کا موقعہ میسر نہ آتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو گرا دینے کا حکم فرماتے تو اس کو بہا دیا جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

[1] **فاغیہ**: یہ خاص طور پر حناء (مہندی) کی کلی کو کہتے ہیں اور عوام اس کے پھل کو فاغیہ کہتے ہیں لغوی طور پر ہر خوشبودار پودے کی کلی کو فاغیہ کہہ سکتے ہیں۔ (القاموس الوحید ص ۱۲۴۵ کالم نمبر۲)

ان جملہ امور کی مزید تفصیل کے لئے دیکھیں بندہ محمد آصف نسیم کی تالیف: **محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا پسند کیا ناپسند** مطبوعہ بیت العلوم لاہور۔

[2] روایت میں لفظ ''دُوَّال'' آتا ہے جس کا معنیٰ لعاب ہے لیکن ایک معنیٰ اس کا یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ انگور کے سارے دانوں کو خوشے سمیت منہ میں رکھنا پھر سارے دانوں کو منہ میں توڑ کر خالی خوشہ باہر نکالنا کہ اس دوران انگوروں کا معمولی رس بہہ کر باہر آجاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دودھ کو کھجور کے ساتھ ملا کر کھاتے اور ان دونوں کو ''اطیبین'' کے نام سے سرفراز فرماتے۔ گوشت آپ ﷺ کو سب سے زیادہ پسند تھا۔ گوشت اور کدو سے تیار کیے ہوئے ثرید کو پسند فرماتے۔ آپ ﷺ مکھن، کھجور، کھانے کے باقی حصے کو اور روٹی کے ثرید اور حیس کے ثرید کو پسند فرماتے تھے جو کھجور پنیر گھی اور روٹی سے تیار کیا جاتا تھا۔ اور آپ ﷺ روٹی کو گھی اور فالودہ سے تناول فرماتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت ام سلمٰی رضی اللہ عنہا نے آٹا گوندھا پھر اس کو ہنڈیا پر چڑھایا، پھر اس پر زیتون کا تیل انڈیلا اور مرچیں اور مسالے ڈال دیئے (اور آگ پر دھر دیا) اور ارشاد فرمایا، ''یہ وہ کھانا ہے جو نبی کریم ﷺ کو پسند تھا اور اس کے کھانے کو اچھا جانتے تھے''

آپ ﷺ مرغ اور سرخاب کا گوشت تناول فرماتے تھے۔ حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''میں خود کو دیکھتا تھا کہ میں نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے والوں میں سے ساتواں شخص تھا۔ اور ہمارے لئے درختوں کے پتوں کے علاوہ کھانے پینے کے لئے اور کچھ نہ ہوتا تھا۔''

حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ''ہم نے نبی کریم ﷺ کے ہمراہ چھ غزوات میں شرکت کرنے کی سعادت حاصل کی، ہم ٹڈیاں کھاتے تھے اور آپ ﷺ کھانے میں ہمارے ساتھ شرکت فرماتے''

آپ ﷺ نہار منہ پانی ملے دودھ کو نوشِ جان فرماتے تھے اور اس کے بعد جو کی روٹی کو نمک وغیرہ کے ساتھ تناول فرماتے۔

آپ ﷺ کو نیک فال اور نیک کلمہ پسند تھا۔ جب آپ ﷺ کسی کام سے خانہ اقدس سے باہر تشریف لاتے تھے تو آپ ﷺ کو ''یا راشد'' یا نجیح اور ''یا تمام'' جیسے کلمات سننا پسند تھا[1] اور کسی شی سے بدفالی نہ لیا کرتے تھے جب آپ ﷺ کسی ناگوار شی کو دیکھتے تو اس کی ناگواری کے اثرات چہرہ انور پر جھلکتے تھے۔ زیادہ تر آپ ﷺ سفید لباس زیب تن فرماتے، عمامہ کے نیچے ٹوپی رکھتے اور کبھی بغیر عمامہ کے بھی ٹوپی

[1] اس کی مزید تفصیل کے لئے دیکھیں ''محمد ﷺ کو کیا پسند اور کیا ناپسند'' راشد کا معنی کامیاب اور راہ یاب، نجیح کا معنی کامیاب و کامران اور ''تمام کا معنی پورا اور مکمل ہے''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سر پر رکھتے تھے اور کبھی سر کی ٹوپی اتار[1] کر اس کو سامنے رکھ کر سترہ بنا کر اس کی جانب رخ انور کر کے نماز ادا فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کی ایک عباء تھی جو دوہری کر کے آپ ﷺ کے بیٹھنے کے لئے بچھائی جاتی تھی آپ ﷺ کی ایک چھڑی تھی جو آپ ﷺ روزِ عید لیکر نکلا کرتے تھے اور کھجور کی خشک شاخوں کو پسند فرماتے تھے۔ ایک دن آپ ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے تو وہاں فرش پر کسی کی رینٹھ پڑی دیکھی تو آپ ﷺ نے اپنی چھڑی سے زمین کرید کر اس کو دفن فرما دیا۔ آپ ﷺ اپنی کمر مبارک پر چمڑے کا پٹکا باندھا کرتے تھے جس میں چاندی کے تین حلقے ہوتے تھے اور جس بستر پر آپ خواب استراحت فرمایا کرتے تھے وہ کھجور کے پتوں سے بھرا چمڑے کا ایک بچھونا ہوا کرتا تھا اور کبھی آپ ﷺ ایسی چارپائی پر آرام فرماتے جو کھجور اور ناریل کے پتوں سے بٹی رسی سے بنی ہوتی تھی اور اس کا اثر آپ ﷺ کے بدن مبارک پر آجاتا تھا اور صبح صادق سے کچھ پہلے رات کے آخری حصے میں نماز کے انتظار میں تہجد سے فراغت کے بعد تھوڑی دیر کے لئے آرام فرمایا کرتے تھے تو دایاں بازو کھڑا کر کے سر مبارک کو اس کی ہتھیلی پر رکھ دیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیوں پر تسبیح کو شمار فرمایا کرتے تھے۔ بسا اوقات دولت خانہ سے باہر تشریف لاتے تھے تو آپ ﷺ کے دست مبارک میں ایک گرہ دار دھاگہ ہوتا تھا تاکہ اس پر ذکر وغیرہ کرتے رہیں۔ آپ ﷺ خوشبو کو پسند فرماتے اور بری بو کو ناپسند فرماتے تھے اور خوشبو کو ازواج مطہرات کی خوشبو کی ڈبیوں سے تلاش کرتے تھے۔ آپ ﷺ کو بہت پسینہ آیا کرتا تھا اور وہ خلقی طور پر سب سے زیادہ خوشبودار ہوتا تھا اگرچہ آپ ﷺ نے خوشبو کو چھوا بھی نہ ہوتا تھا پھر بھی اس کی خوشبو عنبر اور مشک سے زیادہ ہوتی تھی۔ آپ ﷺ کی لوہے کی ایک سلائی ہوتی تھی جس سے خوشبو لگایا کرتے تھے اور آپ ﷺ خوشبو کو واپس نہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ عود کی تین بار دھونی لیا کرتے تھے اور اس میں کافور پھینکا کرتے تھے اور مشک کو اتنا لگاتے کہ سر اور

---

[1] روایت میں لفظ قلنسوہ آتا ہے اگر تو یہ گول ہو تو اس کو کمہ کہتے ہیں اور اگر یہ طویل ہو تو اس کو برنس کہتے ہیں اور آپ ﷺ کی کمہ سر پر چمٹی اور چپکی ہوتی تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داڑھی مبارک کے بالوں میں اس کی چمک نظر آتی۔ آپ ﷺ خطمی[1] بوٹی سے سر دھویا کرتے تھے اور کبھی آپ ﷺ بالوں کو کسی گوند وغیرہ کو لگا کر چپکا لیا کرتے تھے۔ جس سے نہ تو سر میں جوئیں پڑتی تھیں اور نہ ہی بال بکھرے بکھرے رہتے تھے آپ ﷺ روزہ کی حالت میں بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بوسہ لے لیا کرتے تھے اور ان کی زبان کو چھو لیا کرتے تھے ایک دفعہ گھر سے باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ کے بدن مبارک پر ایک مردانہ اونی چادر تھی۔ ایک دفعہ مقام جحفہ پر ایک حمام میں غسل بھی فرمایا۔ عورتوں کے بعد آپ ﷺ کو سب سے زیادہ گھوڑے پسند تھے۔ آپ ﷺ گھوڑوں کے ماتھوں کندھوں کے درمیان، سرینوں، قدموں کی پشت، گردن کی دونوں جانبوں اور گردن سے متصل پیٹھ کے بالائی حصے پر پچھنے لگواتے تھے۔

﴿وصلى الله تعالىٰ على خير خلقه وحبيبه و صحبه اجمعين﴾ (آمین)

نبی کریم ﷺ ۹ ربیع الاول ۱۰ھ بروز سوموار بوقت چاشت اس دنیا سے پردہ فرما گئے۔ انا للّٰہ و انا الیه راجعون

آپ ﷺ کو تین سحولی[2] سفید روئی کے کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں قمیص اور عمامہ نہ تھا۔ اور آپ ﷺ کو بدھ کی رات قبر مبارک میں اتارا گیا اس وقت عمر مبارک تریسٹھ سال تھی۔ سردار دو جہان نے درہم و دینار میں سے کچھ بھی نہ چھوڑا اور نہ ہی کوئی بھیڑ بکری وغیرہ ہی اس وقت آپ ﷺ کی ملک میں تھی۔ سوائے کچھ اسلحہ اور ایک خچر کے۔ ایک زمین چھوڑی جو صدقہ فرما دی تھی۔ یہ مال غنیمت میں سے تھی۔ اور فدک اور خیبر کے خمس کے کچھ باقیات تھے جو سب کا سب صدقہ تھا۔"

ہم نے "کتاب اللباب" سے نبی کریم ﷺ کی ان مبارک چیدہ چیدہ صفات

---

[1] خطمی: ایک نفع بخش بوٹی جو دوا کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔ اس کے خشک پتوں کو کوٹ کر ان کے پانی سے سر دھویا جاتا ہے اس سے سر بالکل صاف ہو جاتا ہے۔ (القاموس الوحید ص ۴۵۶۔۴۵۷)

[2] سحول: یمن کے ایک گاؤں کا نام ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو ذکر کیا جنکا زیادہ تر تعلق حلیہ مبارک سے تھا۔ نبی کریم ﷺ کے حسن و جمال کے بارے میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر آج تک کوئی نہیں کہہ سکا اس لئے رخ انور کے اس مبارک تذکرہ کو ہم آپ رضی اللہ عنہ کے ہی اشعار پر ختم کرتے ہیں،

واحسن منک لم تر قط عینی وَاجمل منک لم تلدِ النساء

خلقت مُبرّاً مِّنْ کل عیب کاَنّک خلقت کما تشاء

”میری آنکھ نے آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی حسین چہرہ نہیں دیکھا۔
عورتوں نے آپ ﷺ سے بڑھ کر خوبصورت بچہ جنم نہیں دیا۔ آپ ﷺ کو ہر عیب سے پاک صاف پیدا کیا گیا گویا کہ آپ ﷺ کو اپنے منشا کے مطابق پیدا کیا گیا۔“

مذکورہ بالا روایات میں آپ ﷺ کے چند شمائل و خصائل بھی زیر قلم آ گئے۔
آپ ﷺ کی شان مبارک کو بیان کرنا مجھ جیسے گنہگار کے بس کا کام نہیں کہ

ہزار بار گر بشویم دھن زمشک وگلاب
ہنوز نامِ تو گفتن کمال بے ادبی است

اسی لئے غالب نے کہا

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذا شتیم
کہ آں ذات پاک مرتبہ دانِ محمد است

حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ ﷺ کی شان کو ان الفاظ میں ادا فرمایا،

بلغ العلی بکمالہ
کشف الدجی بجمالہِ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ و آلہِ

”نبی کریم ﷺ اپنے کمالاتِ نبوت سے نہایت بلند مرتبہ پر رونق افروز ہوئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور (کفر و شرک کے) اندھیرے آپ ﷺ کے رخ انور کے جمال سے چھٹ گئے (اور کیوں نہ ایسا ہوتا کہ) آپ ﷺ کے سب شمائل و خصائل نہایت اچھے اور پاکیزہ تھے (تو اب آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس کے احسانات سے سبکدوشی کی بھلا کوئی راہ ہے سوائے اس کے کہ) آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل پر (بس) درود (ہی) پڑھتے رہیے۔''

دورِ حاضر کے عظیم نعت گو شاعر حفیظ تائب نے ان اشعار کو عشق نبوت میں ڈوب کر اردو زبان کے قالب میں اس طرح ڈھالا ہے،

هوئے کمال سے اپنے وہ فائز رفعت
چھٹی جمال سے ان کے تمام ظلمت شب
خصائل ان کے سبھی خوب اور پسندیدہ
درود بھیجیں نبی ﷺ پر اور ان کی آل پہ سب

دل والوں نے ذات اقدس پر قلم اٹھایا تو علوم کے دریا بہا دیئے، کتابوں کے انبار لگا دیئے۔ آپ ﷺ کی ذات اقدس پر کیا نہ لکھا گیا کہ پڑھنے اور اس کو صرف پڑھنے کے لئے عمر نوح درکار ہے مجھ سا ناتواں علامہ عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ان الفاظ پر آپ ﷺ کی شان مبارک کے مبارک تذکرے کو ختم کرتا ہے،

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجهک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقه
''بعد از خدائے بزرگ توای قصه مختصر''

کتاب کا موضوع کسبِ معاش اور محنت کی برکت تھا برکت کی مناسبت سے نبی کریم ﷺ کے مبارک تذکرہ سے چند صفحات کو معطر و آراستہ کیا کہ اس سے بڑھ کر کوئی برکت نہیں۔ رب تعالیٰ اس چند سطری تحریر کے بدلے نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے نوازے اور پڑھنے والوں کو بھی اور اس کو چھاپنے والوں کو بھی۔

آمین برحمتک یا ارحم الراحمین.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب سوم

برکت حاصل ہونے کے چند اسباب

برکت رب تعالیٰ دیتے ہیں انسانی عقل و دماغ اور کوشش و کاوش کا اس کی آفرنیش وتخلیق میں کوئی دخل نہیں البتہ رب تعالیٰ نے برکت کے حصول اور اس کے نزول کے چند اسباب مقرر فرمائے ہیں۔ برکت ان اسباب کو اختیار کر کے ہی حاصل ہوگی۔ فقر و فاقہ ان کے اختیار کرنے سے دور ہوگا، اولاد جان مال میں برکت ان کے اختیار کرنے سے ہوگی۔ یہی اسباب درازئی عمر کا باعث ہیں تنگیوں تکلیفوں کو یہی باتیں دور کرتی ہیں۔ اس باب میں برکت کے حصول اور اس کے نزول کے چند اسباب کو ذکر کیا جائے گا۔

ان اسباب کے تذکرہ سے یہ بات خود بخود سمجھ میں آجائے گی کہ ان اسباب و امور کے عدم اہتمام سے برکت دور بلکہ ختم ہو جاتی ہے۔ برکت کو ختم کرنے والا سب سے بڑا سبب گناہ اور دنیا کی محبت ہے اور برکت کے حصول کا سب سے بڑا سبب رب کا تقوی اور عبادت ہے اور عبادات کے جہاں اخروی فوائد میں وہاں ان کے نقد دنیاوی منافع بھی ہیں اور انسانی طبیعت ہے کہ وہ نقد نفع کی طرف جلد مائل ہوتی ہے۔ ان عبادات کے نقد فوائد کے بیان سے امید ہے کہ پڑھنے والوں کے دل میں ان کے اہتمام کا عزم پیدا ہوگا اور وہ دارین کی سعادتوں سے اپنے دامن بھریں گے اور ان خیرات سے خود کو مالا مال کریں گے اور مجھ گناہ گار کو یہ امید ہے کہ ان کے تذکروں سے رب تعالیٰ میرے گناہوں کو مٹادے گا، دنیا میں بھی مجھے فائدہ دے گا اور آخرت میں بھی حسنات سے نوازے گا اور میرے مرنے پیچھے ان باتوں کے تذکرے میرے لئے صدقہ جاریہ بنیں گے۔

رب تعالیٰ حسن نیت اور اخلاص سے نوازتے ہوئے ان باتوں کے تذکروں کو قبول فرمائے۔

(۱) تقویٰ وتوکل

دارین کی برکات وخیرات اور سعادتوں کے حاصل ہونے کا سب سے بڑا سبب تقوی وتوکل ہے زمین وآسمان کی برکات اسی سے حاصل ہوتی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے،

﴿وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ﴾ (الاعراف: ۹۶)

''اگر ان بستیوں کے لوگ ایمان لے آتے اور (متقی و) پرہیز گار ہو جاتے تو ہم ان پر آسمان وزمین کی برکات (کے دروازے) کھول دیتے''

تقوی ہر تنگی اور مشکل میں راہ نجات ہے اور وہاں سے رزق ملنے کا ذریعہ ہے جہاں سے ملنے کا سان وگمان نہ ہو ارشاد باری تعالیٰ ہے،

﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ (الطلاق: ۲.۳)

''اور جو کوئی خدا سے ڈرے گا وہ اس کے لئے (رنج ومحن سے) مخلصی (کی صورت) پیدا کر دے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اسے (وہم و) گمان بھی نہ ہو''

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں،

''جو رب تعالیٰ سے ڈرے گا رب تعالیٰ اس کی تنگی میں اس کے لئے سہولت پیدا فرمائیں گے۔ یہ تقوی وتوکل کی وہ برکات ہیں جن کا اہل طریق ہر وقت مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔'' (بیان القرآن جلد۱۲اص۱۴۳مسائل السلوک، مسئلہ نمبر۲)

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

''یعنی اللہ سے ڈر کر اس کے احکام کی بہر حال تعمیل کرو، خواہ کتنی ہی مشکلات وشدائد کا سامنا کرنا پڑے، حق تعالیٰ تمام مشکلات سے نکلنے کا راستہ بنا دے گا اور سختیوں میں بھی گزارہ کا سامان کر دے گا۔'' (تفسیر عثمانی ص۷۴۰ف نمبر۸)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک روایت میں اس آیت کی تفسیر ان الفاظ میں منقول ہے،

''یعنی رب تعالیٰ دنیا کے شبہات، موت کی سختیوں اور روز قیامت کے شدائد سے (مخلصی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور چھٹکارے کی صورت پیدا کر دے گا)

تقویٰ دنیا و آخرت کے امور میں سہولت پیدا کر دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا﴾ (اطلاق : ۴)

''اور جو خدا سے ڈرے گا خدا اس کے کام میں سہولت پیدا کر دے گا۔''

علامہ واحدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ''اس کے دنیا و آخرت کے کام اس پر آسان کر دیں گے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، ''لوگو! رب کے تقوی کو (اپنی) تجارت بنا لو رزق تمہارے پاس بغیر کسی سامان و تجارت کے (کھنچا چلا) آئے گا'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾

''یعنی اس کو خدا مطمئن و راضی کر دے گا اور اس کے رزق میں برکت ڈال دے گا۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جو رب سے ڈرے گا رب تعالیٰ ہر شی کو اس سے ڈرائیں گے اور جو رب تعالیٰ سے نہیں ڈرے گا (اور رب کا تقویٰ نہیں اختیار کرے گا) رب تعالیٰ اس کو ہر شی سے ڈرائیں گے''

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ایک بزرگ لوگوں کی مجالس میں پھر کر یہ کہا کرتا تھا، ''جو اس بات سے خوش ہو کہ عافیت اس کے ارد گرد رہے وہ رب تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے۔''

امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ''جس کا راس المال (ہی) تقوی ہو تو زبانیں اس کا نفع شمار کرتے کرتے تھک جائیں''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ''تقویٰ کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ رب تعالیٰ کے تقویٰ کے ذریعے اس کے عذاب و عقوبت سے خود کو بچائے۔''

تقویٰ میں نجات ہے، ارشاد ہے،

﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا﴾ (مریم: ۷۲)

''پھر ہم پرہیز گاروں کو نجات دیں گے''

آخرت متقیوں کی ہے،

﴿وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ (زخرف: ۳۵)

''اور آخرت تمہارے پروردگار کے ہاں پرہیز گاروں کے لئے ہے۔''

رب تعالیٰ متقیوں کے عمل کو قبول فرمائیں گے، ارشاد ہے

﴿اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ﴾ (المائدہ: ۲۷)

''خدا پرہیز گاروں ہی کی (نیاز) قبول کرتا ہے''

تقویٰ و توکل کرنے والے کے لئے رب تعالیٰ کی ذات ہی کافی ہے، ارشاد ہے،

﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾ (الطلاق: ۳)

''اور جو خدا پر بھروسہ رکھے گا تو وہ اس کو کفایت کرے گا''

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

''یعنی اپنی کفایت کا اثر خاص اصطلاح مہمات ظاہر فرما دیتا ہے ورنہ اس کی کفایت تو تمام عالم کے لئے عام ہے'' (بیان القرآن ص ۱۵ ج ۲)

یعنی رب تعالیٰ اس کے اہم امور میں اس کو سہولت عطا فرما کر کفایت فرمائیں گے اور وہ امور با آسانی حل ہو جائیں گے۔

تقویٰ و توکل اختیار کرنے والے ہی غالب رہیں گے، ارشاد ہے،

﴿اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ (آلِ عمران: ۱۶۰)

''اگر خدا تمہارا مددگار ہے تو کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو پھر کون ہے کہ تمہاری مدد کرے اور مومنوں کو چاہئے کہ خدا پر بھروسہ رکھیں''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

''اگر تم خدا پر توکل کرنے کا حق ادا کرو تو وہ تمہیں اس طرح رزق دے جس طرح پرندوں کو رزق دیتا ہے کہ وہ صبح خالی پیٹ جاتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے واپس آتے ہیں''

توکل کی حقیقت

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

''توکل کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اپنے امور رب تعالیٰ کو سپرد کر دے اور دل سے رب پر بھروسہ کرے اور اپنے امور اس کے سپرد کر کے بندے کا نفس مطمئن بھی ہو، توکل میں کسب و اسباب، دوا دارو اور اپنے بچاؤ کی تدبیریں اختیار کرنے اور رزق روزی کے لئے دوڑ دھوپ کرنے کو ترک کرنا شرط نہیں کہ یہ خطا ہے بلکہ حرام ہے۔ پس جب تیرا یہ اعتقاد ہو کہ برے حالات کو بدلنے اور اچھے احوال کے پیدا کرنے کی قدرت و طاقت فقط رب تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے تو تو رب تعالیٰ پر توکل کرنیوالا ہے۔ اگرچہ تو رزق روزی کے لئے سعی و کوشش کرنے والا بھی ہو''

مشہور تابعی حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ''گندم مہنگی ہو گئی ہے''۔ تو انہوں نے فرمایا، ''خدا کی قسم! اگر گندم کا دانہ سونے کے مثقال کا بھی ہو جائے تو مجھے پرواہ نہیں، ہم پر جیسا کہ ہمیں حکم ہے، رب تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے اور اس خدا پر ہمیں روزی دینا ہے جیسا کہ اس نے ہمارے ساتھ وعدہ فرمایا ہے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے، ''جو رب کا ہو رہا رب تعالیٰ اس کو ہر مشکل میں کافی ہو جائے گا اور اس کو وہاں سے رزق دے گا جہاں سے اس کو گمان بھی نہ ہو گا اور جو دنیا کا ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے گا، رب تعالیٰ اس کو دنیا کے حوالہ کردے گا۔"

روایات میں آتا ہے کہ رب تعالیٰ نے کسی نبی کو وحی فرمائی کہ وہ اس آواز کو لگادیں کہ "تمہارا پروردگار ارشاد فرماتا ہے، "جس نے میری ناپسند سے میری پسند کی طرف منہ موڑا تو میں اس کو ناگواریوں سے اس کی پسند کی طرف پھیر دوں گا۔"

حضرت مولانا منظور نعمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے معارف الحدیث میں توکل پر ایک عمدہ مضمون لکھا ہے ہم ذیل میں اس کا خلاصہ نقل کرتے ہیں،

"ہم انسانوں کو حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے واسطے سے معلوم ہونیوالی بے شمار حقیقتوں میں سے ایک حقیقت یہ ہے کہ اس کارخانہ ہستی میں جو کچھ ہو رہا ہے یا جو کچھ ہمیں مل رہا ہے وہ سب کا سب بلاواسطہ اسی رب کے حکم اور فیصلہ سے ہے اور ان ظاہری اسباب کی حقیقت فقط اتنی ہے کہ یہ رب تعالیٰ ہی کے مقرر کردہ ذرائع اور راستے ہیں کہ جن کے واسطے سے یہ اشیاء ہم تک پہنچتی ہیں اور ان اسباب کی اس عالم وجود میں کوئی کارفرمائی نہیں کارفرما اور موثر ذات فقط رب تعالیٰ ہی کی ہے کہ جس کا حکم نافذ ہے۔

اس حقیقت پر دل سے یقین کر لینے کے بعد اپنے جملہ امور کو رب تعالیٰ کے سپرد کر کے ان میں فقط اس پر بھروسہ کرنا اسی کی قدرت پر امید رکھنا، اس کے کرم پر نگاہ رکھنا، دعا والتجاء کے لئے اس کے آگے ہاتھ پھیلانا، امید و رجاء اسی سے رکھنا کہ اس طرز پر کسی بھی عمل کے کرنے کا نام شرع شریف کی اصطلاح میں توکل ہے۔ اسباب ظاہریہ کا ترک کرنا توکل کی حقیقت میں داخل نہیں۔ سید الانبیاء خاتم المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سب حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور جملہ عارفین وسالکین کا توکل یہی تھا کہ وہ ان اسباب وذرائع کو رب پر کامل یقین کے ساتھ استعمال فرماتے تھے اگرچہ رب تعالیٰ کی قدرت ان کی پابند نہیں، وہ ان اسباب کے بغیر بھی سب کچھ کر سکتی ہے جیسا کہ رب تعالیٰ نے گاہے گاہے اپنی قدرت کا اظہار بھی فرمایا۔

بہرحال ترک اسباب نہ توکل کی حقیقت میں داخل ہے اور نہ ہی اس کی شرط ہے، البتہ غلبہ حال کا معاملہ دوسرا ہے کہ کوئی صاحب یقین بندہ ترک اسباب کرے تو یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتراض نہیں بلکہ اس کے حق میں کمال ہے۔ اسی طرح رب پر توکل کامل کرنے کے لئے اور ان اسباب سے دل کا تعلق توڑنے کے لئے بھی ترک اسباب غلط نہیں، مگر توکل کا عمومی ضابطہ وہی ہے جو اوپر مذکور ہو گیا اور قرآن و حدیث میں اسی کی دعوت ہے۔

بلاشبہ یہ توکل ایمان اور توحید کا لازمی ثمرہ ونتیجہ ہے۔ جس کو توکل نصیب نہیں یقیناً اس کو ایمان اور توحید کا کمال نصیب نہیں'' (معارف الحدیث ج ۳ ص ۳۰۷۔ ۳۰۸ ملخصاً بتصرف)

(۲) توبہ واستغفار

حصول برکت کا دوسرا بڑا سبب دن رات صدق و اخلاص کے ساتھ، اپنے گناہوں پر ندامت کا احساس کرتے ہوئے اور کبائر وصغائر کو ترک کرتے ہوئے استغفار کرنا ہے، کہ رزق روزی، جان مال و اولاد کی کثرت اور بارشوں کا برسنا اس استغفار کی برکت سے ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے،

﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ .... وَيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا﴾

(نوح: ۱۰۔ ۱۲)

''اور میں نے کہا کہ اپنے پروردگار سے معافی مانگو کہ وہ بڑا معاف کرنیوالا ہے وہ تم پر آسمان سے لگاتار مینہ برسائے گا اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں باغ عطا کرے گا اور (ان میں) تمہارے لئے نہریں بہا دے گا''

استغفار کرنے والوں کو رب تعالیٰ عذاب نہ دے گا، ارشاد ہے،

﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾ (الانفال: ۳۳)

''اور نہ خدا ایسا تھا کہ وہ بخشش مانگیں اور وہ انہیں عذاب دے''

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ''مطلب یہ ہے کہ ان عقوبات خارقہ سے دو امر مانع ہیں ایک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تشریف رکھنا خواہ مکہ میں یا دنیا میں دوسرا لوگوں کا اپنے طواف وغیرہ میں یہ کہنا ''غفرانک غفرانک'' جو بعد ہجرت اور بعد وفات بھی باقی تھا، گو وہ (منافقوں اور کافروں کو) آخرت میں بوجہ ایمان نہ ہونیکے نافع نہ ہو لیکن آخر عمل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صالح ہے دنیا میں کفار کو نافع ہو جاتا ہے۔'' (بیان القرآن ج ۴ ص ۷۵۔۷۶ بتصرف)

جب کفار کو دنیا میں نافع ہے تو اہل ایمان کو دنیا و آخرت میں کیونکر نافع نہ ہوگا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

''جس نے استغفار کو لازم پکڑا تو رب تعالیٰ اس کو ہر غم میں کشادگی دیں گے اور تنگی میں مخلصی بخشیں گے اور وہاں سے رزق دیں گے جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہو (ابوداؤد)

بخاری شریف میں روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

سید الاستغفار یہ ہے،

﴿اللهم انت ربی لا اله الّا انت خلقتنی و انا عبدک وانا علی عهدک و وعدک مااستطعت اعوذبک من شرّما صنعتُ ابوء لک بنعمتک علیّ وابوء لک بذنبی فاغفرلی فانه لا یغفر الذنوب اِلّا انت﴾

''اے اللہ! تو میرا پروردگار ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا، میں تیرا بندہ ہوں اور جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا میں تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں اور جو (جو گناہ) میں نے کیا ہے میں تجھ سے اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور میں تیری ان نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں جو تیری مجھ پر ہیں اور میں تجھ سے اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں پس تو میری بخشش فرما کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کی مغفرت کرنے والا نہیں۔''

جس نے دن میں ان کلمات کو یقین کے ساتھ کہا اور اس دن شام ہونے سے پہلے مر گیا تو وہ جنت والوں میں سے ہوگا اور جس نے رات کو یقین کے ساتھ ان کلمات کو کہا اور صبح ہونے سے پہلے مر گیا تو وہ اہل جنت میں سے ہوگا۔'' (بخاری)

توبہ و استغفار کی حقیقت

''استغفار اپنے گناہوں اور قصوروں کی معافی مانگنا ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو گناہ یا عمل بد بندہ سے سرزد ہو گیا ہے اس کے برے انجام کے خوف سے اس پر دلی ندامت ہو، آئندہ کے لئے اس سے باز رہے اور رب کی رضا جوئی اور فرمانبرداری کا پورا عزم کرے۔"

استغفار میں چونکہ بندہ اپنی گناہ گاری اور تقصیر کے احساسِ ندامت کے بوجھ تلے دبا ہوتا ہے اور خود کو مالک کو منہ دکھانے کے قابل نہیں سمجھتا اور خود کو خطاوار گردانتے ہوئے معافی و بخشش کا خواستگار ہوتا ہے اور تذلل و قصورواری کا جو احساس اس وقت ہوتا ہے وہ کسی دوسری عبادت میں نہیں ہوتا اس لئے استغفار اعلیٰ ترین عبادت، بلند تر مقام قرب الٰہی ہے اس لئے استغفار پر رب تعالیٰ کی وہ وہ عنایات، شفقتیں اور محبتیں ہیں جو کسی دوسری عبادت پر نہیں۔ (معارف الحدیث جلد۵ ص ۳۰۹۔۳۱۰ ملخصاً و بتصرف)

(۴) نمازوں کی پابندی

ایمان کے بعد یہ اسلام کا سب سے افضل، بلند اور اہم ترین رکن ہے شریعت میں اس کے اوقات وارکان کی رعایت اور اس کو خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرنے کی بڑی تاکید آئی ہے۔ زندگی کے جملہ امور میں نماز برکت کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کے گھر میں جب کبھی فاقہ آتا تو آپ ﷺ ارشاد فرماتے، "اٹھو نماز کی طرف کہ مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى" (طہ: ۱۳۲)

"اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کرو اور اس پر قائم رہو، ہم تم سے روزی کے خواستگار نہیں بلکہ تمہیں ہم روزی دیتے ہیں اور (نیک) انجام (اہل) تقویٰ کا ہے"

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس نے صبح کی نماز ادا کی وہ رب تعالیٰ کی امان (وضمان) میں ہے تم رب کو اس کا عہد توڑتے نہ پاؤ گے" (مسلم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ''یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ صبح کی نماز عصمت وحفاظت اور دفعِ آفاتِ (وبلیات) کا سبب ہے''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''رب تعالیٰ نے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں جو ان کو ادا کرے گا اور ان کے حق کا استخفاف کرتے ہوئے ان میں سے کچھ ضائع نہ کرے گا تو بندے کا رب تعالیٰ کے ہاں عہد ہو جاتا ہے کہ وہ اس کو جنت میں داخل کرے گا اور جو ان کو ادا نہیں کرتا تو اس کا رب کے ہاں کوئی عہد نہیں چاہے تو اس کو عذاب دے اور چاہے تو اس کو جنت میں داخل فرمادے۔'' (مسند احمد، ابوداؤد)

ارشاد باری تعالیٰ ہے،

﴿اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ﴾ (هود : ۱۱۴)

''کچھ شک نہیں کہ نیکیاں گناہوں کو دور کردیتی ہیں''

اس آیت کی تفسیر میں عام مفسرین کا قول ہے کہ ''پانچوں نمازیں اپنے درمیانی اوقات کے گناہوں کا کفارہ ہیں''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کوئی سخت امر پیش آتا تھا تو نماز کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔'' (مسند احمد۔ ابوداؤد)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اے ابوہریرہ! اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کر کہ (اس سے) رب تعالیٰ تمہیں وہاں سے رزق دے گا جہاں سے ملنے کا تمہیں گمان بھی نہ ہوگا''

ارشاد ہے: ''نماز رب کی رضا کا، دعا کی قبولیت کا، اعمال کے قبول ہونے کا، اموال میں برکت کا، رزق کی کشادگی کا، بدنوں کی راحت کا سبب ہے اور دشمنوں پر اسلحہ ہے''

وھب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ''پچھلے لوگوں پر سے بڑی بڑی مصیبتیں اس نماز کی برکت سے ہٹادی جاتی تھیں اور جس کسی پر بھی کوئی مصیبت آتی تھی وہ نماز کیطرف دوڑتا تھا۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''نمازیوں کی برکت سے بے نمازیوں سے، زکوۃ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینے والوں کی برکت سے زکوٰۃ نہ دینے والوں سے، روزہ داروں کی برکت سے روزہ نہ رکھنے والوں اور حج کرنے والوں کی برکت سے حج نہ کرنے والوں سے رب تعالیٰ (مصیبتوں اور آفتوں کو) دور فرماتے ہیں اگر یہ سب کے سب ان (عبادات) کو چھوڑ دیں تو رب تعالیٰ انہیں پلک جھپکنے کی مہلت بھی نہ دے (اور ان سب کو ہلاک کر دے)''

اور فرمایا ''اگر یہ (رب کے حضور) رکوع (و سجدہ) کرنے والے رب کے بندے، اور دودھ پینے والے بچے اور چرنے والے جانور نہ ہوتے تو تم سب پر بڑا سخت عذاب بھیجا جاتا''

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ جب اپنے بیٹے کو دیکھا کرتے تھے تو فرماتے تھے، ''اے میرے بیٹے! میں تیرے لئے اس امید پر نمازوں میں زیادتی کرتا ہوں کہ تیری حفاظت کروں، پھر یہ آیت تلاوت فرماتے،

﴿وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا﴾ (الکھف: ۸۲)

''اور ان دونوں (یتیم بچوں) کا باپ ایک نیک بخت آدمی تھا''

یہ سورۂ کہف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کا قصہ ہے حضرت خضر علیہ السلام نے ایک گرتی دیوار جو دو یتیم بچوں کی تھی کو سیدھا کر دیا تھا اور وجہ یہ بتلائی کہ یہ دونوں ایک نیک بخت شخص کی اولاد ہیں'' مفسرین بیان کرتے ہیں کہ یہ اس نیک شخص کی ساتویں پشت کی اولاد تھی جس کی برکت سے ان دونوں بچوں کو دنیاوی حفاظت نصیب ہوئی۔''

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ ''صالح'' کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ''یہ وہ شخص ہے جو اللہ اور اس کے بندوں دونوں کے حقوق کو ادا کرتا ہو''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''رب تعالیٰ مومن کی ذریت کو (جنت میں) بلند فرماتے ہیں حتیٰ کہ انہیں اس کے ساتھ ملا دیتے ہیں اگرچہ وہ عمل میں کم ہوں تاکہ ان کے ذریعے مومن کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان کرے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی،

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَا اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ﴾ (طور : ۲۱)

''اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد بھی (راہ ایمان میں) ان کے پیچھے چلی ہم ان کی اولاد کو بھی ان (کے درجے) تک پہنچا دیں گے اور ان کے اعمال میں سے کچھ کم نہ کریں گے'' (الدر المنثور)

(رواہ الحاکم والبیهقی فی سننه والبزار وابونعیم فی الحلیة و ابن المنذرو ابنِ جریر وا بن ابی حاتم، از تفسیر مظهری)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کو ''وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَاسَعٰی'' کے لئے ناسخ قرار دیتے ہیں۔ رب تعالیٰ والدین کی نیکی کی وجہ سے اولاد کو جنت میں داخل کریں گے''

اس مضمون پر مشتمل روایات بڑی کثرت کے ساتھ کتب احادیث میں آتی ہیں۔ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ان جملہ روایات کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ''نیک والدین کی برکت سے ان کی اولاد کو نفع پہنچے گا۔ خواہ عمل میں ان کا درجہ کم ہی ہو۔ اس کا دوسرا رخ یہ ہے کہ نیک اولاد کی وجہ سے والدین کو بھی نفع پہنچے گا۔ مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ اپنے بعض نیک بندوں کا درجہ جنت میں اس کے عمل کی مناسبت سے بہت اونچا کریں گے تو یہ دریافت کرے گا کہ میرے پروردگار! مجھے یہ مقام و مرتبہ کہاں سے مل گیا (میرا عمل تو اس قابل نہ تھا) تو جواب یہ دیا جائے گا کہ تمہاری اولاد نے تمہارے لئے دعا و استغفار کی اس کا یہ اثر ہے'' (رواہ الامام احمد)

امام ابن کثیر فرماتے ہیں، ''اس کی اسناد صحیح ہے اگرچہ اس کی تخریج نہیں ملتی لیکن صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک روایت اس کی شاہد ہے'' (معارف القرآن ج ۸ ص ۱۸۱ بتصرف وملخصا)

''البتہ ان دونوں صورتوں میں فقط وہ نسب کام آئے گا جو دینی ہو نہ کہ دنیاوی عرفی شریف اور صالح نسب'' (بیان القرآن ج ۱۱ ص ۶۶ از مسائل السلوک)

اسی طرح احادیث میں ایک شخص کے نیک اعمال کی بدولت اس کے دوسرے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھائیوں اور پڑوسیوں پر سے مصائب و بلایا کے ٹلنے اور انہیں خیرات و برکات کے حاصل ہونے کا تذکرہ آتا ہے۔

حتیٰ کہ ایک روایت میں ایک شخص کی نیکی کی وجہ سے بعد والوں کی اسّی (۸۰) سال تک کے حفاظتِ خداوندی کے وعدے کا تذکرہ بھی آتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''کوئی بندہ پوشیدہ سجدے سے بڑھ کر کسی شی سے رب تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔'' اور ایک روایت میں ہے کہ ''جو مسلمان بھی خدا کے آگے سجدہ ریز ہوتا ہے تو رب تعالیٰ اس سجدہ کے ذریعے اس کے ایک درجہ کو بلند فرماتے ہیں اور اس کی ایک برائی کو مٹاتے ہیں'' (مسلم)

خشوع وخضوع

ہر طرح کی خیرات و برکات کے حصول کا سبب وہی نماز بنے گی جس کو حضور قلب، سنن وآداب، تعدیل ارکان اور خشوع وخضوع کیساتھ ادا کیا جائے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے،

''رب تعالیٰ قیامت کے دن اس بندے کی طرف نہ دیکھیں گے جو رکوع اور سجدہ کے درمیان اپنی کمر سیدھی نہیں کرتا اور فرمایا ''جو نماز میں منہ موڑتا ہے وہ اس بات سے کیوں نہیں ڈرتا کہ (مبادا) رب تعالیٰ اس کی شکل گدھے کی بنادیں''

اور فرمایا ''نماز میں ادھر ادھر دیکھنا ہلاکت ہے'' اور ارشاد ہے کہ ''رب تعالیٰ اس نماز کیطرف نہیں دیکھتے جس میں آدمی کا دل اس کے بدن کے ساتھ حاضر نہ ہو''

ایک طویل حدیث میں مذکور ہے کہ ''جس نماز کو بڑے اہتمام سے ادا کیا جائے وہ بندے کو دعا دیتی جاتی ہے اور جو نماز بے دھیانی اور بے ادبانہ طریقہ سے ادا کی جائے وہ پرانے کپڑے میں لپیٹ کر منہ پر ماردی جاتی ہے''۔

خشوع وخضوع کے ساتھ نماز ادا کرنے والے کے بارے میں حدیث قدسی میں رب تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''اور میں اس کی نماز قبول کرتا ہوں جو میری عظمت کی وجہ سے انکساری کرے اور میرے ذکر پر دن تمام کرے اور میری خاطر خود کو شہوات سے تھام لے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھوکے کو کھانا کھلائے، مسافر کو پناہ دے اور دکھی پر رحم کرے۔ یہ وہ شخص ہے جس کا نور آسمانوں میں سورج کی طرح چمکتا ہے وہ جب مجھے پکارتا ہے تو میں جواب دیتا ہوں اور جب مانگے تو عطا کرتا ہوں''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ ایسی صفات والی اور ایسی صفات والے کی نماز قبول فرماتے ہیں۔ اس لئے ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ ''بہت سے نمازی ہیں جنہیں گرانی اور تھکان کے علاوہ کچھ نہیں ملتا'' یہ نماز کو لاپرواہی سے ادا کرنے والے لوگ ہیں۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ ''بندے کو چاہیئے کہ وہ نماز کو دل دماغ فارغ کر کے ادا کرے اور سارے جھنجھٹوں اور جھمیلوں سے دل ہٹائے، کسی اندھیری جگہ کھڑا ہو اور سامنے کوئی شی ایسی نہ ہو جو توجہ بٹائے، پھر نماز ادا کرے، انشاء اللہ اس سے خشوع و خضوع کی کیفیت پیدا ہوگی۔ لیکن یاد رہے کہ یہ نفل نمازوں کی بابت ہے ورنہ فرائض کو باجماعت مساجد میں ادا کرے۔

دل کی توجہ کو رب تعالیٰ سے ہٹانے والی سب سے بڑی چیز دنیا کی محبت ہے۔ بندہ فقط یہ سوچے کہ وہ رب تعالیٰ سے باتیں کر رہا ہے اس لئے غافل دل کے ساتھ ہرگز رب کے حضور کھڑا نہ ہو ورنہ یہ دل سزا دیئے جانے کے لائق ہے۔ اس کی آسان صورت یہ ہے کہ بندہ اس وقت کو یاد کرے ''جب وہ واقعی رب ذوالجلال کے حضور کھڑا ہوگا اور وہ قیامت کا دن ہے۔ اس کے استحضار سے دل میں غفلت پیدا نہ ہوگی''۔

غفلت سے ادا کی گئی نماز کے بارے میں ایک بزرگ کہتے ہیں کہ ''ایسی نماز ادا کرنے والے کے فقط ایک سجدے کے گناہ کو اگر پورے شہر پر بانٹ دیا جائے تو سب کے سب ہلاک ہو جائیں، پوچھنے پر فرمایا کہ ''وہ رب کے حضور سجدہ میں پڑا ہو کر بھی شہوات کی طرف جھکا ہوتا ہے اور باطل کے مشاہدہ میں مستغرق ہوتا ہے''

رب تعالیٰ ہمیں نمازوں کو پوری توجہ کے ساتھ ادا کرنے کی توفیق بخشے، نبی کریم ﷺ کے ارشاد میں ہے کہ ''جس کی نماز اس کو گناہ سے نہ روکے وہ اس کو رب تعالیٰ سے اور زیادہ دور کرتی ہے''۔ ارشاد ہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اس کی کوئی نماز نہیں جو نماز کی اطاعت نہ کرے اور نماز کی اطاعت یہ ہے کہ آدمی بے حیائی اور برائی سے رک جائے''

نماز کی عظمت واہمیت اور اس کی حقیقت

''رب تعالیٰ پر ایمان لے آنے کا سب سے پہلا فطری تقاضا یہ ہے کہ بندہ رب کے حضور اپنی فدویت وبندگی، شیفتگی وفریفتگی اور محتاجی ودریوزہ گری کا اظہار کرے اور اس کی رضا ورحمت اور اس کے قرب کو حاصل کرے اور قلب وبدن کو رب تعالیٰ کی یاد سے نور وسرور بہم پہنچائے کہ یہی نماز کا اصل موضوع ہے اور ان کیفیات کے حصول کا سب سے بہترین ذریعہ ہی نماز ہے اس لئے ہر آسمانی شریعت کی پہلی تعلیم یہی نماز ہے اس لئے اس آخری شریعت شریعتِ محمدی میں نماز کے جملہ امور مثلاً فرائض وسنن آداب ومکروہات اور مفسدات وغیرہ کو سب سے زیادہ اہتمام کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور دوسری سب عبادات سے زیادہ اس نماز کو اہمیت دی گئی ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ''حجۃ اللہ البالغۃ'' میں فرماتے ہیں،

''نماز اپنی عظمت شان اور مقتضائے عقل وفطرت ہونے کے لحاظ سے تمام عبادات میں خاص امتیاز رکھتی ہے اور خداشناس اور خداپرست انسانوں میں سب سے زیادہ معروف ومشہور اور نفس کے تزکیہ اور تربیت کے لئے سب سے زیادہ نفع مند ہے، اس لئے شریعت نے اس کی فضیلت، اس کے اوقات کی تعیین وتحدید اور اس کے شرائط وارکان اور آداب ونوافل اور اس کی رخصتوں کے بیان کا وہ اہتمام کیا ہے جو عبادات وطاعات کی کسی دوسری قسم کے لئے نہیں کیا۔ انہی خصوصیات وامتیازات کی وجہ سے نماز کو دین کا عظیم ترین شعار اور امتیازی شان قرار دیا گیا ہے''

دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں،

''نماز کے تین عناصر ہیں ایک یہ کہ قلب اللہ تعالیٰ کی لاانتہا عظمت وجلال کے دھیان سے سرافگندہ ہو دوسرے یہ کہ رب کی اس عظمت وکبریائی اور اپنی عاجزی وسرافگندگی کو بہتر سے بہتر الفاظ میں اپنی زبان سے ادا کرے اور تیسرے یہ کہ باقی تمام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظاہری اعضاء کو بھی اللہ تعالیٰ کی عظمت و جبروت اور اپنی عاجزی و بندگی کی شہادت کے لئے استعمال کرے‘‘

نماز کی حقیقت یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں قلب و قالب اور قول و عمل سے ایک خاص طریقے پر اپنی بندگی و نیاز مندی کا اظہار اور اس کی بے نہایت عظمت و جلالت کے سامنے اپنے انتہائی تذلل و فروتنی کا مظاہرہ ہے، قیام و قعود اور رکوع و سجود اور ان میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے اس سب کی یہی روح ہے اور یہی حقیقت ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب نماز کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں،

’’نماز کی حقیقت تین اجزاء سے مرکب ہے ایک اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا تفکر و استحضار، دوسرے چند ایسی دعائیں اور ایسے اذکار جن سے یہ بات ظاہر ہو کہ بندہ کی بندگی اور اس کے اعمال خالص اللہ کے لئے ہیں اور وہ اپنا رخ یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف کر چکا ہے اور اپنی حاجات میں صرف اللہ ہی کی مدد چاہتا ہے، اور تیسرے چند تعظیمی افعال جیسے رکوع و سجدہ وغیرہ کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کی تکمیل کرتا ہے اور اس کی طرف دعوت و ترغیب کا ذریعہ بنتا رہتا ہے۔

(یہ سارا مضمون معارف الحدیث جلد سوم ص ۱۰۵ تا ۱۰۷ اور ص ۲۷۰ سے معمولی تصرف و اختصار کے ساتھ لیا گیا ہے)

یہ تو فرائض کا بیان تھا اس کے علاوہ نوافل و سنن اور وتر و چاشت کی نمازوں کو رزق میں برکت کے حصول میں مستقل تاثیر حاصل ہے، چاشت کی نماز کے بارے میں ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ،

’’چاشت کی دو رکعتیں رزق کھینچتی اور فقر کو دور کرتی ہیں‘‘

مغرب اور عشاء کے دوران کے وقفہ میں ذکر و تلاوت اور نوافل کے اہتمام کو حصول رزق میں خاص تاثیر ہے نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ، ’’جس نے مغرب اور عشاء کے درمیان بیس رکعات پڑھیں جن میں ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے اہل (و عیال) مال (و منال) اور دنیا و آخرت کی حفاظت فرمائیں گے۔‘‘

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترمذی شریف کی روایت ہے کہ، ''جس نے مغرب کے بعد چھ رکعات (نوافل) پڑھیں جن کے دوران کوئی بری بات اس نے نہیں کی تو وہ چھ رکعات اس کے لئے بارہ سال کی عبادت کے برابر لکھی جائیں گی'' (ترمذی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے، ''جو عشاء سے قبل سو گیا (اور اس کی نماز جاتی رہی) تو رب تعالیٰ اس کی آنکھوں کو نہ سلائے''

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ

﴿كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ﴾ (الذاريات: ۱۷)

''وہ رات کے تھوڑے سے حصے میں سوتے تھے''

اس سے مراد ہے کہ وہ رات کو زیادہ تر عبادت کرتے تھے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، ''یہ مغرب اور عشاء کے درمیان کے وقت کے بارے میں ہے (کہ وہ لوگ اس وقت میں سوتے نہ تھے)

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ

﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ (السجدہ: ۱۶)

''ان کے پہلو بچھونوں سے الگ رہتے ہیں''

کے بارے میں علامہ واحدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''اس سے مراد مغرب اور عشاء کے درمیان کا وقت ہے (کہ اس دوران وہ لوگ سوتے نہ تھے) (رواہ الثعالبی رحمۃ اللہ علیہ)

نماز وتر کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے،

''بے شک رب تعالیٰ نے تمہیں ایک ایسی نماز کا حکم دیا ہے جو تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے اور وہ نمازِ وتر ہے''

ارشاد ہے، ''جس نے اپنے گھر میں نماز وتر ادا کی تو اس کے اہل، مال، تجارت اور ہر شی میں برکت ڈال دی جائے گی'' فجر کی دو رکعت سنت کے بارے میں ارشاد ہے کہ، ''فجر کی دو (سنت) رکعتیں دنیا و ما فیہا سے بہتر ہیں'' (مسلم)

اور دوسری فرض نمازوں کی سنن موکدہ کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گرامی ہے،

جس نے دن اور رات میں بارہ رکعتیں نفل (یعنی سننِ موکدہ) ادا کیں تو رب تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائیں گے، دو رکعت فجر کی (فرض) نماز سے پہلے، چار رکعت ظہر سے پہلے اور دو رکعت ظہر کے بعد اور دو رکعتیں مغرب کے بعد اور دو رکعتیں عشاء کے بعد'' (یہ کل میزان بارہ کا ہوا)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''جس نے ظہر سے پہلے کی اور بعد کی چار چار رکعات کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کی آگ پر حرام فرمادیں گے۔

(مسند احمد، ترمذی، ابوداود، نسائی)

تہجد کی نماز کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''آدھی رات کو آدمی کا (تہجد کی نماز ادا کرنے کے لئے) اٹھنا (اس کی) ہر خطا کو مٹا دیتا ہے''

فرمایا ''تہجد کی نماز کو لازم پکڑو کہ یہ تم سے پہلے کے نیک لوگوں کا طریقہ ہے اور بے شک رات کا قیام رب تعالیٰ کی قربت (کا ذریعہ)، سیئات کا کفارہ، گناہوں سے روکنے والا اور بدن کی بیماریوں کو دور کرنے والا ہے'' (ترمذی)

تہجد کی نماز کی بہت تاکید آئی ہے اسی لئے بندے کو ان امور کا اہتمام کرنا چاہئے جو اس نماز کی ادائیگی میں معاون و مددگار بنیں علماء کرام نے چند باتیں گنوائی ہیں جو تہجد کی نماز کی ادائیگی میں معاون ہیں،

(۱) کھانا پینا کم کرے

(۲) دن میں کام کاج میں خود کو اتنا نہ تھکا دے کہ اعضاء سست اور کمزور پڑ جائیں،

(۳) قیلولہ ضرور کرے

(۴) گناہوں سے دامن آلودہ کرنے سے بچے کہ گناہ بندے اور رحمت کے اسباب میں آڑ بن جاتے ہیں

(۵) رات کے شروع میں جلد سو جائے کہ آخر رات میں اٹھنا آسان ہو جائے گا

(۶) کینہ اور بدعات سے سینہ صاف رکھے اور دل میں دنیا کے زیادہ مشاغل و افکار کا ہجوم اور جمگھٹا نہ رکھے کہ جس نے دل کو دنیاوی فکروں سے پراگندہ کر رکھا ہو عموماً

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے آخر رات میں اٹھنا نہیں ہوتا اور اگر وہ بیدار بھی ہو جائے تو وساوس میں گھرا رہتا ہے اور بسا اوقات ایسے شخص کو سوائے بے خوابی اور تکان کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا

(۷) اور سب سے بڑا اور عظیم سبب رب تعالیٰ کی محبت اور ایمان کی قوت ہے

نبی کریم ﷺ راتوں کے کتنے حصے میں بیدار ہوتے تھے اس بارے میں عادت مبارکہ مختلف رہی ہے کبھی آپ ﷺ نے نصف لیل قیام فرمایا کبھی ثلثِ لیل، کبھی دو ثلث اور کبھی رات کے چھٹے حصے میں قیام فرمایا،

تہجد کی کم از کم مقدار دو رکعت کا ادا کرنا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ''جس نے عشاء کے بعد (سو کر اٹھ کر) دو رکعت ادا کیں (پھر باقی رات سو گیا) تو اس نے وہ (تمام) رات سجدہ و قیام میں گزاری''

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے ''رات کو اٹھو خواہ بکری کے دودھ دوہنے کے بقدر ہی ہو''

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے رات کے آخری حصے میں سونا مستحب لکھا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ دن کی سستی کو دور کرتا ہے اور چہرہ کو تروتازہ کرتا ہے۔'' لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ فجر کی نماز ادا کرنے سے رہ نہ جائے۔

علماء کرام نے لکھا ہے کہ ''نیند موت کی بہن ہے اس لئے سونے سے پہلے ضروری باتوں کی وصیت لکھ لے کہ مبادا اس کی روح لوٹ کر نہ آئے کہ جو وصیت لکھنے سے محروم رہ گیا وہ حقیقی محروم ہے۔ ایسا ہی ارشادات نبوی ﷺ میں بھی ہے،

(۸) بستر زیادہ نرم نہ ہو

(۹) بہ تکلف نیند نہ طاری کرے ہاں جب سونے ہی کا ارادہ ہو تو سونے کی کوشش کرے تاکہ رات کے آخری حصے میں اٹھنے میں معاونت ہو،

(۱۰) اور تہجد پڑھنے کی نیت بھی ہو کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''جو اپنے بستر پر اس نیت سے آیا کہ رات کو اٹھ کر نماز ادا کرے گا پھر اس کی آنکھوں پر صبح تک نیند کا غلبہ رہا تو اس کے لئے اس کی نیت کے مطابق عمل لکھ لیا جائے گا اور اس کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ نینداس پر رب تعالیٰ کا صدقہ (وانعام) ہوگی۔'' (فتلک عشرة کاملة)

آخر میں ایک بات کا جان لینا ضروری ہے کہ علماء کرام نے ساری رات ہمیشہ جاگنا، یا کبھی تہجد نہ پڑھنا یا بلا عذر معمول کا ورد ترک کرنا مکروہ لکھا ہے اور جو تہجد کے لئے جاگے اس کے لئے اس شخص کو بھی جگانا مسنون ہے جو تہجد کی نماز پڑھنا چاہتا ہو۔

علماء کرام نے تہجد کی نماز کے علاوہ چند مخصوص راتوں میں ذکر وتلاوت اور قیام و سجود کے اہتمام کے بارے میں روایات و آثار کو ذکر کیا ہے کہ ان راتوں میں عبادت میں کوشش کرنا دنیا و آخرت کی خیرات و برکات اور سعادتوں کے حصول کا ذریعہ ہیں، ہم اختصار کے ساتھ ان راتوں کا تذکرہ کر دیتے ہیں اور جہاں مناسب ہوا اس رات کی عبادت اور اس کی فضیلت کو بھی ذکر کر دیں گے۔

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتیں جن میں لیلۃ القدر بھی ہے، اس کے فضائل ومسائل اور اس کی علامات معروف ہیں۔

سترہ رمضان کی رات، عرفہ کی رات، عیدین کی راتیں، محرم الحرام کی پہلی رات عاشورائے محرم کی رات، اور رجب کے پہلے جمعہ کی رات۔

حدیث شریف میں رجب کے پہلے جمعہ کی رات میں بارہ رکعات کو ایک سلام کے ساتھ ادا کرنے کی بڑی فضیلت آئی ہے، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''اس حدیث کو آحاد نے روایت کیا ہے لیکن میں نے اہل قدس کو اس نماز کا اہتمام کرتے دیکھا ہے کہ وہ اس کو ترک نہیں کرتے''

پندرہ اور ستائیس رجب کی رات جو شب معراج ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ''احیاء علوم الدین'' میں اس رات میں بارہ رکعات کو ادا کرنے کی فضیلت کو ذکر کیا ہے۔

پندرہ شعبان کی رات جس کو ''لیلۃ البراءت'' بھی کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے،

''پندرہ شعبان کی رات یہ براءت کی رات ہے اور دستاویز (یعنی فیصلوں) کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رات ہے، اس رات میں سو رکعات ادا کرے، ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دس مرتبہ **قل ھو اللہ** پڑھے اور تلاوت کرے اور اگر چاہے تو دس رکعات پڑھے۔ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سو مرتبہ **قل ھو اللہ احد** پڑھے"

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں، "مجھے تیس حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "جس نے اس رات میں یہ نماز ادا کی رب تعالیٰ اس کی طرف ستر مرتبہ دیکھیں گے اور ہر مرتبہ میں اس کی ستر حاجتیں پوری کریں گے جن میں سب سے ادنیٰ حاجت مغفرت ہے"۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث "**احیاء علوم الدین**" میں "**کتاب اُنس المنقطعین**" میں نقل کی ہے۔

'احادیث میں اس رات کے کثرت کے ساتھ فضائل آئے ہیں اور اس رات میں حضرتِ جبرئیلؑ اور فرشتوں کے ساتویں آسمان سے آسمان دنیا پر اتر آنے کا تذکرہ آیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے،

"جس نے پندرہ شعبان کی رات بارہ رکعات ادا کیں اور ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ اور دس مرتبہ **قل ھو اللہ احد** پڑھا تو اس کی برائیوں کو مٹا دیا جائے گا اور اس کی عمر میں برکت ڈال دی جائے گی" اس حدیث کو 'المقری جمال الدین محمد ابن یوسف التھائی سے اجازت کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک سندِ متصل کے ساتھ روایت کیا گیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں، "یہ برائیوں کو مٹا دیا جانا اور عمر میں برکت ڈال دیا جانا بڑی عظیم بات ہے۔"

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ پانچ راتوں میں دعا قبول کی جاتی ہے، جمعہ کی رات، عیدین کی دو راتیں، رجب کی پہلی رات اور پندرہ شعبان کی رات" واللہ اعلم۔

(۴) دن کے شروع میں رب کی اطاعت میں لگ جانا

دن کے شروع میں ہی رب تعالیٰ کی عبادت میں لگ جانا رزق کے حصول اور اس میں برکت کا ایک قوی سبب ہے کیونکہ صبح صادق سے لیکر طلوع شمس تک رب تعالیٰ مخلوق کے درمیان روزی تقسیم کرتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں بھی آتا ہے اور یہ وقت ذکر و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبادت کے لئے افضل ترین وقت ہے۔ اس وقت میں ذکر وتلاوت کرنے کے احادیث میں بڑے فضائل آئے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے،

''جس نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی پھر طلوع شمس تک ذکر کرتا رہا پھر (ذرا سورج بلند ہونے کے بعد) اس نے چار رکعات (نماز اشراق کی) ادا کیں تو اس وقت سے لیکر اگلی فجر کی نماز تک کوئی مخلوق اس کو نقصان نہ دے گی۔''

حدیث قدسی میں ارشاد باری تعالیٰ ہے، ''اے آدم کی اولاد! تو مجھے فجر کی نماز کے بعد کچھ دیر یاد کر اور عصر کی نماز کے بعد کچھ دیر یاد کر میں ان دونوں وقتوں کے درمیان (کے لئے) تیرے لئے کافی ہو جاؤں گا''

ترمذی شریف میں روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جس نے فجر کی نماز باجماعت ادا کی پھر طلوع شمس تک بیٹھ کر ذکر اللہ کرتا رہا پھر اس نے دو رکعتیں ادا کیں تو اس کو ایک پورے حج اور عمرہ کا ثواب ملے گا'' ایسا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔ (ترمذی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' (فجر کی نماز کے بعد) دن کے شروع میں سونا رزق کو روکتا ہے''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''صبح سونے سے بچو کہ یہ سونا منہ میں بدبو پیدا کرتا ہے، بدن کی بو کو بدل دیتا ہے اور مزاج کو خشک کر دیتا ہے۔ (اور نکاح کو قطع کرتا ہے)

علقمہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ''ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ''زمین فجر کی نماز کے بعد عالم (دین) کے سو جانے پر رب تعالیٰ کے حضور شکایت کرتے ہوئے شور مچاتی ہے''

بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح السنة'' میں اس کو ذکر کیا ہے۔

بہرحال آثار وروایات میں اس وقت میں ذکر وتلاوت کا ذکر کثرت سے آیا ہے کہ یہ بات رزق کو کھینچتی ہے اور جملہ امور حیات میں برکت ڈالتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارکہ بھی اسی وقت میں ذکر کرنے کی ہی تھی۔ اس لئے آدمی اس میں زیادہ باتیں نہ کرے، قبلہ رو رہے، سوئے نہ اور ذکر وتلاوت کرتا رہے کہ جن لوگوں کے ہاں اس کا اہتمام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس پر دوام ہے وہ اس کی خیرات و برکات کو اپنی زندگی میں محسوس کرتے ہیں یقیناً جو شخص دن کے شروع کو رب کی عبادت اور ذکر و فکر کے ساتھ مضبوط بناتا ہے تو وہ اپنی ہر بات کی بنیاد کو مضبوط کرتا ہے۔

(۵) جود و سخاء اور کثرت انفاق

دوسروں پر خرچ کرنا، جود و سخاء کرنا، لوگوں کو عطا کرنا، اپنے اور دوسروں پر مال کی وسعت کرنا یہ بھی رزق میں برکت کے حصول کا ایک بڑا سبب ہے۔ بندہ جو بھی خرچ کرتا ہے رب تعالیٰ اس سے بہتر بدل عطا فرماتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

﴿وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ﴾

(سبا: ۳۹)

''اور تم جو چیز خرچ کرو گے وہ اس کا (تمہیں) عوض دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے''

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں،

''پس (رب تعالیٰ) اس خرچ سے دنیاوی روزی تمہاری کم نہ کرے گا اور اخروی روزی علاوہ عطا فرمائے گا'' (بیان القرآن ج۹ص۸۴)

خرچ کرنے سے عمر اور مال میں اضافہ ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے،

''خفیہ صدقہ رب کے غضب کو دور کرتا ہے اور اعلانیہ صدقہ، صدقہ کرنے والے سے ایک سو ستر برائیوں کو دور کرتا ہے، صدقہ خطا کو مٹاتا ہے اور رب کے غضب کو دور کرتا ہے، صدقہ عجیب شی ہے'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو تین مرتبہ ارشاد فرمایا،

ایک روایت میں ہے کہ ''صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا''۔ (مسلم)

ارشاد ہے کہ

''صدقہ مال کو بڑھاتا ہی ہے تو (اے اللہ کے بندو!) صدقہ کرو، اللہ تم پر رحم کرے''

فرمایا، ''جو تمہارے ہاتھوں میں ہے اس کی بابت اپنے بھائیوں سے بخل مت کرو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وگرنہ اللہ تعالیٰ اس کو تم سے روک دے گا جو اس کے پاس ہے کیونکہ جو تمہارے پاس ہے وہ ختم ہونیوالا ہے اور جو رب تعالیٰ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے''

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے، ''اموال کی برکت صدقہ ہے''

ارشاد نبوی ہے، ''فقراء کے ساتھ ہمدردی (وغم خواری) کرو تمہاری روزیوں میں کشادگی کردی جائے گی''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا'' جو خرچ نہیں کرتا اس کو رزق نہیں دیا جاتا''

صدقہ کے بارے میں یہاں تک حدیث میں آتا ہے کہ'' یہ قضا مبرم کو (بھی) ٹال دیتا ہے''

احادیث میں صدقہ کرنے کی اس قدر ترغیب آئی ہے کہ صرف ان روایات کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب بن جائے۔ حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دو جلدوں پر مشتمل ایک مستقل کتاب ''فضائل صدقات'' کے نام سے لکھی ہے، جس میں ان روایات کا احصاء کیا گیا ہے۔

صدقہ آفات و بلیات اور بری موت کو ٹالتا ہے اور رزق اور روزی میں برکت دیتا ہے اور آدمی کے کاروبار و تجارت میں نقصان ہونے سے بچاتا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ'' ملک الموت نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو ایک نوجوان کے پانچ دن بعد مر جانے کی خبر دی، حضرت سلیمان علیہ السلام پانچ ماہ تک اس کی نگرانی کرتے رہے مگر وہ نہ مرا۔ تو آپ نے ملک الموت سے اس بارے سوال کیا تو انہوں نے بتلایا کہ'' اس کو ایک سائل ملا، اس نے اسے کچھ (صدقہ میں) دیا اس مانگنے والے نے اس کی (درازی عمر اور) بقاء (حیات) کی دعا مانگی تو (اس) صدقہ (کرنے) کی برکت سے مجھے اس کی موت میں تاخیر کرنے کا حکم دیا گیا''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا، '' جو شخص بھی دن اور رات میں صدقہ کرتا ہے تو رب تعالیٰ اس کو ڈسنے، گر کر مرنے اور اچانک موت سے بچا لیتے ہیں''

خرچ کرنا اور دوسروں کو عطا کرنا کتنا عظیم عمل ہے لسانِ نبوت پر اس کو ان الفاظ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں یاد کیا گیا ہے،

''سخاوت کرنا رب تعالیٰ کی سب سے بڑی عادت ہے''

صدقہ کرنا خاص طور پر بری موت کو ہٹاتا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا،''رب تعالیٰ صدقہ کی برکت سے ستر آدمیوں سے بری موت کو ہٹاتا ہے''

بری موت سے کیا مراد ہے اس کی تفسیر خود نبی کریم ﷺ نے بیان فرمادی ہے، ارشاد نبوی ﷺ ہے،

''مسکین کو دینا بری موت سے بچاتا ہے اور بری موت یہ ہے کہ آدمی گناہوں پر ڈٹا ہوا، یا رب کی رحمت سے مایوس ہوتا ہوا، یا ظلم کرتا ہوا، یا قطع رحمی کرتا ہوا مرے یا اچانک مرے یا اس کا خاتمہ برا ہو یا وہ گر کر یا غرق ہو کر یا جل کر یا ڈسنے کی وجہ سے یا ایسی ہی کسی بات سے مرے''(نوادر الاصول)

ایک جان پر ہی بس نہیں بلکہ صدقہ و خیرات اہل و عیال اور مال و منال کی بھی حفاظت کرتا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا''اپنے اموال کو زکوٰۃ دے کر محفوظ کرو اور اپنے مریضوں کا صدقہ سے علاج کرو اور بلاؤں کے لئے دعاؤں کو تیار کرو''

فضائل صدقات میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے صدقات کی برکات اور اس کی وجہ سے مال، جان اور اولاد میں حفاظت کے نہایت عبرت انگیز واقعات لکھے ہیں۔

کہتے ہیں کہ''ایک عورت کا بیٹا گم ہو گیا اور بڑے عرصہ تک تلاش بسیار کے باوجود نہ ملا حتیٰ کہ وہ عورت اس کے ملنے سے مایوس ہو گئی۔ ایک دن وہ بیٹھی کھانا کھا رہی تھی۔ اس نے ایک لقمہ توڑ کر منہ میں ڈالنا چاہا ہی تھا کہ ایک فقیر نے آ کر سوال کر دیا۔ اس عورت نے وہ لقمہ اس فقیر کو دے دیا اور خود بھوکی رہی۔ اس واقعہ کو چند دن ہی گزرے تھے کہ اس کا بیٹا گمشدگی کی مشقتیں جھیلتا گھر لوٹ آیا۔ اس نے اپنے اس سفر گمشدگی کی ساری داستان ماں کو سنائی اور کہا کہ سب سے حیرت انگیز بات یہ ہوئی کہ میں اپنے گدھے پر سوار ایک قافلے کے ساتھ ایک گنجان جنگل سے گزر رہا تھا کہ اچانک ایک شیر درختوں سے نکلا اور اس نے چھلانگ لگا کر مجھے کمر سے دبوچ لیا اور میرے کپڑوں میں اپنے پنجے گاڑ دیئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں دہشت زدہ رہ گیا، میری عقل میرا ساتھ چھوڑ گئی۔ وہ مجھے جھاڑیوں میں گھسیٹ کر لے گیا اور بیٹھ گیا تاکہ مجھے چیر پھاڑ کر کھا جائے، اتنے میں روشن چہرے اور سفید کپڑوں والا ایک شخص ظاہر ہوا جو خالی ہاتھ تھا اس نے شیر کو پنجے سے پکڑ کر زمین پر پٹخ کر دے مارا اور شیر سے کہا، ''او کتے! اٹھ (اور بھاگ جا) یہ لقمہ کے بدلے لقمہ ہے'' شیر اٹھ کر بھاگ گیا۔ جب میرے ہوش ٹھکانے آئے تو وہ آدمی جا چکا تھا وہ مجھے نہ ملا۔ میں چلتا ہوا قافلہ سے جا ملا۔ جب لوگوں نے مجھے دیکھا تو میرے بچ جانے پر حیران رہ گئے۔ یہ قصہ سنا کر اس نے ماں سے پوچھا کہ میں ''لقمہ کے بدلے لقمہ'' کا مطلب نہیں سمجھا۔ اس عورت نے جب غور کیا تو یہ ٹھیک اسی دن کا واقعہ تھا جب اس نے فقیر کو منہ سے لقمہ نکال کر دیا تھا''۔

اسی طرح کا ایک واقعہ ایک دوسری عورت کا بھی ہے کہ ''وہ اپنے بچہ کے ساتھ باہر نکلی تو ایک بھیڑیئے نے اس سے اس کا بچہ چھین لیا۔ وہ اس کے پیچھے لپکی۔ اس کے پاس ایک روٹی بھی تھی۔ اچانک ایک مانگنے والا سامنے آ گیا۔ اس عورت نے وہ روٹی اس کو دے دی۔ تو اتنے میں وہ بھیڑیا جو اس کا بچہ لے گیا تھا وہ آیا اور اس کا بچہ یہ کہہ کر واپس کر گیا کہ ''یہ لقمہ کے بدلے لقمہ ہے''

کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رب تعالیٰ کی ستر سال تک عبادت کی پھر اس نے ایک بے حیائی کا ارتکاب کر لیا۔ جس سے اس کی ساری عبادت ضائع ہو گئی۔ پھر وہ ایک مسکین کے پاس سے گزرا تو اس پر ایک روٹی صدقہ کر دی۔ اس کی وجہ سے رب تعالیٰ نے اس کا گناہ بھی معاف کر دیا اور اس کے ستر سال کے اعمال بھی لوٹا دیئے۔''

(هذه الحكايات مذكورة في ''البركة في فضل السعي و الحركة'' للشيخ وصابي حبشي رحمه الله)

اس لئے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ

''جب تم سے کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً اس کے بعد صدقہ کرو اس سے پہلے کہ تم پر اس کی پاداش میں کوئی عذاب اترے''

مہمان نوازی

صدقہ کی ایک قسم مہمان نوازی ہے جہاں یہ ایک تہذیبی و تمدنی اور معاشرتی عمل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، وہیں شریعت کی نگاہ میں یہ نیکی بھی ہے اور صدقہ بھی۔ ہر زمانہ کے شرفاء مہمان نوازی کو شرف و وقار سمجھتے تھے حتیٰ کہ قریش اور بنی ہاشم کی فضیلت اور بڑائی ہی حاجیوں کو پانی پلانا اور انہیں کھانا کھلانا تھی اور زمانہ جاہلیت میں انہیں اس پر اسقدر فخر تھا کہ وہ لوگ اس کو ایمان لے آنے سے بھی افضل سمجھتے تھے، عرب سردار ایک دوسرے سے فضیلت اور شرف میں آگے بڑھنے کے لئے مہمان نوازی میں ہی سب سے زیادہ زور دکھاتے تھے حتیٰ کہ بنی طے کا سردار ''حاتم'' سخاوت اور مہمان نوازی میں اس قدر شہرت پا گیا کہ اس کا نام جود و کرم اور سخاوت کا مترادف بن گیا اور ''حاتم طائی'' سخاوت و مہمان نوازی کا ہم معنیٰ لفظ بلکہ اس کا معنیٰ بن گیا۔

احادیث میں مہمان نوازی کی بڑی تاکید آئی ہے اور حصول رزق و برکت کا اس کو ایک بہت بڑا ذریعہ قرار دیا گیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے،

''مہمان اپنا رزق لیکر اترتا ہے اور گھر والوں کو بخشوا کر جاتا ہے''

ارشاد ہے، ''مہمان کا اکرام کر خواہ کافر ہو کیونکہ مہمان جنت کی کنجی ہے اور برکت مہمان کے ساتھ ہے''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ''جس مسلمان کے گھر میں بھی مہمان آتا ہے تو اس کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں جو اس میزبان کیلئے (مہمان کے) ہر لقمہ کے بدلے میں ایک ہزار نیکی لکھتے ہیں اور اس کے سو درجے بلند کئے جاتے ہیں اور مہمان آنے کے چالیس دن بعد تک میزبان کی کوئی برائی نہیں لکھی جاتی۔ اور وہ رب تعالیٰ کی امان میں ہوتا ہے۔''

فضائل کی ان احادیث کے بارے میں یہ قاعدہ یاد رہے کہ کبیرہ گناہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے اور نیکیوں کی برکت سے جو گناہ معاف ہوتے ہیں ان سے مراد صغیرہ گناہ ہیں اور نیک اعمال کی برکت سے آئندہ کی جن خطاؤں کو نہیں لکھا جاتا ان سے مراد بھی صغیرہ گناہ ہی ہیں۔ البتہ صغیرہ گناہ پر اصرار اس کو کبیرہ بنا دیتا ہے پھر اس کے لئے بھی وہی ضابطہ ہوتا ہے جو کبیرہ گناہ کا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ یہ شریعت ہے اور اس کی سنتیں اور مقرر کردہ ضابطے ہیں۔ رب تعالیٰ عموماً اپنی سنت کو ہی نافذ کرتے ہیں لیکن رب تعالیٰ کی بے نیاز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذات کسی ضابطے کی پابند نہیں وہ چاہے تو معمولی نیکی پر کبیرہ گناہ بھی معاف کر دے۔

ہاں کفر اور شرک کے لئے خود خدا نے اعلان فرما دیا ہے کہ وہ معاف نہ ہو گا جب تک کہ اس سے توبہ کر کے اسلام میں داخل نہ ہو جائے اور کسی قسم کی نیکی کفر و شرک کی معافی کی بابت کام نہ آئے گی۔ واللہ اعلم۔

رب تعالیٰ صدقہ کا بدلہ ضرور دیتے ہیں اور روک رکھنے والے کے مال میں برکت نہیں دیتے، ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ ''جب بھی سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کے دونوں جانب دو فرشتے ہوتے ہیں جو کہتے ہیں، اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدلہ نقد دے اور روک رکھنے والے کا مال نقد تباہ کر دے'' (متفق علیہ۔ مشکوٰۃ)

حدیث قدسی میں آتا ہے کہ رب تعالیٰ فرماتے ہیں، ''جو میری رضا کے لئے خفیہ اور علانیہ صدقہ کرتا ہے میں اس پر صبح شام اپنی رحمت پھیلا دیتا ہوں''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''سخی کے گناہ (پر اس کی گرفت کرنے) سے دور رہو کیونکہ جب بھی اس سے لغزش ہوتی ہے رب تعالیٰ اس کا ہاتھ پکڑنے والے ہوتے ہیں''

علماء کرام فرماتے ہیں یہ حکم دنیاوی ہے اور اس میں کافر بھی شامل ہیں کافر سخی کے ساتھ بھی رب تعالیٰ کا اس دنیا میں یہی معاملہ ہے، ایک روایت میں آتا ہے کہ

''حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری کو قتل کرنا چاہا تو رب تعالیٰ نے انہیں ارشاد فرمایا، ''اس کو قتل نہ کرو کیونکہ وہ سخی ہے''

سخاوت کرنے والے کے گھر کی طرف خیرات و برکات بڑی سرعت کے ساتھ آتی ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنی بیٹیوں سے ارشاد فرمایا، ''اے میری بیٹیو! تم صدقہ کرو، اور زائد مال (کے بچ رہنے) کا انتظار مت کرو، کیونکہ اگر تم زائد مال کا انتظار کرو گی تو اس کو حاصل نہ کر پاؤ گی اور اگر صدقہ کرو گی تو فقر میں مبتلا نہ ہو گی''

ضحاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''جس نے رب کی رضا کی خاطر اپنے مال سے ایک درہم نکالا، تو اس کو دنیا میں ہر درہم کے بدلے نقد ساٹھ سو درہم کا بدلہ ملے گا اور قیامت کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دن (اس کے بدلہ میں) دس لاکھ درہم ملیں گے“

جن احادیث اور اسلاف و اکابر کے آثار و روایات میں دنیاوی بشارتوں کا ذکر ہے ان کا تعلق بندے کے یقین کے ساتھ ہے کہ اگر کامل یقین ہو تو رب تعالیٰ یہ سب کچھ نقد عنایت فرما دیتے ہیں۔ وگرنہ رب تعالیٰ کی قدرت و مشیت کسی بات کی پابند نہیں وہ چاہے تو بعینہ یہی اشیاء عطا فرما دے چاہے تو اس کو بھی آخرت میں بندے کے لئے ذخیرہ کر دے یا اس کے بدلے میں کوئی اور خیر دے دے یا اس کے بدلے میں کوئی شر ہٹا دے۔ واللہ اعلم۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ”جس مسلمان نے کسی دوسرے مسلمان کو کپڑا پہنایا تو جب تک اس کا ایک چیتھڑا بھی اس کے بدن پر باقی ہے وہ رب تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا“ (مسند احمد، ترمذی)

رب تعالیٰ خرچ کرنے پر جو نعمتیں بخشتے ہیں بسا اوقات عطا و سوال کے روک لینے پر وہ چھین بھی لیتے ہیں، ارشاد گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے،

”رب تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں کہ جب تک وہ خرچ کرتے رہتے ہیں رب تعالیٰ انہیں اپنی نعمتوں کے ساتھ خاص رکھتے ہیں اور جب وہ روکنا شروع کر دیتے ہیں تو رب تعالیٰ وہ نعمتیں چھین لیتے ہیں“

رب کی عنایت جتنی بڑھتی جاتی ہے بندے کا اس نعمت میں امتحان بھی بڑھتا جاتا ہے، ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ ”جس بندے پر رب کی نعمت بڑھتی جاتی ہے اس پر لوگوں کی ذمہ داری بھی سخت ہوتی جاتی ہے اور جو اس ذمہ داری کو نہیں اٹھاتا تو وہ اس نعمت کو زوال کے آگے پیش کر دیتا ہے“

صدقہ حلال مال کا ہی مقبول ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ”جس نے حلال مال میں سے ایک کھجور کے بقدر بھی صدقہ کیا اور رب تعالیٰ کی طرف حلال مال ہی چڑھتا ہے تو رب تعالیٰ اس صدقہ کو اپنے دائیں ہاتھ سے قبول فرماتے ہیں پھر اس صدقہ کو اس صدقہ کرنے والے کے لئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرورش کرتے ہیں (اور اس کو بڑھاتے ہیں) جس طرح تم میں سے ایک اپنے گھوڑے کے بچے یا بچھڑے کی پرورش کرتا ہے حتیٰ کہ وہ صدقہ پہاڑوں کے بقدر ہو جاتا ہے۔

اس حدیث کی بنا پر کہ رب تعالیٰ صدقہ کو اپنے داہنے ہاتھ سے قبول فرماتے ہیں حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سائل کو صدقہ دیتے وقت پہلے اس کو بوسہ دیتے پھر اس کے ہاتھ پر رکھتے تھے۔

صدقہ دوسروں پر احسان کرنا ہے اور کسی حاجتمند کی حاجت کو رفع کرنا ہے کسی تنگدست و حاجتمند کی رفع حاجت کی ایک اور صورت ''قرض دینا'' بھی ہے۔ قرض دینے کے مستقل فضائل احادیث میں آتے ہیں صدقہ کی مناسبت سے ایک حدیث قرض کے متعلق بھی نقل کی جاتی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میں نے جنت کے دروازے پر لکھا دیکھا کہ ''قرض کا اجر بارہ گنا ہے اور صدقہ کا اجر دس گنا ہے۔ تو میں نے پوچھا ''اے میرے بھائی! اے جبرئیل! کیا بات ہے کہ قرض دینے کا اجر صدقہ کرنے سے بھی بڑا ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا '' اس کی وجہ یہ ہے کہ قرض لینے والا آپ کے پاس کوئی محتاج ہی آئے گا اور جبکہ صدقہ کبھی غیر مستحق پر بھی ہو جاتا ہے''

ظاہر ہے کہ مانگنے والا کبھی وہ بھی ہوتا ہے جس کے پاس کچھ ہو بھی جبکہ قرض فقط وہی لیتا ہے جو حاجتمند ہو۔ البتہ بلا ضرورت قرض لینا اچھا نہیں اور قرض ادا کرنے کی نیت ہو تو رب تعالیٰ ادا بھی کروا ہی دیتے ہیں اور جو ٹال مٹول کرے اس کا آخرت میں سخت محاسبہ ہوگا اس لئے قرض کا معاملہ بڑا سنگین ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرض لے لیا کرتے تھے ظاہر ہے کہ ایسا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد وغیرہ اور مہماتِ دینیہ کے لئے کرتے تھے اور کافروں تک سے بھی لے لیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑی بڑی رقمیں بھی قرض لیں حتیٰ کہ ایک روایت میں چالیس ہزار تک کا ذکر ہے جو بظاہر چالیس ہزار درہم ہیں۔ اتنی بڑی رقم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانگی ضروریات کے لئے نہ لیتے تھے کہ کاشانہ اقدس میں تو دو دن متواتر پیٹ بھر کر کھانا کھانے والا کوئی نہ ہوتا تھا۔

قرض کا ذکر صدقہ کے ضمن میں آ گیا۔ صدقہ کرنا جہاں اس قدر محمود صفت ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس قدر محبوب ہے تو یقیناً بخل جو سخاوت اور صدقہ کرنے کی ضد ہے وہ رب تعالیٰ اور اس کے رسول کے نزدیک نہایت بری ہوگی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

''سخاوت کرنے والا اللہ کے قریب ہے؟ اس کے بندے کے قریب ہے اور جنت کے قریب ہے اور جہنم سے دور ہے اور بخیل اللہ سے دور ہے، اس کے بندوں سے دور ہے اور جنت سے دور ہے اور دوزخ کے قریب ہے'' (رواہ الترمذی کذا فی المشکوٰۃ)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ ''رب تعالیٰ کو جاہل سخی عابد بخیل سے زیادہ محبوب ہے''

(ترمذی۔ مشکوٰۃ)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''بخل یہ واجبات شرعیہ اور واجبات مروت کو روکنے کا نام ہے لہٰذا جس کے پاس مال ہو اور وہ تھوڑا سا مال خرچ کر کے کسی بدزبان کی بدزبانی پر بندش لگا سکتا ہے پھر بھی خرچ نہیں کرتا تو وہ بخیل ہے گو اس پر اس مد میں مال خرچ کرنا واجب نہ تھا۔ اسی طرح جو استحقاقاتِ شرعیہ میں تنگی کرے کھل کر خرچ نہ کرے وہ بھی بخیل ہے کہ وہ اس قدر ہاتھ کھینچ کر خرچ کرنے سے سخیوں کے درجہ کو نہ پائے گا لہٰذا سخی وہی ہے جو واجب شرعیہ اور واجب مروت سے زائد خرچ کرے''

بہر حال بخل اور کنجوسی کرنا، دوسروں پر خرچ نہ کرنا، دوسروں کے کام نہ آنا یہ بے رحمی اور سخت دلی کی ہی ایک صورت ہے اور بے رحم شخص یقیناً رحم خداوندی اور رحمت سے دور ہے جیسا کہ خرچ کرنے والا رحمت کے سائے میں ہوگا۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ

''مومن روزِ قیامت جب تک لوگوں کا فیصلہ نہ ہو جائے اپنے صدقہ کے سائے میں ہوگا'' (مسند احمد)

جہاں تک ہو سکے ہر روز صدقہ کیجئے!

صدقہ کے ان بے شمار فضائل کو دیکھتے ہوئے آدمی کو چاہئے کہ بلا ناغہ صدقہ کرے خواہ روٹی کا ایک ٹکڑا ہی صدقہ کرے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''(جہنم کی) آگ سے بچو چاہے کھجور کے ایک ٹکڑے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ہی''

اور آدمی زکوٰۃ ادا کر کے یہ نہ سمجھے کہ اس واجب صدقہ کے بعد اب میرے ذمہ اور کچھ رہا ہی نہیں۔ ترمذی شریف میں روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی (اللہ کا) حق ہے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی،

﴿لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ ...... وَاٰتَى الزَّكٰوةَ﴾

(البقرہ: ۱۷۷)

''نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق یا مغرب کو (قبلہ سمجھ کر ان) کی طرف منہ کرلو بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ خدا پر اور روز آخرت پر اور فرشتوں پر اور (خدا کی) کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لائیں اور مال باوجود عزیز رکھنے کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیں اور گردنوں (کے چھڑانے) میں (خرچ کریں) اور نمازیں پڑھیں اور زکوٰۃ دیں...... الآیۃ''

حدیث کے منشا سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی یہ نہ سمجھے کہ وہ فرض زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد ہر قسم کی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو چکا ہے اور اس کے ذمہ اب اللہ تعالیٰ کا کوئی مالی حق اور مطالبہ باقی نہیں رہا۔ بلکہ زکوٰۃ ادا کر دینے کے بعد بھی خاص ضرورت مندوں کی ذمہ داری آدمی پر باقی رہتی ہے۔ اس لئے آدمی لوگوں کے احوال کی جستجو میں رہے کہ کوئی فاقہ زدہ، ضرورت مند، حاجتمند مسافر مقروض یا بیمار ہو تو اس کی جہاں تک ہو سکے مدد کرے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مانگنے والے کو انگور کا ایک دانہ دے کر ارشاد فرمایا، ''اس میں ''بڑا ذرہ'' ہے۔ ان کی مراد ارشاد خداوندی تھا،

﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ﴾ (الزلزلۃ: ۷)

''تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا''

ظاہر ہے کہ کھجور یا انگور کا ایک دانہ مد زکوٰۃ میں دینا عادۃً کسی کا معمول نہیں۔ یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زکوٰۃ کے علاوہ صدقہ تھا۔ اسی طرح ایک مرتبہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے چند مانگنے والوں میں سے ہر ایک کو ایک ایک کھجور عنایت فرمائی۔

صحیحین کی ایک حدیث میں نہایت معمولی معمولی کاموں کو ایک مسلمان کا صدقہ شمار کیا گیا ہے مثلاً دوسرے کا بوجھ اٹھوا دینا، کسی کو مسکرا کر دیکھنا، سلام کرنا وغیرہ وغیرہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں پر سرمایہ نہ ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ فرض نہیں صدقہ ان کو بھی کرنا چاہئے اگر بالکل ہی خالی ہاتھ ہو تو کما کر اور پیٹ کاٹ کر صدقہ کرے اگر مالی حالات ساتھ نہ دیں تو ہاتھ پاؤں سے کسی سے خدمت کر کے صدقہ کرے اور اس سے بھی عاجز ہو تو زبان کو استعمال میں لا کر صدقہ کرے۔

صدقہ اور خاص اس حدیث کی یہی روح ہے کہ امیر غریب، تندرست و بیمار، کمزور و توانا، ہر ایک پر لازم ہے کہ وہ دامے درمے، سخنے قدمے جس طرح اور جس قسم کی بھی مدد وہ اللہ کے حاجتمند بندوں کی کر سکے ضرور کرے اور اس سے دریغ نہ کرے۔

(یہ مضمون معارف الحدیث ج ۴ ص ۶۱۔۶۴ سے معمولی تصرف و اختصار کیساتھ لیا گیا ہے)

اگر احادیث صحیحہ سے اس قسم کے صدقہ کی روایات کا احصاء کیا جائے تو ان امور کا اچھا خاصا ذخیرہ تیار ہو جائے۔ ہم ذیل میں چند نہایت مختصر افعال کو نقل کرتے ہیں جن کا صحیح احادیث میں صدقہ ہونا مذکور ہے۔

سب سے افضل کسی کو پانی پلانا ہے یا کسی کی واقعی ضرورت کو پورا کرنا ہے، ہر امیر غریب کے ساتھ ہر قسم کی نیکی کرنا صدقہ ہے۔ جیسے مسلمان بھائیوں کو مسکرا کر دیکھنا، کسی بھولے بھٹکے کو راہ بتلانا، کسی کور چشم یا نابینا کو راستہ سمجھانا یا اس کو اس کی منزل تک پہنچا آنا، گونگے بہرے ناسمجھ کو سمجھانا، راہ سے روڑا کنکر پتھر ہٹا اور کانٹا وغیرہ قسم کی کوئی تکلیف دہ چیز ہٹانا، دوسرے بھائی کے برتن میں پانی بھرنا، دوسرے کو تکلیف نہ پہنچانا، کسی کا بوجھ لدوانے میں اس کی مدد کرنا، اچھی بات کرنا یا اچھا جواب دینا، نماز کی طرف قدم اٹھانا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا، ذکر و تسبیح کرنا، الحمد للہ، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ کہنا، بیوی سے ہم بستری کرنا، بیوی کا تیرے مال سے کھانا، قرض کی ادائیگی کے لئے چل کر جانا، مومنین و مومنات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے دعا و استغفار کرنا، دکھی اور غم زدہ کی غم خواری کرنا اور اس سے موانست کرنا، بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالنا، کسی کو جفتی کے لئے عاریۃً اپنا نر جانور دینا، سلام کا جواب دینا وغیرہ کہ صحیح احادیث میں ان سب باتوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقہ ارشاد فرمایا ہے۔

اسی طرح کسی کی جائز امر میں سفارش کرنا، اس کی حاجت برآری کرنا، دو کے درمیان صلح کرانا، مسجد میں پڑی رینٹھ وغیرہ کو دفن کرنا، مسجد سے گندگی کو ہٹانا، اس میں دریاں غالیچے یا صفیں بچھانا اس میں چراغ روشن کرنا، اس میں بجلی لگوانا بلب اور ٹیوبیں اور پنکھے وغیرہ لگوانا، مسجد میں قبلہ رو بیٹھنا، دوسروں کو خوشخبری دینا، خوشی کی بات پر مبارک باد دینا، بھلائی کی راہ سمجھانا، حاجت روائی کرنا، خفیہ امانت اور قرض ادا کرنا، بیمار کی عیادت کرنا، جنازہ کے ساتھ چلنا، جنازہ کو کندھا دینا مسلمان کی تعزیت وغمگساری کرنا، دوستوں کی زیارت کرنا، آنیوالوں کا خیر مقدم کرنا، دوسروں کو روپے پیسے اور مانگے کی چیزیں قرض دینا وغیرہ۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آدمی جہاں تک ہو سکے اپنی ذات، مال جان، فضل وشرف، وجاہت، عہدہ و منصب وغیرہ سے دوسرے کی مدد کرے کہ یہ سب امور صدقہ ہیں واللہ اعلم۔

صدقہ کی حفاظت کیجئے!

اس دنیا میں کوئی شخص اپنی محنت کا ضیاع دیکھنا نہیں چاہتا۔ دنیاوی نفع و نقصان کے مشاہدہ میں آ جانے کی وجہ سے انسان کی توجہ اس طرف زیادہ رہتی ہے اور آخرت کے غیب میں ہونے کی وجہ سے عموماً اس کی رعایت مدنظر نہیں رہتی ہے۔ آخرت کا نقصان ہی اصل نقصان ہے۔ اسی لئے ان امور سے خاص طور پر بچنا چاہئے جو نیکیوں کو برباد کر کے ان کو سیّٔات بنا کر باعث گرفت وعقوبت بنا دیتے ہیں۔ کفر وشرک، نفاق وارتداد، فخر وریاء، اسراف وتبذیر، فسق وفجور، فواحش ومنکرات، بدعت والحاد، شک وارتیاب، تکبر وبڑائی، بے حیائی وڈھٹائی، آثم ومعاصی اور ان پر اصرار، تاویل وانکار، بدعقیدگی وبداعتقادی وغیرہ کہ یہ وہ امور ہیں جو ہر قسم کی نیکی کو برباد کر دیتے ہیں، اس کے علاوہ حقوق العباد کا غصب، ظلم و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ستم، لوٹ کھسوٹ، چوری ڈاکہ، قتل و غارت، تخریب کاری وڈرانا دھمکانا، اچکنا ہتھیانا، پاکٹ ماری کرنا، ناجائز تجارت کرنا، سودی کاروبار کرنا، دھوکہ وفریب، رشوت اور ملاوٹ وغیرہ کہ یہ سب وہ امور ہیں جو آخرت میں آدمی کو ہر قسم کی نیکیوں سے محروم کردیں گے کہ ان زیادتیوں اور چیرہ دستیوں کے بدلے بندوں کو نیکیاں دلوا کر ان کے گناہ سر ڈالے جائیں گے اور آدمی اس وقت جب نہ کوئی دوست ہوگا نہ سفارشی، نہ مددگار نہ اعوان وانصار اکیلا تہی دست خسر الدنیا والآخرہ کی تصویر بنا کھڑا ہوگا۔

جہاں یہ سب امور دوسری نیکیوں کے برباد ہو جانے کا سبب ہیں وہیں صدقہ بھی ان سے ضائع ہو جاتا ہے۔ لیکن صدقہ کے متعلق چند دیگر امور بھی ہیں جن کو خاص صدقہ کی بربادی میں دخل ہے۔ آدمی کو چاہئے کہ ان سے بچے اور اپنے صدقہ کی حفاظت کرے۔ ذیل میں ان امور کو درج کیا جاتا ہے جن کو صدقہ کی حفاظت میں خاص دخل ہے،

(۱) صدقہ حلال مال سے کرے کہ رب تعالیٰ حرام مال کا صدقہ قبول نہیں فرماتے بلکہ بسا اوقات تو حرام مال کے صدقہ میں ثواب کی امید رکھنا سلب ایمان کا باعث بھی بن جاتا ہے۔

(۲) چھپا کر صدقہ کرنا کہ یہ رب تعالیٰ کے غضب کو مٹاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''خفیہ صدقہ دینے والا اعلانیہ صدقہ دینے والے سے ستر گنا افضل ہے'' خفیہ صدقہ دینے کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے۔

﴿وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ (البقرہ: ۲۷۱)

''اور اگر پوشیدہ دو اور دو بھی اہل حاجت کو وہ تمہارے لئے خوب تر ہے''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ عمل کے اعلان و اخفاء میں اختیار ہے اور ساتھ ہی اخفاء کی افضلیت بھی ہے جبکہ اعلان میں کوئی خاص مصلحت نہ ہو''

(بیان القرآن ج ا ص ۱۶۲ ملحقات الترجمہ)

(۳) صدقہ سب سے عمدہ، اچھے اور محبوب مال کا ہو، اس بابت ارشاد باری تعالیٰ ہے،

﴿وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ﴾ (البقرہ: ۲۶۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور ردی چیز کی طرف نیت مت لے جایا کرو کہ اس میں سے خرچ کردو''

''رب تعالیٰ ذات وصفات میں کامل ہیں تو ان کے دربار میں چیز بھی کامل اور تعریف کے لائق ہی پیش کرنا چاہئے'' (بیان القرآن ج ا ص ۱۶۱)

دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے،

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ (آلِ عمران: ۹۲)

''(مومنو!) جب تک تم ان چیزوں میں سے جو تمہیں عزیز ہیں (راہِ خدا میں) صرف نہ کردو گے کبھی نیکی حاصل نہ کرسکو گے''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ثواب تو ہر چیز خرچ کرنے سے ہوتا ہے جو اللہ کی راہ میں کیا جائے مگر زیادہ ثواب محبوب چیز خرچ کرنے سے ہی ہوتا ہے'' (بیان القرآن ج ۲ ص ۴۰)

(۴) جو دیا ہے اس کو کبھی زیادہ نہ سمجھے اگرچہ اپنی دانست میں وہ زیادہ ہی ہو کہ دنیا ساری کی ساری کی حقیقت ہے ہی کیا۔ یہ دنیا خود کم ہے۔ اس لئے سارا جہاں دے کر بھی یہی سمجھا جائے کہ کچھ نہ دیا، بھلا جان سے بڑھ کر کیا ہوسکتا ہے، اس کو دیکر بھی ایک شاعر کے گمان میں کچھ نہیں دیا،

جاں دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے،

قیمتِ خود را ہر دو عالم کردہ ای
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز!

اسی لئے اللہ والے اس بات سے بڑے خوش ہوتے ہیں کہ ہم نے بھلا رب کے حضور پیش ہی کیا کیا ہے کہ قبول ہونے کے لائق بھی ہو اور اس کے شایان شان ہے ہی کیا؟ کچھ بھی تو نہیں، وہ وراء الوراء ذات ان سب باتوں سے بے نیاز ہے۔ یہ محض اس کی عطا ہے کہ بندے جو پیش کرتے ہیں وہ نہایت قدردانی سے قبول کرلیا جاتا ہے کہ وہ ذات پاک ''شکور'' ہے، اس لئے ایک شاعر نے وجد میں آکر کہا،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمارے چند دادم جاں خریدم
بلبسے خرسندم کہ چہ ارزاں خریدم

(۵) خندہ پیشانی اور جی کی خوشی سے دے، ناگواری اور کراہت سے نہ دے، ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ،"(کسی کا دیا ہوا) ایک درہم (بسا اوقات) ایک لاکھ درہم سے بڑھ جاتا ہے"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ "کبھی خندہ پیشانی اور دل کی خوشی سے دیا ہوا ایک درہم کراہت و ناگواری سے دیئے ایک لاکھ درہم سے بھی افضل ہو جاتا ہے"

(۶) خالص رب کی رضا کے لئے دے۔

(۷) تلاش و جستجو کے بعد نیک متقی عالم کو دے، جس سے وہ رب کی اطاعت اور علم کی نشر و اشاعت میں مدد لے، اسی طرح نیک عیال دار قریبی رشتہ دار کو دے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

"رب تعالیٰ اس کا صدقہ قبول نہیں فرماتے (جو کسی اور پر کر دے) جبکہ اس کا قریبی رشتہ دار محتاج ہو"

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ "مسکین پر صدقہ ایک صدقہ ہے اور محتاج ذی رحم پر صدقہ کرنا صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی ہے"

کہتے ہیں کہ وہ شخص کامیاب نہ ہوگا جس کے اہل دوسروں سے مانگتے پھریں۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ،"صدقہ، کفارہ اور وصیت میں اولیٰ یہ ہے ذی رحم محرم رشتہ داروں سے ابتداء کی جائے جیسے بھائی، چچے، ماموں، خاوند بیوی وغیرہ۔ پھر ذی رحم غیر محرم کو دیا جائے جیسے چچیرے بھائی، ماموں زاد بھائی وغیرہ، پھر رضاعی محرم رشتہ داروں کو دیا جائے پھر سسرالی محرم رشتہ داروں کو پھر غلام آزاد کرنے والوں کو اور آزاد کردہ غلام کو دیا جائے پھر پڑوسی کو دیا جائے۔

(۸) حالتِ صحت میں صدقہ کرنے میں عجلت کرے کہ نفس کے ٹال مٹول کو خاطر میں نہ لائے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

"ایک آدمی اپنی زندگی میں (حالتِ صحت میں) ایک درہم صدقہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے یہ موت وقت کے سو درہم صدقہ سے بہتر ہے''

دربار رسالت سے دریافت کیا گیا کہ ''سب سے افضل صدقہ کونسا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''تو اس حال میں صدقہ کرے کہ تو تندرست ہو اور مال کی حرص رکھتا ہو اور دولت مندی کی آرزو ہو اور فقر سے ڈرتا ہو اور تو صدقہ کو اس وقت تک مت ٹال کہ جب جان حلق میں آجائے تو تو کہنے لگے کہ ''اتنا فلاں کا، اور اتنا فلاں کا جبکہ اب یہ مال فلاں کا (یعنی تیرے وارث کا) ہو چکا ہے۔

نگاہِ رسالت میں موت کے وقت خرچ کرنا نہ خرچ کرنے کے برابر ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''اس شخص کی مثال جو موت کے وقت غلام آزاد کرتا ہے یا صدقہ کرتا ہے اس شخص کی سی ہے جو پیٹ بھرنے کے بعد ہدیہ کرے'' (کہ اس کو خود حاجت نہیں رہی)۔

(۹) صدقہ کر کے احسان جتلانے سے بچے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُم بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ﴾ (البقرہ: ۲۶۴)

''مومنو! اپنے صدقات (وخیرات) احسان رکھنے اور ایذاء دینے سے برباد نہ کر دینا''

''طاعات کی صحت و بقا کے لئے جس طرح ایمان شرط ہے کہ کافر کی نیکی مقبول نہیں اور نیکی کے بعد کافر ہو جانے والے کی نیکی بھی مقبول نہیں کہ کفر کا ارتکاب اعمال کو حبط کر دیتا ہے، دیگر نصوص سے معلوم ہوتا ہے بعض طاعات میں ایمان کے علاوہ اور بھی شرطیں عمل کی صحت و بقا کے لئے ہیں جیسے صحتِ صلوۃ کے لئے وضو شرط ہے وغیرہ اس طرح راہ خدا میں خرچ کرنے کیلئے ایمان صحت شرط ہے اور منّ و اذی کا ترک شرط بقا ہے کہ یہ دونوں راہ خدا میں خرچ کئے ہوئے کو باطل کر دیتے ہیں کیونکہ شرط بقا ختم ہوگئی'' (بیان القرآن ج ۱ص ۱۵۸ بتصرف)

احسان جتلانے کی حقیقت یہ ہے کہ تو خود کو دوسرے کا محسن سمجھے اس کی علامت یہ ہے کہ اس سے شکریہ کا امیدوار رہے یا وہ اگر تیرے حق میں کوئی کوتاہی کر بیٹھے یا تیرے دشمن کی مدد کر بیٹھے تو اس پر تو اس کو اس قدر ڈانٹے جتنا صدقہ کرنے سے پہلے نہ ڈانٹتا ہو تو یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"منّ" احسان جتلانا ہوگا جو صدقہ کے ثواب کو باطل کر دے گا۔

علامہ عبدالرحمٰن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، "فقیر کو کوئی تکلیف دہ بات کہنا یہ ایذاء ہے" ایک قول یہ ہے کہ دوسروں کو اس کے ساتھ کیے احسان کی خبر کر دینا جس سے وہ لوگوں میں اپنی سبکی اور خفت محسوس کرے یہ ایذاء ہے"

حسان بن ابی سنان رحمۃ اللہ علیہ اپنے اہل بیت کو خرید کر آزاد کرتے تھے اور انہیں آزاد کرنے والے کی کانوں کان خبر نہ ہوتی تھی۔

بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، "صدقہ (نفلی) حج عمرہ اور جہاد سے افضل ہے کیونکہ ان میں لوگ آدمی کو حج وغیرہ پر روانہ ہوتے اور لوٹتے دیکھتے ہیں جبکہ صدقہ کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا ہوتا۔"

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، "صدقہ لینے والا دیکھے کہ اگر تو دینے والا شکریہ کا خواہشمند اور اس صدقہ کا چرچا کرنا چاہتا ہے تو مناسب ہے کہ نہ تو اس کا شکریہ ادا کرے اور اس کا صدقہ چھپائے اور اگر وہ ایسا نہ ہو تو اس کا شکریہ بھی ادا کرے اور لوگوں کو بتلائے بھی"

صدقہ میں والدین کے لئے بھی اجر کی نیت کیجئے!

علماء کرام نے صدقہ میں والدین کی نیت کرنے کو مندوب کہا ہے کہ اس سے ان کو بھی اجر ملے گا اور خود صدقہ کرنے والے کے اجر کو کم نہ کیا جائے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

"اگر صدقہ ستر ہاتھوں تک گردش کرے تو بھی ان کے آخر کا اجر ان کے پہلے کے اجر جتنا ہوگا"

صبح سویرے صدقہ کرنا خواہ تھوڑا سا ہی ہو

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "صبح سویرے صدقہ کرنا رزق بڑھاتا ہے اور آفات کو دور کرتا ہے" ایک دوسری روایت میں ہے کہ "صبح سویرے صدقہ آفتوں کو ہٹاتا ہے"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "صبح سویرے صدقہ کیا کرو، کیونکہ مصیبت صدقہ کو پھلانگ نہیں سکتی" (رواہ الرزین، مشکوٰۃ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدقہ کے چند عمومی آداب

رمضان المبارک میں صدقہ کا خوب اہتمام کرے اس کے علاوہ سورج گرہن کے وقت، مشکلات میں، سفر اور مرض میں اور بابرکت اوقات میں صدقہ کرے۔

بنی ہاشم، بنی مطلب اور کفار کے لئے بھی نفلی صدقہ حلال ہے۔ البتہ رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے لئے اور قیامت تک کے واسطے اپنے اہل خاندان بنی ہاشم کے لئے زکوٰۃ کو ناجائز قرار دے دیا ہے۔ اسی طرح کافر مثلاً شیعہ قادیانی وغیرہ کو بھی زکوٰۃ دینا حرام ہے۔

فقیر کو چاہئے کہ وہ مجمع میں تو صدقہ لے لے البتہ تنہائی میں نہ لے کہ اس میں فقیر کے بگڑنے کا اندیشہ ہے کہ کہیں لوگوں سے لینے اور مانگنے کا عادی نہ ہو جائے۔

سوال بہر حال ذلت ہے اس سے اپنے آپ کو بچائے۔ البتہ محتاج سوال کرسکتا ہے۔ غنی اس سے پرہیز کرے بلکہ وہ شخص جو فی الحال محتاج اور ضرورت مند نہ ہو اگرچہ صاحب نصاب اور سرمایہ دار بھی نہ ہو وہ بھی سوال نہ کرے۔ اس طرح اس تندرست و توانا کو جو محنت کر کے روزی کما سکتا ہو سوال کرنا منع اور حرام ہے۔ اگر غنی نے مانگ کر کچھ لے لیا تو اس کو اس کا استعمال ناجائز ہے۔

صدقہ کرنے والا صدقہ کے عوض کسی ہبہ وغیرہ کا متمنی نہ ہو کہ یہ مکروہ ہے۔

اگر بچے کے ہاتھوں صدقہ کرنے بھیجا اور صدقہ کا موقعہ نہ ملا تو اگرچہ ابھی تک یہ مال ملک میں ہی ہے لیکن بہتر ہے کہ اس کو صدقہ کر ہی دے کہ ایک بار اس کے صدقہ کی نیت کر لی تھی۔

جو صبر کرسکتا ہو اس کو اپنی ضرورت و حاجت اور قرض اور اہل و عیال کی ضرورت سے زائد سب مال کو صدقہ کرنا مستحب ہے۔ البتہ جو صبر نہ کر سکے اس کو ایسا کرنا مکروہ ہے۔

اگر مال کسی ایسے شخص پر خرچ کرنے کی ضرورت ہو جس کا نفقہ ذمہ میں واجب ہے تو اس مال کو صدقہ کرنا حرام ہے۔

اسی طرح اگر قرض دینا ہو تو قرض ادا کرے صدقہ نہ کرے۔ البتہ اگر کہیں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ملنے کی امید ہو تو خرچ کر دے۔

جس کو اپنے مستحق زکوٰۃ ہونے میں شک ہو اس کے لئے مستحب ہے کہ زکوٰۃ نہ لے بلکہ صدقہ لے اور اگر لینے والا تردد کرے تو صدقہ دینے والا اس کو نہ دے۔

اس طرح اگر صدقہ کرنے سے زکوٰۃ کے واجب نصاب میں خلل نہیں آتا تو صدقہ کر دے ورنہ نہ کرے۔ واللہ اعلم

(۶) والدین کے ساتھ نیکی، صلہ رحمی، نرمی اور حسن اخلاق، بیوی، بچوں پڑوسیوں اور اہل اسلام کے حقوق کی ادائیگی

ان جملہ امور کو نزول برکت، وسعت رزق، روزی میں کشائش اور آفات و بلیات کے دفع کرنے میں خاص دخل ہے۔ ذیل میں ان میں سے ہر ایک کو قدرے تفصیل کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔

صلہ رحمی اور والدین کیساتھ نیکی

مولانا منظور نعمانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت و مشیئت سے پیدائش کا ایسا نظام بنایا ہے کہ ہر پیدا ہونے والا رشتوں کے بندھنوں میں بندھا ہوا ہے پھر ان رشتوں کے کچھ فطری تقاضے اور حقوق ہیں۔ جن کا عنوان رب تعالیٰ نے ''رحم'' اور ''صلہ رحمی'' مقرر فرمایا ہے اور قرآن کریم میں جا بجا ''ذوی القربی'' فرما کر اہل قرابت کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے حقوق قرابت کی ادائیگی کی وصیت بھی فرمائی ہے۔ احادیث میں ذکر ہے کہ جو ان حقوق اور تقاضوں کو ادا کرے گا رب تعالیٰ اس کو اپنے فضل و کرم اور رحمت کے ساتھ جوڑیں گے اور جو صلہ رحمی کی بجائے قطع رحمی کرے گا اور قرابت کے ان حقوق کو پامال کرے گا تو رب تعالیٰ اس کو اپنے قرب و رحمت سے محروم فرما دے گا۔

آج مسلمان جن حالات سے دوچار ہیں اور رب کی رحمت و عنایت سے محرومی کا جو منظر چہار سو نظر آ رہا ہے اِن کا سبب اگرچہ مختلف دوسری نافرمانیاں بھی ہیں لیکن قرآن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وحدیث کی روشنی میں بالیقین کہا جا سکتا ہے کہ اس کا ایک قوی سبب صلہ رحمی کی اس قرآنی اور نبوی تعلیم و وصیت کو بھلا دینا ہے۔ ہماری اکثریت نے اس کو بالکل ہی فراموش کر دیا ہے اور ہمارا رویہ اس باب میں غیر مسلموں سے ذرا مختلف نہیں"

(معاف الحدیث ج ۶ ص ۶۱۔۶۴ بتصرف وملخصاً)

اب ذیل میں چند احادیث کو ذکر کیا جاتا ہے جن میں صلہ رحمی کی اہمیت اور اس کی برکات مذکور ہیں اور جن میں قطع رحمی کے برے انجام سے خبردار کیا گیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "اپنے نسبوں میں سے ان رشتوں کو سیکھو (اور جانو) جن کے ساتھ تم صلہ رحمی کرو بے شک صلہ رحمی اہل (وعیال) کو نجات دینے والی، عمر دراز کرنے والی اور مال کو بڑھانے والی ہے"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "رب تعالیٰ سے ڈرو اور صلہ رحمی کرو کہ یہ تمہیں (زیادہ دیر تک) باقی رکھنے والی اور آخرت میں تمہارے لئے خیر ہے"

صلہ رحمی رزق اور عمر دونوں بڑھاتی ہے، ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ

"جو یہ پسند کرے کہ اس کی عمر دراز ہو اور اس کے رزق میں اضافہ ہو تو وہ والدین کے ساتھ نیکی کرے اور صلہ رحمی کرے"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "قضا کو دعا ہی ٹالتی ہے اور عمر کو صرف نیکی (یعنی صلہ رحمی) دراز کرتی ہے"

ہر نیکی کا بدلہ بارگاہِ خداوندی سے ملتا ہے اس رب کے بے شمار خزانے ہیں وہ اپنے بندوں کو ان کی نیکیوں پر خوب سے خوب تر بدلہ دیتا ہے۔ لیکن بسا اوقات رب تعالیٰ کی حکمت سے کسی نیکی کے اجر اور اس پر ملنے والی خیر و برکت میں تاخیر ہوتی ہے۔ صلہ رحمی وہ نیکی ہے جو خیرات و برکات کو سب سے زیادہ سرعت کے ساتھ آسمانوں سے نازل کرواتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "صلہ رحمی سے بڑھ کر جلد ثواب دلوانے والی کوئی شی نہیں جس میں رب تعالیٰ کی اطاعت کی جائے"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والدین کے ساتھ نیکی کو عمر کے دراز ہونے میں خاص دخل ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ ملک الموت اس کی جان قبض کرنے آیا، تو والدین کے ساتھ اس کی نیکی ملک الموت کے آڑے آگئی تو موت کو اس سے ٹال دیا گیا۔''

حتیٰ کہ آپ ﷺ کو ایسی قوم کے ساتھ قتال کرنے سے ربانی ممانعت کردی گئی جو صلہ رحمی کرتی تھی۔ جب بنی مدلج کے ساتھ قتال کی بابت گفتگو ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا ''رب تعالیٰ نے بنی مدلج کو ان کی صلہ رحمی اور مہمانوں کے لئے اونٹوں کو نحر کرنے کی وجہ سے مجھ سے بچالیا'' (کہ مجھے ان کے ساتھ قتال کرنے سے منع کردیا گیا)

کعب احبار فرماتے ہیں،

''میں نے تورات میں لکھا دیکھا کہ،'' (رب تعالیٰ فرماتے ہیں) اے آدم کی اولاد! اپنے رب سے ڈر اور اپنے والدین کیساتھ نیکی کر اور صلہ رحمی کر میں تیری عمر دراز کر دوں گا اور تیری سہولت کو تیرے لئے آسان کر دوں گا اور تیری تنگی کو تم سے ہٹا دوں گا''

بعض حکماء نے کہا ہے کہ،'' جو اپنے والدین کی نافرمانی کرے وہ اپنی اولاد میں اپنی آنکھیں ٹھنڈی نہ کر سکے گا، جو اپنے کاموں میں مشورہ نہ کرے وہ مراد کو نہیں پاتا اور جو گھر والوں کے ساتھ خاطر داری نہ کرے اس کی زندگی کی لذت ختم ہو جاتی ہے''

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں،'' جو اپنے رب سے ڈرا اور اس نے صلہ رحمی کی اس کی زندگی کو لمبا کر دیا جائے گا اور اس کے مال کو بڑھا دیا جائے گا اور اس کے اہل اس سے محبت کریں گے''

ارشاد باری تعالیٰ ہے،

﴿يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ﴾ (الرعد: ۳۹)

''خدا جس کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور (جس کو چاہتا ہے) قائم رکھتا ہے''

امام ضحاک رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ایک آدمی کی زندگی کے صرف تین دن باقی ہوتے ہیں، کہ وہ صلہ رحمی کرتا ہے اس پر رب تعالیٰ اس کی عمر تیس سال بڑھا دیتے ہیں اور ایک آدمی کی عمر کے تیس سال باقی ہوتے ہیں مگر قطع رحمی کرنے کی وجہ سے رب تعالیٰ اس کی عمر گھٹا کر تین دن کر دیتے ہیں''

''حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

''بعض علماء کرام نے اس کو سعادت و شقاوتِ ازلی پر محمول کیا ہے اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے ظاہر کے موافق روایات آتی ہیں کہ وہ حضرات گڑگڑا کر بارگاہ الٰہی میں دعا مانگا کرتے تھے کہ رب تعالیٰ انہیں سعادت مند بنائے۔ ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے، عبد بن حمید نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اور ابن جریر نے شقیق ابو وائل سے اس طرح کی روایات نقل کی ہیں۔ یہ سب روایات روح المعانی میں نقل ہیں اور بعض اللہ والوں سے اپنے احباب کے لئے اس قسم کی دعائیں منقول کی ہیں'' (بیان القرآن ج ۵ حاشیہ ص ۱۱۶۔۱۱۷)

مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

''آئمہ تفسیر کی ایک جماعت نے جس میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ اور قتادہ رضی اللہ عنہ وغیرہ حضرات ہیں، اس آیت کو بھی احکام و شرائع کے محو و اثبات یعنی مسئلہ نسخ کے متعلق قرار دیا ہے۔

جبکہ آئمہ تفسیر کی ایک جماعت جس میں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور وکیع رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ حضرات ہیں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی تفسیر نوشتہ تقدیر کے متعلق نقل کی ہے یعنی رب تعالیٰ نے ہر مخلوق کی عمر، رزق، راحت و مصیبت ہر شی کو اس کی پیدائش سے پہلے لکھ لیا ہے اور پیدائش کے وقت فرشتوں کو بھی لکھوا دیا جاتا ہے لہٰذا ہر فرد مخلوق کی عمر، رزق، حرکات و سکنات متعین اور لکھی ہوئی ہیں مگر اللہ تعالیٰ اس نوشتہ تقدیر میں سے جس کو چاہتے ہیں مٹا دیتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں باقی رکھتے ہیں۔

اس کی تشریح یہ ہے کہ بہت سی احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اعمال سے انسان کی عمر اور رزق بڑھ جاتے ہیں اور بعض سے گھٹ جاتے ہیں۔ بخاری کی روایت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ہے کہ صلہ رحمی سے عمر بڑھتی ہے۔ مسند احمد میں ہے کہ کسی گناہ کے سبب آدمی رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ دعا تقدیر کو ٹالتی ہے۔ والدین کی خدمت عمر بڑھاتی ہے۔

ان سب روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کا رزق اور عمر کسی تقدیر میں لکھ لیا جاتا ہے وہ بعض اعمال کی وجہ سے کم یا زیادہ ہو سکتے ہیں اور دعا کی وجہ سے بھی تقدیر بدلی جا سکتی ہے۔ (معارف القرآن ج ۵ ص ۲۱۴۔ ۲۱۶ بتصرف وملخصا)

ایک روایت میں آتا ہے کہ ملک الموت نے حضرت داؤد علیہ السلام کو سات دن بعد ایک شخص کی روح قبض کرنے کی اطلاع دی۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے طویل مدت بعد بھی اس کو زندہ دیکھا تو اس بابت دریافت فرمایا۔ ملک الموت نے بتلایا کہ جب وہ آپ علیہ السلام کے پاس سے نکلا تو اس نے اس کے ساتھ صلہ رحمی کر لی جس کے ساتھ قطع رحمی کر رکھی تھی تو رب تعالیٰ نے اس کی عمر میں بیس سال اور بڑھا دیئے۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "تین شخص روزِ قیامت رحمٰن کے عرش تلے ہوں گے، ایک صلہ رحمی کرنے والا اس کی عمر کو (دنیا میں) زیادہ کر دیا جاتا ہے اور اس کے رزق کو بڑھا دیا جاتا ہے دوسرے وہ عورت جس کا خاوند مر گیا اور یتیم اولاد چھوڑ گیا اس عورت نے انہیں پالا پوسا حتیٰ کہ رب تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے یا وہ (بھی) مر جائیں تیسرے وہ شخص جس نے کھانا بنایا اور اس پر یتیموں اور مسکینوں کو کھانے کے لئے بلایا"

احادیث میں قطع رحمی کے برے انجام سے بھی خبردار کیا گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جس قوم میں قطع رحمی کرنے والا کوئی شخص ہو ان پر رحمت نازل نہیں ہوتی"

بخاری اور مسلم میں روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا" (متفق علیہ)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قطع رحمی رب تعالیٰ کے نزدیک اتنا سخت گناہ ہے کہ اس گندگی کے ساتھ کوئی شخص جنت میں نہ جا سکے گا اور جب تک اس کی سزا نہ بھگت لے یا رب تعالیٰ معاف نہ فرما دے جنت کا دروازہ اس کے لئے بند ہے۔"

قطع رحمی کے معاملہ کے نہایت سنگین ہونے کی وجہ سے احادیث میں قطع رحمی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے والے کے ساتھ بھی صلہ رحمی کرنے کی تاکید آئی ہے، بخاری شریف میں روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

''وہ شخص صلہ رحمی کرنے والا نہیں جو صلہ رحمی کے بدلہ میں صلہ رحمی کرتا ہے بلکہ صلہ رحمی کرنیوالا تو وہ ہے جو اس وقت بھی صلہ رحمی کرے جب اس کے ساتھ قطع رحمی کی جائے'' (بخاری)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ارشاد میں گویا کہ معاشرہ کو جملہ اخلاقی برائیوں سے پاک کرنے کا ایک نسخہ بتلایا ہے۔

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ صلہ رحمی کی خصلت کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں،

''صلہ رحمی میں چند صفات محمودہ ہیں،

(۱) اس میں رب تعالیٰ کی رضا ہے کیونکہ رب تعالیٰ نے تقوی اور صلہ رحمی کا حکم دیا ہے ارشاد ہے،

﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ﴾ (النساء: ۱)

''اور خدا سے جس کے نام کو تم اپنی حاجت براری کا ذریعہ بناتے ہو ڈرو اور (قطع مودت) ارحام سے (بچو)''

(۲) اس میں ان رشتہ داروں کو خوش کرنا ہے اور سب سے افضل عمل کسی مومن کو خوش کرنا ہے۔

(۳) اور اس میں فرشتوں کا خوش ہونا اور مسلمانوں سے (صلہ رحمی کرنے والے کے لئے) اچھی تعریف کا سننا، عمر دراز ہونا، رزق میں برکت ہونا، مرنے والوں کا خوش ہونا ہے کیونکہ مرنے والے، پیچھے رشتہ داروں میں محبت دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور اس میں محبت و مودت کی زیادتی ہے کیونکہ جب صلہ رحمی کرنے والے کو کوئی غم یا خوشی پہنچتی ہے تو سب رشتہ دار اس کی خوشی میں شرکت یا غم گساری کے لئے اکٹھے ہو جاتے ہیں اور مصیبت میں اس کا ساتھ دیتے ہیں۔ اس سے ایک تو زندگی میں ان کی آپس کی محبت میں اضافہ ہوگا دوسرے مرنے پیچھے جب بھی وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی نیکی کو یاد کریں گے وہ اس کے لئے دعائیں کریں گے"

صلہ رحمی کے مستحق کون لوگ ہیں؟

صلہ رحمی ان رشتہ داروں کے ساتھ کی جاتی ہے جن کو شرع شریف کی اصطلاح میں "ذوی الارحام" کہتے ہیں یہ اہل قرابت ہیں جیسے باپ دادا، ماں نانی، بیٹے بیٹیاں، بہن بھائی اور چچے پھوپھیاں، ماموں خالائیں اور ان کی اولادیں وغیرہ کہ یہ ذوی الارحام کہلاتے ہیں۔ احادیث میں جن کے ساتھ خاص طور پر صلہ رحمی کرنے کا حکم آیا ہے اس سے مراد یہی لوگ ہیں۔

صلہ رحمی کی حقیقت

صلہ رحمی یہ ہے کہ آدمی اپنے اہل قرابت کے ساتھ وہ سلوک کرے جس سے وہ ان کے ساتھ نیکی کرنے والا اور تعلق رکھنے والا شمار ہو نہ کہ ان سے بیزار اور ان سے قطع تعلق کرنے والا سمجھا جائے۔ چنانچہ اگر وہ ان میں رہتا ہو تو انہیں ہدیہ وغیرہ دے، اگر مال نہ ہو یا وہ محتاج نہ ہوں تو ضرورت پڑنے پر ان کے کام کاج میں ان کی معاونت کرے اور ان سے ملاقات وغیرہ کرتا رہے، اگر ان سے دور ہو تو خط و کتابت رکھے اور انہیں سلام و پیام بھیجے اور اگر ہو سکے تو انہیں ملنے آئے۔ یہ سب اہل قرابت کے حقوق ہیں،

والد کے حقوق

صلہ رحمی کے اولین حقدار والدین ہیں گزشتہ صفحات میں صلہ رحمی سے متعلقہ احادیث میں والدین کے ساتھ نیکی کرنے اس کے اجر وثواب اور رزق روزی اور عمر میں اس کی برکات کو بیان کر دیا گیا ہے لیکن والدین میں خاص والد کے کچھ زائد حقوق ہیں۔ فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو بیان کیا ہے۔ ہم ان میں سے چند کو ذیل میں بیان کرتے ہیں۔

(۱) اگر وہ کھانے کا محتاج ہو تو اس کو کھانا کھلائے۔

(۲) اور اگر وہ کپڑوں کا محتاج ہو تو ہو سکے تو اس کو کپڑے پہنائے۔

(۳) اگر خدمت کا محتاج ہو تو اس کی خدمت کرے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) جب وہ بلائے تو جواب دے اور اس کی خدمت میں حاضر ہو۔

(۵) اگر گناہ کے علاوہ کسی بات کا حکم دے تو اس کی اطاعت کرے۔

(۶) نرمی سے پست آواز سے بات کرے اور سخت آواز میں نہ بولے۔

(۷) والد کا نام لیکر نہ پکارے بلکہ ''ابا جان'' یا ''ابو جی'' یا ''والد صاحب'' وغیرہ کے الفاظ سے بلائے۔

(۸) نہ اس کو گالی دے اور نہ اس کو گالی پڑنے کا سبب بنے، والد کے آگے نہ چلے اور نہ ہی کسی مجلس میں اس سے پہلے بیٹھے۔ کہتے ہیں کہ جو ایسا کرے گا یعنی والد کے آگے چلے گا یا اس سے پہلے مجلس میں بیٹھے گا وہ فقر میں مبتلا ہوگا۔

(۹) والد کے لئے وہ پسند کرے اور اس بات کو ناپسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور ناپسند کرتا ہے۔

(۱۰) والد اپنے بیٹے سے خدمت لے سکتا ہے اور اس کی سرزنش بھی کر سکتا ہے۔

حضرتِ لقمان علیہ السلام فرماتے ہیں ''والد کی ڈانٹ اولاد کے لیے ایسی ہے جیسے کھیتی کے لئے پانی۔''

بعض تابعین کا قول ہے کہ جو اپنے والدین کے لئے روزانہ پانچ مرتبہ دعا کرے تو اس نے ان کا حق ادا کر دیا کیونکہ رب تعالیٰ فرماتے ہیں،

﴿اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ﴾ (لقمان: ۱۴)

''کہ میرا بھی شکر کرتا رہ اور اپنے ماں باپ کا بھی''

''اس آیت میں تصریح ہے کہ نعمت کے واسطے کا شکر بھی منعم حقیقی کی طرح مطلوب ہے اس واسطہ میں والدین استاد اور پیر سب آ گئے البتہ معارضہء شریعت کے وقت ان لوگوں کی اتباع جائز نہیں'' (بیان القرآن ج۹ ص۱۹-۲۰ ملحقات الترجمہ نمبر۱)

اب جیسے رب تعالیٰ کا شکر روزانہ پانچ مرتبہ نماز پڑھ کے ادا کیا جاتا ہے تو اس طرح والدین کا شکر روزانہ ان کے لئے پانچ مرتبہ دعا کر کے ادا ہوگا، واللہ اعلم۔

اگر کسی کے والدین اس سے ناراض ہو کر اس دنیا سے چلے گئے ہوں تو ان کے لئے دعا کرنا ان کو راضی کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جس شخص کے والدین اس حال میں مرے ہوں کہ وہ ان کا نافرمان ہوتو یہ مرنے پیچھے ان کے لئے رب تعالیٰ سے دعا کرتا رہے تو رب تعالیٰ اس کو والدین کے ساتھ نیکی کرنے والوں میں لکھ لے گا" (شعب الایمان، للبیہقی)

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قول ہے کہ "والدین کے لئے دعا نہ کرنا بیٹے کی روزی تنگ کر دیتا ہے"

اس سے لازمی طور پر یہ معلوم ہوا کہ ان کیلئے دعا کرنا رزق میں وسعت پیدا کرتا ہے اور زندگی میں برکت دیتا ہے۔ سب سے بڑی نیکی والدین کے ساتھ نیکی کرنا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

"والدین کے ساتھ نیکی نماز، روزہ، حج، عمرہ اور جہاد فی سبیل اللہ سے افضل ہے"

اس سے مراد نفلی نماز روزہ وغیرہ ہیں۔ آدمی والدین کے ساتھ جتنی بھلائی بھی کرلے پھر بھی ان کا حق ادا کرنے سے عاجز ہے ہاں اس کی ایک ہی صورت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ صورت بھی بتلادی ہے فرمایا،

"بیٹا اپنے باپ کا حق ادا کر ہی نہیں سکتا اِلّا یہ کہ وہ اس کو غلام پائے تو خرید کر اس کو آزاد کر دے"

والدین قرابت کا وہ رشتہ ہیں جن کے ساتھ ان کے مرنے کے بعد بھی نیکی کر سکتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

"بے شک سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے والدین کی وفات کے بعد اپنے والد کے اہل محبت (یعنی عزیزوں، رشتہ داروں، دوست احباب) کے ساتھ نیک سلوک کرے" (مسلم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والدین کی نافرمانی کیا ہے؟

نبی کریم ﷺ نے والدین کی نافرمانی کو ''سب سے بڑا کبیرہ گناہ'' قرار دیا ہے یعنی یہ بدترین اور خبیث ترین گناہ ہے احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ یہی والدین کی نافرمانی ہے۔ احادیث میں اس کو ''عقوق'' کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے یہ ہر وہ فعل ہے جس سے والدین کو تکلیف پہنچے خواہ کتنا ہی معمولی کیوں نہ ہو ہاں البتہ وہ فعل واجبات شرعیہ میں سے نہ ہو کہ اگر اس کے ادا کرنے سے والدین بلاوجہ دل گیر ہوں تو پرواہ نہ کرے۔

علماء کرام نے اس موقعہ پر چند ضابطے ذکر کیے ہیں،

(۱) صحیح قول یہ ہے کہ والدین اولاد کو فرائض واجبات کی تکمیل سے نہیں روک سکتے۔

(۲) وہ اولاد کو فرض حج سے بھی منع نہیں کر سکتے۔ البتہ نفلی حج سے روک سکتے ہیں۔

(۳) طلب علم کے لئے سفر کرنے سے بھی نہیں روک سکتے خواہ وہ سفر متعین نہ بھی ہو کہ اپنے شہر میں طلب علم ممکن ہو۔ یہی قول زیادہ صحیح ہے۔

(۴) سفر تجارت اور مباح سفر سے بھی نہیں روک سکتے جبکہ وہ مختصر ہو اور اگر طویل سفر ہو تو روک سکتے ہیں جبکہ اس میں والدین کی خدمت کی حق تلفی کا اندیشہ زیادہ ہو۔

(۵) اور اگر طویل سفر میں بھی ان کے حقوق کی حق تلفی کا خوف واندیشہ نہ ہو تو نہ سفر کی اجازت ہے اور نہ انہیں منع کرنے کا اختیار ہے۔

اولاد کے حقوق

مناسب ہے کہ اس مقام پر اولاد کے بھی چند حقوق ذکر کردیئے جائیں

(۱) آدمی اپنی اولاد کے لئے نیک ماں کا انتخاب کرے تا کہ وہ عورت اس کی اولاد کیلئے عار نہ بنے۔

(۲) اس کا اچھا نام رکھے اور حسن ادب سکھائے۔

(۳) ذرا سمجھدار ہو جائے تو قرآن پڑھا دے اور نماز وغیرہ سکھلائے اور سستی پر معمولی سرزنش کرے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) بالغ ہو جائے تو نکاح کر دے اور اگر وہ بیٹی ہو تو کسی نیک خو بر ولڑکے سے بیاہ دے۔

(۵) ضرورت پڑنے پر اولاد پر خرچ کرے انہیں لباس پوشاک لے دے۔

(٦) اولاد میں ہدیہ تحفہ دینے میں برابری کرے۔ اس میں بیٹوں اور پوتوں کا کوئی فرق نہیں اس طرح خواہ اولاد میں سے بعض خوشحال ہوں اور بعض تنگ دست پھر بھی ہدیہ وغیرہ دینے میں مساوات کرے اور اس میں بیٹے اور بیٹیوں میں کوئی فرق نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''عطیہ دینے میں اپنی اولاد میں برابری کرو۔ کیونکہ اگر میں کسی کو کسی پر ترجیح دیتا تو لڑکیوں کو لڑکوں پر ترجیح دیتا۔'' (رواہ سعید بن منصور فی سننہ والطبرانی فی الکبیر)

ایک دوسری روایت میں ارشاد ہے کہ

''اولاد کا تم پر یہ حق ہے کہ تم ان میں برابری کرو جیسے ان پر تیرا یہ حق ہے کہ وہ تیرے ساتھ نیکی کریں''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ان روایات کی بنا پر یہاں تک قول کیا ہے کہ اولاد میں انہیں چومنے میں بھی برابری کرے۔''

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ''برابری اس لئے کرے کہ کہیں محروم کے دل میں دوسرے بھائی کے لئے حسد وغیرہ پیدا نہ ہو جائے کیونکہ اقارب وغیرہ ایک دوسرے کے ساتھ وہ رشک و رقابت رکھتے ہیں جو وہ اغیار و اجانب کے ساتھ نہیں رکھتے''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جو اولاد کی نیکی پر معاونت کرے''

خارجہ ابن معصب اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں ''یعنی اس کو عطیہ دے اور حسن ادب سکھلائے تاکہ وہ اس کے ساتھ نیکی کرے''

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''بعض سلف صالحین اپنی اولاد کو ایسا حکم نہ کرتے تھے جس میں اس بات کا اندیشہ ہوتا کہ شاید نہ مانے کہ کہیں پھر جہنم کا مستحق نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹھہرے''

(۷) اپنے نابالغ بچے سے مزدوری نہ کرائے کہ اس کی مزدوری خود کھائے۔

کہتے ہیں کہ تیرا بیٹا سات سال تک تیرا قیدی ہے، سات سال تک تیرا امیر اور سات سال تک تیرا وزیر ہے'' پھر اگر تو نے اس کے ساتھ نیکی کی تو وہ تیرا نصیر ونظیر ہے اور اگر تم نے اس کے ساتھ برا سلوک کیا تو وہ عسیر وبصیر ہے''۔ فضل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:''کمال مروت یہ ہے کہ آدمی اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرے، ان سے صلہ رحمی کرے اپنے بھائیوں کا اکرام کرے، اپنی اولاد اور خادموں کے ساتھ حسن سلوک کرے، اپنے دین کی حفاظت کرے، مال کی اصلاح ودرستی کرے، زائد کو خرچ کرے، زبان کی حفاظت کرے اور اپنے گھر کو لازم پکڑے''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا،''میں تمہیں اپنے ان دو پھولوں (یعنی حسین وحسن رضی اللہ عنہما) کے بارے میں خیر کی وصیت کرتا ہوں۔''

سفیان بن عینیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں،''حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،''وہ لوگ ''ابرار'' (نیکوکار) کہلا سکتے ہیں جو اپنی اولاد کو اذیت نہ دیں۔''

اولاد کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،''جب باپ بیٹا چل رہے ہوں تو کوئی شخص ان کے بیچ میں داخل نہ ہو''

نرمی اور حسن اخلاق

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ،''حسن اخلاق، پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک اور صلہ رحمی گھر کو آباد اور عمروں کو بڑھاتا ہے''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،''جس کو دنیا میں نرمی کا حصہ عنایت کیا گیا اس کو دنیا و آخرت کی بھلائی عطا کی گئی۔'' (رواہ البغوی فی شرح السنۃ)

ایک حدیث میں ارشاد ہے،''جس نے میری امت کیساتھ نرمی کی رب تعالیٰ اس کے ساتھ نرمی کریں گے۔''

ایک روایت میں ہے کہ''جس کو میری امت کے امور میں سے کسی شی کا والی بنایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا اور اس نے ان کے ساتھ نرمی کی تو رب تعالیٰ بھی ان کے ساتھ نرمی کریں گے اور جس نے ان پر سختی کی تو رب تعالیٰ بھی اس پر سختی کریں گے۔"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

"بے شک رب تعالیٰ نرمی کرنے والے ہیں اور نرمی کرنے کو محبوب رکھتے ہیں اور نرمی پر وہ کچھ عنایت کرتے ہیں جو سختی پر عنایت نہیں کرتے" (مسلم)

نبی کریم ﷺ نے اس اخلاقی صفت پر خاص طور پر تاکید فرمائی ہے اور اس کو بڑی اہمیت دی ہے کہ لوگوں کے ساتھ نرمی سے پیش آیا جائے ان کے ساتھ سختی نہ کی جائے۔ نرمی کی صفت کی عظمت کے لئے یہی بات بس ہے کہ یہ رب تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے اور رب تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ بندے بھی باہم نرمی و ملائمت کا رویہ رکھیں اور رب تعالیٰ نرمی پر رزق، عمر، جان مال اولاد کاروبار تجارت وغیرہ میں وہ برکت عطا فرماتے ہیں جو کسی دوسری بات پر عطا نہیں فرماتے۔ اسی لئے جو شخص یہ چاہے کہ رب تعالیٰ اس پر مہربان ہوں اور اس کے کام پورے ہوں تو وہ دوسرے کے حق میں مہربان بنے اور سخت گیری کی بجائے نرمی کا رویہ اختیار کرے۔ (از معارف الحدیث ص ۲۲۰۔ ۲۲۱ ج ۲ ملخصاً و بتصرف)

نرم مزاجی ہی کا ایک پہلو حیاء بھی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا، "حیا نری خیر ہی تو ہے اور حیاء خیر ہی لاتی ہے" (بخاری، مسلم)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"رب تعالیٰ نے جس کی بھی صورت اور سیرت کو اچھا بنایا تو اس کو جہنم کی آگ نہ چھوئے گی"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا، "نیکی (یہ) حسن اخلاق ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے جی میں کھٹکے اور تجھے لوگوں کا اس پر مطلع ہونا ناپسند ہو"۔

اس حدیث میں ضابطہ بیان ہو گیا کہ جس قول و فعل کے افشاء ہونے کو بندہ پسند نہ کرے وہ گناہ ہے اور البتہ جس نیکی کو وہ چھپانا چاہے وہ گناہ نہ کہلائے گی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتے ہیں، ''اس عمل کو علانیہ کر جس کے افشاء ہونے پر تمہیں شرمندگی نہ اٹھانی پڑے''

نرمی کا ایک حصہ حسن اخلاق ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''اپنے ہم نشین کے لئے فراخی کر رب تعالیٰ تجھ پر تیرا رزق فراخ کرے گا۔''

یحییٰ بن معاذ کہتے ہیں، ''وسعتِ اخلاق میں رزق کے خزانے ہیں'' اسی لئے مشہور ہے کہ بداخلاق کی روزی تنگ ہوتی ہے۔

روایت کیا جاتا ہے کہ، ''حضرت موسیٰ ؑ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا، ''اے پروردگار! آپ نے فرعون کو چار سو سال تک یہ کہنے کی مہلت دی، ''میں تمہارا بڑا پروردگار ہوں'' اور وہ اتنا عرصہ آپ کی آیات جھٹلاتا رہا؟'' تو رب تعالیٰ نے فرمایا، ''وہ خوش اخلاق (اور سہولت دینے والا تھا اور) نرم معاملہ کرنے والا تھا تو میں نے پسند کیا کہ اس کو بدلہ دوں''

پڑوسیوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور ان کے حقوق

پڑوسیوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور ان کے حقوق کی ادائیگی کو بھی زندگی میں برکت اور رحمت کے اترنے میں بڑا دخل ہے مولانا منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں،

''انسان کا اپنے ماں باپ، اولاد اور قریبی رشتہ داروں کے علاوہ ایک مستقل رشتہ، واسطہ اور تعلق اپنے ہمسایوں اور پڑوسیوں سے بھی ہوتا ہے، اس تعلق کی خوشگواری اور ناخوشگواری کا زندگی کے چین (اس میں برکت) اور اخلاق کے بناؤ بگاڑ پر بہت زیادہ اثر ہوتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے فرمودات میں اس تعلق کو بڑی اہمیت دی ہے اور اس کے احترام کی رعایت کی بڑی تاکید فرمائی ہے، حتیٰ کہ اس کو جزوِ ایمان اور جنت میں داخلہ کی شرط اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا معیار قرار دیا ہے۔''

(معارف الحدیث ج ۶ ص ۹۰ بتصرف)

پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک یہ نہیں کہ ان کے حقوق کی رعایت کرتے ہوئے ان کے ساتھ اکرام و احسان کا معاملہ کیا جائے بلکہ اصل حسن سلوک یہ ہے کہ ان کی ایذاؤں پر بھی صبر کیا جائے۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ''جس نے پڑوسی کی ایذاؤں پر صبر کیا رب تعالیٰ اس کو اس کے گھر کا مالک بنا دے گا''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا تو حقیقۃً کہ یہ بھی رب تعالیٰ کی رحمت و قدرت سے بعید نہیں کہ وہ پڑوسی یہ گھر بیچ کر چلا جائے اور اس کے خریدنے میں آجائے یا یہ مطلب ہے کہ ان کی ایذاؤں پر صبر کرنے سے یہ ان کا دل جیت لے گا۔

پڑوسیوں کے حقوق کے بارے میں رب تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں،

﴿وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ، وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾

(النساء: ٣٦)

''اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ دار ہمسایوں اور اجنبی ہمسایوں اور رفقائے پہلو (یعنی پاس بیٹھنے والوں) اور مسافروں اور جو لوگ تمہارے قبضے میں ہوں سب کے ساتھ احسان کرو''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑوسیوں کے حقوق کی اس قدر تفصیل بیان کی ہے اور ان کا اس قدر احصاء کیا ہے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پڑوسیوں کے متعلق اس قدر وصیتِ خداوندی کرتے رہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گمان ہونے لگا کہ کہیں پڑوسی کو وارث نہ قرار دے دیا جائے۔ (بخاری و مسلم کی حدیث میں یہ مضمون آتا ہے)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

''پڑوسی کا حق یہ ہے کہ اگر وہ تجھ سے مدد مانگے تو مدد کر، اگر قرضہ مانگے تو قرضہ دے، اگر وہ کہیں چلا جائے تو اس (کے گھر بار اور اہل و عیال) کی حفاظت کر، اگر وہ تنگدست ہو جائے تو اس پر سخاوت کر، اگر بیمار ہو جائے تو عیادت کر، اگر مر جائے تو اس کے جنازہ میں شرکت کر، اگر اس کو کوئی خوشی ملے تو مبارک باد دے اور اگر وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہو تو اس کی غم گساری کر، اس کی دیوار سے اپنی دیوار اونچی نہ کر کہ کہیں اس کی ہوا نہ رک جائے ہاں اس کی اجازت سے، اگر پھل خریدے تو اس کو بھی ہدیہ کر اور اگر تو ایسا نہ کر سکے تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھپا کر پھل لا اور اپنے بچے کے ہاتھ دے کر باہر مت نکال کہ مبادا پڑوسی کے بچے کا دل دکھے (یہ مضمون ''کنز العمال'' میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے) اور اپنی ہنڈیا کی خوشبو سے اس کو تکلیف نہ دے (کہ کیا معلوم کہ آج اس کا چولہا ٹھنڈا ہو) ہاں یہ کہ ایک سالن کا برتن اس کے لئے بھر لے (اور اس کو بھیج دے)۔ (معجم کبیر طبرانی)

پڑوسی کی رضا کو رب تعالیٰ کی رضا اور اس کی ناراضی کو رب تعالیٰ کی ناراضی قرار دیا گیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

''جس نے تین آدمیوں کا روزہ کھلوایا اس کی بخشش کر دی جائے گی
اور جس کے تین پڑوسی ہوں اور تینوں کے تینوں اس سے راضی ہوں
تو اس کی بھی مغفرت کر دی جائے گی۔''

آدمی کے اچھے یا برے ہونے کے لئے پڑوسی کی شہادت کو معیار قرار دیا گیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

''جب تیرے پڑوسی یہ کہیں کہ تو نے نیک سلوک کیا تو تو نے نیک سلوک کیا اور جب وہ کہیں کہ تو برا ہے تو تو برا ہے''

پڑوسیوں کو ستانے انہیں تکلیف پہنچانے کی بڑی سخت وعید حدیث شریف میں آئی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''جس کے پڑوسی اس کی (ایذاؤں اور) شرارتوں سے محفوظ نہ ہوں وہ جنت میں داخل نہ ہوگا'' (مسلم)

اور تو اور پڑوسی کے کتے کو ستانا بھی پڑوسی کو ستانا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

''جب تو نے پڑوسی کے کتے کو مارا تو تو نے پڑوسی کو تکلیف دی''

پڑوسیوں کی خاطر مدارات رزق میں برکت کا ذریعہ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''پڑوسی کے بغیر گوشت نہ کھا حتیٰ کہ انہیں بھی گوشت کی ہڈی (یعنی ایک بوٹی) یا شوربہ چکھا دے کیونکہ جس نے پڑوسی کے بغیر گوشت کھایا اللہ اس کی عقل کے دسویں حصہ کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زائل کردے گا اور اسکی روزی کی برکت اٹھا دے گا پس وہ (روزی کے لئے) تھکے گا بہت (لیکن) تھوڑی روزی والا ہوگا''

بہر حال پڑوسیوں کے ساتھ حسنِ سلوک لازمہ ایمان، اللہ اور اس کے رسول کی محبت کی شرط اور معیار اور دخول جنت کا سبب ہے۔

یاد رہے کہ قرآن وحدیث میں پڑوسیوں کے جن حقوق کی تاکید آئی ہے کہ ان کی رعایت کی جائے ان میں غیر مسلم پڑوسی بھی شامل ہے۔ پڑوسیوں کے حقوق کی بابت یہ بات یاد رکھنا نہایت ضروری ہے کہ جہاں معاملات ومعاشرت میں ان کے حقوق کی رعایت ہے وہیں ان کی اخلاقی تربیت اور اصلاح احوال کی ذمہ داری بھی پڑوسی پر ہے اس لئے دین سے بیگانہ اور احکامِ خداوندی سے بے بہرہ اور گناہوں میں آزاد پڑوسیوں کی تعلیم و تربیت کرتے رہیں اور اگر کوئی اہل علم پڑوسی ہو تو اس کے ساتھ اپنا تعلق رکھیں اور اس سے کسبِ فیض کریں۔ آج اگر ہم شریعت کے اس حکم پر کاربند ہو جائیں تو ہمارا معاشرہ ہر قسم کی برائیوں سے پاک ہو جائے۔ واللہ اعلم

غلاموں کے حقوق

اس عالم رنگ و بو کی رونق میں اضافہ کرنے اور اس باغ ہستی میں باد بہاری لے آنے میں غلاموں، کمزوروں اور حاجت مندوں کے ساتھ حسن سلوک اور رعایت کرنے کو بڑا دخل ہے اور بھلا اس کارخانہ ہستی میں ہنستی مسکراتی زندگی کا وجود کیسے ممکن ہو سکتا جب ایک طبقہ ذلت ونکبت، بے بسی ولاچاری اور ظلم وستم کی چکی میں پس رہا ہو، آسمان دنیا اپنی رحمتیں اور برکتیں کیسے نازل کر سکتا ہے جب کہ اس تک آہ وفغاں اور نالے اور فریادیں پہنچتی ہوں جو رزق کو وہیں باندھ کر رکھ دیں، بارش پر بندش لگا دیں اور خیرات و برکات پر بند باندھ دیں۔ اسی لئے شرع شریف میں غلاموں کے حقوق کی رعایت کی بڑی تاکید آئی ہے۔

مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثتِ مبارک کے وقت عرب سمیت قریب قریب ساری دنیا میں غلاموں کا طبقہ موجود تھا، فاتحین، مفتوحین کو اور ان کی اولادوں کو غلام بنا لیتے اور ان کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی ذاتی جاگیر سمجھتے پھر ان سے جانوروں کی طرح محنت ومشقت لیتے اور ان کا کوئی حق نہ سمجھتے۔ نبی کریم ﷺ نے ایک طرف تو غلاموں کو آزاد کرنا گناہوں کا کفارہ اور بہت بڑا کارِثواب قرار دیا اور اس کی مستقل ترغیب بھی دی، جبکہ دوسری طرف ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے، زیادہ محنت نہ لینے اور ہمت سے بڑھ کر کام نہ لینے، ان کے طعام وشراب اور لباس وپوشاک کا مناسب انتظام کرنیکی ہدایت فرمائی اور ان کی بابت محاسبہ خداوندی سے ڈرایا ان نبوی تعلیمات نے غلاموں کی دنیا کی وہ کایا پلٹی کہ آسمان دنیا نے اس کی نظیر اس سے قبل نہ دیکھی تھی پھر تو ان میں سے ہزاروں امت کے آئمہ وپیشوا تک ہوئے اور بے شمار حکومت کے بڑے بڑے عہدوں تک پہنچے حتیٰ کہ ان کی مستقل حکومتیں قائم ہوئیں۔

یہ سب ان نبوی وربانی تعلیمات کا اثر وثمرہ اور نتیجہ تھا جو انسانیت کے اس مظلوم وناتواں طبقہ کی بابت تھا۔ پھر عرب کا معاشرہ ہی نہیں بلکہ ساری دنیا ہی اس سے متاثر ہوئی۔

(معارف الحدیث ج ۶ ص ۱۱۳۔۱۱۴ بتصرف)

یہ آج سے پندرہ صدیاں قبل کا قصہ ہے اور غریب یورپ کو ''حقوقِ انسانیت ونسوانیت'' کا خیال آج آیا ہے۔ یورپ کے اس شور وغوغا پر بے اختیار یہ کہنے کو جی چاہتا ہے۔

ع بڑی دیر کی مہرباں آتے آتے

اب ہم ذیل میں حسب دستور چند احادیث غلاموں کی اور ان کے حقوق کی بابت نقل کرتے ہیں۔

ترمذی شریف میں سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

''ایک شخص نبی کریم ﷺ کے سامنے بیٹھ کر عرض کرنے لگا، ''یا رسول اللہ! میرے غلام ہیں جو مجھ سے دروغ بیانی کرتے ہیں میرے ساتھ بددیانتی کرتے ہیں اور میری حکم عدولی کرتے ہیں، میں انہیں برا بھلا کہتا ہوں اور انہیں مارتا (بھی) ہوں تو میرا ان کے ساتھ معاملہ کیسا ہے؟

تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''جو وہ تیرے ساتھ خیانت کرتے ہیں، تیری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نافرمانی کرتے ہیں اور تیرے ساتھ دروغ گوئی کرتے ہیں اس کا (بھی) حساب لیا جائے گا اور جو تم انہیں مارتے (اور سزا دیتے) ہو اس کا بھی محاسبہ ہوگا۔ لہٰذا اگر تو تیرا انہیں سزا دینا ان کی نافرمانیوں کے بقدر نکلا تو یہ برابر سرابر ہوگا نہ (تیرا کچھ آیا نہ گیا کہ نہ) تیرے لئے کوئی اجر (وفضل) ہوگا نہ تیری پکڑ ہوگی، اور اگر تیری انہیں سزا ان کی نافرمانیوں سے کم ہوئی تو یہ تیرے لئے (اجرو) فضل ہوگا اور اگر تیری انہیں سزا ان کی نافرمانیوں سے زیادہ ہوئی تو تم سے ان کے بارے میں اس زیادتی کا بدلہ لیا جائے گا''

(یہ سنکر) وہ شخص ایک طرف ہٹ کر زور زور سے رونے لگا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا،

''کیا تو رب تعالیٰ کی کتاب نہیں پڑھتا (جس میں رب تعالیٰ یہ ارشاد فرماتے ہیں)

﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ﴾ (الانبیاء: ۴۸)

''اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو کھڑی کریں گے تو کسی شخص کی ذرا بھی حق تلفی نہ کی جائے گی اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی (کسی کا عمل) ہوگا تو ہم اس کو لا حاضر کریں گے اور ہم حساب کرنے کو کافی ہیں''

تو اس آدمی نے کہا، ''یا رسول اللہ! خدا کی قسم! ان کے لئے اور میرے لئے اس سے بہتر (اب) کوئی بات نہیں کہ میں ان سے الگ ہو جاؤں، میں آپ ﷺ کو گواہ بناتا ہوں کہ وہ سب کے سب آزاد ہیں'' (جامع ترمذی)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

''خبردار تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا پس لوگوں کا امام نگہبان ہے اس سے اس کی رعیت کی بابت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوچھا جائے گا۔ اور آدمی اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا اور عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کی اولاد کی نگہبان ہے اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور آدمی کا غلام اپنے آقا کے مال کا نگہبان ہے اس سے اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا خبردار! تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا" (متفق علیہ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "خادم کیساتھ احسان کرنا وہ بات ہے جس (کی برکت) سے رب تعالیٰ دشمن کو مغلوب کر دیتا ہے"

ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے،

"جس نے اپنے غلام کے ساتھ حسن سلوک کیا، رب تعالیٰ اس کو دشمن پر نصرت عنایت فرمائے گا"

غلام کو آزاد کرنے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا،

"جس نے ایک مومن گردن کو آزاد کیا رب تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے میں آزاد کرنے والے کے عضو کو جہنم کی آگ سے آزاد کریں گے حتیٰ کہ اس کی شرمگاہ کے بدلے اس کی شرمگاہ کو (آزاد کریں گے)

علماء کرام غلاموں کے حقوق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "اپنے کھانے اور لباس میں اس کو شریک کرے اس کو اپنے جیسا کھانا کھلائے اور اپنے جیسا لباس پہنائے، اس کی خطا سے درگزر کرے، اس کی لغزشوں سے چشم پوشی کرے اس کو تکبر و حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھے، اس کے ساتھ حسن معاشرت سے کام لے، اس کی ہمت سے بڑھ کر اس سے کام نہ لے اور کام لینے میں زیادہ تھکائے نہیں اور اگر وہ تم سے تنگ آ کر تمہیں بیچ دینے کو کہے تو اس کے ساتھ حسن سلوک یہی ہے کہ اس کو بیچ کر اپنے سے گلو خلاصی بخش دے اور سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ اس کو دینی تعلیم اور ادب سے آراستہ کرے۔"

قاضی حسین غلاموں کے حقوق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں،

"فرائض کی ادائیگی کے قابل بنانے کے لئے غلاموں کو اتنی تعلیم دلوانا مالک و آقا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر واجب ہے کہ غلاموں کا سب سے پہلا حق یہی ہے جیسا کہ آقا پر واجب ہے کہ اس کو نماز پڑھنے کی مہلت دے اور اگر غلام کو کسی سے مفت تعلیم حاصل کرنا ممکن نہ ہو تو اس کو اتنا کمانے کی مہلت دے جتنے سے وہ اپنے تعلیمی اخراجات پورے کر سکے اگر ایک سے زائد غلام ہوں تو ان میں برابری کرے۔ البتہ لونڈیوں میں اگر وہ ایک سے زائد ہوں تو خوبصورت اور سلیقہ مند لونڈی کو دوسروں پر ترجیح دے سکتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ "نیک مالک بننا برکت ہے" جبکہ اس کے بالعکس کو روایات میں نحوست کہا گیا ہے۔ یعنی غلاموں کے ساتھ حسن سلوک برکت اور بدسلوکی نحوست و بے برکتی ہے اسی لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا، "جنت میں برا مالک داخل نہ ہوگا" اور ایک حدیث میں ارشاد ہے، "جس شخص نے بھی اپنے غلام کو تھپڑ مارا قیامت کے دن اس سے بدلہ لیا جائے گا" (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

یعنی جب تک وہ اس تھپڑ کا جواز نہ پیش کرے یا اس کا بدلہ نہ لے لیا جائے اس کو چھوڑا نہ جائے گا۔

غلاموں اور زیردستوں کے بارے میں اسلام کے علاوہ کسی مذہب میں ایسی ہدایات نہیں ملتیں۔ البتہ غلاموں کو بھی چاہئے کہ وہ آقا کی خدمت میں کوتاہی نہ کریں۔

جانوروں کے حقوق

یہ بے زبان مخلوق جو نہ اپنی خواہش کا اظہار کر سکتی ہے اور نہ ہی اپنے اوپر ہونے والے ظلم وستم کی داستان ہی سنا سکتی ہیں۔ عہد جاہلیت کے اس بے رحم دور میں جس میں جانوروں کو باندھ کر تیر اندازی کی مشق کی جاتی تھی، ان کی کونچیں کاٹ لینا عیب نہ تھا، زندہ جلا دینے میں نفس کی لذت تھی، بھوک لگی تو ایک پارچہ الگ کر کے بھون کر کھا لیا اور باقی جانور تڑپتا پھینک دیا کہ وہ سسک سسک کر مر جاتا۔ جانوروں کو لڑانا عیش پرست سرداروں کا سب سے پسندیدہ کھیل تھا۔ جانوروں کے منہ داغ دینا رواج میں تھا، ان کے دانے دنکے سے لاپرواہی کرنا، حد سے زیادہ بوجھ لادنا، بے تحاشا ظلم وستم کرنا، بلاوجہ مارنا پیٹنا عیب نہ تھا۔ اس ظلم سے تیرہ و تاریک معاشرہ میں نبی کریم ﷺ نے جانوروں کے بھی حقوق بیان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیئے، ان کے ساتھ حسن سلوک کو نیکی و برکت قرار دیا، انہیں کھلانے پلانے میں اجر و ثواب کی بشارت دی، ان کے ساتھ ترحّم کرنے کو رب رحیم کی رحمت و غفران کے حصول کا سبب بتلایا حتیٰ کہ کتے جیسے جانور تک کو پانی پلانے میں اجر و مغفرت کا مژدہ سنایا اور جانوروں کے متعلق ہر ظالمانہ و وحشیانہ طریقہ کی بیخ کنی کی اور معاشرہ کو اس بربریت سے پاک کیا۔

غفلت و بے حسی کی صدیوں کی نیند سویا یورپ کا معاشرہ جو ابھی تک پورا بیدار بھی نہیں ہوا، آج دنیا کو ''جانوروں کے حقوق'' سنانے اور ''انسداد بے رحمی'' کے ادارے! قائم کرنے چلا ہے اس نے یہاں بھی دیرینہ روش کے مطابق چوری سے ہی کام لیا ہے کہ ہمارے پیغمبر رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پندرہ صدیاں قبل دی گئی تعلیم کو اپنے الفاظ کا جامہ پہنا کے ہمیں ہی سنانے چلا ہے۔ جبکہ یورپ کے مشہور ممالک مثلاً فرانس، اٹلی اور جرمنی وغیرہ میں ''بل فائٹ'' کے نام سے جانوروں کے ساتھ کیا جانیوالا گھناؤنا ظلم لوگوں کو جدید تہذیب کے تمدنی ارتقاء کے نام سے اب بھی پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ تو جانور ہیں ''ریسلنگ'' کے نام پر جس وحشت کے ساتھ انسانوں کو لڑتے دکھاتے ہیں اس سے درندے بھی شرمائیں۔ اس پر طرفہ تماشا یہ کہ اب ''وومن ریسلنگ'' بھی متعارف کرائی جا چکی ہے جو عورت جیسی نازک اندام مخلوق کے فطری تقاضوں کو پوری طرح مسخ کرنے کی ایک گھناؤنی سازش ہے، کوچہ و بازار میں اس درندگی کے ساتھ دست و گریبان ہونے والی عورت، ایک ماں کا پیکر، بہن کا سایہ، بیوی کی ٹھنڈک اور بیٹی کی محبت کیونکر ہو سکتی ہے؟

اب چند ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملاحظہ ہوں!

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک اونٹ کے پاس سے گزرے جس کا پیٹ (بھوک کی وجہ سے) اس کی کمر کو لگ گیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''لوگو! ان بے زبان جانوروں کے بارے میں خدا سے ڈرو۔ ان پر سوار ہو تو ان کی اچھی حالت میں سوار ہو اور جب انہیں چھوڑو تو اچھی حالت میں چھوڑو'' (ابوداؤد)

مسند احمد کی ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک گدھا دیکھا جس کے چہرہ کو داغا گیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''جس نے ایسا کیا ہے اس پر خدا کی لعنت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے'' (مسند احمد)

بخاری و مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ و حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا جس کو اس نے باندھ کر رکھ لیا کہ نہ اسے (خود) کھلاتی اور نہ ہی چھوڑتی کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے (ہی) کھا لیتی'' (حتیٰ کہ وہ بھوک سے تڑپ تڑپ کر مر گئی)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ان بے زبان جانوروں پر سواری بھی اچھے طریقے سے کرو اور انہیں کھاؤ بھی اچھے طریقے سے''

رب تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں،

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ﴾ (النحل: ۹۰)

''خدا تم کو انصاف اور احسان کرنے کا حکم دیتا ہے''

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ''یہ آیت اصول اخلاق کے لئے جامع ہے''

(بیان القرآن ج۲ ص۵۸ ملحقات الترجمہ)

یعنی یہ آیت جملہ مخلوقات کے حقوق کی ادائیگی میں رعایت کرنے کو اور ان کے ساتھ اخلاق و احسان برتنے کو جامع ہے۔ احیاء علوم الدین میں لکھا ہے کہ

قاضی فضیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ''اگر ایک بندہ سب کے ساتھ احسان کرتا ہو اس کی ایک مرغی ہو جس کے ساتھ اس کا سلوک ناروا ہو تو وہ احسان کرنے والوں میں سے نہیں''

حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں'' بے شک آدمی سے اس کے گھر کی ہر چیز کے بارے میں سوال کیا جائے گا حتیٰ کہ گھر کے سانپ کی بابت بھی سوال ہوگا''

ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''یعنی ہر زندہ شی کے بارے میں سوال ہوگا جیسے چوپایہ، بلی وغیرہ۔

ایک روایت میں ہے کہ ''جس نے چوپائے کو اذیت دی اس سے قیامت کے دن اس کا مطالبہ ہوگا'' (احیاء علوم الدین کا بیان ختم ہوا)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ، محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اس ارشاد خداوندی،

﴿وَ فِیْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ﴾ (الذاریات: ۱۹)

''اور ان کے مال میں مانگنے والے اور نہ مانگنے والے (دونوں) کا حق ہوتا تھا''

کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ''محروم سے مراد ''کتا'' ہے''

غرض احادیث میں جانوروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی بڑی تاکید آئی ہے۔علماء کرام نے جانوروں کے کچھ عمومی حقوق ذکر کیے ہیں ہم ذیل میں ان کو اختصار کے ساتھ نقل کرتے ہیں،

(۱) جانوروں کے مالک کو چاہیے کہ وہ انہیں پانی پلائے اور چارہ ڈالے خاص طور پر خشک سالی میں ان کے چارے کا اہتمام کے ساتھ انتظام کرے۔

(۲) اگر چارہ میں کمی کی وجہ سے دودھ دوہنا جانور کے لئے نقصان دہ ہو تو دودھ نہ دوہے۔

(۳) اور اگر دودھ دوہنا نقصان دہ نہ ہو تو نہ دوہنا مکروہ ہے۔

(۴) تھنوں کو دودھ سے بالکل خالی نہ کردے بلکہ اس کے بچھڑے وغیرہ کے لئے بھی دودھ چھوڑے۔

(۵) مناسب ہے کہ ناخن تراش رکھے کہ جانوروں کو دودھ دوہنے کے دوران تکلیف نہ ہو۔

(۶) اگر شہد اتارے تو چھتہ میں شہد کی مکھیوں کے بچوں کے لئے کچھ شہد چھوڑ بھی دے۔

(۷) ان کے چہروں کو داغنا حرام ہے۔

(۸) حلال جانور کو نابالغی کی حالت میں خصی کرنا جائز ہے جیسا کہ عندالضرورت جانور کو داغنا حلال ہے البتہ بالغ ہونے کے بعد خصی کرنا ناجائز ہے اور حرام جانوروں کو کسی حال میں خصی نہ کیا جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۹) بلی کو جب تک وہ حملہ آور نہ ہو قتل کرنا حرام ہے۔ اسی طرح ہر کتے کو جس میں مباح منفعت ہو قتل کرنا حرام ہے خواہ وہ کالا ہو یا کسی رنگ کا ہو۔

(۱۰) شکار کے لئے کتا پالنا مباح ہے اسی طرح اس کی تعلیم یعنی اس کو سدھانے کیلئے یا جانوروں کے باڑہ اور کھیتی اور اموال وغیرہ کی حفاظت کیلئے اس کو پالنا جائز ہے۔ اسی طرح دیہاتیوں، خانہ بدوشوں وغیرہ کو جنگل میں اور گلی کوچوں اور گھروں کی حفاظت کے لئے پالنا جائز ہے۔ اسی نیت سے کتے کے پلے کو پالنا بھی جائز ہے۔ البتہ جب جانور یا اموال اور کھیتی وغیرہ نہ ہو تو کتے کو رکھنا مطلق ناجائز ہے۔

(۱۱) باؤلے کتے کو اور خطرناک درندے کو قتل کرنا مسنون ہے۔ حدیث شریف میں ان کے نقصان پہنچانے سے قبل ہی ان کے قتل کر دینے کا حکم آیا ہے حتیٰ کہ ان کو حرم میں بھی مار ڈالنا جائز ہے کیونکہ ان کو مار ڈالنے کی اجازت دینا دراصل خلق خدا کو نفع پہنچانا ہے۔

اسی حکم میں سانپ، بچھو، گدھ، چوہا، شکرا، کالا کوا وغیرہ بھی شامل ہیں۔

(۱۲) اور جس کتے میں نہ نفع ہو اور نہ نقصان اس کو بلا وجہ مارنا مکروہ ہے یہ حکم ہر جانور کو عام ہے۔ واللہ اعلم۔

معاشرت و معاملات اور مواخات و موانست کے چند عمومی احکام

علماء کرام فرماتے ہیں کہ

ذوی الاقارب و ذوی الارحام کے بعد لوگوں کی تین قسمیں ہیں (۱) دوست (۲) واقف کار (۳) اور اجنبی۔ ان کے ساتھ مواخات اور بھائی چارہ اس وقت کرے جب ان میں پانچ صفتیں ہوں، ”عقل، حسنِ اخلاق، نیکی، زہد اور صدقِ مقال“

احمق اور جاہل کی صحبت خیر نہیں لاتی، اور نہ ہی بدخلق کی صحبت، بدخلق وہ شخص ہے جو غصہ اور طیش میں بے قابو ہو جائے

بہادر شاہ ظفر مرحوم نے ایسے شخص کے بارے میں کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوب شعر کہا ہے۔

ظفر آدمی اسے نہ جانئے گا خواہ ہو وہ صاحب فہم و ذکاء
جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

اور جو نیکو کار نہ ہو وہ فاسق ہے اس کی ہم نشینی بھی باعث خیر نہیں، کیونکہ جو خدا سے نہیں ڈرتا اس کے شر سے بے خوف نہ ہو جیئے۔

اور حریص اور لالچی کی دوستی سم قاتل ہے۔ اسی طرح دروغ گو بھی بے فیض آدمی ہے اور اس شخص کی صحبت میں بھی کوئی خیر نہیں جس کو تیرے ساتھ وہ ہمدردی نہ ہو جو تمہیں اس کے ساتھ ہے۔

جن کے ساتھ رشتہ مواخات نہ ہو یا ناواقف لوگ ہوں ان سے بچیے، ان کو اپنا راز نہ بتلاؤ، ان کے سامنے خلاف مروت ایسا کام نہ کرو جس سے آپ کی سبکی ہو، مثلاً زیادہ ہنسنے سے اور بار بار ناک صاف کرنے سے اور ان کی طرف ٹانگیں پھیلا کر بیٹھنے سے پرہیز کریں کہ دوسرے لوگ ان باتوں کو پسند نہیں کرتے۔ اگر کوئی ہم مرتبہ پیدل چل رہا ہو تو تم سوار مت ہو، وہ کھڑا ہو تو بیٹھو مت، یا وہ بیٹھا ہو تو ٹیک اور سہارا نہ لگاؤ اور نہ ہی پہلو کے بل لیٹو، دوستوں کے ساتھ محبت میں بھی نرمی ہو اور غصے میں بھی نرمی ہو کہ نہ تو جی ہی لنڈھا بیٹھو اور نہ بالکل ہی نفرت کرنے لگو۔ بہت سے لوگ بڑھ چڑھ کر محبت کا اظہار کرتے ہیں مگر دل میں ذرا برابر بھی محبت نہیں ہوتی اس لئے ان کے ساتھ اظہار محبت میں بھی اعتدال ہو، لہٰذا نہ تو بالکل ہی دوست بن جاؤ کہ کہیں دھوکہ نہ دے اور اس کو بالکل متنفر بھی نہ کرو کہ تم پر جرأت بے جا کرنے لگے۔

علماء کرام نے بھائیوں کی تین قسمیں بتلائی ہیں، ایک تیرا آخرت کا بھائی ہے، اس کے ساتھ دین میں ضرور رعایت کرو اور دوسرا دنیاوی بھائی ہے اس کے ساتھ حسن سلوک ضرور کرو، اور تیسرا بھائی فقط دلجوئی کے لئے ہوتا ہے اس کے شر سے بچنے کے لئے اس کی رعایت کیجئے۔

علماء کرام نے مسلمانوں کے عام حقوق یہ بیان کئے ہیں،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب ملے تو سلام کرو، بلائے تو جواب دو، چھینکے اور الحمد للہ کہے تو جواب میں یرحمک اللہ کہو، بیمار ہو جائے تو عیادت کرو، مرنے پر جنازہ میں شرکت کرو، ناجائز قسم نہ ہو تو اس کی قسم کو پورا کرو، نصیحت طلب کرے تو خیر کی نصیحت کرو، اس کی عدم موجودگی میں اس کی جان مال عزت آبرو کی نگہبانی کرو، جو اپنے لئے پسند ہو، وہی دوسروں کے لئے پسند کرو اور جو اپنے لئے ناپسند ہو دوسروں کے لئے بھی اس کو ناپسند کرو، اس کے بھیدوں اور عیبوں کو چھپاؤ، اس کی بات کو توجہ سے سنو، بار بار مت دہراؤ، اس کی حاجت براری کرو، اس کی غیر موجودگی میں اس کے مال اور عزت و آبرو کے درپے نہ ہو، اس کی بے ہودگی معاف کرو، اس کی عذر خواہی، سفارش اور ہدیہ قبول کرو اور اس کا بدلہ بھی دو، اس پر سے بوجھ ہلکا کرو، جب وہ تمہیں ملنے آئے تو اس کا اٹھ کر استقبال کرو۔ مجلس میں اس کو عزت و آبرو دو، جانے لگے تو کچھ ساتھ چل کر رخصت کرو، اس کا سب سے اچھا نام لیکر پکارو، اس کی خوشی سے خوشی ہو اور اس کے حزن و ملال سے رنجیدہ ہو اور اس کی پریشانی دیکھ کر خوش ہونا نہایت بری بات ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ کسی بھی مسلمان کے ساتھ وہ معاملہ کیجئے جو آپ اپنے ساتھ پسند کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''تم میں سے کوئی اپنے بھائی کے کسی حق کو (اس دنیا میں) ادا نہیں کرتا تو وہ روزِ قیامت اس حق کا مطالبہ کرے گا تو اس کے حق کا اس کے خلاف فیصلہ کیا جائے گا اور تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی چھینک کا جواب نہیں دیتا تو (اس کے مطالبہ پر روزِ قیامت) اس کیلئے اس کے خلاف فیصلہ کیا جائے گا''

مسلمان بھائیوں کے ساتھ تواضع و انکساری کے ساتھ پیش آنا اور تکبر نہ کرنا ان کا حق ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''لوگوں پر بڑائی نہ جتلاؤ کہ کہیں تم سے دنیا و آخرت کی خیر نہ رک جائے، اور اپنی مجلس میں برے افعال نہ کرو کہ لوگ تیری بداخلاقی کی وجہ سے تجھ سے گریز کرنے لگیں اور اگر کوئی تیرے ساتھ تکبر کرے تو اس کو برداشت کر''

علماء کرام فرماتے ہیں کہ اپنے بارے میں اور دوسرے کے بارے میں لوگوں کی بے جا تعریفیں نہ سن، اور جاننے والے سے تین دن سے زیادہ تک تعلق مت توڑ، کسی کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاس اس کی (پردے کی جگہ میں اس کی) اجازت کے بغیر داخل مت ہو، اہل شرک کے ساتھ خاطر و مدارات کرتا کہ ان کے شر سے محفوظ رہو، اپنی طرف سے ہر ایک کے ساتھ انصاف کرو، دشمن کی دشمنی کا جواب دشمنی سے مت دو، لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آؤ، بزرگوں کا احترام کرو، بچوں پر شفقت کرو، لوگوں کے رتبہ و مرتبہ کے مطابق ان کو اتارو، وجاہت والے کا خواہ اس کو دنیاوی وجاہت حاصل ہو اکرام کرو، کسی ذی مرتبہ کے پاس ہو تو اس سے اجازت لئے بغیر وہاں سے مت اٹھو، لوگوں کی لغزشوں سے درگزر کرو، جاہل اور کند ذہن سے اس رویہ کی توقع مت کرو جس کی امید ایک عالم اور نیکوکار سے ہوتی ہے۔

دوسرے کو سزا دینے سے گریز کر، حاجتمند کی سفارش اس تک لے جاؤ جس سے اس کو کام ہے، اہل دنیا سے دنیا والوں کے اخلاق اپناؤ اور اہل آخرت سے آخرت والوں کے اخلاق اپناؤ، ہر ایک سے خندہ پیشانی سے ملو، لوگوں میں صلح کراؤ، لوگوں کے دلوں کی سوئے ظن سے اور زبانوں کی غیبت سے حفاظت کی خاطر تہمت کی جگہوں سے بچو''

حسن اخلاق کا ایک ظاہر ہوتا ہے اور ایک باطن، ظاہر تو افعال و ہیئات کو اخلاق حسنہ اور امور شریعہ سے آراستہ کرنا ہے اور باطن یہ ہے کہ صفاتِ حمیدہ اور اخلاق محمودہ افعال ذمیمہ پر غالب آجائیں اور آدمی گھٹیا امور سے خود کو بچائے۔[1]

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ''حسن اخلاق یہ چہرہ کی بشاشت، نیکی کرنے اور اذیت کو روکنے کا نام ہے'' آدمی اپنے اخلاق و عادات کی جستجو میں رہے کہ کہیں وہ بگڑ نہ رہے ہوں اور ہمیں خبر بھی نہ ہو، اس لئے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

''بسا اوقات تو اپنے تئیں خود کو خوش اخلاق سمجھتا ہے حالانکہ تو اخلاق سے خالی ہوتا ہے تو اس صورت میں مناسب ہے کہ تو دوسرے کو اپنے اوپر فیصل بنا، تو اپنے اخلاق کی بابت کسی سمجھدار دوست سے پوچھ جو تیری رد رعایت نہ کرے اور دشمن سے بھی پوچھ جو تیرے سارے عیب تجھ پر واشگاف کر دے گا۔ پھر اگر وہ تمہیں بد اخلاق بتلائیں تو اپنی

[1] اس کی مزید تفصیل کے لیے دیکھیں بندہ محمد آصف نسیم کی تالیف ''اللہ کو کیا پسند کیا ناپسند'' مطبوعہ بیت العلوم لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخلاقی اصلاح کی طرف جلدی کر''

آخر میں ہم نبی کریم ﷺ کی وہ حدیث نقل کرتے ہیں جو حسن اخلاق کے بارے میں قولِ فیصل ہے اور دراصل حسنِ اخلاق ہے ہی یہی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

''حسن اخلاق یہ ہے کہ تو اس سے جوڑ جو تجھ سے کاٹے اور اس کو معاف کر جو تجھ پر ظلم کرے اور اس کو عطا کر جو تجھ کو محروم کرے''

حسن اخلاق کی حتمی بشارت لسانِ نبوت پر یہ ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

''بے شک رب تعالیٰ کے تین سو (یا اس سے بھی زیادہ) اخلاق ہیں جو رب تعالیٰ کو (روزِ قیامت) توحید سمیت ان میں سے کسی ایک اخلاق کے ساتھ بھی ملا وہ جنت میں جائے گا'' واللہ اعلم۔

شمائل وخصائل نبوی ﷺ

آپ ﷺ کی ذات اقدس ﷺ کے ذکر مبارک اور آپ کی صفات ستودہ و محمودہ کے ذکر سے اعراض کر کے گزر جانا بھلا کیسے ممکن ہے کہ سارے اخلاق کے سوئے یہیں سے پھوٹتے ہیں اور ''بشر کو جو بھی سعادت ملی یہیں سے ملی'' بقول ادیب رائے پوری،

خدا کا ذکر کرے، ذکر مصطفیٰ نہ کرے
ہمارے منہ میں ہو ایسی زبان، خدا نہ کرے

اس دنیا کو حسنِ اخلاق کا درس آپ ﷺ نے دیا، دلوں کے زنگ آپ ﷺ نے اتارے ظاہر و باطن آپ ﷺ نے سنوارے، رہزن رہنما بنائے، رقیب حبیب بنائے، جہالت کو علم کے پیراہن سے سرفراز فرمایا، نفرت وانتقام کو محبت والفت میں بدلا، بخل کو سخاوت کے در پر جھکایا، عصبیتیں مٹائیں، عداوتوں اور کدورتوں کو تہ خاک کیا، ذروں کو اخلاق سے آراستہ کر کے گوہر آبدار اور کوکب ضوفشاں بنایا۔

رب تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اخلاق کی بابت گواہی دی، غیروں نے انکار کی مجال نہ پائی، اپنوں سے اخلاق وصفات کا احصاء ناممکن ہوا، ہر ایک نے دامن ونگاہ کی تنگی کی شکایت کی جس نے در اقدس سے جتنا سمیٹنا چاہا سمیٹا مگر سب نہ سمیٹ سکا اس لئے اپنی کم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمتی کا شکوہ لیکر لوٹا۔ ہر ایک انگشت بدنداں اور حیرت زدہ ہے کہ جمالِ رخ زیبا کا بیان کیونکر ہو آفتاب نبوت کی ضیاء پاشیوں اور تب وتاب کا سامنا کون کرے، جمال جہاں آرا پر فرط حیاء سے نگاہ ٹکے تو کچھ بیاں بھی ہو؟

اخلاقِ حسنہ کا بیان آپ ﷺ کے اخلاق کے ذکر کے بغیر نامکمل ہے جن کو رب تعالیٰ نے

﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ (القلم: ۴)

''اور اخلاق تمہارے بہت (عالی) ہیں''

کہہ کر پکارا ہے اور انہی کو راہ نجات بھی قرار دیا ہے ارشاد ہے،

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

(الاحزاب: ۲۱)

''تم لوگوں کے لئے رسول اللہ ﷺ کا ایک عمدہ نمونہ موجود تھا''

نورِ نبوت اور جمال مشکوٰۃ رسالت کی صحیح تعبیر اگر کوئی کرسکتا ہے تو فقط وہ سعادتمند طبقہ ہی کرسکتا ہے جس کو رب تعالیٰ نے آپ ﷺ کی رفاقت ومصاحبت کے لئے چن لیا، انہیں آپ ﷺ کا خدام اور فداکار بنایا، جو چہرہ انور پر سب کچھ لٹا دینے کو بے قرار رہتے تھے جنھوں نے آپ ﷺ کی زیارت کیا کرلی کہ دلوں میں ایک بے قرار سمندر لئے پھرنے لگے جس کی مضطرب اور متلاطم لہروں کو کبھی سکون نصیب نہ ہوا ہاں جس نے پائے رسالت میں جان ہی دے دی قرار اسے ہی آیا۔

علماء کرام نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روایات سے اخلاقِ نبوی کے حسین گلدستے زیب دیئے ہیں ہم ان میں سے چند کو ذکر کرتے ہیں کہ ذکر مصطفیٰ سے بڑھ کر برکت اور رحمت اس کائنات میں نہیں،

ہاتھ میں دامن مصطفیٰ آگیا
اک گنہ گار کو اور کیا چاہیے
تم ملے دونوں عالم کی دولت ملی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے بڑھ کر ہمیں اور کیا چاہئے

(بسمل آغائی)

اور بھلا کسی مسلمان کی زندگی کا سرمایہ اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے،

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت

سنیں اور سنائیں یہ جی چاہتا ہے

(بہزاد لکھنوی)

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے بڑھ کر بردبار، سخی، حیادار لوگوں کے عیبوں اور پردہ کی چیزوں سے نگاہ ہٹانے والے اور پردے میں بیٹھی کنواری دوشیزہ سے بھی بڑھ کر حیا والے تھے، بڑے ہی وسیع القلب، راستباز، نرم مزاج، حلیم الطبع اور گھر والوں کے ساتھ سب سے بڑھ کر حسنِ سلوک کرنے والے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ خندہ رو نرم گفتار اور منکسر رہتے درشت طبع اور سخت مزاج نہ تھے، شور و غوغا نہ کرتے، بری باتیں نہ کرتے، اور نہ ہی کسی کی عیب جوئی کرتے اور نہ بے جا تعریف کرتے۔ بلانے والے کو جواب دیتے، ہدیہ قبول فرماتے خواہ کتنا ہی معمولی کیوں نہ ہوتا خواہ معمولی گوشت کا پارچہ یا دودھ کا ایک گھونٹ یا خرگوش کی ران ہی پیش کی جاتی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو قبول فرماتے اس سے تناول فرماتے اور اس کا بدلہ عنایت فرماتے۔ رب کے لئے ناراض ہوتے، کسی سے اپنی خاطر ناراض نہ ہوتے۔ اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ خوش مزاجی اور مزاح فرماتے ان کے ساتھ گھل مل کر رہتے، ان کے نومولود بچوں کو گھٹی دیتے اور انہیں اپنی گود میں اٹھاتے۔ بچوں سے پیار کرتے اور ان کے ساتھ دلجوئی فرماتے۔ جو پکارتا اس کو "لبیک" کہہ کر جواب دیتے۔ غلام لونڈی اور مسکین کی پکار کا جواب دیتے مدینہ کے پرلے کنارے کے مریض کی بھی عیادت فرماتے۔ خواہ اس کی آنکھوں میں درد ہی ہوا ہو اور پیدل چل کر جاتے۔ بچوں کی بھی عیادت فرماتے، عذر کرنیوالے کے عذر کو قبول فرماتے، اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے مہمات دینیہ میں کثرت کے ساتھ مشورہ فرماتے اور کسی بات کا پختہ عزم اس وقت تک نہ فرماتے جب تک کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مشورہ نہ فرما لیتے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مردوں کی طرح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صائب الرائے تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو اور آنیوالوں کو ''مرحبا'' وغیرہ کے الفاظ کے ساتھ بلاتے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ''میری بیٹی کو مرحبا'' کہہ کر بلاتے، جب وہ تشریف لاتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا اٹھ کر استقبال فرماتے ان کے ہاتھوں کو چومتے اور اپنی نشست پر انہیں بٹھلاتے، اسی طرح جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایسا ہی کرتی تھیں۔ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک نواسا سجدہ کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیٹھ مبارک پر سوار ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ لمبا فرما دیا تاکہ وہ جتنا بیٹھنا چاہتا ہے بیٹھ لے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلدی کی وجہ سے وہ اپنا شوق پورا کئے بغیر نہ اتر جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لئے زبان باہر نکالا کرتے تھے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھیلتے تھے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں یہ فرماتے، ''او چھوٹے بچے مجھ پر چڑھ جا'' تو وہ چڑھتے چڑھتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مبارک پر آ جاتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر قوم کے سربرآوردہ اور شریف لوگوں کی خصوصی عزت فرماتے اور انہیں ان کا والی مقرر فرماتے اور فرمایا ''جب تمہارے پاس قوم کا شریف آدمی آئے تو اس کا اکرام کرو''

اور فرمایا، ''جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کا اکرام کرتا ہے تو بے شک وہ اپنے رب کا اکرام کرتا ہے''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کی تالیف قلب فرمایا کرتے اور انہیں متنفر نہ کرتے، ان کے احوال کی تحقیق فرماتے رہتے لوگوں سے پوچھتے رہتے کہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ ہر ہم مجلس کو اس کا قرار واقعی حصہ عنایت فرماتے حتیٰ کہ ہر شخص یہ سوچتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک سب سے زیادہ محترم میں ہوں۔ جو شخص اپنی حاجت یا ضرورت کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بٹھلا لیتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحمل فرماتے اور بیٹھے رہتے اس کی بات سنتے اور اس کی رفع حاجت فرماتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تک وہ ہی نہ اٹھ جاتا نہ اٹھتے۔

ضرورت مند کی یا تو حاجت پوری فرماتے یا نرمی سے جواب دے دیتے۔ آپ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ لوگوں کے ساتھ ایک باپ کی سی شفقت و محبت اور سلوک فرماتے، آپ ﷺ سب کے ساتھ برابر کا سلوک فرماتے، جو کوئی آپ ﷺ کے گوش میں کوئی بات کہتا تو جب تک وہ ہی نہ سر ہٹا لیتا آپ ﷺ سر نہ ہٹاتے اور جو کوئی آپ ﷺ کا دست مبارک پکڑتا تو جب تک وہ نہ چھوڑتا آپ ﷺ اس کا ہاتھ نہ چھوڑتے۔ آپ ﷺ نے کبھی حاضرین مجلس کے روبرو ٹانگیں نہ پھیلائیں۔

ہر ملنے والے سے سلام میں پہل فرماتے، مصافحہ میں سبقت فرماتے پھر دوسرے کا ہاتھ ہاتھ میں لیکر اس کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں داخل فرماتے اور اس کی ہتھیلی کو دباتے۔ مجلس میں یوں کھل کر نہ بیٹھتے کہ دوسروں کے لئے جگہ تنگ ہو جاتی۔ آنے والے کا اکرام فرماتے بسا اوقات آپ ﷺ اس کے لئے بھی اپنا کپڑا بیٹھنے کے لئے بچھاتے جو نہ تو قرابتی رشتہ دار ہوتا اور نہ رضاعی رشتہ دار۔ آنے والے کو اپنا تکیہ پیش فرماتے اگر کوئی لینے سے انکار کرتا تو زبردستی دیتے کہ قبول کرو اور فرماتے، ''جو مسلمان بھی کسی دوسرے مسلمان سے ملنے جائے اور وہ اس کو اکرام کے طور پر اپنا تکیہ دے تو رب تعالیٰ اس کی مغفرت فرماتے ہیں'' ایک دفعہ آپ ﷺ نے حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی طرف بیٹھنے کے لئے ایک کپڑا پھینکا، انہوں اس کو اپنے چہرہ پر رکھ کر چوم لیا۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اپنے دست مبارک سے دستار باندھی۔

آپ ﷺ اپنے اصحاب کی کنیت رکھتے، انہیں اچھے ناموں سے پکارتے، آپ ﷺ کسی کی بات نہ کاٹتے حتیٰ کہ وہ خود ہی کسی اور بات میں لگ جاتا پھر آپ ﷺ بھی یا تو اٹھ جاتے یا بات ختم کر دیتے، کسی کو غمگین دیکھتے تو اس کا جی بہلا کر خوش کرتے۔ آپ ﷺ اپنے اصحاب کو اس ڈر سے نہ دیکھتے کہ کہیں یہ آپ ﷺ کے دیکھنے کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ دل لگی ترک نہ کر دیں۔ وہ لوگ اشعار پڑھتے اور عہد جاہلیت کی باتیں اور قصے دہراتے اور آپ ﷺ پاس بیٹھے خاموش سنتے رہتے اور کبھی ان کے ساتھ تبسم بھی فرماتے۔ جس بات پر وہ لوگ ہنستے آپ ﷺ بھی ہنستے اور جس بات پر وہ لوگ تعجب کرتے آپ ﷺ بھی تعجب فرماتے اور اجنبی مسافر کی گفتگو اور اس کے مسئلہ پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صبر سے کام لیتے۔ بار بار بازار تشریف لے جاتے اور بازار والوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے۔ اگر کوئی آپ ﷺ کے نماز سے فارغ ہونے کے انتظار میں بیٹھتا تو آپ ﷺ نماز کو ہلکا فرما کر اس کی حاجت کی بابت دریافت فرماتے، جب وہ شخص اپنی حاجت سے فارغ ہو جاتا تو آپ ﷺ دوبارہ نماز میں مشغول ہو جاتے۔ مدینہ کی ایک بچی بھی چاہتی تو آپ ﷺ کے دست مبارک کو پکڑ کر آپ ﷺ کو جہاں چاہتی لے جاتی۔ آپ ﷺ سب سے زیادہ خندہ رو اور ملنسار تھے، البتہ وحی کے نزول اور وعظ اور خطبہ کے وقت چہرہ انور کا رنگ اور کیفیت بدل جاتی تھی۔ آپ ﷺ فقراء و مساکین کو پاس بٹھاتے، ان کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے اور جو لقمہ دستر خوان پر گر جاتا اس کو اٹھا کر تناول فرما لیتے۔ ایک دفعہ ایک سفر کے دوران آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑ لگائی تو وہ جیت گئیں۔ آپ ﷺ نے پھر دوبارہ دوڑ لگائی تو آپ ﷺ جیت گئے اور فرمایا ''یہ اس کا بدلہ ہے'' آپ ﷺ ہر ایک قوم قبیلہ کے ساتھ اس لغت میں بات فرماتے جو وہ سمجھتے تھے۔ قبیلہ اشعر کے لوگ ''الف لام'' میں لام کی جگہ میم بولتے تھے۔ ایک دفعہ ان کے ایک وفد نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ان الفاظ میں سوال کیا، ''امن امبر امصیام فی امسفر'' یعنی وہ لوگ ''امن البر الصیام فی السفر'' ''کیا سفر میں روزہ رکھنا نیکی ہے؟'' کہنا چاہتے تھے تو آپ ﷺ نے انہیں ان کی ہی لغت میں جواب عنایت فرماتے ہوئے فرمایا، ''لیس من امبر امصیام فی امسفر'' یعنی ''لیس من البرّ الصیّام فی السفر'' کہ ''سفر میں روزہ نیکی سے نہیں'' اہل یمن کی لغت بھی یوں ہی تھی۔ ایک دفعہ ''حمیریہ'' قبیلہ کے ایک شخص کو اس کی لغت میں فرمایا ''انط'' یعنی ''اُسکت'' جس کا معنیٰ ہے ''چپ ہو جا'' اپنے اصحاب سے غایتِ عاجزی و انکساری کی وجہ سے دعا کے لئے فرماتے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک دفعہ فرمایا ''اے میرے بھائی! اپنی دعا میں ہمیں نہ بھولنا'' ایک دفعہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے غلام سے فرمایا، ''ہمارے لئے دعا کرنا اور استغفار کرنا۔'' آپ ﷺ نے بسا اوقات لوگوں کو بوسہ بھی دیا۔ حضرت عثمان بن مظعون کے انتقال کے وقت ان کی میت کو اشکبار نگاہوں سے بوسہ دیا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو آزاد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرما کر بوسہ دیا۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں'' ایسا ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بھی فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو کھانا کھلاتے انہیں پانی اور دودھ پلاتے پھر سب سے آخر میں ان لوگوں کا جھوٹا خود نوش جان فرماتے اور فرماتے ''قوم کا ساقی! سب سے آخر میں پیتا ہے'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلام اور لونڈیاں تھیں مگر لباس و پوشاک اور خورد و نوش میں ان پر برتری نہ جتلاتے ان جیسا لباس رکھتے اور کھانا پینا بھی انہی جیسا رکھتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی نواسیوں کو گود میں لیتے انہیں پیٹھ پر سوار کرتے۔ ایک دفعہ نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کو اٹھایا ہوا تھا تو جب سجدہ میں تشریف لے جاتے تو انہیں زمین پر بٹھلا دیتے اور جب قیام کی طرف اٹھتے تو دوبارہ اٹھا لیتے۔ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نواسی کی ناک صاف کرنا چاہی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہہ اٹھیں ''رہنے دیجئے! ان کی ناک میں صاف کرتی ہوں'' جب کہیں سے ہدیہ آتا تو سب حاضرین کو اس میں شریک فرماتے، زمین پر تشریف فرما ہوتے اور زمین پر کھانا تناول فرماتے اور فرماتے، ''بے شک میں (رب کا بندہ اور رب کا) غلام ہوں اور غلاموں کی طرح کھاتا ہوں اور غلاموں کی طرح بیٹھتا ہوں، میں تو قریش کی ایک عورت کا بیٹا ہوں جو دھوپ میں سکھایا ہوا نمک لگا گوشت کا لمبا پارچہ (قدید) کھاتی تھی۔''

مجلس میں جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتے، دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھتے اور فرماتے، ''کسی کے لئے دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر بیٹھنا جائز نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی شخص کو اپنی مجلس میں سے دوسرے کسی شخص کو اٹھا کر نہ بٹھلاتے بلکہ فرماتے، ''کھل جاؤ اور کشادہ ہو جاؤ۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے شجاع، بہادر، بہت عاجز اور نہایت بے تکلف تھے، تکبر سے بیزار تھے لوگوں پر نہایت رحیم و شفیق تھے، سب سے زیادہ رب تعالیٰ سے ڈرنے والے تھے، راہ خدا میں جہاد کے علاوہ کبھی کسی آدمی کو اپنے ہاتھ سے نہ مارا تھا، اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور لونڈی کے علاوہ کبھی کسی کو نہ چھواحتیٰ کہ بیعت لیتے وقت بھی خواتین کے ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک سے نہ چھو پاتے۔ خواتین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے پکڑائے گئے کپڑے کو پکڑ کر بیعت کر لیتیں۔ کبھی کسی خادم کو ''اف'' نہ کہا اور نہ ہی کبھی ''یہ کیوں نہ کیا'' یا ''یہ کر لیتے'' نہ فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر بات تین مرتبہ دہراتے تا کہ سننے والا خوب سمجھ لے۔ جب ایک قوم کو سلام فرماتے تو تین مرتبہ سلام فرماتے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ اخلاق نبوی کی تصویر کشی کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''جب ہم دنیا کی کسی بات کا ذکر کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ساتھ اس کا ذکر کرتے، ہم کھانے کا ذکر کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کھانے کا ذکر فرماتے، تین باتوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جی اٹھالیا تھا، ''ریا کاری، مال و دولت کی بڑھوتری اور لایعنی باتیں'' نہ کسی کی مذمت بیان کرتے، نہ کسی کی عیب گوئی فرماتے اور نہ ہی کسی کی عیب جوئی فرماتے۔ کسی کے سامنے اس کی ناگواری کا باعث کوئی شی نہ لاتے، وہی بات فرماتے جس پر ثواب کی امید ہوتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ مزینہ قبیلہ کی عورت کے غلام کے ہاتھوں اس کو سلام بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچوں کے پاس سے گزرے وہ کھیل رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں سلام فرمایا۔ ایک دفعہ بیٹھی ہوئی عورتوں کے پاس سے گزرے تو انہیں ہاتھ کے اشارے سے سلام فرمایا۔ ایک مرتبہ مسجد نبوی میں چند حبشی ایک کرتب دکھا رہے تھے، ایک روایت میں نیزہ بازی کا ذکر ہے اور ایک روایت میں دوڑ کا ذکر ہے۔ بہر حال جو کھیل بھی تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پیچھے کھڑا کر کے اپنی چادر میں چھپا کر وہ کھیل دکھلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت تک نہیں ہٹے جب تک کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خود ہی تھک کر پیچھے نہ ہٹ گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقط حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلی کے لئے دودھ یا پانی پینے کے لئے برتن کو تھوڑا سا جھکا دیتے۔ جب سفر سے لوٹتے تو گھر والوں کے بچوں سے ملتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شعراء وغیرہ کی غم خواری فرماتے، ان سے اشعار سنتے۔ ان پر ترس کھاتے اور ان کے اشعار سے راحت پاتے۔ جب کعب رضی اللہ عنہ نے قصیدہ ''بانت سعاد'' سنایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنی چادر پہنائی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے درازگوش کی ننگی پیٹھ پر سواری فرمائی اس کے علاوہ خچر، گھوڑے، اونٹ، اونٹنی پر بھی سواری کی۔ پیدل بھی چلے اور ننگے پاؤں بھی اور کبھی چادر، عمامہ اور ٹوپی کے بغیر بھی باہر تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ اپنی ازواج مطہراتؓ اور غلاموں کو بسا اوقات سواری پر اپنے پیچھے یا آگے سوار کرتے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے لئے اپنے اونٹ کے پاس اپنا گھٹنا رکھا تو آپؓ اس پر پاؤں رکھ کر اونٹ پر سوار ہو گئیں۔ ایک دفعہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اونٹ پر سوار تھے اور اونٹ کی نکیل آپ ﷺ کے دست مبارک میں تھی اور لاٹھی سے آپ ﷺ اونٹ کو ضرب لگا رہے تھے۔

آپ ﷺ کو اگر جو کی روٹی اور سالن کی بھی دعوت دی جاتی تو آپ ﷺ قبول فرماتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حیض کی حالت میں اپنے منہ کا جھوٹا کھانا آپ ﷺ کو کھلاتیں، آپ ﷺ اس کو تناول فرما لیتے، وہ حیض ہی کی حالت میں آپ ﷺ کو کنگھی بھی کر دیا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ آپ ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ایک ہی برتن میں پانی ڈال کر غسل فرمایا، اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ایک ہی برتن میں غسل فرمانے کا بھی ہے۔

آپ ﷺ کو غصہ سے نفرت تھی اور غصہ سے بہت دور رہتے اور بڑی جلدی راضی ہو جایا کرتے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نبی کریم ﷺ کی سیرت مبارکہ کا یہ ایک مختصر سا تذکرہ تھا جو ایک بحر ناپید کنار سے لئے جانے والے ایک قطرے کی بھی مثال نہیں رکھتا۔ نبی کریم ﷺ کی ذات والا صفات کو بیان کرنا ممکن نہیں یہاں آ کر ہوش بیگانہ اور زبان ساکت ہو جاتی ہے کہ

شان ان کی سوچئے اور سوچ میں کھو جایئے
نعت کا دل میں خیال آئے تو چپ ہو جایئے

(حفیظ تائب)

فکر و وہم سے برتر مدحتِ رسول کے سلیقہ سے بالکل ناآشنا ہونے کے باوجود یہ چند صفات فقط اس لئے نوک قلم پہ آ گئیں کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں فقط نام لیوا ہوں ان کا، ان کی توصیف میں کیا کروں گا
میں نہ اقبال نہ خسرو نہ سعدی، میں نہ قدسی نہ جامی نہ حالی

(اقبال عظیم)

(۷) ہمیشہ باوضو رہنا اور اچھے طریقے سے وضو کرنا

دین و دنیا کے جملہ امور میں رحمت و برکت کے حصول کا ایک ذریعہ ہمیشہ باوضو رہنا ہے کہ "وضو کی حفاظت مومن ہی کرتا ہے"

حضرت عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں، "میں نے ایک آسمانی کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ، "جو ہر وضو ٹوٹنے پر وضو کرے اور عورت کے پاس زیادہ آتا جاتا نہ ہو اور ناحق مال نہ کماتا ہو اس کو دنیا میں بے حساب رزق ملے گا"

اسی لئے دن بھر باوضو رہنا اور رات کو باوضو سونا اہل ایمان کا شیوہ رہا ہے، ایسا کرنے والے کے ساتھ اللہ اور فرشتے محبت کرتے ہیں اور وہ رب تعالیٰ کی امان میں ہوتا ہے۔ باوضو سونے والے کی حفاظت خود موت کا فرشتہ کرتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

"جو باوضو سویا تو ملک الموت اس کی ہر آفت سے حفاظت کرنے کے لئے اس کے ساتھ رات گزارے گا"

اس کے بالعکس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک ہے

"جب تجھے اس حال میں کوئی مصیبت پہنچے جب تو بے وضو ہو تو فقط اپنے آپ کو ہی ملامت کرنا"

وضو کو اچھے طریقے سے کرنا رزق بڑھاتا ہے اور برکت لاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

"اے علی! اپنا وضو اچھے طریقے سے کر تیرے رزق میں اضافہ ہوگا اور رب تعالیٰ تجھے مخلوق میں محبوب بنا دیں گے۔"

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا، "وضو کو اچھی طرح کر دو تیری عمر دراز ہوگی"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باوضو موت کو حدیث شریف میں شہادت قرار دیا گیا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

''جب بندے کی جان وضو کی حالت میں قبض ہو تو اس کے لئے شہادت (کے ثواب) کو لکھ لیا جاتا ہے۔''

ایک روایت میں ہے کہ رب تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا،

''جب تمہیں بادشاہ سے اندیشہ ہو تو وضو کر اور گھر والوں کو نماز کا حکم کر کیونکہ جو شخص وضو کرتا ہے وہ اس بات سے امان میں ہو جاتا ہے جس سے ڈرتا ہے''

اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ رب تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا،

''کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ میں تمہارے رزق میں برکت دوں اور تمہیں عافیت دوں؟ انہوں نے عرض کیا،''جی ہاں! تو رب تعالیٰ نے فرمایا''(تو پھر) آپ نماز کے لئے وضو کو اچھی طرح کریں۔''

صحیح مسلم میں اچھی طرح وضو کر کے نماز ادا کرنے پر جنت کی بشارت ہے۔ مسلم شریف کی ایک دوسری روایت میں وضو کرنے کے بعد ''**اشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريک له واشهدان محمد اعبده ورسوله**'' کہنے پر جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جانے کا مژدہ ہے۔

کتب فقہ میں وضو کے آداب، مستحبات، سنن اور فرائض کا مفصل بیان مذکور ہے انہیں ان کتابوں میں دیکھ لیا جائے کہ ان کی تفصیل ہماری کتاب کے موضوع سے خارج ہے۔

(۸) روزہ کی پابندی کرنا

قرآن کریم نے روزہ کی خاص تاثیر اور خصوصیت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے،

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ (القبرہ : ۱۸۳)

''مومنو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے
لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیز گار بنو''

رب تعالیٰ نے اس انسان کو روحانیت وحیوانیت، ملکوتیت و بہیمیت کا پیکر بنا کر اس کی جبلت وطبیعت میں حیوانوں کے سے سفلی تقاضے بھی رکھے ہیں اور نورانیت کا جوہر بھی رکھا ہے۔ جب یہ نورانی جوہر اور ملکوتی عنصر حیوانیت اور بہیمیت پر غالب ہوگا تو انسان دنیا وآخرت کی برکات وخیرات اپنے دامن میں سمیٹ لے گا اور دارین کی فلاح ونجات کا مستحق ٹھہرے گا اور ایسا اس وقت ممکن ہے جب روحانیت بہیمیت پر غالب آجائے اور حیوانیت نورانیت کی تابعدار بن جائے، روزہ کا مقصد یہی ہے کہ اس حیوانیت و بہیمیت کو رب کی اطاعت کا عادی اور خوگر بنا دیا جائے۔ اس لئے روزہ کا حکم گزشتہ تمام شریعتوں میں بھی تھا کہ روزہ کے ذریعہ نفس اور پیٹ کی خواہشات وشہوات کو دبانے کی عادت ڈالی جائے۔

پھر ان روزوں کو رمضان المبارک کے اس ماہ میں مقرر کیا گیا جس میں اس کائنات کی سب سے بڑی برکت قرآن کریم اترا اور جس میں ایک بے حساب برکات و خیرات والی رات ''لیلۃ القدر'' بھی ہے، ظاہر ہے کہ روزہ کی مناسبت اسی برکت والے ماہ کے ساتھ تھی۔

پھر اس ماہ کی راتوں میں ایک عبادت کو اجتماعی شکل میں مسنون مقرر کیا گیا جسے تراویح کی نماز کہتے ہیں۔ پھر جب رمضان کی برکات میں رکھے جانے والا روزہ تراویح کی برکات کے ساتھ مل جائے گا تو نور اور برکت میں اور زیادہ اضافہ ہوگا۔

(معارف الحدیث ج۴ص ۹۳۔۹۵ بتصرف وملخصاً)

اس ماہ میں دعا قبول ہوتی ہے، آسمان دنیا سے برکت کا نزول ہوتا ہے، اور جب روزہ دار کے سامنے کوئی کھائے تو جب تک وہ کھاتا رہتا ہے اس پر فرشتے رحمت بھیجتے رہتے ہیں۔ اس ماہ میں بھوک پیاس کا مجاہدہ ہے جس سے بڑھ کر رب تعالیٰ کو کوئی شی محبوب نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روزہ کی فضیلت وعظمت کی بابت چند احادیث ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ”رب تعالیٰ فرماتے ہیں، ”روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ ہوں گا“ (بخاری ومسلم)

ارشاد نبوی ﷺ ہے، ”ہر شی کا ایک دروازہ ہوتا ہے، اور عبادت کا دروازہ روزہ ہے“

روزہ دار کی افطار تک کی دعا رد نہیں ہوتی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

”روزہ دار کی نیند عبادت ہے، اس کی خاموشی تسبیح ہے، اس کی دعا مستجاب ہے اور اس کا عمل دوگنا ہے“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

”جس نے روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھلایا، اس کی گناہوں سے مغفرت کر دی جائے گی اور رب تعالیٰ اس کو میرے حوض سے (روز قیامت) پانی پلائیں گے جس کے پینے کے بعد وہ جنت میں داخل ہونے تک کبھی پیاسا نہ ہوگا اور اس کو اس روزہ دار جتنا اجر ملے گا، اس کے اجر میں سے کسی شی کی کمی کیے بغیر۔ اس ماہ کا پہلا حصہ رحمت ہے درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ دوزخ (کی آگ) سے خلاصی ہے، اور جس نے اس ماہ میں اپنے غلام کا بوجھ ہلکا کیا، رب تعالیٰ اس کو (جہنم کی) آگ سے آزاد کر دیں گے۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

”تمہارے پاس ایک رمضان کا مہینہ آیا ہے جو مبارک مہینہ ہے، رب تعالیٰ نے تم پر اس کے روزے فرض کئے ہیں اس میں آسمان کے (رحمت ومغفرت کے) دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس میں دوزخ کی آگ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو بیڑیاں ڈال دی جاتی ہیں، اس میں ”لیلۃ القدر“ ہے جو ہزار مہینوں سے (خیر و برکات میں) افضل و بہتر ہے جو اس کی خیر سے محروم رہا تو یقیناً وہ (ہی) محروم رہا اے (بخشش ومغفرت اور رحمت و برکت) چاہنے والے! اس برکت والے ماہ کو غنیمت جان تا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ تو باذنِ الٰہی ہلاکت سے بچ جائے" (بخاری، مسلم، شعب الایمان)

روزہ دراصل بھوک برداشت کرنے اور پیٹ کاٹنے کا نام ہے اللہ اور اس کے رسول کی نگاہ میں اس عمل کی بڑی عظمت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

"خدا کے نزدیک تم میں سب سے افضل وہ ہے جو لمبی بھوک کاٹے، (قدرت خداوندی میں) بہت زیادہ غور وفکر کرنے والا ہو اور خدا کے نزدیک تم میں سب سے براوہ ہے جو بڑا سوتل (سونے والا) پیٹو اور بہت زیادہ کھانے والا ہو، اور جو شخص کم کھاتا ہے رب تعالیٰ فرشتوں پر اس سے فخر فرماتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں، "میرے بندے کی طرف دیکھو! میں نے اس کو دنیا میں ان کمزور شہوات میں (یعنی) کھانے پینے کی آزمائش میں مبتلا کیا ہے پس اس نے انہیں (میری خاطر) چھوڑ دیا، میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ اس نے جو لقمہ بھی (میری خاطر) چھوڑا میں اسے اس کے بدلے میں جنّت میں درجات دوں گا۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "سید الاعمال بھوک (برداشت کرنا) ہے اور کم کھانا عبادت ہے"

روزہ کی حقیقت

علماء کرام نے لکھا ہے کہ "روزہ کی حقیقت نفس کو شہوات سے روکنے کا عادی بنانا ہے تاکہ نفس حرام سے پرہیز کرنے کا عادی ہو جائے۔"

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، "تم یہ نہ سمجھو کہ روزہ فقط کھانے پینے کو چھوڑنے کا نام ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے "بہت سے روزہ دار ہیں جنہیں اپنے روزہ سے بھوک اور پیاس (کاٹنے اور برداشت کرنے) کے سوا کچھ نہیں ملتا"

بلکہ روزے کی تکمیل اس سے ہوتی ہے کہ آدمی اعضاء وجوارح کو رب کی ناراضی کے باعث ہر عمل سے روکے لہٰذا جھوٹ غیبت چغلی، حرام نگاہ، لایعنی باتوں وغیرہ سب حرام کاموں سے خود کو بچائے"

روزہ کے آداب وفوائد

روزہ کا سب سے بڑا ادب یہ ہے کہ حلال مال سے روزہ کھولے، روزہ میں ذکرو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبادت تلاوت قرآن اور درود کی کثرت کرے، لوگوں کو روزہ رکھوائے بھی اور کھلوائے بھی۔ رمضان کی سب راتوں میں دس سلام کے ساتھ بیس تراویح کو پابندی سے ادا کرے۔ اس کے بعد آٹھ رکعات نفل ادا کر کے تین رکعات وتر کے پڑھے رمضان میں روزہ کے ساتھ صدقہ وخیرات کی کثرت کرے۔ افطار کے وقت زیادہ نہ کھائے بلکہ اتنا ہی کھائے جتنا روزہ کے علاوہ کھاتا ہے، اگر اس نے دوگنا کھالیا جس سے دن بھر کی بھوک کی تلافی ہوگئی تو روزہ کا مقصد فوت ہو جائے گا کہ اس سے نیند زیادہ آئے گی جو کمزوری اور شقاوت کی دلیل ہے، چنانچہ نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک شخص کا ذکر آیا کہ وہ رات کو سویا اور دن چڑھے جا کر بیدار ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا "شیطان نے اس کے کان میں پیشاب کر دیا تھا۔"

روزہ کا مقصد کھانے پینے میں کمی کر کے نفس کو رب کا مطیع بنانا ہے۔ ابو سلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

"میں اپنے رات کے کھانے سے ایک لقمہ کم کھاؤں یہ مجھے ساری رات صبح تک عبادت کرنے سے زیادہ محبوب ہے"

حضرت لقمان علیہ السلام کے پر از حکمت اقوال میں یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں،

"اے میرے بیٹے! جب معدہ بھر جاتا ہے تو فکر (ونظر کی صلاحیت) سو جاتی ہے اور (دل ودماغ سے) حکمت نکل جاتی ہے، اور اعضاء عبادت کرنے سے ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔"

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، "جس نے پیٹ بھر کر کھایا، خوب سیر ہو کر پیا تو وہ چاہے یا نہ چاہے اس نے رب تعالیٰ کی نافرمانی کی"

علماء کرام کا قول ہے کہ، "زیادہ نہ کھاؤ کہ پھر زیادہ پینا پڑے گا اور پھر زیادہ سونا پڑے گا کہ جس سے (بدبختی و) خسران میں اضافہ ہوگا۔"

روزہ بھوک برداشت کرنے کا نام ہے اور خود میں یہ عادت ڈالنا ہے کہ کھانا فقط

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وقت کھاؤ جب سچی بھوک لگے نہ کہ ہر وقت کھاتے رہو۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سچی بھوک کی علامت لکھتے ہوئے فرماتے ہیں، ''سچی بھوک یہ ہے کہ آدمی جو روٹی بھی ملے کھالے خواہ سالن نہ ہو''

ایک قول یہ ہے کہ'' آدمی روٹی روٹی میں فرق نہ کرے کہ مثلاً خمیری ہے یا چپاتی بس جو ملے کھالے اور دن میں دو مرتبہ کھائے اس کو بھوک کی کیفیت سے واسطہ نہیں پڑ سکتا'' اور جو تین مرتبہ کھائے؟

روزہ کا ایک یہی فائدہ بس ہے کہ اس سے اس نفس پر غلبہ حاصل ہوتا ہے جس کو سدھارنا اور فرمانبردار بنانا سب سے مشکل کام ہے، روزہ کی عادت سے راتوں کو جاگنا آسان ہو جاتا ہے، آدمی مصیبت زدہ کو یاد رکھتا ہے، پیٹ کے شر سے بچ جاتا ہے، زیادہ مال کی لالچ نہیں رہتی۔ خواہشات اور امیدیں کم ہو جاتی ہے جس سے دنیا کے اکثر غم مٹ جاتے ہیں۔ آدمی زیادہ بیمار بھی نہیں ہوتا ہے کہ دواء دارو کے جھنجھٹ سے جان چھوٹ جاتی ہے اور زیادہ طرح طرح کے کھانے پکانے کی مصیبت سے بھی رہائی مل جاتی ہے۔ نہ زیادہ کھائے گا، نہ بار بار ہاتھ دھونے پڑیں گے، دانتوں میں خلال کرنے میں وقت کے ضیاع سے بھی حفاظت رہے گی اور بار بار بیت الخلاء جانے سے بھی بچ جائے گا۔

کھانا جتنا کم ہوگا بیماریاں اتنی کم ہوں گی کہ اخلاط کی کثرت بدن میں امراض کی کثرت سے ہوتی ہے اور امراض کی کثرت کھانے کی کثرت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس لئے حکماء نے فرمایا ہے، ''وہ دواء جو ہر بیماری کو ختم کر کے چھوڑتی ہے'' وہ ہے کھانا اس وقت کھانا جب کھانے کی اشتہاء ہو اور ابھی بھوک باقی ہو تو کھانا چھوڑ دینا۔''

ایک روایت میں ہے، ''روزہ رکھو تم صحت مند رہو گے''

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں، ''روزہ حافظہ تیز کرتا ہے اور بلغم ختم کرتا ہے''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''شیطان انسان کے اندر رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے، تم بھوک اور پیاس کے ذریعے اس کے راستے تنگ کرو۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہر حال روزہ میں اور کم کھانے میں بدنوں کی بیماریوں سے حفاظت ہے، اور دلوں کی سرکشی اور گناہوں سے حفاظت ہے۔

اس لئے اشہر حرام (ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب) میں ہر جمعرات جمعہ اور ہفتہ کے دن روزہ رکھنے پر سات سو سال اور ایک روایت میں مغفرت کی بشارت ہے، احادیث میں ان مہینوں میں روزہ رکھنے پر جذام، جنون برص اور فتنہ دجال سے حفاظت کی خوشخبری ہے۔

مستحب، مسنون، واجب اور فرض روزوں کی باقی تفصیل کے لئے کتبِ فقہ کی طرف مراجعت کی جائے۔

(۹) مساجد کا اعتکاف، ان کی تعمیر اور آبادکاری وحفاظت

مساجد کو آباد کرنے، ان میں اعتکاف کرنے، اور ان کی حفاظت کرنے کو رزق اور روزی میں برکت کے نازل ہونے اور آخرت کی منازل کے آسان ہونے میں بڑا قوی اثر ہے اس لئے قرآن وحدیث میں مساجد کو بنانے اور انہیں ذکر وعبادت سے معمور رکھنے کی بڑی تاکید آئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے،

﴿فِي بُيُوتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ ...... لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ (النور: ۳۶۔ ۳۸)

”(وہ قندیل) ان گھروں میں (ہے) جن کے بارے میں خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ بلند کئے جائیں اور وہاں خدا کے نام کا ذکر کیا جائے (اور) ان میں صبح شام خدا کے نام کی تسبیح کرتے رہیں۔ (یعنی ایسے) لوگ جن کو خدا کے ذکر اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ سوداگری غافل کرتی ہے نہ خرید وفروخت وہ اس دن سے جب دل (خوف اور گھبراہٹ کے سبب) الٹ جائیں گے اور آنکھیں (اوپر کو چڑھ جائیں گی) ڈرتے ہیں تاکہ خدا ان کو ان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمل کا اچھا بدلہ دے اور اپنے فضل سے زیادہ بھی عطا کرے اور جس کو چاہتا ہے خدا بے شمار رزق دیتا ہے"

مساجد میں گھروں سے زیادہ وقت گزارنے پر نبی کریم ﷺ نے رزق کی تنگی دور ہونے کی بشارت دی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، "جس نے مسجد میں بیٹھنے کو گھر میں بیٹھنے پر ترجیح دی رب تعالیٰ اس کو پانچ باتیں عنایت فرمائیں گے،" رب تعالیٰ رزق کی تنگی کو (دور کر کے رزق کمانے کو) اور قبر کی تنگی کو اس کے لئے آسان کر دیں گے اور اس کو (روز محشر) اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیں گے (جو خوش بخت اور جنتی ہونے کی علامت ہے) اور وہ پل صراط پر سے بجلی کی چمک (اور کوند) کی طرح (پلک جھپکنے میں) پار ہو جائے گا اور جنت میں نیکو کاروں کے ساتھ داخل ہو جائے گا۔"

مسجد بنانے پر جنت میں ایک گھر کے تعمیر ہونے کی بشارت ہے، بخاری و مسلم میں روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جس نے ایک مسجد تعمیر کی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا" (متفق علیہ)

مساجد کو آباد کرنا آسمان سے خیرات و برکات کے اترنے اور آفات و بلیات پر بند لگانے کا ایک بڑی قوی سبب ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جب کوئی آفت آسمان سے اترتی ہے تو مساجد کو آباد کرنے والوں سے موڑ دی جاتی ہے۔" ایک دوسری حدیث قدسی میں ارشادِ نبوی ہے کہ

رب تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ "جب میں علماء کی مجالس اور مساجد کو آباد کرنے والوں کو دیکھتا ہوں تو میرا غضب ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور میں ان سے درگزر کرتا ہوں"۔

رب تعالیٰ نے مساجد کو آباد کرنے والوں کے لئے رزق روزی، راحت و اطمینان، جہنم سے حفاظت اور جنت میں داخل ہونے کی ضمانت لی ہے اور ان کی برکت سے دوسروں پر سے بھی عذاب و بلایا ٹلتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، "مجھے سب سے زیادہ محبوب بندے وہ ہیں جو میری محبت کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور ان کے دل مسجدوں میں اٹکے رہتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور راتوں کو استغفار کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جب میں زمین والوں کو کوئی عذاب دینا چاہتا ہوں تو انہیں یاد کرتا ہوں (ان کی برکت سے) زمین والوں کو چھوڑ دیتا ہوں اور ان کی برکت سے ان زمین والوں کو عذاب دینے سے درگزر کرتا ہوں۔"

مساجد کے چند عمومی آداب

مذکورہ بالا فضائل مساجد کی تعظیم وتوقیر کرنے سے حاصل ہوتے ہیں کیونکہ مساجد کی تعظیم میں رب تعالیٰ کی تعظیم ہے کیونکہ یہ اس کے گھر ہیں لہٰذا مسجد میں دنیاوی بات نہ کرے البتہ بری اور گناہ کی بات نہ ہو تو بقدر ضرورت کرسکتا ہے۔ بیت اللہ الحرام کے علاوہ کسی مسجد میں گمشدہ شی کا اعلان نہ کرے، صف پر نہ جھگڑے کسی پر تنگی نہ کرے اور نہ کسی کو اذیت دے۔ آواز بلند نہ کرے مسجد میں حد قائم نہ کرے اور نہ ہی کسی پر تلوار سونتے اور اسلحہ وغیرہ تانے، مسجد کو صاف ستھرا اور پاکیزہ رکھے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے،

"بے شک ان مساجد کو ذکر اور نماز کیلئے بنایا گیا ہے۔"

مساجد کے احترام کی بابت احادیث میں بڑی تاکید آئی ہے کہ مساجد کی بے احترامی نیکیوں کو کھا جاتی ہے جو سب سے بڑی بے برکتی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

"مسجد میں باتیں کرنا نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ (سوکھی اور خشک) لکڑیوں کو کھا جاتی ہے"

اسی لئے مساجد کو گزرگاہ نہ بنایا جائے، ناپاک جنبی اس میں نہ ٹھہرے اور نہ ہی اس میں سے گزرے، بچوں، دیوانوں اور نشہ والوں کو مساجد میں داخل ہونے سے منع کیا جائے۔ مسجد حرام میں تو کافر کو مطلق داخل نہ ہونے دیا جائے البتہ دوسری مساجد میں کسی سمجھدار مسلمان کی اجازت سے کسی ضرورت کے تحت داخل ہوسکتا ہے اور اگر وہ کھانے پینے یا سونے کے لئے داخل ہو تو اس کی سرزنش کی جائے۔

بے وضو شخص بلا کراہت مسجد میں سوسکتا ہے۔ غیر مستعمل پانی مسجد میں ڈال سکتے ہیں البتہ مستعمل پانی نہ گرایا جائے۔

مسجد میں مجلس قضاء بھی قائم نہ کی جائے، مسجد میں نہ کنواں کھودا جائے اور نہ زیادہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی آرائش وزیبائش کی جائے کہ یہ تو آخرت میں جی لگانے کے لئے ہیں کہ مبادا ان کے نقش ونگار میں ہی دل الجھ کر نہ رہ جائے۔ مسجد میں درخت نہ لگایا جائے اور اگر ہو تو کاٹ دیا جائے۔ مسجد میں بیع وشراء سے اجتناب کی جائے اور کوئی بدبودار شی کھا کر مسجد میں نہ آیا جائے وغیرہ۔

جوتے مسجد کے باہر اتار کر دایاں پاؤں رکھ کر اندر داخل ہو اور مسنون دعا پڑھے۔ چاہے مسجد میں کوئی ہو یا نہ ہو لیکن سلام کرے۔ پھر اگر مستحب ومباح وقت ہو تو دو رکعت تحیة المسجد پڑھے اور اسمیں ذکر وتلاوت اور نماز فرض ونفل کی کثرت کرے، اس کے علاوہ تفسیر حدیث، سیرت اور فقہ کی کتب کا مطالعہ کرے اگر ان کے لئے ذکر و تلاوت سے وقت ہو تو اور خواہ کتنے ہی کم وقت کے لئے کیوں نہ داخل ہو نفلی اعتکاف کی نیت کرے۔

معتکف کے لئے نفل نمازوں سے افضل یہ ہے کہ وہ تعلیم وتعلم اور قرآن کی تعلیم وتلاوت میں زیادہ وقت گزارے۔ جب مسجد سے نکلے بایاں پاؤں باہر رکھ کر نکلے اور مسنون دعا پڑھے۔

علماء کرام نے مسجد کی یہ تعریف کی ہے کہ ''یہ وہ جگہ ہے جو نماز ادا کرنے کے لئے وقف کردی جائے خواہ اس پر تعمیر ہو یا نہ ہو'' اور جو جگہ مسجد نہ ہو مگر وہاں نماز ادا ہوتی ہے وہاں سے جنبی ناپاک کو گزرنے سے نہ روکا جائے۔ عورت مسجد میں اعتکاف نہیں کرسکتی اور مسجد کی بیرونی دیوار کے بھی وہی آداب ہیں جو اندرونی دیوار کے ہیں۔ واللہ اعلم۔

(۱۰) حج وعمرہ کی کثرت

رب تعالیٰ نے حج وعمرہ کو رزق میں برکت کا ایک سبب قرار دیا ہے کہ اس سے تجارت کو فروغ ملتا ہے اور تجارت ہی کسی معاشرے کی اقتصادی حالت کو بہتر بناتی ہے جیسا کہ ہم اس کو اگلے باب میں تفصیل سے بیان کریں گے، حج وعمرہ فقر کو ختم کرتے ہیں۔ اسی لئے ان کی کثرت کرنے کی احادیث میں بڑی تاکید آئی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حج اور عمرہ (اگر ہو سکے تو) لگا تار کرتے رہو کیونکہ یہ دونوں فقر اور گناہوں کو اس طرح دور کرتے ہیں جس طرح آگ کی بھٹی لوہے، سونے اور چاندی کے میل کچیل کو دور کرتی ہے اور حج مبرور کی جزاء جنت کے سوا کچھ نہیں'' (ترمذی، نسائی)

(۱۱) تلاوتِ قرآن کی کثرت

آیئے دیکھتے ہیں کہ خود قرآن کریم میں اور لسانِ نبوت پر قرآن کریم کی تلاوت کی کیا کیا برکات مذکور ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے،

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ ...... وَيَزِيدَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ﴾ (فاطر: ۲۹: ۳۰)

''جو لوگ خدا کی کتاب پڑھتے اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں وہ اس تجارت (کے فائدے) کے امیدوار ہیں جو کبھی تباہ نہ ہوگی کیونکہ خدا ان کو پورا پورا بدلہ دے گا اور اپنے فضل سے کچھ زیادہ بھی دیگا''

قرآن کریم وہ دولت ہے جس کے بعد کسی اور دولت کی ضرورت نہیں رہتی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

''قرآن وہ غناء ہے جس سے بڑھ کر کوئی غنا نہیں اور اس کے بعد فقر نہیں''

ایک دوسری حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ''وہ بندہ فاقہ میں مبتلا نہ ہوگا جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے اور قرآن کے بعد (قرآن سے بڑھ کر) اس کے لئے کوئی غناء نہیں''

قرآن وہ دولت و برکت ہے کہ جس گھر میں ہو وہاں سے ہر مصیبت، آفت، تنگی، افلاس اور فقر و فاقہ نکل جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

''ایک ہی گھر میں زنا اور غناء جمع نہ ہوں گے اور (اسی طرح) ایک ہی گھر میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن اور فقرا کٹھے نہ رہیں گے۔"

قرآن نور ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، "قرآن کی قراءت نور ہے، جو چاہے (اس نور سے) اپنا گھر روشن کر لے"

یہ دواء ہے ارشاد نبوی ﷺ ہے،

"قرآن یہ (ظاہری و باطنی، روحانی وجسمانی، ایمانی واخلاقی غرض ہر طرح کی بیماری کی) دوا ہے" اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا،

"جو قرآن سے (اپنے جملہ امراض کی) شفاء طلب نہ کرے خدا اس کو شفا (ہی) نہ دے"

قرآن کریم کو خود رب تعالیٰ نے "شفاء" کے لقب سے سرفراز فرمایا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَاهُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾

(بنی اسرائیل : ۸۲)

"اور ہم قرآن (کے ذریعے) سے وہ چیز نازل کرتے ہیں جو مومنوں کے لئے شفاء اور رحمت ہے"

دوسری جگہ ارشاد ہے،

﴿قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَاءٌ﴾ (حم سجدہ: ۴۴)

"کہہ دو کہ جو ایمان لاتے ہیں ان کے لئے (یہ) ہدایت اور شفاء ہے"

علامہ واحدی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں، "یعنی یہ قرآن امراض اور تکلیفوں کیلئے بھی شفاء ہے"

مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

"بعض علماء کے نزدیک قرآن جس طرح امراض باطنہ سے شفاء ہے، امراض ظاہرہ کی بھی شفاء ہے کہ آیات قرآن پڑھ کر مریض پر دم کرنا اور تعویذ لکھ کر گلے میں ڈالنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امراض ظاہرہ کے لئے بھی شفاء ہوتا ہے روایات حدیث اس پر شاہد ہیں جملہ کتب حدیث میں روایت ہے کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا ایک سفر میں کسی گاؤں کے رئیس پر جس کو بچھو کاٹ گیا تھا سات مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا جس سے وہ اچھا ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عمل کو جائز قرار دیا'' (معارف القرآن ج۵ ص۵۲۲ ملخصا)

سورہ حم سجدہ کی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں،

''قرآن کریم کا امراض باطنہ کفر و شرک، کبر و حسد، حرص و طمع وغیرہ سے شفاء ہونا تو ظاہر ہی ہے ظاہری اور جسمانی امراض سے شفاء ہونا بھی اس میں داخل ہے جیسا کہ مشاہدہ ہے کہ بہت سے جسمانی امراض کا علاج قرآنی دعاؤں سے ہوتا ہے اور کامیاب ہوتا ہے۔ (معارف القرآن ج۷ ص۶۶۳)

حاملین قرآن کو رحمتِ ربانی ڈھانپ لیتی ہے اس کے سیکھنے والے گویا نور الٰہی کو اوڑھنے والے ہیں، یہ رب تعالیٰ کو محبوب ہوتے ہیں اور رب تعالیٰ انہیں دنیا میں بھی محبوب بنا دیتے ہیں اور دنیا و آخرت کے جملہ شرور ان سے دور کر کے انہیں سعادت مند اور بابرکت زندگی عطا فرماتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

''اگر تم سعداء (سعادت مندوں) کی زندگی، شہداء کی موت، روزِ محشر کی نجات، (سورج کی) تمازت کے دن (یعنی قیامت کے دن) کا سایہ اور گمراہی سے ہدایت چاہتے ہو تو قرآن کریم (پڑھنا سیکھ کر) پڑھو کیونکہ یہ (رب) رحمٰن کا کلام، شیطان سے حفاظت اور میزان کی جھکاؤ ہے''

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،

''جس گھر میں قرآن کی تلاوت نہ کی جاتی ہو وہ اس ویران گھر کی طرح ہے جس کو آباد کرنے والا کوئی نہ ہو۔''

ساری برکتیں قرآن لاتا ہے اور گھر میں خیرات و حسنات کے ڈھیر لگا دیتا ہے اور جس گھر سے قرآن رخصت ہو جائے وہ اپنے ساتھ ساری رحمتیں اور برکتیں اور خیریں لے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے پھر وہ گھر خاک اڑاتا ہے، لوگ ہوتے ہیں مگر مردوں کی طرح، دنیا ہوگی مگر چین نہ ہوگا غرض سب کچھ بھی ہوگا تو بھی کچھ نہ ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،

''جس گھر میں قرآن کریم کی تلاوت ہوتی ہے وہاں (رحمت کے) فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور شیاطین وہاں سے نکل جاتے ہیں اور گھر والوں پر آسودگی و کشائش کرتے ہیں، ان کی خیر بڑھتی ہے اور وہ گھر جس میں قرآن کریم کی تلاوت نہ ہوتی ہو فرشتے وہاں سے نکل جاتے ہیں اور شیاطین وہاں ڈیرے ڈال دیتے ہیں'' ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح کا قول منقول ہے۔

خاص سورتوں اور آیتوں کی برکات وفضائل

سورۂ بقرہ

سورۂ بقرہ کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''سورۂ بقرہ سیکھو بے شک اس کا سیکھنا برکت ہے اور اس کا ترک کرنا حسرت ہے اور جادوگر اس کی استطاعت نہیں رکھتے (یعنی وہ اس کو نہیں سیکھ سکتے اور اس کی برکات حاصل نہیں کر سکتے)'' (مسلم)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

''زھراوین'' (دو خوبصورت نورانی چیزوں یعنی سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران) کو سیکھو کہ ان کا سیکھنا برکت اور ان کا ترک کرنا حسرت ہے اور جادوگر ان کو ہرگز نہ سیکھ سکیں گے''

آیۃ الکرسی

آیت الکرسی کو صبح وشام پڑھنے کا اہتمام کرنے سے برکت حاصل ہوتی ہے اور جادوگروں اور شیاطین کے شر سے حفاظت ہوتی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

''جس گھر میں بھی آیت الکرسی کی تلاوت کی جائے شیطان تین دن تک اور ایک روایت میں ہے کہ تیس دن تک اس گھر کو چھوڑ دیتا ہے اور چالیس دن تک کوئی جادوگر اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جادوگرنی اس گھر میں داخل نہیں ہوتی (آگے فرمایا) اے علی! اپنے گھر والوں، اپنی اولاد اور اپنے پڑوسیوں کو آیت الکرسی سکھاؤ کہ اس سے بڑی (اور عظیم) آیت نازل نہیں ہوئی جس نے سوتے وقت اس کو پڑھا رب تعالیٰ اس کو اور اس کے پڑوسیوں کو اور پڑوسیوں کے پڑوسیوں کو اور ارد گرد کے گھروں کو امن عنایت فرمائیں گے۔''

علامہ ثعالبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ''آیۃ الکرسی اہل ایمان کے لئے شیطان کے شر سے امان ہے''

علامہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث میں آیت الکرسی کی برکت کا قصہ نقل کیا ہے کہ ''ایک جن بیت المال سے روزانہ کچھ چرا لے جاتا جس کا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو پتا نہ لگتا کہ یہ کون ہے؟ دربارِ رسالت میں جب اس چوری کی بابت شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دعا سکھائی کہ اس کی برکت سے وہ چور سامنے آ جائے گا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اب جب تم (بیت المال کا) دروازہ کھولو تو یہ کہو، ''پاک ہے وہ ذات جس نے تمہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع کیا'' چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جا کر یونہی کیا اور کہا تو وہ جن سامنے آن ظاہر ہو گیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی سرزنش فرمائی اس نے معذرت کرتے ہوئے وعدہ کیا کہ ''میں دوبارہ چوری کرنے نہ آؤں گا اور میں یہ مال غریب جنوں کیلئے لے جاتا تھا'' لیکن وہ وعدہ کر کے مکر گیا اور دوبارہ چوری کر گیا۔ دوبارہ بارگاہِ رسالت میں شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ انہی کلمات کے کہنے کی تلقین فرمائی۔ چنانچہ وہ جن ان کلمات کی برکت سے دوبارہ ظاہر ہو گیا اور ڈانٹ ڈپٹ کے بعد دوبارہ نہ آنے کا وعدہ کر کے چلا گیا۔ لیکن وہ سہ بارہ آ گیا۔ اس پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں تمہیں نہ چھوڑوں گا حتیٰ کہ تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لیکر ہی جاؤں گا'' تو اس جن نے کہا،

''آپ ایسا نہ کرو اگر تم مجھے چھوڑ دو گے تو میں تمہیں ایسا ایک کلمہ سکھلاؤں گا کہ جب تم اس کو پڑھو گے تو کوئی چھوٹا بڑا جن یا جنی تمہارے قریب نہ آئے گا'' اس پر اس نے آیۃ الکرسی سکھائی۔ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کو چھوڑ دیا۔ وہ جن چلا گیا اور دوبارہ نہ آیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سارا قصہ گوش گزار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا ''اے ابو ہریرہ! کیا تو نہیں جانتا کہ (کبھی) خبیث (بھی) اس طرح سچ بولتا ہے''

یہ علامہ ثعلبی عزیزیہ کی روایت ہے، بخاری کی روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اس نے بولا تو سچ ہے مگر وہ ہے (بڑا) جھوٹا، (کیا) تو جانتا ہے کہ تین رات تک تو کس سے مخاطب تھا؟ وہ شیطان تھا۔''

اسی طرح کا ایک قصہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے ترمذی شریف میں بھی مروی ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک جن ملا اس نے کہا، ''کیا آپ رضی اللہ عنہ مجھ سے کشتی لڑیں گے اگر آپ نے مجھے گرالیا تو میں آپ کو ایک آیت سکھاؤں گا کہ جب گھر میں داخل ہوتے وقت آپ اس کو پڑھیں گے تو شیطان اس گھر میں داخل نہ ہوگا۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کشتی لڑ کر اس کو گرادیا اس نے دوبارہ لڑنے کو کہا تو آپ نے اس کو دوبارہ پچھاڑ دیا۔ تو اس جن نے کہا، ''کیا آپ آیۃ الکرسی پڑھتے ہیں؟ (اس کی یہ برکت ہے) کہ جو بھی اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت اس کو پڑھتا ہے تو شیطان گدھے کی طرح بلند آواز میں گوز مارتا ہوا اس گھر سے نکل جاتا ہے''

آیت الکرسی کی تلاوت پر فقر کے دور ہونیکی بشارت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

''جو گھر سے نکلا، اس نے آیت الکرسی پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف ستر ہزار فرشتے بھیجتے ہیں جو اس کیلئے استغفار اور دعا کرتے ہیں پھر جب وہ گھر لوٹتا ہے اور داخل ہوتا ہے اور آیۃ الکرسی پڑھتا ہے تو رب تعالیٰ اس کی دونوں آنکھوں کے بیچ سے فقر کو دور کر دیتے ہیں''

آیت الکرسی کی بہت بڑی برکت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ''سورۂ بقرہ قرآن کی سب سے بڑی سورت ہے اور سورۂ بقرہ کی سب سے بڑی آیت آیت الکرسی ہے کہ اس میں پچاس کلمات ہیں (جو پچاس کے) پچاس برکت ہیں''

امام ابوجعفر باقر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ''جس نے ایک بار آیت الکرسی پڑھی رب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ اس سے ایک ہزار دنیا کی ناگواریوں کو اور ایک ہزار آخرت کی ناگواریوں کو دور فرماتے ہیں اور دنیا کی سب سے ہلکی ناگواری فقر ہے اور آخرت کی سب سے ہلکی ناگواری عذاب قبر ہے۔"

﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ.......... وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾

(آل عمران : ۲۶، ۲۷)

"کہو کہ اے خدا (اے) بادشاہی کے مالک! تو جس کو چاہے بادشاہی بخشے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے اور جس کو چاہے عزت دے اور جس کو چاہے ذلیل کرے ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے اور بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور تو ہی دن کو رات میں داخل کرتا ہے تو ہی بے جان سے جاندار پیدا کرتا ہے اور تو ہی جاندار سے بے جان پیدا کرتا ہے اور تو ہی جس کو چاہتا ہے بے شمار رزق دیتا ہے"

اس آیت کی فضیلت کی بابت حدیث شریف میں آتا ہے کہ "نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا،

"جمعہ کے دن (ہماری مسجد میں آکر) نماز (ادا کرنے) سے تمہیں کس چیز نے روکا؟ انہوں نے عرض کیا، "فلاں کے دَین نے کہ میں اس بات سے ڈر گیا کہ وہ مجھے (مطالبہ دَین کے لئے) روک لے گا" تو آپ ﷺ نے فرمایا، "کیا تو چاہتا ہے کہ رب تعالیٰ تیرا قرض اتار دے؟" انہوں نے عرض کیا، "جی ہاں! (کیوں نہیں) تو آپ ﷺ نے فرمایا "قُلِ اللھم مالک الملک.......... بغیر حساب" پڑھ (اور اس کے بعد یہ کہہ کہ اے) دنیا و آخرت کے (رب) رحمان! اور (اے) دنیا و آخرت کے (مولائے کریم و) رحیم! تو ہی ان دونوں (مذکورہ فی الآیت اشیاء) میں سے جس کو چاہے (وہ) عنایت کرتا ہے اور تو ہی جس کو چاہے ان سے روکتا ہے، تو میرا قرضہ ادا کر دے" اگر تجھ پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمین بھر سونے کے بقدر بھی قرض ہوا تو رب تعالیٰ اس کو ادا کر دیں گے“

سورۂ ہمزہ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”جس نے اس سورت کو فرض نماز میں پڑھا رب تعالیٰ اس سے فقر کو دور فرمائیں گے اور اس کے لئے رزق کو کھینچیں گے اور اس سے بری موت کو ہٹائیں گے“

سورۂ یٰسین

احادیث شریفہ میں سورۂ یٰسین کو ”قرآن کا دل“ کہا گیا ہے جو رضائے الٰہی سے اس کو پڑھے گا اس کی مغفرت کر دی جائیگی۔ یہ درجات کی بلندی، رحمت و مغفرت کے حصول اور بیماریوں سے شفا نصیب ہونے کا سبب ہے۔ یہ نری خیر اور برکت ہے۔ مرنے والے کے قریب پڑھی جائے تو اس کی موت کی سختی میں کمی ہو، مریض کے پاس پڑھی جائے تو رب تعالیٰ اس کے مرض کو ہلکا فرما دیتے ہیں۔ یہ ہر خیر کو لاتی ہے، ہر برائی ہٹاتی ہے، اور ہر حاجت پوری کرتی ہے قرضوں کو ہٹاتی ہے۔ برکتیں لاتی ہے غرض دین و دنیا کی ہر سعادت و خوش بختی کو نصیب کرتی ہے۔ سورۂ یٰسین کے یہ سب فضائل ”شعب الایمان للبیہقی“ میں مروی ہیں۔

سورۂ واقعہ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”جس نے ہر رات سورۂ واقعہ پڑھی اس کو فاقہ نہ آئیگا“ (شعیب الایمان للبیہقی)

نبی کریم ﷺ نے اس سورت کا نام سورۂ غنا رکھا ہے۔

سورۂ التین

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”جس نے سورہ ”والتیـــــن“ پڑھی تو اس کو یقین کی درستی دی جائے گی اور اس کے لئے رزق اور سہولت کو کھینچا جائیگا۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۂ اخلاص

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ''جو اپنے گھر آیا اور اس نے ''الحمد للہ'' اور سورۂ اخلاص پڑھی تو رب تعالیٰ اس سے فقر کو دور فرمائیں گے اور اس کے گھر کی خیر کو زیادہ کریں گے''

ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے،

''جس نے گھر میں داخل ہوتے وقت ایک مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھی اس سے فقر کو دور کر دیا جائے گا''

اس کے علاوہ سورۂ کہف، طٰہٰ، حٰم، دخان، ملک، ق وغیرہ سورتوں کے مستقل فضائل آتے ہیں جن میں ان سورتوں کا خاص طور پر فقر کو دور کرنا مذکور ہے۔

قرآن کریم کے حقوق اور آداب

قرآن کریم کی برکات اور اس کے فضائل اس وقت ہی حاصل ہو سکتے ہیں جب اس کے حقوق کی رعایت کی جائے اور اس کے آداب کا حق ادا کیا جائے۔ قرآن کریم کا سب سے بڑا حق یہ ہے کہ اس کے احکام پر پورے یقین کے ساتھ عمل کیا جائے اور تعمیل ارشاد میں کسی دنیاوی فائدے کو خاطر میں نہ لایا جائے کہ یہ سب فوائد وقتی سرور اور عارضی متاع ہیں۔ یہ معرضِ زوال اور مقامِ فناء میں ہیں جبکہ قرآن کریم کی تابعداری کی برکات و ثمرات ابدی اور دائمی ہیں دنیا میں بھی ان کا مشاہدہ ہوگا اور آخرت میں بھی اور اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ جو قرآن کریم کی تعلیمات کی روشنی میں اپنی زندگی کے خطوط دماغی رجحانات اور عقیدہ وعمل کے طریقے متعین نہیں کرتا وہ دراصل قرآن پر ایمان لایا ہی نہیں، بقول اقبال

خرد نے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ جو مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''وہ شخص قرآن پر ایمان نہیں لایا جس نے اس کی حرام کردہ باتوں کو (جھوٹی تاویل سے یا غلبہ شہوت نفس سے) حلال (سمجھ لیا یا) کر لیا''۔

بعض علماء کرام نے لکھا ہے کہ ''رب تعالیٰ پر سب سے زیادہ جرأت کرنے والا شخص وہ ہے جو قرآن پڑھ کر رب تعالیٰ کے خطاب کی مخالفت کرے اور اس کے بندوں سے خیانت کرے اور اپنی آخرت کو بھلا دے''

ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

''دوزخ کے فرشتے روزِ قیامت بتوں کی پرستش کرنے والوں کی طرف جانے سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ ان حاملین قرآن کی طرف (انہیں پکڑنے کے لئے) جائیں گے جو (قرآن پڑھنے کے باوجود) رب تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں''

قرآن کریم کا دوسرا بڑا حق اور ادب یہ ہے کہ اس کی اخلاص کے ساتھ تلاوت کی جائے، تلاوت میں اخلاص یہ ہے کہ اس سے مقصود فقط رب تعالیٰ کی رضا ہو اور اس کے تقرب کا متلاشی ہو، مخلوق سے کسی نفع کی امید یا ان سے تعریف و مدح کی آرزو، یا کوئی دوسری حرص و آرزو نہ ہو اور جو ان جذبات و خیالات کے ساتھ تلاوت قرآن کرے گا وہ ریاء کار ہو گا وہ اس تلاوت کا اخری اجر اور دنیاوی برکت نہ پا سکے گا۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

''جس نے آخرت کے کسی عمل کو طلب دنیا کے لئے کیا اس کے لئے آخرت میں (اس عمل کے اجر و ثواب کا) کوئی حصہ نہ ہو گا''

یہ بھی قرآن کا حق ہے کہ جب قرآن پیش کیا جائے تو دائیں ہاتھ سے لے اور خود لے تو بھی دائیں ہاتھ سے لے، مجنون اور ناسمجھ کو نہ دے۔ بے وضو کو قرآن چھونا حرام ہے البتہ حفظ تلاوت کرنا جائز ہے جبکہ جنابت اور حیض و نفاس والوں کو نہ چھونا جائز ہے اور نہ زبانی تلاوت کرنا۔ البتہ دل میں دہرا سکتے ہیں اسی طرح اگر نظر قرآن پر ہو اور دہرائیں دل میں تو یہ صورت بھی جائز ہے۔ اسی طرح قرآن کے کسی حصہ کو تلاوت کی نیت سے نہیں بلکہ تسبیح و تمجید وغیرہ کی نیت سے پڑھے تو یہ بھی جائز ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہوئے علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اگر دیارِ کفار میں قرآن کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو وہاں مت لے جائے کہ یہ حرام ہے۔ اسی طرح قرآن سے ٹیک لگانا یا اس کو تکیہ بنانا حرام ہے اور ٹھوکر مارنا یا اس پر بیٹھنا کفر ہے اور اس کے اوپر کوئی شی رکھنا مکروہ ہے اسی طرح جان بوجھ کر قرآن میں لحن کرنا، شاذ قرأتیں پڑھنا یا قدرت کے باوجود عجمی لہجے میں پڑھنا ناجائز ہے۔

قرآن کریم کی جلد بندی، کتابت، تزین و آرائش، اور اس پر اعراب و نقطے اور دوسری علامات لگانا جائز ہے۔ سونے کے پانی سے لکھنا یا اس پر سونا چڑھانا جائز ہے۔

قرآن پاک کو ورق الٹنے کے لئے تھوک لگانا یا تھوک سے کوئی لفظ مٹانا مکروہ ہے۔ اور ناپاک سیاہی اور کسی ناپاک شی سے قرآن لکھنا حرام ہے۔

افضل یہ ہے کہ باوضو ہو کر کسی پاک صاف جگہ پر خشوع وخضوع کے ساتھ اور دل میں قرآن کریم کی ہیبت اور قدر و عظمت لیکر اور یہ استحضار کر کے یہ کلام ربانی ہے قبلہ رو ہو کر بیٹھے۔ چوکڑی مار کر اور ٹیک لگا کر نہ بیٹھے۔ وضو میں مسواک بھی کرے تو بہتر ہے۔

اس کے بعد یہ گمان کرے کہ وہ رب تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اور اس سے اس کے کلام کو پڑھ کر باتیں کر رہا ہے کہ عرش سے لیکر فرش تک اور نیچے تک جو کچھ ہے وہ محض مخلوق ہے سوائے قرآن کے کہ یہ رب تعالیٰ کی مخلوق نہیں بلکہ اس کی ایک صفت ہے اور اپنے تئیں یہ گمان کرے کہ وہ درخت کتنا خوش نصیب تھا جس کو ذریعہ بنا کر رب تعالیٰ نے وادی طوی میں اپنے ایک اولوالعزم پیغمبر کو ہم کلامی کا شرف عطا فرمایا تھا تو یہ کس قدر خوش قسمتی کی بات ہے کہ میں بھی رب تعالیٰ کے آخری کلام کو دہرا رہا ہوں اور کلام ربانی کے کانوں تک پہنچنے کے لئے واسطہ بن رہا ہوں۔

غرض اس بات کا استحضار کرے کہ میں خدا تعالیٰ سے باتیں کر رہا ہوں اور اس کو دیکھ رہا ہوں وگرنہ کم از کم یہ تو ضرور سوچے کہ رب تعالیٰ تو مجھے دیکھ ہی رہے ہیں۔

لیکن اگر یہ چلتے پھرتے، لیٹے، استراحت کرتے، بے وضو حالت میں قرآن کریم پڑھے تو یہ بھی جائز ہے لیکن درجہ وفضیلت میں پہلی صورت سے کم ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیات قرآنیہ میں غور تدبر کرے خاص طور پر وہاں جہاں خود رب تعالیٰ نے اپنے بندوں کو غور وفکر کرنے کی دعوت دی ہے اور بتلایا ہے کہ جو اس میں غور نہیں کرتے وہ بندے رب تعالیٰ کو پسند نہیں۔

ترغیب وترہیب کی آیات سے متاثر ہو لہذا جنت کے ذکر سے خوش ہو اور جہنم اور قیامت کی ہولنا کیوں کے تذکروں کو سن کر خوفزدہ ہو کہ یہ اہل ایمان کی نشانی ہے۔

قرآن کریم کو ترتیب کے ساتھ پڑھے ترتیب بدل کر یا الٹا نہ پڑھے، کہ یہ مکروہ ہے اور اس سے بھی زیادہ مکروہ بات یہ ہے کہ ایک سورت کو الٹا پڑھے۔ البتہ بچوں کو یاد کرانے میں سہولت پیدا کرنے کے لئے ترتیب بدلنا محمود ہے۔

قرآن کے معانی سمجھتا ہو یا نہ، تلاوت ترتیب کے ساتھ اور خوبصورت آواز میں کرے، البتہ تلاوت میں سوز وگداز اور رقت قلب پیدا کرنے کے لئے ترنم سے کام نہ لے کہ یہ مکروہ ہے۔ قراءت میں حسن تلفظ کے حصول کے لئے الفاظ کے مخارج میں بے جا مبالغہ سے کام نہ لے کہ ''لحن'' میں داخل ہو جائے اور اگر اس کوشش میں قرآن کے الفاظ میں سے کوئی لفظ بڑھ گیا یا گھٹ گیا تو یہ ناجائز ہوگا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے حضرات نے لکھا ہے کہ ''تلاوت کے وقت بلا اختیار رونا یا بہ تکلف رونا مسنون ہے اور اس کیفیت کو حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ قلب میں حزن وملال کو لائے، قرآنی وعیدوں اور دھمکیوں میں نگاہ تدبر ڈالے، اس کے عہد وپیان میں غور کرے پھر اپنے گریبان میں جھانکے کہ میں کتنے قرآنی عہدوں پر کار بند ہوں پھر اپنی کوتاہی پر نادم ہو اور روئے اور اگر پھر بھی رونا نہ آئے تو اس بات پر روئے کہ وہ کس قدر عظیم سعادت سے محروم ہے''۔

احادیث کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کو دیکھ کر پڑھنا حفظ پڑھنے سے افضل ہے کہ دیکھ کر پڑھنے میں علاوہ قرآن کے پڑھنے کے جو فقط زبان کا فعل ہے، دیگر اعضا بھی اس عبادت میں شریک ہوتے ہیں مثلاً قرآن کا دیکھنا، ہاتھ سے پکڑنا اور گود میں رکھنا وغیرہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علماء کرام نے اس کو علی الاطلاق نہیں لیا۔ اصل مدار رقتِ قلب، روح کے تاثر اور فکر و تدبر کا حاصل ہونا ہے جس کو جس حال میں حاصل ہو اس کے لئے وہی حالت افضل ہے خواہ زبانی پڑھنے سے حاصل ہو خواہ دیکھ کر پڑھنے سے (امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے یہی مستفاد ہوتا ہے)

البتہ اگر دونوں صورتوں میں یہ جملہ کیفیات برابر ہوں تو دیکھ کر پڑھنا پھر افضل ہے کیونکہ اس میں قرآن کو دیکھنا اور عظمت کے ساتھ اٹھانا بھی عبادت ہے جو حفظ پڑھنے کی صورت میں حاصل نہیں۔

تلاوت میں جہر اور اسرار میں افضل وہ صورت ہے جس میں ریاء سے حفاظت ہو، اسرار یعنی آہستہ آواز سے پڑھنے کا کم از کم درجہ یہ ہے کہ خود کو سنائے یا اس سے قدرے بلند آواز ہو اور اگر ریا کاری سے حفاظت ہو تو جہراً پڑھنا افضل ہے اس میں بھی دوسروں کی نماز اور نیند یا استراحت وغیرہ میں خلل نہ ڈالنا شرط ہے۔ جہری تلاوت کا نفع دوسرے تک پہنچتا ہے کہ وہ دوسرے کے دل کو بھی بیدار کرتی ہے کہ دوسرا متوجہ ہو کر اس کی تلاوت سننے میں لگ جاتا ہے اور وہ اپنی نیند یا آرام چھوڑ کر تلاوت سے اپنے قلب و روح کو منور اور نفس کو اطاعت کے لئے مستعد بناتا ہے۔

اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''جب تم میں سے کوئی رات کو (نماز وغیرہ عبادت کے لئے) اٹھے تو وہ جہراً تلاوت کرے کیونکہ فرشتے اور گھر کے افراد اس کی قراءت کو سنتے ہیں''

افضل ترین قراءت وہ ہے جو نماز میں ہو اور وہ نماز مسجد میں ہو، نماز کے علاوہ افضل وقت قرأت قرآن کے لئے تہجد ہے۔ قرآن کا افضل حصہ اس کا نصف اخیر ہے اور دن کی افضل قرأت صبح کی نماز کے بعد کی ہے۔ البتہ قرأت کسی بھی وقت مکروہ نہیں۔

کس کے لئے قرأت کی کثرت افضل ہے اور کس کے لئے نہیں اس پر علماء کرام نے طویل کلام کیا ہے جو ہمارے موضوع سے خارج ہے۔

قرأت کے دوران بات چیت کرنے اور ہنسنے سے اجتناب کرے اور نہ ہی ہاتھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاؤں سے بیکار کام کرے۔ البتہ کوئی بات کہنی ضروری ہو تو قرآن بند کر کے کہہ دے۔ حرام شی کی طرف نظر نہ کرے۔ پیٹ میں ہوا کا زور ہو یا جمائی آئے تو تلاوت ترک کر کے ان سے فارغ ہو پھر دوبارہ وضو کر کے اگر ٹوٹ گیا ہو تو قرأت کرے۔

اگر منہ میں نجاست ہو یا اونگھ کا غلبہ ہو یا قرأت کرنا مشکل ہو تو قرأت کرنا مکروہ ہے۔ اسی طرح راہ میں کھیلتے ہوئے یا حمام میں یا شوروغل کی جگہ میں جیسے چکی یا کارخانہ میں تلاوت کرنا بھی مکروہ ہے۔ امام نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ''قرآن کو کلام بنا کر پڑھنا بھی مکروہ ہے''

قرآن کے ختم پر رحمت و برکت نازل ہوتی ہے اور ایک دعا قبول ہوتی ہے اسی لئے اس وقت گھر والوں اور دوست احباب کو جمع کر کے دنیا و آخرت کی خیرات و برکات مانگے۔

تنبیہ

آخر میں دو باتوں کی طرف متوجہ ہونا ضروری ہے،

(۱) قرآن کریم کی تلاوت کو ترک ہی نہ کر دے کہ قرآن بھول جائے کہ اس سے بڑھ کر کوئی محرومی اور گناہ نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

''میں نے اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں دیکھا کہ ایک شخص کو قرآن کی کوئی سورت یا آیت دی گئی (یعنی اس کو یاد کرنے کی توفیق نصیب ہوئی) پھر اس نے اسے بھلا دیا''

ایسا شخص روزِ محشر رب تعالیٰ کے حضور کوڑھی بن کر حاضر ہوگا البتہ جس کو کوشش کے باوجود یاد نہ ہو وہ اس وعید میں داخل نہیں۔

(۲) قرآن کی نعمت کو عظیم سعادت سمجھے اور اس کے مقابلے میں ہر شی کو حقیر سمجھے اور کسی دوسرے کی کسی دنیاوی نعمت و حیثیت کو قرآن کے مقابلہ میں رشک کی نگاہ سے نہ دیکھے خواہ دنیا ان کے قدموں میں جھکی ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جس نے قرآن کو پڑھا پھر یہ گمان کیا کہ (قرآن کے مقابلہ میں) کسی دوسرے کو اس سے بہتر (دنیا کا کچھ) عطا ہوا تو اس نے ایک چھوٹی شی کو بڑا جانا اور ایک بڑی شی کو چھوٹا ٹھہرایا''

اسی لئے نعمت قرآن سے معمور ہونے کے بعد کسی شی کو اس سے بہتر نہ گردانے کہ قرآن ہی سب سے بڑی برکت، غنا، رزق اور روزی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے،

﴿وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّأَبْقَىٰ﴾ (طٰہٰ: ۱۳۱)

''اور تمہارے پروردگار کی (عطا فرمائی ہوئی) روزی بہت بہتر اور باقی رہنے والی ہے''

یعنی کفار کو رب تعالیٰ نے جو دنیا عطا فرمائی ہے اس سے کہیں بہتر اور باقی آخرت میں رہنے والی نعمت رب تعالیٰ نے مسلمانوں کو جو عطاء فرمائی ہے وہ قرآن ہے۔

علامہ عبدالحق حقانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں،

''دار آخرت کی توشہ کی تعلیم دے کر جو نماز اور عبادت ہے (جس میں قرآن کی نعمت اظہر من الشمس ہے) دنیا کے اسباب و آرائش و تجمل جو کفار دولت مندوں کو دیئے گئے ہیں، مکان عمدہ عورتیں، عمدہ سواریاں اور دیگر چیزیں کہ ان کی طرف رغبت کی نگاہ کرنے سے منع فرما دیا کہ یہ چیزیں ان کے لئے فتنہ ہیں اسی لئے رسول اللہ ﷺ کو خطاب کر کے اوروں کو سنایا گیا کہ ان کی دل میں حسرت رکھنا تو کجا ان کی طرف آنکھ پھیر کر بھی نہ دیکھنا کہ آخرت میں اہل ایمان کے درجے بلند اور ہمیشہ رہنے والے ہیں۔''

(تفسیر حقانی ج ۳ ص ۲۸۰ ملخصا و بتصرف)

(۱۲) کثرت سکوت وقلت کلام

زندگی کی خیر و برکت اور سعادت و نجابت کا زبان کے صحیح یا غلط استعمال پر بہت زیادہ انحصار و مدار ہے اور اس کا تعلق فقط دنیاوی زندگی تک ہی نہیں ہے بلکہ اخروی اور ابدی زندگی میں بھی اس کو بہت دخل ہے۔ ایک ہی لفظ بندے کو خدا کے قریب ہی نہیں بلکہ اس کا مقرب تک بنا دیتا ہے اور کبھی کوئی ایک لفظ رتبوں کی بلندیوں سے گرا کر ذلتوں کی پستیوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں لا پھینکتا ہے۔ اسی لئے قرآن وحدیث میں زبان کے بے لاگ اور غیر محتاط استعمال کی بابت بڑی تاکید آئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ (ق: ۱۸)

''کوئی بات اس کی زبان پر نہیں آتی مگر ایک نگہبان اس کے پاس تیار رہتا ہے (جو اس بول کو لکھ لیتا ہے)''

''اس آیت کریمہ میں زبان کی حفاظت کرنے کا حکم ہے''

(بیان القرآن ج ۱۱ ص ۵۲ ملحقات الترجمہ)

اور اگر احادیث اور صرف احادیث کو ہی اس باب میں شمار کیا جائے تو ایک مستقل کتاب وجود میں آجائے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''جو خاموش رہا وہ نجات پا گیا۔'' (مسند احمد، ترمذی)

ایک دوسری روایت میں ہے، ''جو خاموش رہا وہ بے پرواہ ہو گیا''

کہ کسی کا اس کے ذمہ کوئی حق نہ رہے گا۔ زبان کا بے لاگ استعمال جہاں انسانی صحت اور دماغی سکون پر اثر انداز ہوتا ہے وہیں رزق کی برکت کے ختم کر دینے میں اس کو خاص تاثیر ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

''جب تم اپنے دل میں سختی اور اپنی ہڈیوں اور بدن میں کمزوری اور اپنے رزق میں محرومی دیکھو تو سمجھ لینا کہ تم نے کوئی لایعنی بات کی ہے''۔

گفتگو کا دائرہ جب بامقصد امور سے نکل جاتا ہے تو لامحالہ وہ لوگوں کی عزتوں تک پھیل جاتا ہے پھر وہ مجلس لوگوں کی عزتوں کے ساتھ کھلواڑ بن جاتی ہے، زبان کو لوگوں کی عزتوں کے درپے ہونے سے روکنے پر رب تعالیٰ کی طرف سے خطاؤں کی معافی کا مژدہ ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

''جس نے اپنی زبان کو لوگوں کی عزتوں کے درپے ہونے سے روکا رب تعالیٰ اس کی لغزشوں کو معاف فرمائیں گے۔''

حتیٰ کہ احادیث میں بے فائدہ گفتگو سے اجتناب کرنے کو آدمی کے اسلام کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوبی میں سے شمار کیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

"آدمی کے اسلام کی خوبی میں سے یہ بات ہے کہ وہ بے فائدہ باتوں کو ترک کر دے" (رواہ مالک واحمد، ورواہ ابن ماجہ والترمذی والبیہقی فی شعب الایمان)

خواہ وہ قول ہو یا عمل۔ لیکن بسا اوقات بے فائدہ عمل کرنا بھی آسان نہیں ہوتا لیکن زبان جو ہلکا پھلکا گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اس کو بیکار باتوں میں بے دریغ استعمال کرنا نہایت سہل ہے۔

لایعنی اور بے فائدہ گفتگو وہ ہوتی ہے جس کے ترک سے نہ تو کوئی خیر ہاتھ سے جاتی ہے نہ کوئی ثواب ضائع ہوتا ہے اور نہ ہی اس سے کسی کی عزت وآبرو یا جان و مال کو خطرہ پہنچتا ہو۔ احادیث میں جس لایعنی کے ترک کا امر ہے، وہ یہ ہے جس بات سے گناہ سر چڑھتا ہو، ثواب اکارت جاتا ہو، اعمال برباد ہوتے ہوں، اور لوگوں کی آبروریزی کے ساتھ ساتھ ان کے جان و مال کو بھی نقصان پہنچتا ہو وہ حرام ہے اور بسا اوقات ایسی لایعنی گفتگو کفر و شرک کے اظہار یا ارتکاب کا سبب بن کر سلب ایمان کا ذریعہ بھی بن جاتی ہے اور اس پر قیامت تک کے لئے رب تعالیٰ کی ناراضی کی مہر لگا دی جاتی ہے۔

علماءکرام نے ایسے امور کو شمار کیا جو لایعنی گفتگو کے دائرے میں داخل ہیں مثلاً سفروں کے قصے، لوگوں کی عادات واطوار کے تذکرے، مختلف شہروں کے رہن سہن اور کھانے پینے کے رجحانات کی باتیں، فیشن پرستی کے تذکرے، دوسرے ملکوں کی تمدنی وتہذیبی طور طریقوں کی باتیں وغیرہ۔

غرض لایعنی ہر وہ بات ہے جو نہ جھوٹ ہو اور نہ اس میں کسی کا ضرر ہو۔ لیکن اس میں دنیا وآخرت کا کوئی فائدہ نہ ہو بس فقط وقت پاس کرنے کے لئے ان کا تذکرہ چھیڑ دیا اور اس سے لذت کام ودھن کا کام لیا، ایسی ہی قسم کی باتوں کے بارے میں رب تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں،

﴿لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ.......... فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ (النساء: ۱۱۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ان لوگوں کی اکثر سرگوشیوں میں خیر نہیں ہاں مگر جو لوگ ایسے ہیں کہ خیرات کی یا اور کسی نیک کام کی یا لوگوں میں باہم اصلاح کر دینے کی ترغیب دیتے ہیں اور جو شخص حق تعالیٰ کی رضا جوئی کے واسطے یہ کام کرے گا سو ہم اس کو عنقریب اجر عظیم عطا کریں گے۔''

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ''یعنی آدمی بے فائدہ (لایعنی) گفتگو سے اجتناب کرے، اور صرف ضروری باتیں کرے کہ اسی میں نجات ہے۔''

کسی بات کو بے فائدہ دہرانا، یا بات مکمل ہونے کے باوجود اس میں بے فائدہ الفاظ بڑھانا بھی لایعنی ہے۔ اگر گفتگو کی بابت علماء کرام کے اقوال پڑھے جائیں تو آدمی کو سوائے چپ رہنے کے نجات کا اور کوئی رستہ ہی نظر نہ آئے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

''آدمی جو لفظ بھی بولتا ہے اس کا اس کو کوئی فائدہ نہیں سوائے امر بالمعروف یا نہی عن المنکر یا ذکر الٰہی کے''

زبان کی آفتیں

زندگی کی بے برکتی، رزق کی تنگی بلکہ رزق سے محرومی میں زبان کے غلط استعمال کو بڑا دخل ہے علماء کرام نے زبان کی لغزشوں کے جملہ امور کو مفصل بیان کیا ہے جو آدمی کی زندگی کو بے برکت بناتے ہیں۔ ذیل میں ان میں سے چند کو ذکر کیا جاتا ہے،

(۱) گناہ کی باتیں

عورتوں کی صفات کے متعلق گفتگو کرنا، بے حیائی کی باتیں کرنا اور بے حیائی کے مقامات مثلاً سینما، تھیٹر اور فلموں کی باتیں کرنا کہ یہ سب گناہ کی باتوں میں داخل ہیں، اس کے علاوہ غلط عقائد و اعمال اور بدعات کی گفتگو میں پڑنا اور ان میں بحثا بحثی کرنا اور ان کی تبلیغ وغیرہ بھی اس میں شامل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ

﴿وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ﴾ (مدثر: ۴۵)

''اور ہم بحث کرتے تھے بحث کرنے والوں کے ساتھ''

میں اس بات کی طرف اشارہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں،

''یعنی نہ اللہ کا حق پہچانا اور نہ بندوں کی خبر لی البتہ دوسرے لوگوں کی طرح حق کے خلاف بحثیں کرتے رہے اور بد صحبتوں میں رہ کر شکوک و شبہات ان کے دل میں دھنستے چلے گئے۔'' (تفسیر عثمانی ص ۷۶۵ فائدہ نمبر ۱۰)

''فحش اور گندی باتیں کرنا بھی گناہ کی باتوں کی ایک قسم ہے کہ آدمی برائی اور بے حیائی کی باتوں کو صاف صاف لفظوں میں بیان کرے خواہ وہ فی الواقعہ سچی ہی کیوں نہ ہوں اللہ اور اس کے رسول نے بری باتوں کو کھلم کھلا بیان کرنے سے منع فرمایا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے،

﴿لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ﴾

(النساء: ۱۴۸)

''خدا اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کوئی کسی کو علانیہ برا کہے مگر وہ جو مظلوم ہو''

یہ مولانا فتح محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا جو ترجمہ فرماتے ہیں وہ اس بات کو اور زیادہ روشن کرتا ہے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ میں فرماتے ہیں،

''اللہ تعالیٰ بری بات زبان پر لانے کو پسند نہیں کرتے بجز مظلوم کے''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

''بری باتوں سے بچو کہ رب تعالیٰ بری باتیں پسند نہیں فرماتے''

ایک دوسری حدیث میں ارشاد مبارک ہے،

''سب سے برا شخص وہ ہے کہ جس کی فحش باتوں سے ڈر کر لوگ اس کو (ملنا) چھوڑ دیں'' (بخاری)

اس لئے حدیث شریف میں حیاء کو ایمان کا اور بے حیائی اور گندی باتوں کو نفاق کا شعبہ قرار دیا گیا ہاں اگر تعلیم و تعلم کی غرض سے یا کسی اور حاجت کی وجہ سے کسی گندی شی کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاف نام لینا پڑے تو کوئی حرج نہیں البتہ ضرورت نہ ہو تو اشارہ اور کنائے سے کام لے۔

گناہ کی باتوں کی ہی ایک قسم ان کا اظہار بھی ہے کہ آدمی دوسروں کو اپنے ان گناہوں کی بابت بتلائے جن کی اس کو خبر نہ ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

''میری امت کا ہر شخص معاف ہے سوائے کھلم کھلا اظہار کرنے والے کے''

یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے رات کے ان گناہوں کی لوگوں کو خبر دیں جو رب تعالیٰ نے لوگوں کی نگاہوں سے چھپا دیئے تھے۔ اس لئے احادیث شریف میں اپنے گناہوں کو چھپانے کا حکم آیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

''جس نے ان برائیوں میں سے کسی شی کا ارتکاب کیا تو وہ اس کو رب کے پردے کے ساتھ چھپائے''

اور جو رب تعالیٰ کی اس ستاری کی قدر دانی کرتا ہے تو رب تعالیٰ اس کے اس فعل کی قدر دانی فرماتا ہے لہٰذا جس طرح اس دنیا میں اس کے گناہ کو چھپایا آخرت میں بھی اس کے گناہ کو چھپاتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

''رب تعالیٰ دنیا میں کسی بندے کے گناہ پر پردہ نہیں ڈالتا کہ روزِ محشر اس کو اس گناہ کا عار دے''

یعنی جیسے دنیا میں وہ گناہ لوگوں کی نگاہوں سے چھپایا تھا ایسے ہی قیامت کے دن بھی دوسروں سے چھپائے گا۔ اسی لئے بندہ رب تعالیٰ کی ستاری پر اس کی حمد وثناء کرتا رہے البتہ اپنے شیخ کو یا جو اس کو اس گناہ سے چھٹکارہ دلا سکتا ہے اس کو بتلانے میں کوئی حرج نہیں واللہ اعلم۔

(۲) لڑائی جھگڑا

یہ بھی زبان کی ایک بڑی آفت ہے اور یہ عادت بسا اوقات آدمی کو زندگی سے بھی محروم کر دیتی ہے۔ لڑائی جھگڑے میں دشنام طرازی، بدگوئی، زبان درازی، الزام تراشی،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناگفتنی زیر لب آ ہی جاتی ہے اور آدمی نہ چاہتے ہوئے بھی وہ کچھ کہہ جاتا ہے جو وہ نہ کہنا چاہتا ہوتا ہے۔ احادیث شریفہ میں اسی وجہ سے جھگڑا ترک کرنے کی بڑی تاکید اور اس ترک پر اجر و ثواب اور اس کے کرنے پر وعید آئی ہے، خواہ بندہ حق پر ہو یا ناحق پر۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

"جس نے حق پر ہوتے ہوئے جھگڑا ترک کر دیا اس کے لئے اعلیٰ جنت (اوپر والی جنت) میں ایک گھر بنا دیا جائے گا اور جس نے ناحق پر ہوتے ہوئے جھگڑا ختم کر دیا اس کے لئے بیچ جنت میں ایک گھر بنایا جائے گا۔"

جھگڑا آدمی کے وقار اور عزت و آبرو کو خاک میں ملا دیتا ہے اور معاشرہ میں آدمی کے وقار کو کھو دیتا ہے۔ امام نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے جھگڑے کو دین میں بدعت کہا ہے اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، "جھگڑا باہمی الفت کو ختم کر کے کدورتیں پیدا کرتا ہے"

جھگڑے سے دل پھٹ جاتے ہیں، پھر کوئی ایک دوسرے کے کہاں کام آتا ہے اس سے آدمی دوسروں کی کئی خیروں سے محروم رہ جاتا ہے۔

پھر جھگڑے کی بدترین قسم قرآن میں جھگڑا کرنا ہے یہ حرام ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

"قرآن میں (شکوک و شبہات پیدا کرنے کے لئے اور اس کی تعلیمات میں تحریف کرنے کے لئے ناحق دلائل کے ساتھ) جھگڑا کرنا (قریب قریب) کفر (کے) ہے"

پھر ہر وقت جھگڑتے رہنا خواہ اپنے مال یا حق کے وصول کرنے کیلئے ہی ہو، شر کی بلکہ ہر قسم کے شر کی ابتدا بن جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

"رب تعالیٰ کو سب سے مبغوض بندہ وہ ہے جو بہت سخت جھگڑالو ہو اور آدمی کے گناہ گار ہونے کے لئے یہی بات کافی ہے کہ وہ ہر وقت جھگڑتا ہی رہے" (بخاری)

یہ جھگڑا ہی عصبیتیں جنم دیتا ہے جو معاشرہ کو ہر قسم کی خیر سے محروم کر دیتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے،

''جھگڑوں میں ہلاکتیں ہیں''

البتہ شدید مجبوری کے وقت کسی قسم کی عصبیت، گناہ، طیش، غضب، عناد، بغض، دشنام اور ایذاء کے بغیر آدمی اپنے حق کے لئے جھگڑ سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۳) تصنع اور بناوٹ

یہ بھی زبان کی آفات میں سے ہے کہ آدمی فصاحت و بلاغت میں تکلف سے کام لیتے ہوئے بے جا گفتگو کا سلسلہ دراز کرے اور لمبے چوڑے قصے چھیڑ دے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''گہرائی اور فصاحت سے بولنے والے ہلاک ہو گئے'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔ (مسلم، کتاب العلم)

ظاہر ہے کہ یہ ہلاکت جان میں بھی آسکتی ہے اور مال میں بھی اور ہلاکت کی ادنیٰ ترین شکل اس میں بے برکتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

''رب تعالیٰ ایسے بلاغت (سے بولنے) والے شخص کو پسند نہیں فرماتے جو منہ کسی گائے کی طرح زبان چلاتا ہو۔'' (ابوداؤد)

اسلام سادگی اور بے تکلفی کا مذہب ہے، صلحاء اور نیکوکار لوگ اپنی گفتگو میں سادگی اور بے تکلفی کو ہی دنیا و آخرت میں خیرات و برکات کے حصول کا ذریعہ سمجھتے ہیں کیونکہ ان کے سامنے یہ ارشاد نبوی رہتا ہے۔

''میں اور میری امت کے متقی (رب تعالیٰ سے ڈرنے والے) لوگ تکلف سے بری ہیں''

اسی لئے آدمی فقط وہ الفاظ استعمال کرے جو مخاطب کی سمجھ میں آجائیں۔ بھاری بوجھل اور نامانوس الفاظ سے اس پر بوجھ نہ ڈالے۔ تکلف سے کام نہ لے کہ تکلف زندگی کے ہر کام میں مذموم ہے۔ تکلف کی ایک قسم چاپلوسی بھی ہے جس سے آج کے دور کا کوئی انسان شاید ہی خالی ہو۔ یہ چاپلوسی آدمی کو نفاق کی حدوں میں داخل کر دیتی ہے اور اسے معلوم بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوتا۔

مطرف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''اس کو اپنا کھانا مت کھلا جس کو اس کی اشتہا نہیں'' یعنی جو تمہاری بات سننا نہیں چاہتا اس کو مت سنا۔ جب بلا وجہ کسی کو بات سنانا برا ہے تو بہ تکلف بولنا کتنا برا ہوگا۔

(۴) لعن طعن کرنا

یہ ایک نہایت عبث اور بیکار کام ہے جو دین و دنیا کے فائدہ سے بالکل خالی ہے بعض لوگوں نے بلا وجہ ہر شی پر لعنت بھیجنا اپنا مشغلہ بنا رکھا ہے۔ لعنت کسی نہ کسی پر پڑتی ضرور ہے اگر کثرت سے لعنتیں بھیجتے رہیں گے اور خدانخواستہ کوئی لعنت کا مستحق نہ ٹھہرا تو لامحالہ وہ لعنت لوٹ کر ہم پر ہی آئے گی اور لعنت خیر نہیں۔ یہ رزق، روزی اور زندگی کی ہر خوشی کی برکت چھین لیتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

''مومن نہ طعنہ زن ہوتا ہے اور نہ ہی لعنت کرنیوالا اور فحش کہنے والا اور نہ ہی بد زبان ہوتا ہے اور جس نے کسی ایسی شی پر لعنت بھیجی جو اس لعنت کی اہل نہ ہو تو وہ لعنت لوٹ کر اسی لعنت کرنے والے پر آپڑتی ہے'' (ترمذی)

حدیث میں مومن پر لعنت کرنا اس کو قتل کر دینے کے مترادف قرار دیا گیا ہے اس لئے حدیث میں ''رب کی لعنت''، ''اس کے غضب کی لعنت'' اور ''جہنم کی لعنت'' وغیرہ ڈالنے کی ممانعت آئی ہے۔

ابو جعفر نحاس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''جو غلطی سے لعنت کر بیٹھا ہو اس کو چاہئے کہ وہ فوراً ہی یہ کہہ دے کہ ''اگر وہ اس کا مستحق ہے تو''

کسی پر لعنت کرنا یا تو بے جا ہوگا یا بجا، بے جا لعنت کرنے کا انجام اوپر مذکور ہوگیا۔ بجا لعنت کرنا یا تو کسی بری صفات والے غیر متعین پر ہوگا یا کسی متعین پر۔ کسی غیر متعین کے برے وصف پر لعنت کرنا تو جائز ہے مگر واجب نہیں اور کسی متعین بری صفت والے پر جیسے کہ مشہور ظالم یا ڈاکو یا زانی پر گو ظاہر حدیث کے مطابق لعنت کرنا حرام نہیں لیکن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بے فائدہ کام میں مشغول ہونے سے زیادہ بہتر ہے کہ آدمی اس وقت کو ذکر و تلاوت میں خرچ کرے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''جس کا کفر پر مرنا معلوم ہو جائے اس کو لعنت کر سکتے ہیں''

اور لعنت ہی کی ایک قسم کسی کے لئے شر کی بددعا کرنا ہے جیسے یہ کہنا کہ ''اللہ کرے تیرے بچے مر جائیں'' وغیرہ یہ بھی لعنت کرنے سے کم نہیں اور ایک برا فعل ہے۔

علماء کرام فرماتے ہیں، ''خلق خدا میں سے کسی کو برامت کہو'' کسی شاعر نے خوب کہا ہے،

نہیں ہے چیز نکمی کوئی زمانے میں
کوئی برا نہیں قدرت کے کارخانے میں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کھانے کو برا نہ کہتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستور تھا کہ ''کسی کھانے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی عیب نہیں نکالا اگر مرغوب ہوتا تو تناول فرما لیتے اور اگر نامرغوب ہوا تو چھوڑ دیا (اور نہ کھایا)''

(بخاری و مسلم)

البتہ مسلمانوں پر ظلم ڈھانے والے کفار و مشرکین پر کھلے بندوں لعنت کرنا جائز ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ، ''(کھلے بندوں) حکم شرعی کی مخالفت کرنے والے پر لعنت کر سکتے ہیں''

ظالم کو بددعا نہ کرنا اولیٰ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''مظلوم ظالم پر بددعا کرتا ہے (اور کرتا رہتا ہے) حتیٰ کہ اس کی بددعاء اس کے ظلم کے برابر ہو جاتی ہے (وہ پھر بھی بددعا کرتا رہتا ہے تو) پھر روزِ قیامت اس ظالم کو اس مظلوم پر (اس کی زائد بددعا کی بدولت) ایک برتری ہوگی جس کا یہ اس مظلوم سے مطالبہ کرے گا''

لعن طعن کی عادت بندے کو ہر وقت لعنت بھیجنے کا عادی بنا دیتی ہے۔ پھر آدمی اس میں اپنی جان مال اولاد تک پر بھی لعنت کرنے سے نہیں کھٹکتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا،

''اپنے آپ کو بددعا مت دو اور اپنے خادموں کو بددعا مت دو اور اپنی اولاد کو بددعا مت دو اور اپنے اموال کو بددعا مت دو کہ مبادا تم رب تعالیٰ کے ایسی گھڑی میں موافق نہ ہو جاؤ جس میں وہ (تمہاری دعائیں خواہ بددعائیں ہی ہوں) قبول فرماتا ہے کہ پھر تمہاری وہ بددعا قبول ہو جائے (اور پھر وہ ہو جائے جو تم چاہتے نہیں ہو کہ پھر روتے پھرو گے)

اولاد کو بددعا دینا ان کی خیر و برکت سے محرومی کا سبب بن جاتا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''اپنی اولاد کو بددعا مت دو کہ کہیں تم ان کی نیکی سے محروم نہ کر دیے جاؤ۔

البتہ یہ اس وقت ہے جب بندہ اولاد کو بددعا دینے میں سنجیدہ ہو البتہ اگر سبقت لسانی میں بددعائیہ کلمہ منہ سے نکل جائے تو رحمت بارگاہِ الٰہی سے امید ہے کہ وہاں مواخذہ نہ ہو گا۔

کلام عرب اور بعض احادیث میں کچھ ایسے کلمات آتے ہیں جو بظاہر بددعا ہیں مگر ان لوگوں کی اور خاص جناب رسالت مآب رحمۃ للعالمین حضرت محمد ﷺ کی نیت مبارکہ میں بددعا کا پہلو نہ ہوتا تھا جیسے ''تربت یداک'' ''تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں'' وغیرہ کے الفاظ کہ علماء کرام نے ایسی احادیث کی تفسیر میں ارشاد فرمایا ہے کہ ان کلمات میں دعائیہ پہلو ہے نہ کہ بددعائیہ واللہ اعلم۔

لیکن اس سب کے باوجود بھی کہ بندہ جلد بازی میں اپنے اوپر اور اپنی جان مال پر بددعا کرتا ہے مگر رب تعالیٰ اس کی بددعا سے درگزر فرما کر اس کو قبول نہیں فرماتے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَيَدْعُ الْإِنسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ وَكَانَ الْإِنسَانُ عَجُولًا﴾ (بنی اسرائیل: ۱۱)

''اور انسان جس طرح (جلد بازی سے) بھلائی مانگتا ہے اسی طرح برائی مانگتا ہے، اور انسان جلد باز (پیدا ہوا) ہے''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ ہروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ''انسان پریشانی کے وقت جلد بازی میں اپنے آپ پر یا اپنی اولاد اور مال وغیرہ پر بددعا کر بیٹھتا ہے لیکن رب تعالیٰ اس کو قبول نہیں فرماتے۔'' علامہ ثعالبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ''اس کی یہ بددعا قبول نہیں کی جاتی۔''

یہ تو اپنے حق میں تھا تو جب اپنے حق میں قبول نہیں ہوتی تو دوسرے کے حق میں بھلا کیسے قبول ہوسکتی ہے، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

''اس آیت میں دعا کے بعض آداب کی طرف اشارہ ہے کہ دعا مانگنے میں عجلت نہ مچائے خصوصاً بددعا میں اور اس میں بھی خاص طور پر دوسرے کے لئے اور اس میں بھی خصوصاً اپنے انتقام کیلئے بددعا کرنے میں جلدی نہ کرے۔ جیسے بہت سے دعا کرنے والے غیض نفس میں (معمولی رنجش پر) دوسرے مسلمانوں کے لئے بددعا کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ضرور قبول ہوگی گویا کہ خدائی ان کے قبضے[1] میں ہے'' (بیان القرآن ج۶ ص ۷۷ ملحقات الترجمہ)

علامہ واحدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ''اگر رب تعالیٰ لوگوں کی ساری بری دعائیں قبول فرمانے لگیں تو سب کے سب ہلاک ہوجائیں'' اسی لئے حدیث شریف میں اپنی موت کی بددعا کرنے کی ممانعت آئی ہے۔

علما کرام فرماتے ہیں، ''شہادت کی تمنا کرنا اور مکہ یا مدینہ میں موت آنے کی آرزو کرنا مستحب ہے۔

(۵) ہنسی مذاق کی کثرت

بہت زیادہ دل لگی کرنا ہنسنا اور ٹھٹھہ مذاق کرنا آدمی کے رعب کو ختم کرکے دلوں میں کینہ اور بغض پیدا کرتا ہے جو دلوں کی دنیا برباد کرکے اور اندر کے چین کو تباہ کرکے لذت عیش کو ختم کردیتا ہے جس سے زندگی بے برکت اور بے رونق ہوجاتی ہے۔

---

[1] اس میں ان لوگوں کے لیے عبرت ہے جو اپنی بزرگی چمکانے کے لیے ہر وقت دوسروں کے لیے بددعائیہ مژدے جاری کرتے رہتے ہیں اور ان بددعاؤں کے قبول ہونے کو اپنے حق ہونے کا معیار ثابت کرتے ہیں'' (''اعاذنا اللہ من سوء الفھم'')

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ نے فرمایا

''اپنے بھائی سے نہ جھگڑا کرو اور نہ اسے مذاق کرو اور نہ ایسا وعدہ کرو جس کو تم پورا نہ کرو''

افسوس کہ آج کل یہ بات معاشرہ میں ایک تمدنی شکل حاصل کر چکی ہے اور ایسے لوگوں کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جو دوسروں کو ہر وقت پیشہ ورانہ طور پر ہنساتے رہتے ہیں اور انہیں حسن کارکردگی کے تمغے (Pride of Performance) بھی دیئے جاتے ہیں جبکہ نبی کریم ﷺ نے ایسے شخص کے لئے بہت بڑی وعید ذکر فرمائی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا،

''بے شک آدمی اپنے ہم مجلسوں کو ہنسانے کیلئے (خلافِ واقعہ مبنی بر کذب) ایک بات کرتا ہے تو اس کی وجہ سے وہ جہنم کی آگ میں (اتنی گہرائی میں) جا گرتا ہے جو ثریا ستارے (کے زمین سے فاصلے) سے بھی زیادہ دور ہوتی ہے'' (ترمذی)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا

''مذاق کی کثرت دل مار دیتی ہے اور منہ کی رونق ختم کر دیتی ہے''

تو بھلا رزق روزی اور کاروبار و معیشت کی برکت و رونق کو کہاں چھوڑے گی۔

امام نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے تو یہاں تک فرما دیا کہ مجلس میں بے جا مذاق کرنے والے کی نحوست سے اس کے ہم نشین بھی محفوظ نہیں رہتے۔

ہنسی مذاق کے مواقع

کبھی کبھار دل لگی کے طور پر کوئی کلمہ بول دینے میں کوئی حرج نہیں۔ خاص طور پر سفر میں رفقائے سفر کیساتھ ہنسی مذاق کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

اپنی بیوی اور بچوں کی خوشی کیلئے اور ان کی دلبستگی کے لئے ان کے ساتھ مذاق کرنے میں کوئی حرج نہیں کہ یہ نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔

نبی کریم ﷺ کے اس بابت مختلف ارشادات روایات میں آتے ہیں۔ آپ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب انہوں نے ایک شادی شدہ (مطلقہ) خاتون

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے شادی کر لی کہ

''تم نے کنواری کے ساتھ شادی کیوں نہ کی تو اس سے کھیلتا اور وہ تم سے کھیلتی''

ایک بڑھیا سے آپ ﷺ نے دل لگی کے طور پر فرمایا، ''جنت میں بوڑھی عورت داخل نہ ہوگی'' آپ ﷺ کی مراد یہ تھی کہ جنت میں کوئی عورت بوڑھی باقی نہ رہے گی بلکہ وہ دوبارہ جوان ہو جائے گی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے کان ذرا بڑے تھے اس لئے آپ ﷺ انہیں ''اے کانوں والے'' کہہ کر بلاتے تھے، اس طرح کے کئی ارشادات تلاش کرنے پر ذخیرہ احادیث میں مل سکتے ہیں۔

آپ ﷺ نے بچوں کے ساتھ مذاق کرنے اور ان کا دل بہلانے کے بارے میں یہاں تک فرمایا،

''جس کا بچہ ہو تو چاہئے کہ (وہ اس کا دل بہلانے کیلئے) اس کے لئے (خود بھی) بچہ بن جائے''

سچے مذاق کی رب تعالیٰ گرفت نہ فرمائیں گے حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا، ''مذاق کرنے میں اعتدال رکھو کہ اس کی کثرت سے رعب ختم ہو جاتا ہے اور احمق لوگ تجھ پر جرأت کریں گے اور اس کا بالکل چھوڑ دینا اپنے کی ناراضی کا باعث بنے گا اور مخاطبین کو متوحش کرے گا''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کے ساتھ مذاق فرمایا کرتے تھے اور دل لگی کے طور پر ایک دوسرے پر تربوز پھینکتے تھے اور اپنی طاقت آزمانے کے لئے پتھروں کو اٹھاتے اور انہیں توڑتے تھے وغیرہ

اس کے بالمقابل دوسرے کا مذاق اڑانا اور اس کا استہزاء کرنا ہے یہ حرام ہے۔ یہ بات ایک دوسرے کے دل پھاڑ دیتی ہے جس سے معاشرہ میں باہمی عداوت و رنجش جنم لیتی ہے۔ کئی گھرانے دیکھے گئے کہ ان کا باہمی اتفاق اور محبت و الفت ایک دوسرے کی حقارت کرنے کی بھینٹ چڑھ گئی اور اس کا شیرازہ بکھر کر رہ گیا۔ عورتیں خصوصاً اس مرض میں مبتلا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہیں اس لئے رب تعالیٰ نے اس سے ممانعت فرماتے ہوئے جنس انسان کی ان دونوں صنفوں کو الگ الگ مخاطب فرمایا، ارشاد ہے،

﴿لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّنْ نِّسَاءٍ﴾ (الحجرات: ۱۱)

''(مومنو!) کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں)''

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تمسخر اور مزاح میں فرق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں،

''تمسخر وہ ہنسی ہے جس سے دوسرے کی تحقیر اور دل آزاری ہو اور جس سے دوسرے کا دل خوش ہو وہ مزاح کہلاتا ہے۔ یعنی خوش طبعی اور وہ جائز ہے'' (بیان القرآن ج ۱۱ ص ۴۶)

دوسرے کا استحقار، اہانت اور اس کے عیوب کے تذکرے یہ سب کچھ تمسخر میں داخل ہے۔ دوسروں کا مذاق اڑانے والوں کا جو حسرتناک انجام روزِ محشر ہوگا اس کو بیان کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں،

''بے شک لوگوں کا مذاق اڑانے والے کے لئے (میدان محشر میں) جنت کا دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا ''آجاؤ آجاؤ'' جب وہ بڑی تکلیف اور غم کے ساتھ (کسی نہ طرح گھسٹتا لڑھکتا) پہنچے گا تو جنت کا دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ اس کے ایسا کیا جاتا رہے گا حتیٰ کہ اس کیلئے (متعدد بار ایسا کرنے کے بعد) جنت کا دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا کہ ''آجاؤ آجاؤ'' تو وہ اس کی طرف جائے گا ہی نہیں کیونکہ وہ جنت سے مایوس ہو چکا ہوگا''

دوسروں کا مذاق اڑا کر انہیں حسرت میں مبتلا کرنے والے قیامت کے دن وہ حسرت دیکھے گا جو کبھی آس میں نہ بدلے گی۔

دوسروں کے مذاق اڑانے کی ہی ایک قسم کسی کی مصیبت دیکھ کر خوش ہونا ہے جس سے دوسرے کی تکلیف میں اور اضافہ ہوتا ہے۔ احادیث میں اس کو ''شماتت'' کہا گیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دل آزاری کی اس قسم سے بھی منع فرمایا ہے، ارشاد نبوی ہے،

''تم اپنے بھائی کی مصیبت پر خوش نہ ہو، کیا معلوم کہ رب تعالیٰ اس کو عافیت دیکر تمہیں اس مصیبت میں مبتلا کردیں۔'' (ترمذی)

ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے، ''جو کسی کی مصیبت میں خوش ہوگا وہ اس میں مبتلا کیا جائے گا''

شماتت سے بھی بڑھ کر دل آزاری کی ایک قسم کسی کو رو در رو عار دلانا ہے اور اس کو طعنہ دے کر رسواء کرنا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بری عادت سے بھی منع فرمایا ہے اور پر بڑی سخت وعید ارشاد فرمائی ہے ارشاد ہے ''جس نے کسی دوسرے مسلمان کو اس کے کسی گناہ پر عار دلایا وہ مرنے سے پہلے ضرور اس پر عمل کرے گا۔''

اسی لئے کسی دوسرے کو حقیر سمجھنا اس کے گناہ پر نگاہ رکھنا، اس کو اس گناہ کا عار دلانا خود کو اس سے بہتر سمجھنا اور اس کی مصیبت پر خوش ہونا ناجائز اور حرام ہے احادیث میں ان سب باتوں کی ممانعت آئی ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ''حق کو ٹھکرانا، خلق خدا کو حقیر و ذلیل سمجھنا سعادت کے دروازے کو بند کر دیتا ہے تو کسی کو ہرگز حقیر مت سمجھ کیا پتا وہ رب تعالیٰ کا ایک ولی ہو''

جب سعادت کا ہی دروازہ بند ہوگیا تو رحمت اور برکت کا در کیسے کھلے گا؟

(۶) جھوٹا وعدہ

یہ بھی زبان کی ایک آفت ہے کہ جان چھڑانے یا کسی کو ٹالنے یا کسی کا حق دبانے کے لئے کسی سے جھوٹا وعدہ کیا اور اس کو جُل دے کر نکل گئے۔ یہ بھی ایک اخلاقی بیماری ہے جو برکات کو زندگیوں سے اڑا دیتی ہے۔ لیکن زمانے نے کیا رنگ بدل لیا کہ اب وعدہ خلافی کو ہنر اور عقلمندی سمجھا جانے لگا ہے اور کہنے والوں نے یہاں تک کہہ دیا،

''وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہوگیا''

رب تعالیٰ نے قرآن میں وعدہ کو پورا کرنے کی بڑی سختی کے ساتھ تاکید کی ہے اور اس کو اہل ایمان کی امتیازی نشانی بتلایا ہے، ارشاد باری ہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا﴾ (بنی اسرائیل: ۳۴)

''اور عہد کو پورا کرو کہ عہد کے بارے میں ضرور پرسش ہوگی''

''عہد میں تمام احکام الٰہیہ اور تمام عقود جو بندوں کے درمیان ہیں داخل ہیں اور ''خازن'' نے عہد کی جو تفسیر بیان کی ہے وہ ''وعدہ'' کو بھی شامل ہے۔(بیان القرآن ج ۶ ص ۸۴)

وعدہ خود پر ایک بات لازم کرنے کو کہتے ہیں (تفسیر خازن)

اور ''عہد کسی امر کی دوسرے کے ساتھ توثیق اور تاکید کو کہتے ہیں'' (تفسیر کبیر)

لیکن مآل کار مقصود و مطلوب دونوں کا ایک ہی ہے۔رب تعالیٰ نے وعدہ خلافی کو بہت مذموم قرار دیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے،

﴿كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ﴾ (الصف: ۳)

''خدا اس بات سے سخت بیزار ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں''

''اس آیت میں شیخی مارنے اور لافزنی پر مذمت ہے'' (بیان القرآن ج ۱۲ ص ۲)

علامہ واحدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں، ''رب تعالیٰ کو یہ بات سخت ناپسند ہے کہ خود سے ایک وعدہ کر کے اس کے خلاف کرنا اور پھر اس کو پورا نہ کرنا''

حدیث شریف میں وعدہ پورا کرنے کو ''دین'' کہا گیا ہے اور چھوٹے بچے تک کو بہلانے کے واسطے جھوٹ بولنے اور کچھ دینے کا جھوٹا وعدہ کرنے کی مذمت ہے اور وعدہ کر کے پورا نہ کرنے کو منافق کی ایک نشانی قرار دیا ہے۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ''ہمارے نزدیک وعدہ خلافی مکروہ ہے۔ البتہ وعدہ کرتے ہوئے جس کی نیت میں اس کو پورا کرنے کا ارادہ بھی تھا پھر مرض یا بارش وغیرہ کی کوئی رکاوٹ پیش آگئی تو اس کو وعدہ خلاف نہ کہا جائے گا''

''وعدہ کا وجوب دیانۃً ہے اور دوسرے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ وعدہ پورا کرنے کا وجوب عذر نہ ہونے کے وقت ہے عذر کے وقت وجوب ساقط ہو جاتا ہے''

(بیان القرآن ج ۶ ص ۸۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۷) کذب بیانی اور دروغ گوئی یعنی جھوٹ بولنا

یہ زبان ہی کی سب سے بڑی آفت نہیں بلکہ سب سے بڑا اور گھناؤنا گناہ بھی ہے، زمانہ جاہلیت میں بھی شریف لوگ جھوٹ بولنے کو اپنے لئے سب سے بڑی عار سمجھتے تھے۔ ابوجہل جیسا سخت جھگڑالو مشرک بھی نبی کریم ﷺ کی تصدیق کی بابت جھوٹ سے کام نہ لیتا تھا اور آپ ﷺ کو سچا نبی گردانتا تھا لیکن قوم پرستی کی آگ میں جل کر راکھ ہو گیا۔ قرآن کریم میں یہود بے بہبود کو جابجا لعنت ہے ان کی بے شمار بری خصلتوں میں سے ایک جھوٹ بولنا بھی تھا اور ان میں یہ خصلت اتنی ترقی کر چکی تھی کہ بارگاہِ رسالت میں بھی جھوٹ بولنے سے نہ چوکتے تھے اسی گندی اور ناپاک خصلت نے انہیں آسمانی کتابوں میں تحریف کی جسارت پر آمادہ کیا۔ منافقین کا امتیازی وصف یہی دروغ گوئی تھا رب تعالیٰ نے انہیں واشگاف لفظوں میں "کاذبون" کہہ کر پکارا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے،

﴿وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ﴾ (المنافقون: ۱)

"لیکن خدا ظاہر کئے دیتا ہے کہ منافق (دل سے اعتقاد نہ رکھنے کے لحاظ سے) جھوٹے ہیں"

جھوٹ خلاف واقعہ بات کو ظاہر کرنے کو کہتے ہیں۔ خواہ معلوم ہو یا قصداً کہے مگر گناہ فقط جان بوجھ کر خلافِ واقعہ بات کے بیان کرنے پر ہے۔ اس پر بڑی سخت وعید آئی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

"اس شخص کے لئے ہلاکت ہے جو لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولے، اس کے لئے ہلاکت ہے، اسکے لئے ہلاکت ہے" (ترمذی)

رب تعالیٰ نے جھوٹ بولنے کو کفار کا شیوہ قرار دیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿اِنَّمَا يَفْتَرِى الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ﴾

(النمل: ۱۰۵)

"جھوٹ افتراء تو وہی لوگ کیا کرتے ہیں جو خدا کی آیتوں پر ایمان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں لاتے“

ایک مسلمان میں ہر خصلت کی گنجائش ہوسکتی ہے مگر جھوٹ کی نہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا

”مومن کی طبیعت اور فطرت میں ہر خصلت کی گنجائش ہے مگر جھوٹ اور خیانت کی نہیں“ (مسند احمد، شعب الایمان للبیہقی)

جھوٹ اعمال ہی نہیں رزق بھی کھا جاتا ہے اور مال اولاد اور تجارت وغیرہ کی برکت کو مٹا کے رکھ دیتا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”دروغ بیانی رزق کم کر دیتی ہے“

احادیث شریفہ میں اس مذموم فعل سے پرہیز کرنے کی سخت تاکید آئی ہے اور اس کے برے انجام کو بیان کیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

”جھوٹ بولنے سے بچو کیونکہ جھوٹ بدکاری تک لے جاتا ہے اور بدکاری جہنم تک لے جاتی ہے“ (مسلم)

کسی بھی بات میں جھوٹ بولنا حرام ہے البتہ ضرورت کے مواقع اس سے مستثنیٰ ہیں۔

اگر کسی کا جائز مباح کام ایسا اٹکے کہ جھوٹ بولے بغیر نہ نکلے تو جھوٹ بولنا مباح ہوگا اور اگر وہ کام واجبات شرعیہ میں سے ہے اور جھوٹ کے بغیر وہ حاصل ہونا ممکن نظر نہیں آتا تو جھوٹ بولنا بھی واجب ہوگا البتہ فقط عزت و وجاہت یا مال و دولت کو بڑھانے کے لئے جھوٹ بولنا حرام ہے۔

اسی طرح کسی ظالم سے کسی کی جان بچانے کے لئے جھوٹ بولنا جو اس کی جان لینے کے درپے ہو، واجب ہے۔

کسی ظالم کی دست و برد سے اپنا مال بچانے کے لئے جھوٹ بول دینا یا انکار کر دینا بھی حرام نہیں۔

علماء کرام نے اس مقام پر روزمرہ کی زندگی سے تعلق رکھنے والے متعدد امور کو بیان کیا ہے جن میں جھوٹ بولنا جائز بتلایا ہے ان سب کا احصاء اور شمار ہمارے مقصد اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موضوع سے خارج ہے البتہ مدار ان سب کا مضرت اور نقصان کو دفع کرنا ہے۔

خلاف واقعہ بات کی ایک قسم توریہ اور کنایہ بھی ہے۔توریہ کسی شی کی حقیقت کو چھپا کر دوسری بات ظاہر کرنا ہے توریہ نبی کریم ﷺ سے بھی ثابت ہے کہ جب آپ ﷺ کسی سفر کا ارادہ فرماتے تھے تو کسی دیگر سفر سے توریہ کر لیتے تھے۔یعنی غیر مقصود سفر کا اظہار کر کے اس سفر کو اخفاء میں رکھتے تھے۔

توریہ بھی مطلقاً اس وقت مباح ہے جب کوئی دینی شرعی مصلحت ہو وگرنہ مکروہ ہے کیونکہ یہ بھی ایک قسم کا دھوکہ ہے۔

جھوٹ سے کیسے بچا جائے؟

اس کی ایک ہی صورت ہے کہ بلاضرورت بات سے سخت اجتناب کیا جائے کیونکہ جتنی زیادہ باتیں ہوں گی شیطان کے لئے راستہ نکالنا اتنا ہی آسان ہوگا اس لئے حدیث شریف میں ہر ایک بات کو آگے نقل کرنے کی ممانعت آئی ہے کہ مبادا آدمی جھوٹ کا مرتکب نہ ہو جائے کیونکہ ہر سنی سنائی بات کا سچ ہونا ضروری نہیں۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

''آدمی کے گناہ گار ہونے کے لئے یہی بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی بات (دوسروں کو) سنا دے''(مسلم)

جھوٹی قسم

یہ بھی جھوٹ کی قسم ہے جس کی حدیث شریف میں سخت مذمت آئی ہے۔یہ بلا دو امصار کو برکات وخیرات سے بالکل محروم کر دیتی ہے حدیث میں ایسی قسم کو''یمین غموس'' کہا گیا ہے۔غموس کا معنیٰ غرق کر دینا اور ڈبو دینا ہے گویا کہ جھوٹی قسم آدمی کو گناہوں میں غرق کر دیتی ہے اور بے برکتیوں اور نحوستوں میں ڈبو کر رکھ دیتی ہے کیونکہ جھوٹی قسم میں رب کے نام کی حرمت کو پامال کیا جاتا ہے تو اس کی پاداش میں سزا بھی سنگین ملنی چاہئے اس لئے حدیث شریف میں آتا ہے۔

''جھوٹی قسم (عورتوں کے) رحم (یعنی بچہ دانیوں) کو بانجھ اور دیار (وامصار کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھیتیوں) کو بنجر (و بے آب وگیاہ) کردیتی ہے"

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے "جھوٹی قسم مال برباد کردیتی ہے"

"یمین غموس" یہ گزشتہ پر عمداً جھوٹ بولنا ہے اور اس پر رب کا نام لینا ہے تو بھلا اس کی نحوست سے کون بچے گا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

"جھوٹی قسم، قسم کھانے والے کی ذریت پر قیامت تک کے لئے نحوست ہے"

اسی لئے بیع وشراء اور تجارت وغیرہ میں بات بات پر قسم کھانے کی ممانعت آئی ہے کہ اگرچہ بظاہر اس سے کاروبار اور خرید وفروخت فروغ پاتی نظر آتی ہے مگر انجام کار یہ کاروبار کی برکتوں کو مٹا دیتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

"(بے جا) قسم اٹھانا (بظاہر) سودے کو بڑھاتا ہے (مگر درحقیقت کاروبار کی) برکت کو مٹاتا ہے"

جھوٹی قسم اٹھا کر کسی کا حق مارنا کتنا برا فعل ہے نبی کریم ﷺ اس کی مذمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں،

"کسی نے قسم کو آڑ بنا کر کسی مسلمان کا حق مارا رب تعالیٰ اس پر جہنم کو واجب کر دیں گے اور جنت کو اس پر حرام کردیں گے چاہے وہ پیلو کے درخت کی ایک شاخ ہی کیوں نہ ہو پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا .... وَلَا يَنظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ (آل عمران: ۷۷)

"جو لوگ خدا کے اقراروں اور اپنی قسموں (کو بیچ ڈالتے ہیں اور ان) کے عوض تھوڑی سی قیمت حاصل کرتے ہیں ان کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔ ان سے خدا نہ تو کلام کرے گا اور نہ قیامت کے روز ان کی طرف دیکھے گا" (مسلم)

(۸) غیبت

یہ ایک معاشرتی ناسور اور دلوں سے ایک دوسرے کی محبت کو اکھاڑ پھینک دینے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والا ایک عمل اور ایک مسلمان کے سینہ میں کینہ اور بغض کا پلنے والا ایک جرثومہ ہے۔ غیبت الفت کو رنجش میں بدلنے کی بڑی قوی تاثیر رکھتی ہے، غیبت اترنے والی رحمتوں اور برکتوں کو واپس کر دیتی ہے اور معاشرہ پر قساوت و شقاوت کی طنابیں کھینچ دیتی ہے۔

باوجودیکہ ہر شخص جانتا ہے کہ غیبت حرام ہی نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول کو سب سے زیادہ ناپسند بھی ہے اس کے باوجود ہماری نجی اور اجتماعی مجالس اس سے خالی نہیں بلکہ اب تو غیبت کرنا وقت گزاری کا ایک محبوب مشغلہ بن گیا ہے اور اس جدیدیت کے مریض معاشرہ میں ایک فیشن ہی نہیں بلکہ سٹیٹس سمبل بن گیا ہے کہ اس آدمی کو ''تعلیم یافتہ'' اور ''جینٹلمین'' طبقہ میں گنوار سمجھا جاتا ہے جو محض اس لئے خاموش ہو کہ کہیں کسی کی غیبت نہ ہو جائے۔

قرآن کریم میں رب تعالیٰ نے غیبت کو صاف حرام فرمایا ہے، اور اس کو مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

﴿وَ لَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ﴾ (الحجرات: ١٢)

''اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اس سے تو تم ضرور نفرت کرو گے (تو غیبت نہ کرو) اور خدا کا ڈر رکھو بے شک خدا توبہ قبول کرنے والا (اور) مہربان ہے''

''غیبت کسی کے پیچھے اس کی ایسی برائی کرنا ہے کہ اگر اس کے سامنے کی جائے تو اس کو رنج ہو گو وہ سچی ہی بات ہو ورنہ تو بہتان ہے اور پیٹھ پیچھے کی قید سے نہ سمجھا جائے کہ سامنے جائز ہے کہ یہ لمز (یعنی طعنہ دینے) میں داخل ہے جو حرام ہے، غیبت کبیرہ گناہ ہے۔ اس میں حق اللہ ہونے کی وجہ سے توبہ واجب ہے اور حق العبد ہونے کی وجہ سے جس کی غیبت کی ہے اس سے معاف کرانا ضروری ہے۔ البتہ روح المعانی میں لکھا ہے کہ جب تک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بندے تک غیبت نہ پہنچے اس کا حق ثابت نہیں ہوتا۔ البتہ جس کے سامنے کی ہے اس کے سامنے اپنی تکذیب کرنا ضروری ہے۔ (بیان القرآن ج ۱۱ ص ۴۷)

احادیث شریفہ میں غیبت سے بچنے کی بڑی تاکید آئی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

''غیبت سے بچو کہ یہ زنا سے بھی اشد ہے کہ ایک آدمی زنا کرتا ہے اور (پھر) توبہ کر لیتا ہے تو رب تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتے ہیں اور اس کی مغفرت فرما دیتے ہیں اور غیبت کرنے والے کو اس وقت تک معاف نہیں فرماتے جب تک حق والا (جس کی غیبت ہوئی ہے) اس کو معاف نہ کر دے'' (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ایک دوسری حدیث میں اس سے بھی سخت الفاظ میں غیبت کا ذکر کیا گیا ہے کہ ''غیبت اسلام میں (یعنی اسلام لے آنے کے بعد) تیس (دفعہ) زنا (کرنے) سے بھی اشد ہے''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''سود کے (گناہ کے) بہتر (۷۲) دروازے ہیں جس کا سب سے کم دروازہ ماں کے ساتھ زنا کرنے کی طرح ہے اور بدترین سود کسی مسلمان کی آبروریزی کرنا ہے''

جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''غیبت نہ کرنا یہ سترحج کرنے، دس غلام آزاد کرنے اور پہاڑ برابر مال صدقہ کرنے سے بھی افضل ہے۔''

سب سے اشد غیبت وہ ہے جو دوسرے کی ایذاء کا زیادہ سبب بنے اور وہ ہے اس کی ذات میں غیبت اور غیبت جتنی ہلکی ہوتی جائے گی اس کا گناہ بھی اتنا ہلکا ہوتا جائے گا مثلاً کسی کے لباس مکان یا سواری وغیرہ کی غیبت کرنا کہ یہ اس کی ذات اور اعضاء و جوارح اور حرکات و سکنات کی غیبت کرنے سے اخف اور ہلکی ہے۔

اور غیبت فقط الفاظ سے ہی نہیں ہوگی بلکہ یہ ہاتھوں پاؤں آنکھوں اور ابروؤں کے اشاروں تک سے بھی ہوتی ہے اس طرح کسی کے عیوب لکھنا بھی غیبت میں داخل ہے۔

نبی کریم ﷺ نے کسی کے معمولی عیب کے ذکر کو بھی غیبت قرار دے کر دوسرے مسلمان کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیب جوئی اور عیب گوئی کا دروازہ ہی بند کر دیا کہ یہی بات معاشرہ میں باہمی الفت اور ہر طرح کی خیرات و برکات کی ضامن ہے۔ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے فقط اتنا کہہ دیا کہ "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تو صفیہ رضی اللہ عنہا سے یہ ہونا ہی کافی ہے" ان کی مراد تھی کہ حضرت صفیہ کوتاہ قد ہیں تو یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، "تم نے ایک ایسا کلمہ کہا ہے کہ اگر اس کو سمندر میں ڈال دیا جائے تو اس کو بھی بدل دے" (یعنی اس کو کڑوا کر دے) " (ابوداؤد)

غیبت کن کن راستوں سے آسکتی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے ہر راستہ پر پہرہ بٹھا دیا ہے۔جب غیبت کا سننا سنانا عام ہوگا تو معاشرہ میں یہ برائی فروغ پائے گی اس لئے اگر کوئی بخت کا مارا کسی کی غیبت کر ہی رہا ہے تو سننے والا اس کو بولتے ہی چلا نہ جانے دے۔اول تو روک دے وگرنہ اٹھ جائے اور اس کی غیبت نہ سنے وگرنہ وہ بھی گناہ گار ہوگا اور برابر کا گناہ گار ہوگا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

"غیبت کرنے والا اور سننے والا گناہ میں دونوں برابر ہیں'

رب تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایسے لوگوں کے پاس سے اٹھ جانے کو ارشاد فرمایا ہے ارشاد ہے،

﴿فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ﴾ (النساء: ۱۴۰)

"تو جب تک وہ لوگ اور باتیں (نہ) کرنے لگیں ان کے پاس مت بیٹھو۔ورنہ تم بھی انہی جیسے ہو جاؤ گے۔"

یعنی گناہ میں ان کے شریک ہوگے،لہٰذا غیبت کرنے والے کو روک دے اگر یہ ممکن نہ ہو تو اٹھ کر چلا جائے اور کسی وجہ سے اگر یہ بھی مشکل ہو تو ناگواری کے ساتھ بیٹھا رہے اور خود کو ذکر وغیرہ میں مشغول کر لے تاکہ اس کی غیبت کی طرف دھیان ہی نہ جائے۔

(۸) چغلی

یہ زبان کی وہ آفت ہے جو ہنستے بستے گھروں کو اجاڑ کر رکھ دیتی ہے اور زندگی کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوشیوں کے لہلہاتے باغ پر ویرانوں کی وہ خزاں لاتی ہے جو پھر بہار کا منہ مشکل سے ہی دیکھتی ہے۔ ایک رزق کی ہی بے برکتی پر بس نہیں بلکہ قوموں، قبیلوں اور خاندانوں کی جانوں تک سے اس برائی نے ہاتھ رنگے ہیں۔ زندگیوں کی برکات کو ختم کرنے میں اس کا بڑا ہاتھ ہے اس لئے شریعتِ اسلامیہ میں اس کو سخت ترین جرم قرار دے کر حرام ٹھہرایا گیا۔

قرآن کریم میں رب تعالیٰ نے ولید بن مغیرہ دشمنِ اسلام کو بہت سخت ڈانٹ پلائی ہے اور اس کے جرائم کی تفصیلات سے قیامت تک کے لوگوں کو آگاہ کیا۔ اس کو جہنم کی سزا سناتے ہوئے اس پر جو فرد جرم عائد کی ہے اس میں سے ایک ''چغلی'' بھی ہے۔ رب تعالیٰ اس کے بارے فرماتے ہیں،

﴿هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ﴾ (القلم: ۱۱)

''طعن آمیز اشارتیں کرنیوالا چغلیاں لئے پھرنے والا (کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی ایسے شخص کے کہنے میں نہ آجایئے گا)

''اس آیت میں ایک خاص شریر کافر ولید بن مغیرہ کی صفات رذیلہ بیان کر کے اس سے اعراض کرنے اور اس کی بات نہ ماننے کا خصوصی حکم دیا گیا ہے، کما رواہ ابن جریر عن ابن عباسؓ۔ (معارف القرآن ج۸ ص۵۴۳)

رب تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ان برائیوں سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں،''اس آیت میں اخلاقِ ذمیمہ کے اصول مذکور ہیں تاکہ صاحب طریق (بلکہ ہر مسلمان) ان سے بچے''

(بیان القرآن ج۱۲ ص۳۰ ملحقات الترجمہ)

چغلی کی برائی کی شدت کو دیکھتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ،''چغلخور جنت میں داخل نہ ہوگا'' (مسلم)

چغل خور کو جہنم میں کس عذاب سے واسطہ پڑے گا، ارشاد نبوی ہے کہ'' جو چغلی لگاتا پھرے گا اس کے لئے (دوزخ میں) آگ کے دو جوتے (آگ سے) کاٹے جائیں گے جن سے اس کا دماغ کھولنے لگے گا اور اکثر عذاب قبر چغل خوری پیشاب (میں احتیاط

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ کرنا) اور خیانت کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے''

یہ ایک نہایت سنگین جرم اور بڑا گناہ ہے اس سے بچنے کی سخت ترین تاکید آئی ہے۔ چغلخوری یہ کسی کی ایسی بات دوسرے کو پہنچانا ہے جو اس شخص کی طرف سے دوسرے کو بدگمان اور ناراض کر کے باہمی تعلقات خراب کر دے، اس نہایت بری عادت کا نام چغلخوری ہے''

چغلخوری کا ثمرہ باہمی منافرت اور بغض و عداوت کی شکل میں برآمد ہوتا ہے اس لئے دوسرے کے احوال کو دیکھ کر ان کو چھپانا اچھی بات ہے نہ کہ اس کو دوسروں میں پھیلاتے پھرنا۔ البتہ جس بات کے نقل کرنے میں کسی مسلمان کو عزت و آبرو کو فائدہ پہنچے یا اس سے کوئی ضرر دور ہو تو اس کے نقل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

دوسروں کی آبرو کے درپے ہونے والوں کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے

''جو مسلمان بھی دوسرے مسلمان کو رسواء کرنا چاہتا ہے رب تعالیٰ اس کو دنیا و آخرت میں رسواء فرماتے ہیں اور جو کسی مسلمان کی بری بات کو پھیلائے گا رب تعالیٰ اس کو دنیا و آخرت میں عذاب دیں گے''

اس بات کی طرف اس ارشاد باری تعالیٰ میں اشارہ ہے

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾ (النور: ۱۹)

''جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی (یعنی بدکاری کی تہمت کی خبر) پھیلے ان کو دنیا اور آخرت میں دکھ دینے والا عذاب ہوگا۔''

رب کے بندوں میں ان سے برے بندے نہیں جو لوگوں کے عیب ڈھونڈتے پھریں اور سب سے عقلمند انسان وہ ہے جو اپنے عیبوں پر نگاہ اور دوسروں کے عیبوں سے آنکھ بند رکھے۔ نبی کریم ﷺ نے دوسروں کی عیب کی باتوں کی ٹوہ لگانے سے منع فرمایا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشاد ہے،

''لوگوں کی پردہ کی باتوں کو نہ تلاش کرتے پھرو کیونکہ جو اپنے کسی مسلمان بھائی کی پردہ کی بات کی ٹوہ میں رہتا ہے تو رب تعالیٰ اس کی پردہ کی بات کے پیچھے رہتے ہیں اور جس کے پردہ کی بات کے پیچھے رب تعالیٰ ہو جائیں، رب تعالیٰ اس کو رسواء کر کے چھوڑتے ہیں خواہ وہ اپنے گھر میں ہی کیوں نہ ہو'' (ترمذی)

یعنی اس کو گھر بیٹھے رسواء کر دیتے ہیں۔ دوسروں کی ستاری اور پردہ پوشی کی اس قدر فضیلت ہے کہ اس کو رب تعالیٰ کی طرف سے پردہ پوشی نصیب ہوگی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

''جو بندہ بھی کسی دوسرے بندے کی دنیا میں پردہ پوشی کرے گا تو رب تعالیٰ آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔''

جو لوگ دوسروں کے عیبوں کی تلاش میں رہتے ہیں تاکہ انہیں دوسروں میں پھیلائیں وہ رب تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض اور ناپسندیدہ ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

''اور تم میں رب تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ چغلیاں اٹھانے والے ان کی لغزشوں کے درپے ہونے والے اور لوگوں کے درمیان پھوٹ ڈلوانے والے ہیں'' (مسند احمد)

اور جو شخص چھپ کر دوسروں کی باتیں سنتا ہے جو دوسروں کو ناگوار ہو تو ایسے شخص کے کان میں روزِ قیامت پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔

(۹) دورُخا پن

یہ زبان کی وہ بڑی آفت ہے جو کئی قوموں کی جان لے لیتی ہے۔ دورُخا پن یہ ہے کہ دو فریق جن میں باہمی کچھ عداوت ہو ان میں سے ہر ایک کے پاس جا کر ان کی مرضی کے موافق بات کرنا اور دوسرے کے خلاف بدگوئی کر کے انہیں اور بھڑکانا۔ ظاہر ہے کہ اس سے باہمی رنجش و کلفت بڑھے گی نہ کہ گھٹے گی جو برکتوں کو مٹا دیتی ہے نیکیوں کو مونڈ دیتی ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اعمال کو ایسے کھا جاتی ہے جیسے آگ سوکھی لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔

دو رُخے پن کا ایک دوسرا رخ بھی ہے کہ کسی کے منہ پر تو اس کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے اور دوسری جگہ بیٹھ کر اس کی عزت و آبرو کے بخیئے ادھیڑ کے رکھ دیئے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ''یہ بعینہ نفاق ہے'' یقیناً روز محشر ایسے لوگ سخت عذاب میں گرفتار ہوں گے اور انہیں بارگاہ الٰہی سے مجرم قرار دے کر نکال دیا جائے گا۔ بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

''رب تعالیٰ کے سب سے برے بندے وہ ہیں جو ایک کے پاس اور رخ سے جاتا ہے اور دوسرے کے پاس اور رخ سے جاتا ہے'' (متفق علیہ)

ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

''جو شخص دنیا میں دو رُخا ہوگا روزِ قیامت اس کے منہ میں آگ کی دو زبانیں ہوں گی'' (ابوداؤد)

جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ''مومن وہ ہے جس پر زمانہ گزرتا جائے مگر اس کا حال ایک ہی ہو، ایک رخا ہو، ایک ہی طرح کی نصیحت کرتا ہو۔ (گرگٹ کی طرح) رنگ منافق بدلتا ہے تاکہ لوگوں کا مال کھائے وہ ہوا کے رخ پر چلتا ہے۔''

یعنی جیسا زمانہ کا رخ ہوا ویسا ہی اختیار کر لیا اور مومن زبان کا ایک ہی ہوتا ہے۔

البتہ دوسرے کی تالیف قلب کیلئے یا اس کی اصلاحِ احوال کے لئے یا اس کے شر سے بچنے کے لئے اس کے منہ پر وہ بات کہی جا سکتی ہے جو خلاف واقعہ ہو یہ نفاق نہیں بلکہ دوسرے کے لئے خیر خواہی یا اس کے شر سے خود کو بچانا ہے، جیسا کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت محمد یہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہونے کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''اس کو اجازت دے دو، یہ قوم کا برا آدمی ہے'' پھر جب وہ حاضر خدمت ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خندہ پیشانی سے ملاقات فرمائی اور اس کو بڑی بشاشت سے ملے'' (بخاری کتاب الادب)

بے شک یہ نفاق کے باب میں سے نہ تھا بلکہ یہ اس کی خاطر مدارات اور خیر کی طرف مائل کرنا تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ ''یہ قوم کا برا آدمی ہے'' یہ اس کے حال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا بیان تھا تا کہ لوگ اس سے بچیں اور اس پر دھوکہ نہ کھائیں۔ واللہ اعلم۔

(۱۰) ایک دوسرے کے خلاف کرنا اور لڑائی بھڑکانا

اس بات کا ''زبان کی آفت'' ہونا اظہر من الشمس ہے۔ جب لوگ دوسرے کو لڑائی جھگڑے پر آمادہ کریں گے تو نہ جانے وہ کس کس عمل کا ارتکاب کریں گے۔ جس سے وہ رحمتِ خداوندی سے محروم ہو کر رب کے غضب کا شکار ہو جائیں گے۔ رب تعالیٰ کو بندگانِ خدا میں باہمی الفت، محبوب و مطلوب ہے ظاہر ہے کہ جو شخص اس کے خلاف رب کی دھرتی پر اس کے بندوں کو ایک دوسرے کے خلاف لڑاتا پھرے گا وہ رب تعالیٰ کو کس قدر مبغوض ہوگا اور وہ رب کی رحمت و برکت سے کس قدر محروم بھی ہوگا۔ ایسے شخص کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنوں میں شمار نہیں کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

''جس نے بیوی کو اس کے خاوند کے خلاف ابھارا یا کسی غلام کو اس کے آقا کے خلاف ابھارا وہ ہم میں سے نہیں''

البتہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی مد میں کسی کے خلاف بات کرنا جبکہ اس کا بگاڑ اور فساد کھلم کھلا ہو، اور بات ہے احادیث میں اس بات کی بڑی تاکید آئی ہے کہ کسی کی شکایات دوسروں تک نہ پہنچائی جائیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

''میرے صحابہ میں سے کوئی، کسی دوسرے کے بارے میں مجھے کوئی (ایسی ویسی) بات نہ بتلائے کیونکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ جب میں اس دنیا سے جاؤں تو میرا سینہ (سب کے بارے میں) صاف ہو'' (ابوداؤد)

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ مشائخ کے دوسروں کی باتیں نقل کرنے کو ''روایات'' سے تعبیر فرماتے تھے اور نقل روایات کو بہت برا جانتے تھے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول پڑھا ہے کہ ''اکثر مشائخ اس بابت کوتاہی کا شکار ہیں اور مریدین نے تو شیخ کے تقرب کا رستہ ہی ''نقل روایات'' سمجھ لیا ہے کہ بس دوسروں کی باتیں اکابر و مشائخ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے کانوں میں ڈالتے رہو۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو جانوروں کو بھی جو عقل و تکلیف سے خالی ہیں، باہم لڑانے سے منع فرمایا ہے تو بھلا انسانوں کو ایک دوسرے سے لڑانا کس قدر برا اور بڑا گناہ ہوگا۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، "جنوں میں سے بھی شیاطین ہوتے ہیں اور آدمیوں میں سے بھی۔ شیطانِ جن پہلے ایک مومن انسان کو بھٹکانے اور گمراہ کرنے آتا ہے لیکن جب وہ اس مومن بندے کو جادۂ حق سے ہٹانے میں ناکام ہو جاتا ہے تو وہ باغی متمرد اور سرکش انسان کے پاس آتا ہے جو "شیطان انس" میں سے ہوتا ہے۔ وہ شیطان اس کو ایک مومن کے خلاف بھڑکاتا ہے تو وہ اس کی باتوں میں آکر لوگوں میں فتنہ برپا کرتا ہے، آگے وہ بھی شیطان انس کو ہی بھڑکانے میں کامیاب ہوتا ہے۔"

لوگوں کو ایک دوسرے کے خلاف اکسانا اور انہیں باہم دست و گریبان ہونے پر آمادہ کرنے کے لئے سازشیں کرنا رحمت خداوندی اور برکت سماوی سے محروم ہونے کا ایک سبب ہے۔

(۱۱) گالی گلوچ اور دشنام طرازی

یہ زبان کی وہ آفت ہے جو اپنے پس پردہ مصائب و بلایا کو اسی وقت منصۂ شہود پر لے آتی ہے اور جو ہونا ہوتا ہے وہ اسی وقت ہو جاتا ہے۔ ایک گالی بسا اوقات آدمی کو ایسے نقصان کے سامنے لا کھڑا کرتی ہے جو اس کی مرتے دم تک کی زندگی کو بے فیض، بے رونق، بے برکت اور کھوکھلا بنا دیتی ہے۔

یہ وہ بداخلاقی ہے جس سے زمانہ جاہلیت کے لوگ بھی دامن بچا کر گزر جاتے تھے، یہ کسی زبان کے بے لگام ہونے اور اس کی آوارگی کی واضح دلیل ہے، گالی رب کی رحمت کا پردہ پھاڑ دیتی ہے، ایک مسلمان کو گالی دینے کو بے دینی قرار دیا گیا، یہ رزق کی برکتوں کو اٹھا دیتی ہے۔ دشنام طرازی کے عادی شخص کے ساتھ لوگ معاملہ کرنے سے گریز کرتے ہیں اور بسا اوقات یہ گالی ایمان سے محرومی کا سبب بھی بن جاتی ہے مثلاً کسی کو کافر یا اللہ کا دشمن کہہ کر اس پر اڑ جانا وغیرہ۔ اسی لئے قرآن و احادیث میں اس سے بچنے کی بڑی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سخت تاکید آئی ہے۔

شریعت اسلامیہ میں اس کو حرام قرار دے کر اس پر بندش لگادی گئی ہے تاکہ اس کا شیوع معاشرتی انارکی اور خانہ جنگی کی صورت میں نہ نکلے۔ دلوں میں پھوٹ ڈالنے اور باہمی الفت ومحبت کو فی الفور قطع کرنے میں اس کو خاص دخل ہے۔

گالی سے بڑھ کر کسی کو کوئی ایذاء دینا نہیں ہے۔ ایذاء دینے کے بارے میں رب تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں،

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ (الاحزاب: ۵۸)

''اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایسے کام (کی تہمت) سے جو انہوں نے نہ کیا ہو ایذاء دیں تو انہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اپنے سر پر رکھا۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

''کوئی آدمی دوسرے آدمی پر سنگدل ہونے کا الزام نہ لگائے (اور اس کو سنگدلی کا طعنہ نہ دے) اور نہ ہی اس پر کفر کا الزام لگائے اور اگر وہ آدمی ایسا نہ ہوا تو وہ بات اس (کہنے والے) پر لوٹ آئے گی''۔

مومن کو گالی دینے والا گویا کہ ہلاکت میں جا پڑا ہے۔ یہ ایسا برا فعل ہے کہ اس کی ابتداء کرنے والے کے سر دوسرے کی گالیاں بھی پڑتی ہیں اس کو گالی دینے پر بھی اس نے گالی دیکر مجبور کیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

''دو گالیاں دینے والوں نے (باہم ایک دوسرے کو) جو (بھی برا بھلا) کہا اس کا گناہ ان دونوں میں سے گالی کی ابتداء کرنے والے پر ہوگا جب تک کہ (وہ پہلا) مظلوم خود زیادتی نہ کرے''

گالی دوسرے مسلمان کا دل دکھانا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

''جس نے کسی تنگدست مسلمان کا ناحق دل دکھایا گویا کہ (جرم کے اعتبار سے)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے دس مرتبہ کعبہ گرایا اور گویا کہ اس نے دس ملائکہ مقربین کا قتل کیا"

گالی دو مسلمانوں کے درمیان رب کی رحمت و برکت کے پردے کو پھاڑ دیتی ہے۔

اسی لئے کسی مسلمان کو ادنی سی تکلیف دینے کی ممانعت آئی ہے کہ کہیں یہ ایذاء رسانی رب کی رحمتوں کو روک نہ دے اور زندگیوں کی برکتوں کو مٹا نہ دے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جب تم تین آدمی ہو تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آپس میں سرگوشی نہ کرو کیونکہ یہ بات مومن کو اذیت دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ مومن کو اذیت دینے کو ناپسند کرتے ہیں"

احادیث شریفہ میں کسی مسلمان کو غیض کی نظر سے بھی دیکھنے کی ممانعت آئی ہے جو اس کے لئے تکلیف کا باعث ہو اور احسان کر کے جتلانا چونکہ کسی مسلمان کے دل کو اذیت دیتا ہے اس لئے قرآن و حدیث میں اس کو بھی حرام قرار دیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

(۱۲) جھوٹی گواہی

اگرچہ خود جھوٹ بولنا ایک بڑا گناہ ہے اور زبان کی ایک بہت بڑی آفت اور برائی ہے لیکن اس میں جھوٹی گواہی کو کبیرہ گناہ ہونے میں اور رب کے ناراض کرنے میں خاص مقام حاصل ہے۔ جھوٹی گواہی لازماً کسی دوسرے مسلمان کی عزت و آبرو یا جان و مال کے نقصان کا سبب بنتی ہے اسی لئے اس کی گندگی اور لعنت کو قرآن کریم اور حدیث شریف میں شرک کی گندگی کے ساتھ جوڑ کر بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ حُنَفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ﴾ (الحج: ۳۰)

"تم بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹی بات سے اجتناب کرو۔ صرف ایک خدا کے ہو کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا کر"

ترمذی شریف میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا اور تین مرتبہ فرمایا کہ "کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ نہ بتلاؤں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، "کیوں نہیں یا رسول اللہ! (ضرور بتلایئے!) تو آپ ﷺ نے فرمایا (وہ بڑے بڑے گناہ یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں) رب تعالیٰ کیساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹ بولنا اور (معاملات میں) جھوٹی گواہی دینا۔'' (ترمذی)

راویٔ حدیث فرماتے ہیں، ''آپ ﷺ اس کو بار بار فرماتے رہے حتیٰ کہ ہم نے یہ کہا کہ ''کاش اب آپ ﷺ خاموش (ہی) ہو جاتے''

احادیث میں جھوٹی گواہی کو شرک کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ یہ بات زندگی میں خیر و برکت کو رہنے کہاں دے گی۔ اسی لئے جو شخص دوسرے کا مال دبا لینے کے لئے جھوٹی شہادت دیتا ہے حدیث میں آتا ہے کہ ''اس نے اپنے اوپر جہنم کی آگ کو واجب کر لیا''

کسی پاکدامن پر بہتان باندھنا اور اس کے نسب میں طعن کرنا اور اس کو مشکوک بتلانا یہ بھی شہادت زُور (یعنی جھوٹی گواہی دینے) میں داخل ہے، شرع شریف میں اس کو حرام قرار دیکر منع فرمایا گیا ہے اور بتلایا ہے کہ یہ بات حبط اعمال کا سبب ہے اور اعمال ہی ہر طرح کی خیر و برکت کے اترنے کا ذریعہ ہوتے ہیں تو جب وہ ہی برباد ہو گئے تو برکت کہاں اور کیسے؟

قرآن کریم میں ایسے لوگوں پر دنیا و آخرت میں لعنت آئی ہے اور لعنت، رحمت و برکت کے اٹھنے کا نام ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

''کسی پاک دامن عورت پر الزام لگانا سو سال کے عمل کو برباد کر دیتا ہے''

نسب میں طعن کی ایک قسم اپنے نسب کا انکار کرنا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

''جس نے اپنے بیٹے (کا بیٹا ہونے) سے انکار کر دیا جبکہ وہ اسے دیکھ رہا ہے (کہ یہ میرا ہی بیٹا ہے) تو روزِ قیامت رب تعالیٰ اس سے حجاب فرمالیں گے اور اس کو اولین و آخرین کے روبرو رسواء کریں گے''

(۱۴) کفریہ بول بول کر دائرہ اسلام سے نکل جانا

زبان کے بے دریغ استعمال کا ایک خطرناک نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ آدمی کسی کفریہ کلمہ کا اقرار یا اظہار کر بیٹھتا ہے جس سے وہ دائرہ اسلام سے نکل کر رب تعالیٰ کے ہمیشہ ہمیشہ کے نافرمان بندوں میں داخل ہو جاتا ہے۔ یعنی کسی کفریہ کلمہ کی وجہ سے مرتد ہو جاتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، مثلاً رب تعالیٰ کی ربوبیت کا انکار کردے، یا رب تعالیٰ کے کسی نام کا تمسخر اڑادے، یا اس کے کسی امر یا نہی یا وعدہ و وعید کا انکار یا استہزء کردے، یا رب تعالیٰ کو ظالم کہے کہ ان سب باتوں سے آدمی دائرہ اسلام سے نکل جاتا ہے اور یوں اس کی زندگی بھر کی پونجی اکارت جاتی ہے اور اس کی وہ عبادت برباد ہو جاتی ہے جس کی خاطر اس کا بدن راتوں کی نیند ترک کرکے تھکتا تھا جس کی وجہ سے وہ اپنے پہلوؤں کو بہتر استراحت سے جدا رکھتا تھا۔ غرض وہ اس اسلام کی نعمت سے محروم ہو جاتا ہے جو نری خیر، نصیحت اور برکت ہے۔

علما کرام نے کتب فقہ و اخلاق میں کفریہ کلمات کی اقسام کو شمار کرایا ہے جو ضروریات اسلام، ارکانِ اسلام اور شعائر اسلام سے متعلقہ ہیں۔ انہی میں سے ایک بول خود پر وحی کے آنے کا دعویٰ کرنا ہے۔ دوسرے الفاظ میں جھوٹی نبوت کا دعویٰ بھی کفر و زندقہ کی بدترین شکل ہے نبی کریم ﷺ نے ایسے لوگوں کو کذاب اور دجال سے تعبیر فرمایا ہے کہ ایسے لوگ اپنی ضلالت و غوایت میں دجال کے ہم پلہ ہیں اور اس سے کسی طرح کم نہیں۔

کفریہ باتوں میں سے چند باتیں یہ ہیں، صفات باری تعالیٰ کا انکار یا استہزاء اسی طرح صفاتِ نبوت کا انکار یا استہزاء، قرآن کا انکار یا استہزاء، اسی طرح فرشتے، فرشتوں کی صفات اور جنت و دوزخ کا انکار، کسی کے اسلام لے آنے میں روڑے اٹکانا، غیر مسلموں کو مثلاً قادیانیوں، یہودیوں کو پورے یقین کے ساتھ مسلمانوں سے بہتر قرار دینا، قیامت اور اُن جملہ احوال قیامت کا انکار یا استہزاء جو قرآن و احادیث متواترہ سے ثابت ہیں، یا قیامت کی بابت کہنا کہ مجھے قیامت سے کوئی ڈر نہیں اور مقصد قیامت کا مذاق اڑانا ہو، شعائر اسلام مثلاً داڑھی، مساجد، اذان، پردہ، قربانی، حج اور مناسک حج، مکہ، مدینہ، صفا مروہ وغیرہ کا انکار یا استہزاء، کہ یہ سب کفریہ بول ہیں جن سے آدمی مرتد ہو جاتا ہے۔

اسی طرح یہ کہنا کہ ''میں ایمان کو نہیں جانتا، حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کرنا، کسی کو انبیاء سے افضل قرار دینا، حرام کو صریح حلال کہنا، یا کسی صریح حرام کے حلال ہونے کی صدق دل سے تمنا کا اظہار کرنا، کسی کو بلا دلیل و تاویل کافر کہنا کہ یہ سب کلمات آدمی کے ایمان کو سلب کرکے اس کو مخلد فی النار بنا دیتے ہیں جب تک کہ وہ توبہ نہ کرے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبان کا معاملہ نہایت نازک ہے، یہاں پر قدم پھونک پھونک کر رکھا جائے، یہ وہ تیر ہے جو کمان سے نکل کر واپس نہیں آتا، یہ وہ دودھاری تلوار ہے جو اپنے اوپر چلنے والے کے ساتھ ذرا رعایت نہیں کرتی، اس پرخار وادی میں زبان کے بے لگام استعمال سے چلنے والا آبلہ آبلہ ہو جاتا ہے، یہ زبان کی ہی نہیں اپنے انجام کی حفاظت ہے کہ کہیں سارے اعمال حبط نہ ہو جائیں، کہ حبطِ اعمال کے بعد کے انجام کو رب تعالیٰ ان الفاظ میں ذکر فرماتے ہیں،

﴿وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَأُولٰٓئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ﴾ (البقرہ: ۲۱۷)

''اور جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر کر کافر ہو جائے گا اور کافر ہی مرے گا تو ایسے لوگوں کے اعمال دنیا و آخرت میں برباد ہو جائیں گے اور یہی لوگ دوزخ (میں جانے) والے ہیں جس میں ہمیشہ رہیں گے''

یہ سارا مضمون امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی ''کتاب الروضۃ'' میں مذکور ہے''

زبان کی کھیتیاں بڑی خطرناک ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''لوگوں کو اس زبان کی کھیتیوں نے ہی تو منہ کے بل ہلاکت میں پھینکا'' (مسند احمد، ترمذی)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ زبان پکڑ کر اس سے پناہ مانگا کرتے تھے، بعض اکابر دن بھر کے بول لکھ لیتے تھے پھر رات کو ان کو پڑھتے کہ کتنے بول بلاوجہ اور بلاضرورت کہہ گئے۔ لوگوں نے جب اس زبان کی ہلاکت آفرینوں کو دیکھا تو طویل طویل خاموشیوں کو زندگی بھر کا وظیفہ بنا لیا اور کسی شخص کو گہرا غور و فکر کثرتِ کلام سے اجتناب کے بغیر حاصل ہی نہیں ہو سکتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت طویل خاموش رہتے تھے۔ نہایت معمولی کلمات کی گرفت فرماتے۔ بہت ہلکے بول کے تول سے بھی ڈرایا کہ ذرہ ذرہ جانچا پرکھا تولا اور ٹٹولا جائے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی زبان آدمی کو ننگا کر دیتی ہے، ندامت اسی کے ہاتھ سے اٹھانی پڑتی ہے۔ یہ رزق روزی کی محرومیاں اور بے برکتیاں لاتی ہے۔ دل کی دنیا آباد بھی اسی سے ہوتی ہے اور اجڑتی بھی اسی سے ہے۔ یہ اساس بھی ہے اور مقیاس بھی۔ یہ ڈھال بھی ہے اور وبال بھی۔ خوشی اور غم اسی زبان کی مٹھی میں ہے۔ سعادتوں اور شقاوتوں کا دروازہ یہی کھولتی ہے۔ یہی کھولتا پانی بھی پلاتی ہے اور یہی بغیر سر میں درد کرنے والا مشروب بھی پلاتی ہے۔

اور اگر ان سب کو سمیٹ کر اس ایک جملہ میں رکھ دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ

''رب کی رضا بھی یہی لاتی ہے اور رب کی ناراضی بھی یہی لاتی ہے''

اسی لئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''زبان ہی اس لائق ہے کہ اس کو لمبی قید میں ڈال دیا جائے'' بیان کیا جاتا ہے کہ قیس بن ساعدہ اور اکثم بن صیفی ایک جگہ اکٹھے ہوئے تو ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ، ''آپ نے ابن آدم میں کتنے عیب پائے؟'' انہوں نے جواب دیا، ''ان کو شمار کرنا ناممکن ہے لیکن جتنے میں گن پایا ہوں وہ اسی ہزار ہیں۔ لیکن ایک عادت میں نے ایسی پائی ہے کہ اس کی بدولت ان سب عیوب (سے بچا بھی جا سکتا ہے اور ان) پر پردہ بھی ڈالا جا سکتا ہے اور وہ ہے ''زبان کی حفاظت''۔ فضیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ''جس نے اپنی باتوں کا محاسبہ کیا اس کی لایعنی کم ہو جائے گی''

''المھذب والبیان'' میں لکھا ہے کہ ''گناہ دو ہیں، شرمگاہ کا گناہ اور زبان کا گناہ اور ان دونوں میں زیادہ سخت گناہ زبان کا ہے''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''جو مجھے دو جبڑوں کی بیچ کی (چیز یعنی زبان کی) اور دو رانوں کی بیچ کی (یعنی شرمگاہ کی) ضمانت دے دے میں اس کو جنت کی ضمانت دوں گا'' (بخاری)

ایمان و اسلام کے کمال میں سے یہ بات قرار دی گئی کہ آدمی کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے محفوظ رہیں اور ایسا اس وقت ہی ہو سکتا ہے جب زبان کے استعمال میں احتیاط ہو اور زبان کی احتیاط اور حفاظت عزلت گزینی اور گوشہ نشینی میں ہے۔ گمنام زندگی برے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انجام سے حفاظت ہے اور کثرت اختلاط خطرات میں ڈالتا ہے۔ اسی لئے لوگوں سے زیادہ میل جول سے گریز کیا جائے۔

اور سب سے بڑھ کر یہ کہ دل میں خوف خدا اور تقویٰ پیدا کیا جائے جو انسان کو ہر برائی سے بچاتا ہے۔

علماء کرام نے اس موضوع پر جو کچھ لکھا ہے یہ مختصر سا مضمون ''مشتے نمونہ از خروارے'' کا بھی مصداق نہیں۔ اس لئے زبان کی آفات کے موضوع کو اسی پر ختم کر کے دوبارہ ''حصول برکت کے اسباب'' کی طرف لوٹتے ہیں۔

(۱۳) صبح سویرے ہی علم اور رزق کی تلاش میں نکل پڑنا

احادیث شریفہ میں اس کو برکت کے حصول کا ایک سبب قرار دیا گیا ہے۔ صخر غامدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اے اللہ میری امت کے اول وقتوں میں برکت ڈال دے''

حضرت صخر رضی اللہ عنہ تاجر تھے وہ اپنا مال تجارت صبح سویرے ہی بھیج دیتے تھے اس کی برکت سے وہ بے حد دولت مند بن گئے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''رزق کی طلب میں صبح سویرے نکل جاؤ کیونکہ صبح سویرے نکلنا برکت اور کامیابی ہے''۔

متعدد احادیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ صبح سویرے کام کاج، طلب رزق اور حصول علم کے لئے نکل جانا برکت اور کامیابی کا سبب ہے۔ ہماری زندگیوں میں جن بے برکتیوں کا مشاہدہ ہے ان میں سے ایک اہم سبب یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت صبح کی نماز ادا نہیں کرتی اور پڑی سوتی رہتی ہے حالانکہ وہ وقت برکت اور خیر کے نازل ہونے کا ہوتا ہے پھر جو لوگ کسی طرح نماز پڑھ بھی لیتے ہیں وہ نماز کے بعد اکثر سو جاتے ہیں اور جب برکت کا وقت نکل جاتا ہے پھر اپنے کام کاج پر جانے کے لئے مستعد ہوتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۴) نکاح

رزق اور روزی اور زندگی میں برکت کا ایک بڑا ذریعہ نکاح ہے۔ ہمارے بڑوں بزرگوں میں یہ بات مشہور تھی کہ عورت اپنا رزق ساتھ لاتی ہے اور بسا اوقات اس کی قسمت کا رزق خاوند کو بھی خوشحال کر دیتا ہے۔

مرد اور عورت انسانی معاشرہ کے دو اہم رکن اور زندگی کی گاڑی کے دو پہیے ہیں فطری طور پر جنسِ انسانی کی ان دونوں صنفوں میں ایک دوسرے کے ساتھ اختلاط اور میل جول کا جذبہ ہے۔ شریعت اسلامیہ نے ناجائز طور پر اس اختلاط کو بڑی شد و مد کے ساتھ روکا ہے اور اس کے ارتکاب پر شدید وعید اخروی اور سخت سزائے دنیاوی مقرر فرمائی ہے اسلام کے معتدل اور فطری مذہب میں اس فطری تقاضے کو بالکل ہی دبا دینا درست نہ تھا اس لئے مرد و عورت کے باہم اختلاط اور میل کا ایک جائز اور صحیح طریقہ اسلام نے مقرر کیا ہے جس کو قرآن وسنت کی اصطلاح میں نکاح کہتے ہیں۔

نکاح یعنی شادی زندگی کا ایک نیا اور حسین موڑ ہے۔ اس بندھن میں بندھ کر آدمی امنگوں اور آرزوؤں کے ایک اور جہان میں جا پہنچتا ہے۔ زندگی ایک نئی کروٹ لیتی ہے۔ اس نئی صبح کی کرنیں جب اس خالی آنگن میں پڑتی ہیں جو کبھی سیاہ رات کی طرح ویران تھا تو وہ جگمگا اٹھتا ہے۔ زندگی کی وہ پہلی دھوپ جب غازۂ رخسار پر پڑتی ہے تو اس کے حسن میں اور نکھار پیدا کرتی ہے۔ آدمی ایک نئے اور گرم جذبہ و ولولہ کے ساتھ میدان عمل میں اترتا ہے۔ ظاہر ہے کہ طبعی، حسی اور عادی طور پر بھی یہ دیکھا گیا ہے کہ لگاتار محنت جو برکتیں لاتی ہے وہ سست اور کاہل کوشش نہیں لاتی۔ خوابیدہ دل زندگی کی رفتار مدھم کر دیتا ہے اور بیدار دل اس میں بجلی کی چمک اور کوند پیدا کر دیتا ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا کہ

مجھے ڈر ہے دل زندہ، کہیں تو نہ مر جائے
کہ زندگانی نام ہے تیرے جینے سے"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب آدمی زنجیر نکاح کا اسیر بن جاتا ہے تو زندگی خود کشاں کشاں اس کو اپنی طرف کھینچتی ہے اس میں متانت ووقار اور عمل کی سنجیدگی پیدا ہوتی ہے اور یہی وہ جوہر ہے جو انسان کے لئے کلید کامیابی ہے اس لئے احادیث میں نکاح کی بڑی تاکید آئی ہے۔

اسلام ایک زندہ متحرک اور باعمل معاشرہ چاہتا ہے جس میں عہدی، بے عمل، نکھٹو کھٹور اور پاجی لوگ نہ ہوں اسلام کی تازہ زندگی میں ان باسی لوگوں کی گنجائش نہیں۔ اسلام ان کے اس بے کیف و بے احساس عمل پر نالاں ہے۔ اسی لئے قرآن نے نکاح پر زور دیا ہے تاکہ صرف نسل انسانی کی بقاہی کا انتظام نہ ہو بلکہ معاشرہ میں ایک پاکیزہ جیتا جاگتا عملی ماحول وجود میں آئے۔ قرآن کریم نے معاشرتی زندگی کے امور میں سے سب سے زیادہ نکاح کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے کہ کن عورتوں سے اور کتنی عورتوں سے نکاح جائز ہے، ان کے ساتھ خلوت اور مباشرت اور طلاق کی کیا کیا صورتیں ہیں، عورتوں کا مہر، ان کے حقوق ان سے معاشرت و موانست کے متعلق کیا کیا احکام ہیں۔ ان کی اولاد، اولاد کی تربیت و پرورش، کس طرح ہو؟ غرض نکاح کے ہر پہلو کو قرآن نے واضح کیا ہے ان سب کی تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

نکاح کے بارے میں رب تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ فضل و برکت کا سبب ہے،

﴿وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ (النور: ۳۲)

''اور اپنی قوم کی بیوہ عورتوں کے نکاح کر دیا کرو اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں کے بھی جو نیک ہوں (نکاح کر دیا کرو) اگر وہ مفلس ہوں گے تو خدا اپنے فضل سے انہیں خوشحال کر دے گا''۔

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں،'' رب تعالیٰ نے اس آیت میں نکاح کرنے پر غنا کا وعدہ فرمایا ہے۔ (ابن کثیر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا، ''تم نکاح کرنے میں رب تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرو تو اللہ تعالیٰ نے غنا عطا فرمانے کا جو وعدہ فرمایا ہے وہ پورا فرمادیں گے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَاءَ کی تلاوت فرمائی''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، ''تم غنی ہونا چاہتے ہو تو نکاح کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے،

﴿اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَاءَ یُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾

(ابن کثیر) (معارف القرآن ج ٦ ص ٤١٢)

رب تعالیٰ نکاح کے ذریعے عفت طلب کرنے والے کی مدد کرنے کا وعدہ فرماتے ہیں نکاح رزق کھینچتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

''تم پر نکاح کرنا لازم ہے کہ یہ رزق کھینچتا ہے''

ایک روایت میں یہ الفاظ آتے ہیں، ''رزق کو نکاح کے ذریعے ڈھونڈو''

نکاح میں بظاہر معاشی ذمہ داریوں میں اضافہ نظر آتا ہے اور فقر و افلاس کا اندیشہ لگتا ہے اسی لئے نکاح کو محض اس اندیشہ سے ترک کرنا برا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

''جس نے محتاجی کے ڈر سے نکاح چھوڑا وہ ہم میں سے نہیں اور رب تعالیٰ اس پر دو فرشتے مقرر فرمادیتے ہیں جو اس کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں لکھ دیتے ہیں کہ ''اے رب تعالیٰ کی سنت (یعنی مقرر کئے ہوئے حکم) کو ضائع کرنے والے، رزقِ خداوندی کی کمی کی بشارت لے لے''

نکاح سے انسان کا نہ صرف انسانی معاشرہ میں وقار بڑھتا ہے بلکہ یہ ملاء اعلیٰ میں بھی ذی وقار بن جاتا ہے اور رب تعالیٰ اس کی عبادت کو زیادہ قدر کے ساتھ قبول فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"(شادی شدہ) عیال دار کی ایک رکعت کنوارے کی ستر رکعات سے بہتر ہے"

درحقیقت تہی دست ومفلس تو بے نکاح انسان ہے خواہ مرد ہو یا عورت۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "مسکینوں کا مسکین وہ مرد ہے جو عورت (یعنی بیوی) کے بغیر ہو اگرچہ (بظاہر) مالدار بھی ہو، اور مسکینوں کی مسکین وہ عورت ہے جو خاوند کے بغیر ہو چاہے مال والی ہو۔"

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح رزق کے بند دروازوں کی چابی ہے، ایک شخص نے فقر ومحتاجی کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، "تم پر نکاح کرنا لازم ہے۔"

متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لوگوں کو اس بارے میں ایسی نصیحت کرنا مروی ہے۔

عورت کیسی ہو؟

اس بابت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو معیار مقرر فرمایا ہے وہ مادی منافع پر نہیں بلکہ روحانی منافع پر مبنی ہے گو ان سے مادی منافع کا حاصل ہونا بھی ظاہر ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایسی عورت سے نکاح کرنے کی ترغیب دی ہے جو نیک سیرت، بچے جننے والی اور کنواری ہو۔ کنواری سے نکاح کرنا زیادہ بہتر ہے۔ کنواری عورت کے احادیث میں بے شمار فضائل آئے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا،

"کنواری عورتوں (سے نکاح) کو لازم پکڑو، کہ یہ شیریں دھن، زیادہ بچے جننے والی اور تھوڑے پر راضی ہونے والی ہوتی ہیں"۔

اور اس لئے بھی کہ کثرت اولاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے روزِ قیامت باعث فخر ہوگی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا،

"بہت محبت کرنے والی اور بہت بچے جننے والی عورت سے نکاح کرو کہ قیامت کے دن میں تمہاری (کثرت تعداد کی) وجہ سے (دوسری) امتوں پر فخر کروں گا حتیٰ کہ تمہارے قبل از وقت پیدا ہونے والے بچے پر بھی" (ابوداؤد)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچے جننے والی عورت کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا،

''بچے جننے والی کالی عورت اس حسین عورت سے بہتر ہے جو بچہ نہ جنے''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اولاد کی تمنا رکھنے کی تاکید فرمائی ہے، ارشاد نبوی ہے۔

''اولاد طلب کرو اور اس کو (بچہ جننے والی بیویوں کے ذریعے) تلاش کرو کہ یہ آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی کلی ہے اور بوڑھی (یعنی عمر رسیدہ شادی شدہ خواہ طلاق یافتہ خواہ بیوہ) اور بانجھ عورت سے (نکاح کرنے سے) بچو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''بانجھ عورت میں کوئی خیر نہیں''

عرب بانجھ عورتوں کو پسند نہیں کرتے تھے، اولاد بھی رب تعالیٰ کا ایک رزق ہے احادیث میں اولاد کے لئے کوشش کرنے کی تاکید آئی ہے کہ اگر اولاد پیدا ہوگی تو اپنا رزق لے کر آئے گی جو والدین کے لئے بھی دنیاوی واخروی سعادت ونجابت کا سبب بنے گی، کیونکہ رب تعالیٰ فرماتے ہیں،

﴿نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ﴾ (بنی اسرائیل: ۳۱)

''ان کو (یعنی اولاد) اور تم کو ہم ہی رزق دیتے ہیں''

اولاد نری برکت اور گھر کی رونق ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

''جس گھر میں بچے نہ ہوں وہ بے برکتا ہے''

اولاد ہر حال میں خیر ہے بچہ اپنی پیدائش کے وقت ہر طرح کی خدمت کا محتاج ہوتا ہے۔ اس کی اس وقت کی خدمت اجر محض اور باعث رضائے الٰہی ہوتی ہے۔ اگر بچپن میں مر جائے تو آخرت کا ذخیرہ کہ ایک بخشی بخشائی سفارشی روح ہمارے جانے سے پہلے ہماری سفارش کرنے کے لئے تیار بیٹھی ہے[1] جو بالآخر والدین کو جنت میں لے جا کر ہی دم لے گی۔ ایک حدیث میں یہاں تک آتا ہے کہ، ''جس وقت روزِ قیامت خلق خدا کا حساب ہو رہا ہوگا۔ یہ بچے میدان قیامت میں (ایک جگہ) اکٹھے ہو جائیں گے۔ فرشتوں سے کہا

---

[1] بندہ محمد آصف نسیم کو بھی رب تعالیٰ نے ایک معصوم اولاد کی وفات کی سعادت سے سرفراز فرمایا ہے رب تعالیٰ اس ننھی جان کو اس گناہ گار کے لیے باعثِ شفاعت ومغفرت بنائے۔ آمین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے گا کہ انہیں جنت میں لے جاؤ۔ وہ جنت کے دروازے پر ٹھہر جائیں گے، انہیں کہا جائے گا، ''مسلمانوں کی اولادوں کو خوش آمدید! جنت میں داخل ہو جاؤ (آج) تم پر کوئی حساب نہیں'' وہ کہیں گے۔ ''(ہم داخل ہو جائیں) اور (کیا) اپنے والدین کو چھوڑ دیں؟ تو کہا جائے گا کہ، ''وہ تمہاری طرح نہیں ان کے کچھ گناہ ہیں جن کا ان سے حساب لیا جا رہا ہے''۔ تو جنت کے دروازے پر وہ سب ایک اور بلند آواز کے ساتھ رونے لگیں گے اور کہیں گے کہ، ''ہم جنت میں اپنے والدین کے بغیر داخل نہ ہوں گے'' تو رب تعالیٰ فرشتوں سے ارشاد فرمائیں گے، ''(اس قیامت کے) مجمع میں گھس جاؤ اور ان کے والدین کے ہاتھ پکڑ (کر انہیں یہاں) لاؤ'' پس وہ فرشتے ان کے والدین کو ان بچوں کے ساتھ جنت میں داخل کریں گے۔''

پھر جب وہ بچے ذرا سنِ شعور کو پہنچتے ہیں اور دین کی تعلیم حاصل کرنا شروع کرتے ہیں تو ''بسم اللہ'' سیکھتے ہی ان کے والدین کو جہنم کی آگ سے گلو خلاصی کا پروانہ عطا کر دیا جاتا ہے۔ ثعالبی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طویل حدیث نقل کی ہے جس کے آخر میں ہے کہ، ''بے شک جب معلم بچے سے کہتا ہے کہ، ''بسم اللہ'' کہو'' پھر وہ بچہ ''بسم اللہ'' کہتا ہے تو اس بچے کے لئے، اس کے والدین کے لئے اور اس معلم کے لئے آگ سے برأت (کا پروانہ) لکھ لیا جاتا ہے'' بچہ جب تک نابالغ رہتا ہے اس کی نیکیاں جہاں اس کے نامہ اعمال میں درج کی جاتی ہیں وہیں والدین کے لئے بھی لکھ لی جاتی ہیں اور اس کے برے فعل کو نہ اس کے حق میں لکھا جاتا ہے اور نہ ہی والدین کے حق میں۔

اولاد کے نیک اعمال والدین کو دنیا و آخرت دونوں میں کام آتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

''جس نے قرآن پڑھا (یعنی حفظ یاد کیا) اور اس کے احکام پر عمل کیا تو قیامت کے دن اس کے والدین کو ایک ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے بھی زیادہ بہتر (اور چمکدار) ہوگی۔'' (مسند احمد۔ابوداؤد)

متعدد روایات میں یہ مضمون آتا ہے کہ جو بچہ قرآن سیکھ لیتا ہے اس کے والدین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے خواہ وہ کافر ہی ہوں، عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔

بہر حال اولاد اس جہاں کی بڑی ٹھنڈی اور باعث رحمت نعمت ہے۔ یہ ہر حال میں نفع ہی نفع ہے حیات میں بھی اور مرنے پیچھے بھی حتیٰ کہ یہ اولاد اس وقت بھی کام آتی رہتی ہے جب آدمی کو اس کا کوئی فعل سوائے چند افعال کے، کام نہیں آتا ان میں سے ایک نیک اولاد بنا جانے کا فعل بھی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

''جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کا (ہر) عمل ختم ہو جاتا ہے (یعنی اب وہ عمل کرنے سے قاصر ہو جاتا ہے) سوائے تین (اعمال) کے (ایک) صدقہ جاریہ (جو اس کے مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے) یا (دوسرا) وہ علم جس سے نفع اٹھایا جاتا رہے (کہ مثلاً کسی کو علم سکھلا گیا وہ دوسروں کو سکھلاتا رہا یوں یہ سلسلہ چلتا رہے یا کوئی کتاب لکھ گیا جس سے لوگ رہتی دنیا تک نفع اٹھاتے رہیں) یا (تیسرا) اس کا نیک بیٹا جو (مرنے پیچھے) اس کے لئے دعا کرتا رہے'' مناسب ہے کہ اس مقام پر برکت کے اسباب میں سے ایک سبب وہ بھی ذکر کر دیا جائے جس سے اس زمانہ میں دیکھا دیکھی شدید غفلت ہو رہی ہے اور وہ ہے مہر کا زیادہ مقرر نہ کرنا۔ اب مہر زیادہ مقرر کرنا ایک معاشرتی مرض ہی نہیں بلکہ وجاہت کی علامت بن چکا ہے جس کو ہمارے جدید دور کی زبان میں ''سٹیٹس سمبل'' کہتے ہیں یہ بات جہاں لوگوں کے شادی کرنے میں شدید رکاوٹ بن چکی ہے وہیں نکاح کی برکت کو ختم کرنے میں بھی اس کو بڑا دخل ہے۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ جن نکاحوں میں مہر کی مقدار اتنی زیادہ رکھی جاتی ہے جو خاوند کی ہمت ادائیگی سے زیادہ ہوتی ہے وہ شادیاں بہت جلد رنجشوں اور نا اتفاقیوں کا شکار ہو جاتی ہیں۔ پھر یا تو زندگی بھر بے لذتی اور بے کیفی رہتی ہے یا پھر انجام طلاق نکلتا ہے اور یہ شادیاں بابرکت کیسے ہو سکتی ہیں؟ جب کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

''بہت بابرکت عورتیں وہ ہیں جو صورت کی اچھی ہوں اور ان کا مہر کم ہو۔''

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ

''عورت کی برکت اس کا جلد شادی کر دینا اور اس کی جلد اولاد ہونا اور اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہر کا آسان (یعنی کم) ہونا ہے" ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ، "برکت، عورت، گھوڑے اور گھر میں ہے" (رواہ الحمیدی)

مفسرین فرماتے ہیں کہ عورت کی برکت اس کے مہر کا کم ہونا، صورت و سیرت کا اچھا ہونا اور اس کی اولاد کا زیادہ ہونا ہے"

جبکہ ایک دوسری حدیث بالکل ان ہی تین چیزوں میں نحوست کی روایت ہے اور ایسا اس وقت ہے کہ جب عورت میں اس کے برعکس صفات ہوں۔ معلوم ہوا کہ مہر کی زیادتی عورت میں بے برکتی اور نحوست کا سبب ہے۔

احادیث میں بابرکت عورت کی دیگر علامات بھی لکھی ہیں جس سے اچھی اولاد پیدا ہوتی ہے مناسب ہے کہ ان سب کی رعایت رکھتے ہوئے نکاح کیا جائے۔ واللہ اعلم

(۱۵) حمد و شکر کی کثرت

اس سے بڑھ کر برکت کا سبب اور کیا ہوسکتا ہے کہ جس ذات نے برکت نازل فرمائی ہے اس نے اپنی لاریب "کتاب ہدایت" میں صاف صاف فرمادیا ہے کہ تم شکر کرو میں تمہاری نعمتیں بڑھاؤں گا ارشاد باری تعالیٰ ہے،

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ (ابراھیم: ۷)

"اگر تم شکر کروگے تو میں تمہیں (اور) زیادہ دوں گا"

رب تعالیٰ کیا کیا اور کتنا بڑھائیں گے خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں خواہ دونوں جہانوں میں، اس کو بیان نہیں فرمایا۔ اس سے عموم سمجھ میں آتا ہے کہ جب بندے کثرت کے ساتھ رب تعالیٰ کا شکر ادا کریں گے تو رب تعالیٰ ان کو ہر طرح کی خیر و برکت اور نعمتوں کی زیادتی نصیب فرمائیں گے۔ کثرت سے ظاہری کثرت ہی مراد نہیں مقصد یہ ہے کہ زندگی کے تمام اہم اور ضروری کام بسہولت ہوتے چلے جائیں گے اور ان کی راہ میں حائل تمام رکاوٹیں اور پریشانیاں خود بخود دور ہوتی جائیں گی۔ خواہ یہ کاربرآری اسباب کی کثرت سے ہو یا جتنے اسباب فراہم اور مہیا ہیں ان ہی سے وہ کام نکل آئیں کہ عادۃً اتنے اسباب سے ایسے کام نہ نکلتے ہوں کہ یہی برکت ہے اور یہی رب تعالیٰ کی طرف سے نعمتوں کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادتی ہے۔

شکر وہ برکات لاتا ہے جو کسی دوسرے عمل سے نصیب نہیں ہوتیں۔ شکر کی توفیق نصیب ہی اس لئے ہوتی ہے کہ رب تعالیٰ بندے کو اپنی نعمت سے نوازے نہ کہ محروم کرے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

''رب تعالیٰ بندے کو شکر (اسی لئے) رزق فرماتا ہے (یعنی عطا فرماتا ہے) کہ اس کو زیادتی (نعمت) سے محروم (نہ) کرے''

رب تعالیٰ نے شکر کی ادائیگی کو اپنے اور بندے کے درمیان ایک لین دین قرار دیا ہے۔ دیکھئے حدیث شریف میں رب تعالیٰ بندے کے دیئے کی کس قدر قدردانی فرما رہے ہیں کہ بندے کے دیئے کو جو ''شکر ہے'' اس نعمت خداوندی سے جو اس نے لی ہے، بہتر فرما رہے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

''رب تعالیٰ بندے پر جو بھی عنایت فرماتے ہیں چھوٹی ہو یا بڑی جس پر وہ ''الحمد للہ'' کہتا ہے تو اس نے جو لیا ہے، اس سے بہتر دیا ہے'' (یعنی بارگاہ الٰہی میں اس لئے کہ قدردانی میں پیش کیا) ہے۔ واللہ اعلم)''

مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

''بے شک رب تعالیٰ اس بندے سے راضی ہوتے ہیں جو ایک لقمہ کھاتا ہے اور اس پر رب تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہے اور ایک گھونٹ پیتا ہے اور اس پر رب تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہے'' (مسلم)

حمد و شکر رب تعالیٰ کی رضا کے وسیلے ٹھہرے، رب کی رضا ہی زندگیوں میں برکتوں کے رنگ بھرتی ہے۔ یہی وہ عنایت ہے جو سیاہ راتوں کو صبح کے روشن سپیدوں میں تبدیلی کرتی ہے۔ قرآن کریم میں رب تعالیٰ کی ''رضوان'' کو سب سے بڑی نعمت قرار دیا گیا ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے گا تو زندگی بھر کی عبادتوں، ریاضتوں، محنتوں، مجاہدوں، قربانیوں اور شہادتوں تک سے مقصود صرف اور صرف رضائے الٰہی کا حصول ہے کہ اگر وہ حاصل ہو گئی تو سارے کام بن گئے اور اگر وہ نہ ملی تو سارے ہی کام بگڑ گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صبر و ثبات اور شکر و ثنا صاف ہدایت کے راستوں میں سے ایک راستہ ہے۔ ہدایت یافتہ انسان زندگی کے ہر شعبہ میں دیانتدار اور پاکیزہ کردار کا حامل ہوگا۔ اس کا بے داغ عمل اور پر کیف جذبہ ہی اس کی خلوتوں جلوتوں میں برکتوں کی بارش برسائے گا اور اس کو وہ روحانیت نصیب ہوگی جو مادی اسباب کے واسطے سے عطا ہونا ضروری نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

''جو آزمائش میں ڈالا گیا اور اس نے صبر کیا، اور (نعمت) عطا کیا گیا تو شکر کیا، اور ظلم کیا گیا تو معاف کیا، اور ظلم کر بیٹھا تو استغفار کیا تو انہی لوگوں کے لئے (دنیا و آخرت کے شدائد و مصائب، مشکلات، پریشانیوں اور بے برکتیوں سے) امن ہے اور ایسے لوگ راہ یاب (وہدایت یافتہ) ہیں''

احادیث میں شکر کی اس فضیلت کی بنا پر شکر گزار کھانے والے کو روزہ دار صبر کرنے والے کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ یہ فضیلت نفلی روزہ کی بابت ہے وگرنہ فرض روزہ رکھنے والا ہر حال میں افضل ہے۔ رب تعالیٰ کو بندوں سے شکر کی ادائیگی اس قدر محبوب ہے کہ شکر ادا نہ کرنے والے کو مبغوض قرار دیا ہے اور بندوں کا شکر ادا کرنے والے کو بھی رب کا شکر گزار قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ ایک بندہ دوسرے پر جو احسان بھی کرے گا وہ بھی دراصل انہی نعمتوں میں سے کرے گا جو اس کو رب تعالیٰ نے عطا فرما رکھی ہیں تو گویا اس بندے کی شکر گزاری بھی بالواسطہ رب تعالیٰ کی شکر گزاری ہوئی اور اس کے احسان کی شکر گزاری سے اعراض درحقیقت نعمت خداوندی پر شکر سے اعراض ہے۔

اسی لئے احادیث میں اس بات کی ترغیب آئی ہے کہ رب تعالیٰ بندوں پر اپنی نعمتوں کے اثرات دیکھنا چاہتے ہیں کہ یہ دراصل نعمت خداوندی کی قدردانی اور اس پر شکر کا عملی اظہار ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

''جس کو کوئی خیر عطا کی گئی جو اس پر نظر نہ آئی (کہ اس نے مثلاً مال وغیرہ چھپا لیا اور اس سے اچھا لباس وغیرہ نہ خریدا) تو اس کا نام ''رب تعالیٰ کا مبغوض'' (اور) ''رب کی نعمتوں سے لڑنے والا'' رکھ دیا جاتا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکر کی حقیقت

شکر کی حقیقت یہ ہے کہ ’’بندہ رب تعالیٰ کی نعمت اور فضل پر دل سے خوش ہو پھر اس نعمت کے مقتضاء پر عمل کرے۔‘‘

مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں،

’’اس دنیا میں دکھ سکھ، رنج وکلفت، خوشی وآرام، صحت ومرض، تنگدستی وخوشحالی، راحت وبے چینی، شادی غمی، تلخی وشرینی، بہار خزاں، گرمی سردی، خوشگواری ناخوش گواری غرض جو کچھ بھی ہے وہ سب کا سب رب تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اس لیے اہل ایمان بندوں کا یہ حال ہوتا ہے کہ وہ دکھ اور مصیبت میں جزع فزع، حیرانی وسراسیمگی کی بجائے صبر وثبات اور استقلال کو اپناتے ہوئے تلخ وناگوار حالات کا استقبال کرتے ہیں اور اس کے ساتھ اس کو مہمان خداوندی سمجھتے ہوئے اکرام واجلال کا سلوک کرتے ہیں اور یہ یقین رکھتے ہیں کہ یہ دکھ جس ذات نے بھیجے ہیں وہی ان کو دور بھی کرے گا۔

دوسری طرف جب انہیں سازگار اور موافق حالات پیش آتے ہیں اور من چاہی ساری مرادیں مل جاتی ہیں اور فرحت وسرور اور خوشی وشادمانی کے جملہ اسباب میسر آتے ہیں تو اس کو بجائے اپنا کمال سمجھنے کے رب کی عطائے محض قرار دیتے ہیں اور ان کا یہ یقین ہوتا ہے کہ جس رب نے یہ سب کچھ عطا فرمایا ہے وہ اس کو چھین بھی سکتا ہے۔ اسی لیے وہ اس پر اس خدا کا شکر ادا کرتے ہیں جس نے یہ سب نعمتیں عطا کی ہوتی ہیں۔‘‘

(معارف الحدیث ج ۲ص ۲۹۹ بتصرف وملخصا)

شکر کی اقسام

شکر زبان سے بھی ہوتا ہے اور اعضاء وجوارح اور قلب سے بھی ہوتا ہے۔

اعضاء جوارح کا شکر یہ ہے کہ انہیں رب تعالیٰ کی اطاعت میں استعمال کیا جائے اور انہیں رب تعالیٰ کی نعمتوں کی مدد سے گناہوں میں استعمال کرنے سے بچا جائے۔ آنکھ کا شکر یہ ہے کہ اس کو مسلمانوں کے عیب دیکھنے سے اور گناہ کی طرف دیکھنے سے بچایا جائے۔ کسی مسلمان کی تحریر کو بھی چھپ کر پڑھنا حرام ہے تو دوسرے کے گناہوں کا کیا حال ہوگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کان کا شکر یہ ہے کہ اس کو رب تعالیٰ کی منع کردہ آوازوں مثلاً گانوں وغیرہ سے اور کسی کی برائی سننے سے بچایا جائے، پیٹ کا شکر یہ ہے کہ اس کو حرام اور مشتبہ کھانے سے بچایا جائے۔

ہاتھ کا شکر یہ ہے کہ اس کو مسلمانوں کی اعانت اور دین کی تقویت کے لیے استعمال کیا جائے اور کسی مسلمان پر ظلم ڈھانے اور کسی کو اذیت دینے کے ارتکاب میں اس کو استعمال کرنے سے گریز کیا جائے اور اپنے ہاتھ کو دوسروں کے مال اور امانتوں میں ظلم و خیانت کرنے سے بچائے اور اس ہاتھ سے وہ نہ لکھے جس کا بولنا حرام ہے کیونکہ ''قلم'' کو بھی ایک زبان کہا گیا ہے۔

بغیر اجازت کسی دوسرے کے مال کو استعمال کرنا بھی ہاتھ کے استعمال کی ناشکری ہے حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ نے بغیر اجازت دوسرے کے کپڑے سے ہاتھ کو صاف کرنے سے منع فرمایا ہے،

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے،

''اس کپڑے سے ہاتھ صاف نہ کرو جس کو تم پہنتے نہیں۔''

اس طرح نبی کریم ﷺ نے بلاوجہ کسی کی طرف چھری سے اشارہ کرنے سے بلاوجہ کسی کو بٹہ مارنے سے، بلاوجہ کسی ضعیف جانور مثلاً چڑیا وغیرہ کو مارنے سے، محض مزاح کے طور پر کسی دوسرے کی شے استعمال کرنے سے بھی منع فرمایا ہے،

ہاتھ کی بدترین ناشکری اس سے وہ تصویریں بنانا ہے جو جاندار ہوں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

''ہر مصور (ذی روح جاندار کی تصویر بنانے والا) جہنم میں ہوگا۔''

اور اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں اترتے جس میں تصویر ہو یقیناً وہ گھر بڑا بے برکت ہوتا ہے۔ شرمگاہ کا شکر اس کو زنا اور لواطت سے بچانا ہے جو حرام ہے اور اس کی حفاظت اس وقت ہی ممکن ہے جب نظر کی حفاظت کی جائے اور قلب کو حرام خیالات کے ہجوم اور پیٹ کو بلاوجہ بھرنے سے بچایا جائے۔ پاؤں کا شکر یہ ہے کہ اس کو رب تعالیٰ کی اطاعت، نیکیوں کے حصول، مظلوم کی سفارش اور حاجتمندوں کی اعانت میں استعمال کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے اور اس قدم کو رب کی حرام کردہ باتوں کے دروازوں تک نہ لے جایا جائے کہ یہ حرام ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ان اعضاء و جوارح کی جملہ حرکات و سکنات رب تعالیٰ کی نعمتیں ہیں ان کا شکر یہ ہے کہ انہیں رب تعالیٰ کی اطاعت میں استعمال کیا جائے اور ان میں سے کسی کو بھی رب کی نافرمانی میں حرکت تک نہ دی جائے۔

دل کا شکر بڑی لطیف و باریک بات ہے جس کی صحیح تعبیر تو حضرات صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ دل میں یاد خداوندی، کا دائمی مراقبہ ہو، دل ہر وقت خوف خدا سے لبریز ہو اور اس بات کا استحضار ہو کہ وہ ذات جس سے زمین و آسمان کا کوئی ذرہ مخفی نہیں، وہ مجھے دیکھ رہی ہے اور مخلوقات خداوندی رب کی عظیم نشانیوں اور عالم ملکوت میں غور و فکر کرتا رہے کہ حدیث میں گھڑی بھر کے فکر و تدبر کو ایک سال کی عبادت سے افضل قرار دیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ رب تعالیٰ اور مسلمانوں کے ساتھ نیک گمان رکھنا، ساری مخلوق کے لیے دل میں محبت و شفقت رکھنا، حسد، کینہ، کھوٹ، ریاء، کبر اور عُجب وغیرہ امراض سے دل کو پاک رکھنا یہ سب دل کے شکر میں داخل ہے۔ ان میں سے بھی خاص طور پر حسد سے بچے کہ بخل تو دوسرے کو اپنی شے نہ دینے کا نام ہے جبکہ حسد یہ دوسرے پر بھی رب تعالیٰ کی نعمت کی بابت بخل کرنا ہے کہ یہ نعمت اس کو کیوں ملی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

"کینہ اور حسد نیکیوں کو یوں کھا جاتا ہے جیسے آگ (سوکھی) لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔" (ابوداؤد)

ریاکاری کو احادیث شریفہ میں ہلاک کر دینے والی باتوں میں شمار کیا گیا ہے۔ علماء کرام نے دین میں ریاکاری کو حرام بتلایا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، "یہ کبائر میں سے ہے"۔

عُجب اور کبر یہ خود کو تو اپنی نظروں میں بڑا سمجھنا ہے اور دوسروں کو بنظر حقارت دیکھنا ہے۔ متکبر اپنے کو کی جانے والی نصیحت اور وعظ کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیتا ہے اور جو اس کی بات کاٹے ناک بھوں چڑھاتا ہے۔ احادیث میں تو اس شخص کے بھی جنت میں داخل نہ ہونے کی وعید ہے جس کے دل میں ذرا برابر بھی کبر ہو اور جو ایسا منہ چڑھا متکبر ہو؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم شریف میں روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

''جس کے دل میں ذرہ برابر بھی کبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' (مسلم)

حاتم اصم فرماتے ہیں، ''ہر متکبر اس دنیا سے ذلت کو دیکھ کر ہی مرتا ہے۔'' امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''متکبر ہر وہ شخص ہے جو خود کو خلق خدا میں سے کسی سے بھی بہتر سمجھے اور بڑا اور بہتر شخص وہ ہے جو آخرت میں رب تعالیٰ کے حضور بڑا اور بہتر ہوگا''۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ متکبر کی ایک انوکھی نشانی بتلاتے ہیں جس میں ہمارے اس زمانے کے خام اور نام نہاد متدین بری طرح مبتلا ہیں۔ وہ فرماتے ہیں ''یہ بات بھی تکبر میں داخل ہے کہ کوئی شخص خود کو دوسرے پر بیتنے والے احوال کا سبب جنوائے۔ مثلاً اس کو کسی سے شکایت تھی، اتنے میں وہ مر گیا یا کسی مرض میں مبتلا ہو گیا تو یہ صاحب کہنے لگے کہ ''دیکھا اس کے ساتھ کیا [1] ہوا'' وغیرہ وغیرہ۔ یہ لوگ نہیں جانتے کہ (گزشتہ امتوں میں) کچھ لوگوں نے انبیاء کرام علیہ السلام کو ستایا اور وہ لوگ کسی (قدرتی) انتقام کے بغیر زندہ رہے بلکہ بسا اوقات تو ان ستانے والوں میں سے بعض میں اس نبی پر ایمان لا کر دارین میں سعادت و نجابت کے مستحق ٹھہرے۔'' زبان کا شکر اس کو ذکر و تلاوت، وعظ و ارشاد اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں استعمال کرنا ہے۔

علماء کرام نے حمد و ثناء کے کچھ صیغے لکھے ہیں تا کہ زبان رب تعالیٰ کی حمد کی بیان کا حق ادا کر سکے، ابو سعد متولی فرماتے ہیں،

سب سے بڑا کلمہ حمد آدمی کا یہ کہنا ہے۔''الحمد لله حمدا یوافی نعمه ویکافی مزیده'' ''سب تعریفیں اللہ کی ہیں، ایسی تعریف جو اس کی نعمتوں کا پورا پورا حق ادا کر دے اور اس کی مزید نعمتوں کا بدلہ ہو۔''

اور سب سے بڑی اور بہتر ثنا یہ ہے،

﴿سبحانک لانحصی ثناءً علیک انت کما اثنیت علی

[1] ہمارے اس زمانہ میں اس سے بھی بڑھ کر کچھ طرح دار اور وضع دار لوگ پائے جاتے ہیں جو اپنے ساتھ معمولی سا اختلاف رکھنے والوں کے پاؤں میں چبھنے والے کانٹے تک کو اپنے حق ہونے کی دلیل اور اپنی بزرگی کا ثبوت جنواتے ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نفسک فلک الحمد حتیٰ ترضی﴾

''اے اللہ! تیری ذات پاک ہے ہم تیری تعریف نہیں کر سکتے تو ویسا ہی ہے جیسا کہ خود تو نے اپنی تعریف کی ہے پس ساری تعریفیں تیرے لیے ہیں حتیٰ کہ تو راضی ہو جائے۔''

کہتے ہیں کہ یہ دعا رب تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اس وقت تعلیم فرمائی تھی جب انہوں نے کسب معاش میں اشتغال کی وجہ سے قلت وقت کی شکایت کی اور ایک جامع حمد وثنا وحی فرمانے کی درخواست کی۔

بہر حال شکر یہ منعم حقیقی کی ذات پاک کی معرفتِ حاصل کرنے کا نام ہے۔

(۱۶) درود شریف کی کثرت

سرورِ کائنات حضرتِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی امت پر سب سے زیادہ حق ہے۔ یہ مختصر سی زندگی اس قرض کو چکانے میں گزر جائے تو غنیمت ہے کہ آقائے نامدار کے احسانات یاد کرتے جایئے اور درود وسلام کے ہدیئے بھیج بھیج کر نمناک نگاہوں سے التماس و التجاء کرتے جایئے کہ میرے پاس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق کی ادائیگی کے لائق کچھ بھی نہیں۔ سوائے ان الفاظ کے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم کے فیض ہی سے ملے ہیں۔ ہم غلام فقط اس احسان کا بدلہ بھی ادا کرنے سے قاصر ہیں کہ ہمیں توشہ عرب وعجم کی ذات والا صفات کی تعریف وتوصیف کا سلیقہ تک نہیں یہ ان ہی کی نگاہ کرم ہے کہ ہم نااہلوں کو اپنے روبرو کچھ بھیجنے کے آداب خود سکھلا دیئے وگرنہ ہم ہیچ در ہیچ لوگوں کے پاس اس قرض سے سبکدوشی کی کوئی راہ نہ تھی کہ

ع ''کیا فکر کی جولانی، کیا عرض ہنر مندی
توصیفِ پیغمبر ہے توفیقِ خداوندی''

ہمارے پراگندہ افکار، اپاہج جذبے، افسردہ دل، علیل عقیدے اور فرسودہ الفاظ بھلا آں حضور کی شان ''ورفعنالک ذکرک'' کی تعبیر وتوصیف کیسے کر سکتے تھے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ع "نعت میں کیسے کہوں ان کی رضا سے پہلے
میرے ماتھے پہ پسینہ ہے ثناء سے پہلے"

"اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ" کے بعد بھلا کس کے لیے مجال و گنجائش باقی ہے کہ وہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجے جبکہ خالق کائنات نے اپنے اس خُلق کے تذکرہ کے بعد خود فرما بھی دیا کہ

﴿صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾

اس سے بڑھ کر سعادتوں کے عقدے اور کہاں کھل سکتے ہیں، رحمتوں کے در اور کہاں وا ہو سکتے ہیں اور برکتوں کے نور اور کہاں برس سکتے ہیں جہاں درود و سلام کی مجلس لگی ہو، میر مجلس خود خدا ہو، فرشتے ہم نوا ہوں اور شمع محفل احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ ہوں اور ہم جیسے کم نصیبوں کے مقدر کیوں نہ چمک اٹھیں جب اس محفل میں کچھ پیش کرنے کی سعادت ہمیں بھی نصیب ہو جائے کہ

ع خدا خود میر مجلس بود اندر لامکاں خسرو
محمد ﷺ شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم"

اس عالم پر جب شرک و کفر کے منحوس سائے منڈلا رہے تھے، عصبیتوں اور جہالتوں کے جھنڈے پھریرے لے لے کر لہلہا رہے تھے، زندگی پر ایک مردنی چھائی تھی، چہار سو ناامیدیوں کے گھٹا ٹوپ اندھیرے تھے، وہ ذات اقدس حراء سے رحمتوں اور برکتوں کا وہ نسخہ کیمیا لایا کہ جاں بلب لب گور زندگی کو حیات نو مل گئی، امنگوں اور امیدوں کی صبح کے سپیدے آفاق عالم پر نمودار ہوئے اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ زندگی ایک سعادت مند زندگی بن گئی۔ اندھیروں کے لیے نقارہ کوچ بج گیا۔ نحوستیں، ظلمتیں الٹے قدموں واپس ہوئیں، رحمتوں نے ڈیرے ڈالے اور خدا، رحیم و کریم خدا، رب رحمان، رحمۃ للعالمین ﷺ کے وسیلے اور فیض سے اس جہاں پر اپنی رحمتوں اور برکتوں کے در کھولنے لگا۔ معمولی معمولی باتوں پر بڑے بڑے انعام دینے لگا غرض اپنی دھرتی کو بے برکتی سے پاک کر کے بابرکت بنا دیا۔

یقیناً ہم گنہگاروں پر آقائے دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا سب سے بڑا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حق یہ ہے کہ آپ ﷺ پھر درود پڑھیے اور درود پڑھتے پڑھتے ہی زندگی بتا دیجئے۔ پھر دیکھئے کہ رحمتیں کیسے ہم پر گھنگھور گھٹاؤں کی طرح چھم چھم نہ برسیں گی اور برکتوں کی باران سیل رواں سے زمین جل تھل کیوں نہ ہوگی کہ درود وسلام کے ہدیے پیش کرنے والوں کے ساتھ جناب رسول اللہ ﷺ یوں ہی فرماتے ہیں کہ

ع درد کے واسطے ہوئی بارش رحمت نبی ﷺ
اشک بہ اشک، یم بہ یم، سیل بہ سیل، جُو بہ جُو

(درد کاکوری)

احادیث شریفہ میں نبی کریم ﷺ پر درود وسلام کی کثرت کی بڑی ترغیبات آئی ہیں اور اس مسعود ومحمود فعل کو کل سعادتوں اور نجابتوں کا مدار بتلایا گیا ہے۔ اس بابت احادیث کی اتنی کثرت ہے کہ جن کا شمار مشکل ہے۔ علماء کرام نے آں جناب ﷺ کی عظمت ورفعت، حق تعظیم ومحبت واطاعت کو بڑی تفصیل سے لکھا ہے، مجھ سا ناکارہ نہ جناب رسالت مآب میں کچھ کہنے کے قابل ہے اور نہ اتنی صلاحیت رکھتا ہے۔ ہمارے اخیر زمانہ میں برکۃ العصر جناب شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''فضائل درود شریف'' کے نام سے ایک رسالہ لکھا ہے جس میں ذات والا صفات کی بابت درود شریف پڑھنے کے متعلق بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے مجھ ناکارہ کو اس رسالہ کے پڑھنے کے بعد فقط یہ سمجھ میں آتا ہے کہ

''رب تعالیٰ نے ساری برکتیں آپ ﷺ کی ذات اقدس میں رکھ دی ہیں، آپ ﷺ ہی سارے جہانوں میں برکتیں بانٹتے ہیں، آپ ﷺ کے در کے سوالی کو ہی برکتیں ملیں گی، اور ان برکتوں کے حصول کیلئے ''درود پاک'' سے بڑھ کر کوئی ''سوال'' کا وسیلہ اور طریقہ نہیں، تو بس پھر

ع عمر اقبالؔ یوں ہی بسر ہو، ہر نفس یاد خیر البشر ہو
صبح تا شام ذکر مسلسل اور راتوں کو پیہم شبینے

(اقبال عظیم)

ع یہی ہے خالدؔ اساسِ رحمت، یہی ہے خالد بنائے رحمت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ کا عرفان زندگی ہے، نبی ﷺ کا عرفان بندگی ہے

(خالد محمود)

ع کبھی اے شکیل دل سے نہ مٹے خیال احمد ﷺ
اسی آرزو میں مرنا، اسی آرزو میں جینا

(شکیل بدیوانی)

اب ذیل میں دو احادیث فضائل درود شریف کی ملاحظہ کیجئے!

نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

''جس نے ایک دن میں مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجا رب تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری فرمائیں گے، ستر (۷۰) اس کی آخرت کی اور تیں اس کی دنیا کی''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا

''جس نے کسی کتاب میں مجھ پر درود بھیجا (یعنی لکھا) تو جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا فرشتے اس کی مغفرت کی دعا کرتے رہیں گے۔''

﴿صَلَّی اللّٰہ علیہ وسلم﴾ (نسیم)

درود شریف کے مسائل و فضائل معروف ہیں۔ علماء کرام نے درود پاک کے افضل صیغوں پر مستقل کتابچے لکھے ہیں۔ آخری بات یہ عرض کرنی ہے کہ جس نے اس در دولت سے دو جہاں کی سعادتیں اور برکتیں نہ سمیٹیں حقیقی محروم اور بدنصیب وہی ہے، وہی آخرت میں سب سے بڑا بخیل اور خالی ہاتھ ہوگا۔ وہ رحمۃ للعالمین، شافع محشر، ساقی کوثر اس کو پھر بھی اپنی شفاعت کی کملی میں چھپالیں گے لیکن آپ ﷺ سے نگاہیں چار کیسے ہوں گی جو درود و سلام سے یہ زبان تر نہ رہی ہوگی کہ

ع ''کسی غم گسار کی محنتوں کا یہ خوب میں نے صلہ دیا
کہ جو میرے غم سے گھلا کیا، اسے میں نے دل سے بھلا دیا
کبھی اے عنایتِ کم نظر ترے دل میں یہ بھی کسک ہوئی؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو تبسم رخِ زیست تھا اسے تیرے غم نے رُلا دیا"

(پروفیسر عنایت علی خان)

(۱۷) یتیم کے ساتھ حسن سلوک

یہ وہ انسان ہے جو ابھی سن بلوغ کو نہ پہنچا ہو کہ اس کے والد کا انتقال ہو گیا، پھر وہ اس بے رحم زمانہ کے ہاتھوں ہر طرح کی شفقت ومہربانی سے محروم ہو گیا۔کوئی اس کا پرسان حال نہ ہو جو اس کے ساتھ حسن سلوک کرے گا۔رب تعالیٰ اور اس کے پیغمبر کی نگاہوں میں بڑا عزیز اور محبوب ہوگا۔قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں یتیم کے ساتھ حسن سلوک کی بڑی تاکید آئی ہے کہ کسی انسان کا یہ فعل رحمت وبرکت خداوندی کے اترنے کا ایک بڑی اور قوی سبب وذریعہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے،

﴿فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ﴾ (الضحیٰ: ۹)

"تو تم بھی یتیم پر ستم نہ کرنا۔"

یتیم کے ساتھ حسن سلوک کو نبی کریم ﷺ نے حاجت براری کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ایک شخص نے دل کی سختی کی شکایت کی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

"کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تیرا دل نرم ہو اور تیری حاجت پوری ہو؟ اس نے عرض کیا۔"جی ہاں!" تو آپ ﷺ نے فرمایا؟" (تو پھر) تو یتیم پر رحم کر اور اس کے سر پر ہاتھ پھیر اور اس کو اپنے کھانے میں سے کھلا، تیرا دل نرم ہوگا اور تیری حاجت پوری ہوگی۔"

نبی کریم ﷺ نے اس محتاج طبقہ کی خبر گیری، ہمدردی ومعاونت کی بڑی تاکید وتلقین فرمائی ہے اور اس کو اعلیٰ درجہ کی نیکی قرار دے کر اس پر بڑے بڑے انعامات خداوندی کے ملنے کی بشارت سنائی ہے اور اس گھر کو رحمتوں کا گہوارہ بتلایا ہے جس میں ایک یتیم کے ساتھ حسن سلوک ہو رہا ہو، اپنے کھانے پینے میں یتیم کو شریک کرنے پر جنت کی ضمانت کی بشارت ہے۔یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنے سے جتنے بال اس کے ہاتھ کے نیچے آ جائیں گے ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی ملے گی۔ایک خطا مٹا دی جائے گی اور ایک درجہ بلند کیا جائے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گا۔اور جس گھر میں یتیم کے ساتھ بدسلوکی ہوتی ہو وہ بدترین گھر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

''جب یتیم کو مارا جاتا ہے تو اس کی بکاء کی وجہ سے عرش (الٰہی) لرز اٹھتا ہے۔'' تو رب تعالیٰ باوجود سب سے زیادہ جاننے والے ہونے کے سوال فرماتے ہیں، ''اس کو کس نے مارا ہے جس کے باپ کو میں نے (قبر کی) مٹی میں چھپا دیا ہے؟ تو فرشتے کہتے ہیں ''ہمیں اس کی کچھ خبر نہیں،'' تو رب تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں،''میں تمہیں اس بات کا گواہ بناتا ہوں کہ جس نے یتیم کو راضی کیا میں اس کو اپنے پاس (کی خصوصی نعمتوں) سے راضی کروں گا۔''

حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں،''یتیم کا حکم تیرے بیٹے کے حکم کی طرح ہے''۔

علماء کرام نے یتیم کے ساتھ بدسلوکی، اس کے مال کو کھا جانے کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔رب تعالیٰ نے یتیم کے مال کو کھانے کو پیٹ میں جہنم کی آگ بھرنے سے تعبیر کیا ہے۔

یتیم کے مال کے متعلق کتب فقہ میں مفصل احکام لکھے ہیں۔ان کو وہاں دیکھ لیا جائے۔بہرحال یتیم کے ساتھ حسن سلوک رب تعالیٰ کی رضا و رضوان اور خیر و برکت کے حصول کا ایک ذریعہ ہے۔

(۱۸) کمزوروں، حاجتمندوں اور تنگدستوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا

قرآن و حدیث میں خلق خدا کے اس کمزور طبقہ پر شفقت و عنایت کرنے کی بڑی تاکید آئی ہے۔مسلم شریف کی ایک طویل حدیث میں ارشاد نبوی ہے کہ

''جس نے کسی تنگدست پر سہولت کی رب تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس پر سہولت فرمائیں گے...... اور رب تعالیٰ اس وقت تک بندے کی مدد میں رہتے ہیں جب تک کہ وہ اپنے بھائی (کی حاجت براری کیلئے اس) کی مدد میں رہتا ہے۔..........'' (مسلم)

حدیث شریف میں بشارت ہے کہ جب تم کسی تنگدست کی تنگی کو دور کرو گے تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رب تعالیٰ تمہاری ہر تنگی کو دور کرے گا۔ مسلمان کی حاجت پوری کرنے کو عمر بھر رب تعالیٰ کی خدمت کرنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ایک مسلمان بھائی کی حاجت روائی کیلئے چلنے پر شہید کا اجر لکھا جاتا ہے۔ خلقِ خدا خدا کا کنبہ ہے اور رب تعالیٰ کو وہ شخص بڑا محبوب ہے جو اس کے کنبہ کی حفاظت و نگہداشت کرے''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا

''خلقِ خدا رب تعالیٰ کی عیال (اور اس کا کنبہ) ہے، رب تعالیٰ کو وہ بندہ سب سے زیادہ محبوب ہے جو خدا کی عیال کو نفع دے۔''

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

لوگوں کی حاجات پورا کرنے والا طبقہ کس قدر سعادت مند ہے، نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں،

''بے شک رب تعالیٰ کی (اس کے بندوں میں) ایک مخلوق ہے جن کو رب تعالیٰ نے مسلمانوں کی حاجتوں کے لیے پیدا فرمایا ہے کہ جن کے ہاتھوں پر ان کی حاجات پوری کی جاتی ہیں، روز قیامت یہی لوگ امن والے ہوں گے۔''

امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمار کے دربان کو وصیت کی کہ ''تو مجھے ایک بات کی ضمانت دے دے میں تمہیں تین باتوں کی ضمانت دیتا ہوں، تو مجھے اس بات کی ضمانت دے کہ تو دار الخلافہ میں ہر غلام کی حاجت براری کے لیے کھڑا ہو گا تو میں تمہیں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ تو (حکمرانوں کی) تلوار کی بھینٹ کبھی نہ چڑھے گا، تو کبھی قید خانہ کا منہ نہ دیکھے گا اور کبھی فقر و تنگدستی تیرے گھر میں داخل نہ ہو گی۔''

جو کسی مسلمان کو اس کی آبرو ریزی ہونے سے بچائے گا رب تعالیٰ اس کی وہاں مدد فرمائیں گے جہاں یہ اپنی مدد کا خواہشمند ہو گا اور رب تعالیٰ اس کے دشمنوں پر اس کی مدد فرمائیں گے۔ لوگوں پر رحمت، رحمت خداوندی کو کھینچتی ہے، پھر زندگی برکتوں سے بھر جاتی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

''رب تعالیٰ فرماتے ہیں، ''اگر تم میری رحمت چاہتے ہو تو میری خلق پر رحم کرو۔''

اور فرمایا، ''رحم کرنیوالوں پر (رب) رحمان رحم فرماتا ہے۔ تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والا تم پر رحم کرے گا۔" (ابوداؤد۔ترمذی)

ظاہر ہے کہ بے رحم پر رحم نہیں کیا جاتا۔ ایک چڑیا پر بھی رحم آخرت میں کام آ جائے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

"جہنم کی آگ میں ایک پکارنے والا پکارے گا" اے حنان، اے منان! مجھے آگ سے نجات دے۔" رب تعالیٰ (دوزخ کے داروغہ) "مالک" کو حکم دیں گے (کہ اس کو نکال کر ہمارے سامنے پیش کرو) مالک ان کو دوزخ سے نکالیں گے یہاں تک کہ رب تعالیٰ کے حضور آ کھڑا ہوگا۔ رب تعالیٰ (اس سے) سوال فرمائیں گے" کیا تم نے کسی شے پر رحم کیا جو میں تم پر رحم کروں؟" تو وہ کہے گا" اے میرے رب! میں نے ایک چڑیا پر رحم کیا تھا" (تو اس کو چڑیا پر رحم کرنے کی برکت سے معاف کر دیا جائے گا)۔

خلق خدا پر رحم کرنے پر رب تعالیٰ کی رحمت کے ظہور کے بے شمار انوکھے واقعات کتب سیرت و اخلاق میں درج ہیں۔ ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ "خلق خدا کے ساتھ سلوک واحسان، ان پر رحمت و شفقت، ان پر عنایت و عطایہ رب تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کے دروازے کھولتی ہے اور رب رحمان کی رحمت کو جوش دلاتی ہے پھر وہ ذات دینے پر آتی ہے جس کے پاس کسی شے کی کمی نہیں اور اسے کسی کمی کا ڈر نہیں۔"

اس کمزور طبقہ کی مدد جہاں ان کی حاجات کے پورا کرنے سے ہوتی ہے وہیں ان کے ساتھ نرم کلامی سے گفتگو کرنے، ان کا اکرام کرنے اور ان کی زیارت و خبر گیری کرنے سے بھی ہوتی ہے کمزوروں کا اکرام خدا تعالیٰ سے رزق دلاتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "کمزوروں کا اکرام کرو بے شک تمہیں کمزوروں کی (برکت کی) وجہ سے نصرت اور رزق عنایت کیا جاتا ہے۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "میری امت کے فقراء کی وجہ سے دنیا و آخرت میں رحمت اترتی ہے۔"

ضعیفوں کو راضی کرنے سے رب کی رضا حاصل ہوتی ہے اور انہیں ناراض کرنے سے رب تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ

"جس نے کمزور کا اکرام کیا رب تعالیٰ اس کا اکرام کریں گے اور جس نے کمزور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو ناراض کیا رب تعالیٰ اس کو ناراض کریں گے۔" یہ دنیا کمزوروں کی برکت سے آباد ہے، اس دنیا کی چھل پہل کو مال و دولت اور اسباب حیات کی کثرت سے آباد نہ سمجھا جائے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح ارشاد فرمادیا ہے کہ

"اگر فقراء نہ ہوتے تو اغنیاء ہلاک ہو جاتے۔" کمزوروں کا خیال رکھنا رب کی نعمت کو پورا کرتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ رب تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کرتے ہوئے فرمایا، "جب مالدار فقراء کو وسعت و کشائش والے تنگدستوں کو اور عافیت والے مصیبت زدوں کو یاد رکھتے ہیں تو میں ان پر اپنی نعمت پوری کر دیتا ہوں۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ "بارِالٰہا! میں آپ کو کہاں ڈھونڈوں؟ فرمایا، "ان مساکین کے پاس جن کے دل میری وجہ سے ٹوٹے رہتے ہیں۔" مساکین سے رحمت خداوندی کبھی جدا نہیں ہوتی۔ ان کی ہم نشینی دوسروں کو بھی موردِ رحمت بنا دیتی ہے۔ ان کی برکت سے رب کا رزق زمین پر پھیلایا جاتا ہے۔ غرباء و مساکین کی فضیلت اور ان کی برکت کے لیے یہی بات بس ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذات اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اس طبقہ کو پسند فرمایا ہے، دنیا میں بھی، آخرت میں بھی، ان ہی کے ساتھ جینے مرنے کو پسند فرمایا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔

"اے اللہ! مجھے مسکین بنا کر زندہ رکھ اور مجھے مسکینی میں موت دے
اور میرا (روز قیامت) زمرہ مساکین میں حشر فرما۔"

(۱۹) طلب علم اور علماء و مشائخ کی صحبت و اکرام

یہ دونوں افعال زندگیوں میں برکت کے اترنے کا بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ علم کے سراپا خیر اور برکت ہونے میں تو اشکال نہیں۔ علماء و مشائخ کی تعظیم و توقیر رب تعالیٰ کی رضا و رضوان کے اترنے کا ذریعہ ہے کہ یہ انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں اور انبیاء کرام اس دنیا میں اخروی اور دنیاوی سعادتیں اور برکتیں ہی بانٹنے تو آئے تھے۔ اب ان کی یہ وراثت علماء و مشائخ بانٹتے ہیں۔ ان کی تعظیم و توقیر اور مجالست و ہم نشینی ان برکات کے حصول کا ذریعہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ نے صاف ارشاد فرمایا ہے، ''برکت ان کے بڑوں کے ساتھ ہے۔'' یعنی علماء واتقیاء کے ساتھ ہے۔ اس کی دلیل یہ ارشاد نبوی ہے۔

''بڑوں کے آگے چلنا کبر ہے، بڑوں کے آگے ملعون ہی چلتا ہے۔'' لوگوں نے عرض کیا۔ ''بڑے کون لوگ ہیں؟ فرمایا۔ ''علماء اور صلحاء''

طلب علم کے لیے صبح نکل جانے پر حدیث نبوی میں معاش میں برکت کی بشارت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''جو صبح کو طلب علم کے لیے نکلا فرشتے اس پر رحمت بھیجتے ہیں اور اس کی معاش میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور اس کے رزق میں کمی نہیں کی جاتی اور وہ اس کے لیے بابرکت ہوتا ہے۔''

طالب علم کے لیے رب تعالیٰ نے رزق کی کفالت کا ذمہ اٹھایا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''جس نے علم طلب کیا (یعنی جو طالب علم بن گیا) رب تعالیٰ اس کے رزق کی کفالت فرماتے ہیں۔''

علم کی اس کرامت وشرافت کی وجہ سے علماء کی تعظیم وتوقیر کو افضل الاعمال قرار دیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''سب سے افضل عمل راہ خدا میں جہاد کرنا، عالم کے لیے تواضع کرنا اور بوڑھے کی تعظیم کرنا ہے۔'' ایک روایت میں عالم کے چہرے کی طرف دیکھنا اس کے ساتھ بیٹھنا اور اس کے ساتھ کھانا عبادت قرار دیا گیا ہے۔ ایک حدیث میں روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، ''جس نے میرے ولی سے دشمنی کی اس نے مجھے جنگ کیلئے للکارا'' اس حدیث کی تفسیر میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ''اگر علماء اولیاء اللہ نہیں ہیں تو پھر خدا کا ولی کوئی بھی نہیں۔''

یہ فضائل اس وقت حاصل ہو سکتے ہیں جب آدمی خود بھی علم سے متصف ہو اور جس کا اکرام کر رہا ہے وہ بھی دولت علم سے مالا مال ہو کہ علم ہی اصل ہے اور عمل اس کے تابع ہے۔ کیونکہ عبادت جو عمل ہے وہ علم کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''سب سے افضل عبادت فقہ (یعنی دین کا علم حاصل کرنا) ہے۔'' ان آثار و روایات میں علم سے مراد علم شرعی ہے جو کتاب وسنت سے ماخوذ ہو ان سے وہ باطنی علوم مراد نہیں ہیں جو حرام ہیں جیسے علم نجوم، جادو، رمل، کہانت، جفر وغیرہ اور ہمارے آج کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دور میں جیسے مسمریزم، پامسٹری وغیرہ کہ یہ سب کے سب حرام علوم ہیں۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سب کے حرام ہونے کا قول کیا ہے۔

علماء کرام نے علم کی تین قسمیں بتلائی ہیں۔ ایک علم توحید جو ہر مکلّف پر سب سے پہلے واجب ہے کہ وہ یہ جانے کہ وہی ذات الہ، رب، قادر خالق اور مالک ہے، اس جیسا کوئی نہیں وہ سمیع وبصیر ہے۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا عبارات کا مستحق نہیں۔ اس کے ضمن میں علم رسالت بھی ہے کہ رب تعالیٰ نے جتنے رسول بھی بھیجے ہیں وہ سب کے سب حق لے کر آئے انہوں نے حق رسالت ادا کیا اور رب کی سب باتوں کو بندوں تک بلا کم وکاست پہنچا دیا۔ ان میں سب سے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جن پر قرآن نازل ہوا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک زندہ جاوید معجزہ ہے جو رب تعالیٰ کا کلام قدیم ہے۔ یہ صراط مستقیم ہے۔ سارا جہان مل کر بھی اس جیسی ایک آیت بنا کر نہیں لا سکتا۔

دوسرا احکام باطنیہ کا علم ہے جو دل کی عبادت ہیں ان میں سے بعض کرنے کے افعال ہیں جنہیں اکتساب کہتے ہیں اور بعض ترک کرنے والے افعال ہیں جنہیں اجتناب کہتے ہیں۔

اکتساب میں رب تعالیٰ کی معرفت اور اس کے رسول کی صداقت کی معرفت، تقویٰ، توکل، صبر، شکر، حلم اور اخلاص وغیرہ کا حاصل کرنا شامل ہے۔

اجتناب میں حسد، بغض، عُجب، کبر، نفاق، ریا وغیرہ کا ترک کرنا ہے اور ان عقائد کا ترک کرنا بھی ہے جو خلاف شرع ہیں۔

تیسرا ظاہری احکام کا علم ہے یہ بھی اکتساب واجتناب پر مشتمل ہے۔ اکتساب جیسے شہادتین کا اقرار، نماز، روزہ، حج زکوٰۃ کی پابندی وغیرہ اور اجتناب جیسے چوری، زنا، ڈاکہ، غصب، قتل وغیرہ کا ترک کرنا۔ اس لیے آدمی کو چاہیے کہ اس علم کو حاصل کرے جس کا حاصل کرنا اس کے حق میں شرعاً متعین ہو چکا ہو۔ پھر اس میں سے بھی علم نافع سیکھے جو علم میں بڑھائے اور آخرت کی طرف رغبت زیادہ دلائے اور جو علم دنیا کی دعوت دے وہ جہل ہے اور کسی عالم کے حق میں علم اس وقت ہی بدرجہ کمال کو پہنچے گا جب وہ اس کے مقتضاء پر عمل کرے گا اور اس کو اپنے معاد کا زادراہ بنائے گا۔ ایسے ہی علماء کے بارے میں نبی کریم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کا ارشاد ہے،

''ایک فقیہ (عالم) شیطان پر ہزار عبادت گزاروں سے زیادہ بھاری ہے۔''

علماء آخرت وہ ہیں جو دین کے ذریعے کھاتے نہیں اور اپنی آخرت کو دنیا کے عوض بیچ نہیں دیتے، کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ دنیا ذلت ہے اور حقیقی عزت آخرت والی زندگی میں ہے اور جس کو یہ علم نہ ہو کہ دنیا اور آخرت میں دشمنی وعداوت ہے وہ شیطان کا اسیر ہے اور شہوتوں کے ہاتھوں ہلاکتوں میں پڑا ہے۔ علماء کا سب سے مہلک اور لاعلاج مرض دنیا کی محبت ہے اور اس کا علاج آخرت کی یاد ہے۔

(۲۰) باہمی الفت ومحبت

رنجشیں، عداوتیں، دلوں کا وہ اضطراب ہیں جو دل کی بہاروں کو خزاؤں میں بدل دیتی ہیں۔ پھر زندگی مردہ مردہ اور افسردہ افسردہ سی رہنے لگتی ہے۔ وقت تو گزرتا رہتا ہے مگر بے روح، بے کیف اور بے لذت۔ ظاہر و باطن میں ان کی وجہ سے وہ بے برکتی آتی ہے جو ہر طرح کی خوشی چھین لیتی ہے۔

شریعت اسلامیہ نے باہمی محبت والفت اور ایک دوسرے کی ہمدردی و خیر خواہی کی بڑی تاکید کی ہے اور اس کی اشد ضرورت کے احساس کو اجاگر کیا ہے اور لوگوں کو یقین دلایا ہے کہ اس ابدی وسرمدی شریعت کی بقاء کا انحصار اتفاق واتحاد پر ہے نہ کہ انتشار وخلفشار اور باہمی پھوٹ اور نفاق پر امت مسلمہ کی جتنی شیرازہ بندی ہوگی اتنی ہی نیابت نبوت کے مشن کو چہار دانگ عالم میں وسعت ہوگی اور اگر دل پھٹے ہوں گے، جنگ و پیکار اور باہمی نفرت وعداوت ہوگی تو دین اسلام کے پھیلانے کی ذمہ داری جو خاتم المرسلین حضرت محمد ﷺ کے بعد اس امت کے ذمہ ہے وہ کسی طور پر بھی ادا نہیں ہوسکتی۔ اسلام نے اسی لیے رشتہ اسلامیت پر بڑا زور دے کر افراد امت کے مختلف طبقات کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا ہے۔ اسلام ہر ایک مسلمان کو دوسرے کا خیر خواہ، خیر اندیش، معاون و مددگار ٹھہراتا ہے اور ہر ایک کو اس رشتہ وناطہ کے پاس ولحاظ کی تعلیم وتاکید کرتا ہے اور بتلاتا ہے کہ ہر گوشہ زندگی میں خیر و برکت یہ اتفاق واتحاد اور الفت ومحبت ہے اور نفرت مونڈنے والی ہے ہر خیر کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر برکت کو۔ارشاد باری تعالیٰ ہے،

﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾

(آل عمران:۱۰۳)

''اور سب مل کر خدا کی (ہدایت کی) رسی کو مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا۔''

ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں، ''یعنی رب تعالیٰ کی کتاب کو لازم پکڑو اور تفرقہ بازی ترک کردو کہ یہ تمہارے لیے (ہر فتنہ سے) امان اور رب تعالیٰ کے عذاب و عقاب سے عہد ہے۔''

اخوت اور بھائی چارہ، محبت اور صلہ رحمی رزق کھینچتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

''جب ایک گھر والے ایک دوسرے کے ساتھ صلہ رحمی کرتے ہیں اور باہم محبت کرتے ہیں تو رب تعالیٰ ان پر رزق کو جاری فرما دیتے ہیں''

یہ الفت و محبت نری خیر ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، ''جب تک میری امت ایک دوسرے سے محبت کرتی رہے گی یہ خیر پر رہے گی۔''

گزشتہ قوموں کی ہلاکت کے دیگر کئی اسباب میں سے ایک سبب باہمی ناچاقی اور پھوٹ بھی تھا۔ یہ شقاق و نفاق خدا کی مدد و نصرت اور آپس کی جرات اور شوکت کو ختم کر دیتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے،

﴿وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ﴾ (الانفال:۴۶)

''اور آپس میں جھگڑا نہ کرنا کہ (اگر تم ایسا کرو گے تو) تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہارا اقبال جاتا رہے گا۔''

یعنی مسلمانوں کی جرأت و دولت باہمی نا اتفاقی کی نذر ہو جائے گی۔اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جملہ عبادات میں ''جماعت'' بن کر رہنے کی تاکید فرمائی ہے اور اس پر ابھارا ہے۔ پنج وقتہ نمازوں میں، جمعہ و عیدین میں اور حج کے مناسک میں باہمی اتفاق اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیرازہ بندی کا جونمونہ اسلام پیش کرتا ہے کوئی دوسرا مذہب اس کا عشر عشیر بھی پیش کرنے سے قاصر ہے۔

اسی الفت و محبت کو قائم رکھنے کیلئے اسلام نے اہم امور میں باہمی مشاورت کو پسند فرمایا اور ایک امام کو امیر بنانے کا حکم دیا تاکہ باہمی مشاجرات اور جھگڑے نہ ہوں اور برکت کہیں اٹھ نہ جائے۔ اکٹھے رہنے میں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ایک کی عبادت کی قبولیت کی برکت سے دوسرے کی عبادت بھی قبول ہوتی ہے اور آسمانوں سے سب پر رحمت برستی ہے۔ بدکاروں کو نیکوکاروں کی پیروی کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔ انہی برکات کی طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ارشاد میں اشارہ فرمایا ہے،

''جماعت (یعنی اکٹھے رہنا) رحمت (ہی رحمت) ہے اور تفرقہ (یعنی متفرق ہوکر رہنا) عذاب ہے۔'' اور فرمایا،

''رب تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔''

مومن مومن کا آئینہ ہوتا ہے اور ایک دوسرے کے لیے سہارا ہوتا ہے۔ دوسرے بھائی کی مدد سے آدمی اپنے دینی و دنیاوی امور سنوارتا اور درست کرتا ہے لیکن جس مسلمان میں ایسی صفات نہ ہوں اور وہ ان برکات و ثمرات، خیرات و حسنات کے حصول کا ذریعہ نہ ہو اس کے چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ ''سوموار اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ہر اس شخص کی مغفرت کردی جاتی ہے جو خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو سوائے اس آدمی کے، جس کے اور دوسرے کے درمیان کوئی عداوت ہو تو کہا جاتا ہے کہ دیکھو! (اور ان کا انتظار کرو) حتی کہ یہ دونوں صلح کرلیں۔'' (مسلم)

معلوم ہوا کہ سینوں میں کینہ و کدورت جنت کے حصول اور مغفرت کی عنایت میں مانع ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باہمی صلح کو نماز، روزہ سے افضل عبادت قرار دیا ہے اور باہمی فساد کو مونڈنے والا یعنی نیکیوں کو برباد کردینے والا فرمایا ہے، اسی لیے کسی مسلمان سے تین دن تک قطع تعلقی رکھنا جائز نہیں رکھا گیا اور ایک دوسرے کے ساتھ محبت رکھنے والے روز قیامت نور کے منبروں پر عرش کے سائے تلے ہوں گے اور اس دن سوائے عرش کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سائے کے اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ اسی اتفاق واتحاد کی اہمیت کے پیش نظر نبی کریم ﷺ کے اس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد جب سقیفہء بنی ساعدہ کے دن ایک انصاری نے یہ کہا کہ ''ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے'' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''ایک نیام میں دو تلواریں درست نہیں رہتیں۔'' پھر آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی، پھر سب نے بیعت کی۔ کیونکہ جب دو افراد سے بیعت ہو جاتی ہے تو امر حکومت متغیر اور برباد ہو جاتا ہے اور تمرد و سرکشی اور عداوت زور پکڑتی ہے اور زندگی مکدر اور گدلی ہو جاتی ہے۔

دلوں کے جڑنے میں کربتیں دور ہوتی ہیں اور راحتیں نصیب ہوتی ہیں۔

اسباب محبت

مناسب ہے کہ ان اسباب پر بھی قدرے کلام کر لیا جائے جو دلوں میں باہمی محبت و الفت پیدا کرنے میں موثر ہیں۔ یاد رہے کہ دلوں میں محبت رب تعالیٰ ڈالتے ہیں۔

زہد فی الدنیا

دلوں میں محبت کا ایک ذریعہ دنیا سے زہد اور بے رغبتی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''دنیا سے زہد اختیار کر رب تعالیٰ تجھ سے محبت کرنے لگیں گے اور لوگوں کے ہاتھوں میں جو ہے اس سے زہد اختیار کر لوگ تجھ سے محبت کرنے لگیں گے۔'' (ترمذی۔ ابن ماجہ)

اکثر لوگ ان سے کتراتے اور گریز کرتے ہیں جن کے بارے میں انہیں یہ اندیشہ ہو کہ وہ ہم سے کچھ مانگیں گے۔ بعض بزرگوں نے تو یہاں تک کہا ہے کہ ''سوال محبت کی قینچی ہے۔''

عفو و درگزر

باہمی محبت کا ایک بڑا سبب دوسرے کی لغزش کو معاف کرنا ہے۔ یہ بات دوسرے کے دل میں عقیدت کے بیج بوتی ہے جو محبت کے گل کھلاتے ہیں۔ ایک دوسرے کو معاف کرنا کیا ثمرہ لاتا ہے۔ قرآن کریم اس کو اپنے الفاظ میں یوں بیان کرتا ہے

﴿اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ﴾ (حم سجدہ:۳۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تو (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی۔ گویا وہ تمہارا گرم جوش دوست ہے۔''

تواضع

یہ بھی محبت کا ایک ذریعہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''تواضع کا ثمرہ محبت ہے۔''

سخاوت

دوسروں پر مال خرچ کرنا انہیں ممنون احسان کرتا ہے جو عقیدت و احترام اور محبت والفت کی صورت میں برآمد ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

''جو لوگوں کی محبت چاہتا ہے چاہیے کہ وہ (دوسروں پر) اپنا مال خرچ کرے۔''

ہدیہ

ایک دوسرے کو ہدیہ دینا دلوں کے کھوٹ ختم کر دیتا ہے۔'' نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''ایک دوسرے کو ہدیہ دو تم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو گے اور عداوت ختم ہو جائے گی۔'' (موطا امام مالک)

ایک دوسری حدیث میں ارشاد نبوی ﷺ ہے۔ ''ہدیہ کینہ و کدورت کو ختم کر دیتا ہے۔''

ھدیہ محبت بھی لاتا ہے اور رزق کی وسعت کشائش بھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

''آپس میں ایک دوسرے کو کھانا ہدیہ دو کہ یہ تمہارے رزق کو وسیع کر دے گا۔''

مصافحہ

یہ بھی ایک سبب محبت اور باعثِ الفت عمل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تم ایک دوسرے سے مصافحہ کرو اس سے دلوں کا کینہ (اور کھوٹ) نکل جائے گا۔'' (موطا امام مالکؒ)

دوسروں کے لیے دعا

اس کا ثمرہ بھی محبت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا،

''جو یہ چاہے کہ رب تعالیٰ اپنے ہاں اس کے لیے (مغفرت و نجات کا) ایک عہد (لکھ) رکھیں اور مومنین کے دلوں میں اس کی محبت ہو تو وہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے کثرت کے ساتھ استغفار کرے۔''

نماز میں صفیں درست رکھنا

دلوں میں محبت پیدا کرنے میں اس کو ایک خاص روحانی اور باطنی تاثیر ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا،

''تم (صفوں میں) سیدھے رہو اور اختلاف نہ کرو (یعنی صفیں ٹیڑھی میڑھی نہ کرو) وگرنہ تمہارے دل بھی مختلف اور (ٹیڑھے میڑھے) ہو جائیں گے۔'' (مسلم)

ایک دوسرے کو سلام کرنا

معاشرتی زندگی میں باہمی الفت و محبت پیدا کرنے میں اس مبارک فعل کو بڑی تاثیر حاصل ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''تم جنت میں داخل نہ ہو گے یہاں تک کہ ایمان لے آؤ اور تم ایمان والے نہ بنو گے۔ حتیٰ کہ آپس میں محبت نہ کرنے لگو، (تو سنو وہ بات یہ ہے) کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو سلام کرو۔'' (مسلم)

فقہاء کرام نے سلام کے مفصل آداب و مسائل لکھے ہیں اور اس موضوع پر مستقل کتابیں بھی چھپ چکی ہیں ان آداب و مسائل کو کتب فقہ وغیرہ میں دیکھ لیا جائے۔

(۲۱) گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا

قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں اس فعل کی بڑی تاکید آئی ہے اور بتلایا گیا ہے کہ گھر میں داخل ہوتے وقت خواہ گھر میں کوئی نہ ہو، سلام کرنا، گھربار میں برکت لاتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے،

﴿فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً﴾ (النور:٦١)

''اور جب گھروں میں جایا کرو تو اپنے (گھر والوں) کو سلام کیا کرو (یہ) خدا کی طرف سے مبارک (اور) پاکیزہ تحفہ ہے۔''

گھر والوں کو سلام کرنا برکت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا،

''جب تو اپنے گھر والوں کے پاس داخل ہو تو (انہیں) سلام کر، یہ (سلام کرنا) تم پر اور تمہارے گھر والوں پر برکت ہوگا۔'' (ترمذی)

دوسروں کو سلام کرنا درازی عمر کا سبب ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

''میری امت کے جس فرد کو ملو اس کو سلام کرو، تمہاری عمر دراز ہوگی اور اپنے گھر والوں کو سلام کر تیرے گھر کی خیر (و برکت) میں اضافہ ہوگا۔''

احادیث شریفہ میں سلام کے جن الفاظ کی تلقین کی گئی ہے ان میں رحمت و برکت کا ذکر واضح طور پر ہے۔ جس سلام کے کرنے کی احادیث میں کثرت کے ساتھ تاکید آئی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں

''السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ''

(۲۲) دعا پر دوام

جب ساری برکتیں اس خدا نے دینی ہیں تو مانگیے بھی اسی سے، اس سے برکت مانگنے کا دوسرا نام دعا ہے۔ دعا پر ہمیشگی اور دوام برکت نازل فرماتا ہے اور فقر کو ختم کرتا ہے۔ رب تعالیٰ سارے غموں اور قرضوں سے خواہ وہ پہاڑ برابر بھی ہوں بندے کو نجات دلاتا ہے۔ شرع شریف نے دعا کو عبادت کا مغز قرار دیا ہے۔ رب تعالیٰ کے ساتھ تعلق ہی اسلام کی اصل روح ہے اور تعلق مع اللہ کی روح ''دعا'' ہے۔ دعا کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

''خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے اعجاز اور کارنامے کو دو شعبوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(۱) عبد و معبود کے رشتہ کی تصحیح و تنظیم

(۲) عبد و معبود کے رشتہ کا استحکام و دوام

عبد و معبود کے رشتہ کی تصحیح و تنظیم کا مفہوم یہ ہے کہ یہ رشتہ بندے اور خدا کے درمیان غلط ہو چکا تھا اور مسخ و تحریف، جہالت و وثنیت اور اوہام و خرافات کی تلبیس کا شکار ہو چکا تھا۔ ذات و صفات خداوندی سے ناواقفیت کا دور دورہ تھا۔ مخلوق کو صفات خداوندی میں شریک ٹھہرایا گیا، یہ جہالت دوطرفہ تھی، ایک طرف تو مخلوق کی ناقص صفات خدا میں بتلائی جانے لگیں، دوسری طرف رب تعالیٰ کی مقدس صفات مخلوق میں بتلائی جانے لگیں۔ جاہلیت کی گمراہیوں، محرومیوں اور خداناشناسیوں کا سرچشمہ یہی بات تھی۔ بالآخر جس کا نتیجہ کھلی بت پرستی کی صورت میں برآمد ہوا۔ نبوت محمدی کا پہلا اعجاز و کارنامہ یہ ہے کہ اس نے صحیح معرفت اور عقیدہ توحید کے ذریعے اس تعلق کو صحیح کیا۔ اس کو شرک و کفر کی تمام آمیزشوں اور آلائشوں سے پاک کیا اور جاہلیت کے مشرکانہ خیالات و توہمات کا استیصال کر کے تنزیہ و تقدیس الہ کا صحیح عقیدہ پیش کیا جس سے عقیدہ توحید ایسا نکھر کر سامنے آیا کہ ''الا للّٰہ الدین الخالص'' کے آوازہ سے دشت و جبل گونج اٹھے۔

یوں عبد و معبود کے رشتہ کی تصحیح و تنظیم کی تکمیل ہوئی۔

نبوت محمدی کے دوسرے شعبہ یعنی عبد و معبود کے رشتہ کے استحکام و دوام کی حقیقت یہ ہے کہ یہ رشتہ نہایت کمزور، بے روح افسردہ اور پژمردہ بلکہ مردہ، بے جان اور ایک سایہ سا بن کر رہ گیا تھا جو یقین کی طاقت، محبت کی حرارت، عبد و معبود کے درمیان راز و نیاز، سازِ دل کے سوز و ساز سے خالی تھا۔ بندگان خدا فقر و احتیاج، عجز و درماندگی، بے چارگی و بے بسی، بے بضاعتی و بے مائیگی کے احساس سے خالی تھے۔ خدا تعالیٰ کے جود و کرم، وسیع خزانہ غیبی سے لاعلمی تھی۔ ایک دنیا تھی کہ خدا کو بس خاص خاص تہواروں، تقریبوں اور سخت مشکلوں اور پریشانیوں میں یاد کرتی تھی۔ گنے چنے لوگ ہی رہ گئے تھے جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدا کو ہر وقت یاد رکھتے تھے اور وہ رب تعالیٰ کے ساتھ ایک زندہ، محسوس اور جذباتی تعلق رکھ کر اس کو کارساز حقیقی، مشکل کشا، دستگیر اور فریادرس سمجھتے تھے۔

نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے اس تعلق کے خیال کو واقعہ، سایہ کو اصل، رسم کو حقیقت، زندگی میں دو چار مرتبہ یا برسوں میں کبھی ہونے والے عمل کو صبح و شام کا مشغلہ اور روزمرہ کا معمول بنا دیا بلکہ اس کی ضرورت کا احساس یوں دلایا کہ جیسے پانی کے بغیر حیات ناممکن ہے اسی طرح روحانی حیات کیلئے ''دعا'' ناگزیر ہے۔ پھر وہ لوگ جو ''لایذکرون اللّٰہ الا قلیلا'' (وہ اللہ کو بہت ہی کم یاد کرتے ہیں) کی شان رکھتے تھے وہ لوگ ''الذین یذکرون اللّٰہ قیاماً وقعوداً وعلی جنوبھم'' (کہ وہ کھڑے بیٹھے اور لیٹنے کی حالت میں بھی اللہ کو یاد کرتے ہیں) کا مصداق بن گئے۔ اب وہ فقط اس وقت رب کو نہ پکارتے تھے کہ جب ان کی کشتی دریا کی موجوں کی طغیانی میں پھنس جاتی تھی بلکہ اب وہ اتنا یاد کرنے لگے کہ پہلوؤں کو بستروں تک پر رکھنے کی فرصت اس یادِ خداوندی ''ذکر و دعا'' نے نہ دی۔''

عبد و معبود کے اس رشتہ کے استحکام کیلئے تعلیمات نبویہ میں دو عنوان ہیں ایک ''دعا'' اور دوسرا ''ذکر''۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذکر خدا کے سب سے بڑے مظہر و اعلیٰ نمونے ''دعا'' کو دین کا ایک مستقل شعبہ بنا دیا۔ مذاہب و ملل کی تاریخ کو سامنے رکھتے ہوئے جو صدیوں پر محیط ہے، بلا مبالغہ اور بلا خوف تردید یہ کہا جا سکتا ہے کہ نبوت محمدی نے دعا کے شعبہ کی جس طرح تجدید و احیاء ترقی و تکمیل کی ہے اور اس کو جس قدر وسعت، قوت، عمومیت اور زندگی دی ہے اس کی نظیر نہ اس سے پہلے دیکھنے میں آئی اور نہ اس کے بعد۔ یہ شعبہ بھی دراصل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کی ایک دلیل اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا ایک ثبوت ہے۔'' (معارف الحدیث مقدمہ کتاب ج۵ ص۳۔۷ بتصرف وملخصا)

''پھر پیغمبر انسانیت نے دعاؤں میں انسانوں کی طرف سے انسانی ضروریات کی بھی ایسی مکمل نیابت کی ہے کہ قیامت تک آنے والے انسانوں کو ہر زمان و مکان میں دعاؤں میں اپنے دل کی ترجمانی، اپنے حالات کی نمائندگی، اپنی ضروریات و حاجات کی تکمیل اور فریاد رسی اور اپنے اطمینان کا سامان ملے گا اور بہت سی وہ ضرورتیں ملیں گی جن کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف آسانی سے ہر انسان کا ذہن جانا مشکل ہے۔'' (ص ۸ حوالہ بالا)۔

نبی کریم ﷺ نے امت کو ایسی جامع دعائیں سکھائی ہیں جو ہماری ہر ضرورت کی کفیل اور ہمارے فقر و احتیاج کو دور کرنے والی ہیں۔

ابوداؤد میں روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''جب کوئی بندہ صبح یا شام یہ دعا پڑھتا ہے تو رب تعالیٰ اس کے غم کو دور کرتے ہیں اور اس کے قرض کو ادا کرتے ہیں خواہ وہ پہاڑ برابر بھی ہو،

﴿اللھم انی اعوذبک من الھمّ والحزن واعوذبک من العجز والکسل واعوذبک من الجبن والبخل اعوذبک من غلبة الدین وقھر الرجال﴾

''اے اللہ میں آپ سے حزن و ملال اور غم سے پناہ مانگتا ہوں، اور میں آپ سے عاجزی اور سستی سے پناہ مانگتا ہوں اور میں آپ سے بزدلی اور بخل سے پناہ مانگتا ہوں اور میں آپ سے قرضہ کے غلبہ اور لوگوں کے قہر سے پناہ مانگتا ہوں۔'' (ابوداؤد)

ترمذی میں یہ دعا منقول ہے۔

﴿اللھم اکفنی بحلاک عن حرامک واغننی بفضلک عمن سواک﴾

''اے اللہ تو مجھے حلال اتنا دے کہ میں حرام سے بے نیاز ہو جاؤں اور مجھ پر اپنا فضل اتنا کر کہ تیرے غیر سے بے پرواہ ہو جاؤں۔''

(ترمذی)

ابن السنی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، ''جب کسی کی معیشت تنگ ہو تو اس کو کس بات نے اس سے منع کیا ہے کہ وہ جب گھر سے نکلے تو یہ (نہ) کہے (یعنی تنگی میں ضرور یہ دعا پڑھے، رب تعالیٰ اس کی معاشی تنگی کو دور فرما دیں گے، وہ دعا یہ ہے)۔

﴿بسم اللہ علی نفسی و مالی و دینی اللھم رضّنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بقضائک وبارک لی فیما قدّرلی حتی لااحب تعجیل ما اخرت ولاتاخیر ماعجلت﴾

''میں اپنی جان مال اور دین پر رب کا نام لے کر (گھر سے نکلتا ہوں) اے اللہ! تو مجھے اپنے فیصلہ پر راضی فرما، اور جو میرے مقدر کر دیا گیا ہے اس میں میرے لیے برکت نازل فرما، حتیٰ کہ میں اس کی جلدی کرنا پسند نہ کروں جو تو نے موخر کیا اور اس میں تاخیر کرنا پسند نہ کروں جو تو نے جلدی دیا (یعنی نقد دیا)۔''

ایک روایت میں ہے کہ ''جو روزانہ سو مرتبہ ''لا الہ الا اللہ الحق المبین'' کہے گا اس کو فقر سے امان ہے۔''

انسانی ذہن ہر تنگی میں اس سے خلاصی حاصل کرنے کیلئے اسباب مادیہ کی طرف دوڑتا ہے گو شریعت میں ان کی ممانعت نہیں، لیکن نبی کریم ﷺ نے بندوں کا رخ ہر موقع پر ان کے خالق حقیقی کی طرف موڑا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

''جب تم پر تیرا دنیا کا معاملہ دشوار ہو جائے اور تو تنگی اور عسرت میں مبتلا ہو جائے تو ''لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلیّ العظیم'' کو کثرت سے کہہ، بے شک رب تعالیٰ ہر غم اور پریشانی کو تم سے دور فرما دیں گے۔''

بہر حال رزق کی تنگی دور کرنے اور معیشت و معاش میں برکت پیدا کرنے میں ان دعاؤں اور ان کے دوام کو بڑی تاثیر حاصل ہے۔''

(۲۳) ہر کام میں بسم اللہ پڑھنا

رب کا نام ہی ساری برکتوں کا سبب ہے۔ شریعت اسلامیہ نے اس بات کی بڑی تاکید کے ساتھ تعلیم دی ہے کہ ہر جائز اور مباح کام کی ابتدا رب تعالیٰ کے نام یعنی بسم اللّٰہ پڑھنے سے کی جائے حتیٰ کہ بیت الخلاء تک میں داخل ہونے کے وقت اور بیوی سے ہم بستر ہونے کے وقت بھی بسم اللّٰہ پڑھے۔ رب کا نام کتنا با برکت ہے۔ ثعالبی رحمۃ اللہ علیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

''رب تعالیٰ اپنی عزت کی قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ جس چیز پر بھی میرا نام لیا جائے گا میں اس کو (اگر وہ بیمار ہے تو) شفا دوں گا اور جس چیز پر بھی میرا نام لیا جائے گا میں اس میں برکت ڈال دوں گا۔''

بسم اللہ پڑھنے سے رزق روزی سب کے لیے کافی ہو جاتی ہے۔ وگرنہ اس میں بے برکتی پڑ جاتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چھ اصحاب کرام کے ساتھ کھانا تناول فرمار ہے تھے کہ ایک اعرابی نے آکر (ان میں شامل ہو کر بغیر بسم اللہ پڑھے کے) دو لقموں میں (وہ سارا کھانا) کھا لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

''اگر یہ بسم اللہ پڑھتا تو یہ کھانا تمہیں کافی ہو جاتا۔'' (ترمذی)

یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر اس کام کو جو بغیر بسم اللہ کے شروع کیا جائے ناقص اور بے برکت فرمایا ہے اور ہر کام کے شروع میں بسم اللہ پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے۔ سوائے استنجاء کے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو کہ رب تعالیٰ کا نام ہی سب سے مجرب دواء ہے، جو ہر بیماری کو دور کرتا ہے اور اس سے شفا عطا کرتا ہے۔ ساری برکتیں اسی کے نام سے اترتی ہیں اور یہی نام ہلاکتوں سے نجات دیتا ہے۔ بسم اللہ کے جملہ امور زندگی سے متعلقہ احکام کتب فقہ میں مفصل درج ہیں۔

(۲۴) بابرکت جگہوں میں رہنا اور منحوس مقامات سے اجتناب کرنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی جگہوں میں رہنے سے منع فرمایا ہے جو بے برکت ہوں، بعض مقامات کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صراحتاً فرما دیا کہ ان میں برکت نہیں بلکہ ہلاکت ہے۔ اس بات کا تعلق دل کے اعتقاد اور اسلامی تعلیمات پر سچے دل سے یقین کے ساتھ ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ''موطا'' میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ

''ایک عورت نے دربار نبوت میں شکایت کی کہ ہم ایک گھر میں رہتے تھے، اس وقت ہمارے گھرانے کے افراد بھی زیادہ تھے اور مال و دولت کی بھی کثرت تھی پھر (اس گھر کی نحوست کی وجہ سے) (ہمارے) افراد بھی (آفات و بلیات کا شکار ہو کر) کم رہ گئے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مال بھی جاتا رہا (تو اب ہم کیا کریں)؟''

آپ ﷺ نے فرمایا، ''اس گھر کو چھوڑ دو (کہ وہ) برا ہے''۔ (موطا امام مالک)

اسی طرح کی ایک روایت ابوداوَد شریف میں بھی منقول ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ''(ہم نے) ایسے کئی گھر (دیکھے) ہیں جن میں کچھ لوگ آ کر آباد ہوئے تو وہ ہلاک ہو گئے پھر (ان کے بعد) کچھ اور آ کر آباد ہوئے وہ بھی ہلاک ہو گئے۔

یعنی نبی کریم ﷺ نے جو یہ فرمایا ہے کہ ''وہ گھر برا ہے'' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض گھر واقعی منحوس اور بے برکت ہوتے ہیں۔ جب ان کی بے برکتی مشاہدہ میں اور تجربہ میں آ جائے تو مناسب ہے کہ اس گھر کو تبدیل کر لیا جائے روایات و آثار میں بعض بلاد و امصار کے بارے میں بھی آتا ہے کہ ان میں بے برکتی ہے۔

جب اردن میں عمواس کے مقام پر طاعون پھیلا جس سے لشکر اسلامی کے کافی مجاہد جام شہادت نوش کر گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا، اس وقت وہ شام میں تھے کہ ''اردن وباؤں کی جگہ ہے اور جابیہ ان وباؤں سے دور ہے

پس آپ اپنے ساتھ مسلمانوں کو لے کر جابیہ چلے جایئے۔''

وباؤں اور امراض کی جگہ کو چھوڑ دینا چاہیے یا نہیں یہ ایک طویل الذیل بحث ہے مگر جس جگہ کے بارے میں پہلے سے معلوم ہو کہ وہاں وبا ہے، وہاں نہیں جانا چاہیے۔

نبی کریم ﷺ نے مختلف جگہوں کے بارے میں ایسے ارشادات فرمائے ہیں کہ وہ بے برکت ہیں۔ اس لیے معیشت و معاش اور کاروبار تجارت کی برکات حاصل کرنے کے لیے ان مقامات سے گریز کیا جائے اور جن کے بابرکت ہونے کے بارے میں فرما دیا ہے ان کی برکات کو حاصل کیا جائے۔

بے برکت مقامات

جن مقامات پر وہ اعمال ہوتے ہوں جن کو قرآن و حدیث میں باعث لعنت و عذاب قرار دیا گیا ہے ان کا بے برکت ہونا واضح ہے، ایسے مقامات سے گریز کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے مثلاً جہاں عصمت فروشی، شراب سازی اور اس کی خرید و فروخت اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سودی لین دین ہوتا ہو یا جہاں ناچ رنگ اور فحاشی و عریانی کی محافل منعقد ہوتی ہوں جیسے سینما تھیٹر وغیرہ کے مقامات۔ اسی طرح جس گھر میں بلاوجہ کتا ہو یا تصویر وہ بھی بے برکت مقام ہے۔

دوسری قسم کے بے برکت مقامات وہ ہیں جن کو نور نبوت اور فراست رسالت نے پہچانا ہو اور آپ ﷺ نے ان کے بے برکت ہونے کو اشارہ کنایہ میں یا واضح الفاظ میں ارشاد فرمایا ہو۔ ان میں سے چند مقامات یہ ہیں،

بصرہ

اس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''بصرہ کی شوریلی زمین اور وہاں کی گھاس اور اس کے بازار سے بچو اور اس کے گردونواح میں رہو کیونکہ بصرہ میں دھنسنا (ذلت وخواری) پتھروں کا برسنا اور بھونچال کا آنا ہوگا۔''

مصر

مصر کے بارے میں ارشاد فرمایا، ''عنقریب میرے بعد مصر فتح ہوگا اس کی خیر تو لے لو مگر اس کو اپنا گھر (یعنی مسکن وٹھکانہ) نہ بنانا کہ اس کی طرف کم عمر والے لوگوں کو لے جایا جائے گا۔''

مشرق

مشرق کے بارے میں فرمایا، ''کفر کی جڑ مشرق کی طرف ہے۔''

نجد

فرمایا ''وہاں زلزلے اور فتنے ہیں شیطان کا سینگ وہیں سے طلوع ہوتا ہے۔''

بابرکت مقامات

عمومی طور پر ہر وہ مقام اس میں داخل جس میں رب تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری اور نبی کریم ﷺ کی سنتوں کا احیاء ہوتا ہو، خواہ وہ کوئی ایک گھر ہو یا ایک ملک ہو۔ البتہ احادیث میں چند مقامات کو وحی کی روشنی میں بابرکت فرمایا گیا ہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکہ، مدینہ اور فلسطین روئے زمین کے سب سے مبارک خطے ہیں ان کے بارے میں نصوص قرآنیہ اور احادیث متواتر کو ہی اگر جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب بن جائے۔ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر ایک مفصل کتاب ''تاریخ مقامات مقدسہ اور اسلام کا اجتماعی نظام'' لکھی ہے جس میں مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، قدس شریف اور طور سینا کی تقدیس اور برکات کو عقلی و نقلی شواہد و دلائل سے بیان کیا ہے۔

چند دیگر مقامات کے بارے میں احادیث درج ہیں،

یمن

فرمایا، ''جب فتنے ہجوم کر آئیں تو یمن کو لازم پکڑو بے شک یہاں کے لوگ رحمدل ہیں اور اس کی سرزمین بابرکت ہے۔''

شام

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''اے اللہ! تو ہمارے شام میں ہمیں برکت دے، اے اللہ! تو ہمارے یمن میں ہمیں برکت دے۔''

ایک دوسری حدیث میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے ''تم شام کو لازم پکڑو کہ یہ رب تعالیٰ کی سب سے خیر والی سرزمین ہے اور اس کو رب تعالیٰ کے سب سے بہتر لوگ اختیار کرتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ ''شام کو مبارک ہو کہ رب تعالیٰ کے فرشتے اس پر پر پھیلائے ہوئے ہیں۔''

آخر میں ایک روایت نقل کی جاتی ہے جو بابرکت اور بے برکت ہر دو قسم کے مقامات کے تذکروں کو شامل ہے اور اس میں ان بلاد و امصار کی برکات و خیرات اور شقاوتوں اور ذلتوں کا بیان ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

''جب رب تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا، تو ان کے ساتھ دس (اور) چیزوں کو (بھی) پیدا فرمایا وہ یہ ہیں، ایمان، حیاء، کفر، نفاق، ہجرت، تلوار، فنا، ذلت، بدبختی اور فقر'' تو ایمان کہنے لگا ''میں یمن جاتا ہوں'' حیاء کہنے لگا۔ ''میں تیرے ساتھ ہوں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کفر کہنے لگا ''میں عراق چلتا ہوں'' نفاق بولا ''میں بھی تیرے ساتھ ہوں۔''
ہجرت کہنے لگی ''میں شام کو جاتی ہوں'' تلوار بولی ''میں بھی تیرے ساتھ جاتی ہوں''
غنا بولا ''میں مصر کو چلا'' تو ذلت بولی ''میں بھی تیرے ساتھ چلتی ہوں'' فقر بولا ''میں گاؤں کی طرف جاتا ہوں'' تو بدبختی بولی ''میں بھی تیرے ساتھ چلتی ہوں۔''

(۲۵) سفر و تجارت

اردو ادب میں مشہور کہاوت ہے ''سفر وسیلہ ظفر'' اور تجارت کا برکت اور روزی کی وسعت و کشائش کا سبب ہونا اظہر من الشمس ہے، قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں تجارت اور سفر کو رزق اور خدا کے فضل کے حصول کا ذریعہ بتلایا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

﴿هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِیْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ﴾ (الملک:۱۵)

''وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو نرم کیا تو اس کی راہوں میں چلو پھرو اور خدا کا (دیا ہوا) رزق کھاؤ''

دوسری جگہ ارشاد ہے

﴿وَ اٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾

(المزمل: ۲۰)

''اور بعض خدا کے فضل (یعنی معاش) کی تلاش میں ملک میں سفر کرتے ہیں۔''

یعنی تجارت کرتے ہیں اور تجارت کی غرض سے ملک میں پھرتے رہتے ہیں۔

سفر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

''تم سفر کرو تندرست رہو گے اور غنیمت پاؤ گے'' اور ایک روایت میں یہ الفاظ کہ ''تم تندرست رہو گے اور رزق دیئے جاؤ گے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجارت میں نری برکت ہے، نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں، ''تجارت میں برکت ہے اور تاجر تنگدست نہیں ہوتا ہاں جو بہت زیادہ قسمیں کھانے والا ہو۔''

تجارت خرید وفروخت کا نام ہے نبی کریم ﷺ ان دونوں افعال کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں،

> ''تم (سودے) بیچو اور (اشیائے ضرورت یا غرض تجارت سے اشیاء کو) خریدو اگر تمہیں نفع نہ بھی ملے (تو بھی) تمہارے لیے (اس خریدنے بیچنے میں) برکت ڈال دی جائے گی۔''

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ''دس حصے رزق میں سے نو حصے رزق تجارت میں رکھ دیا گیا ہے۔'' تجارت کی شرعی تعریف اس کی اقسام، اس کی جائز اور ناجائز صورتیں، ان سب کا بیان کتب فقہ میں مذکور ہے۔ مشاہیر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعینؒ وتبع تابعینؒ اور حضرات مجتہدین وفقہاء کرام کی اکثریت تجارت پیشہ تھی۔ اس کا تفصیلی بیان باب ششم میں آجائے گا۔

(۲۶) بھیڑ بکریاں پالنا

احادیث شریفہ میں جانور پالنے کو برکت کا ایک سبب اور مال کی بڑھوتری کا ایک ذریعہ بتلایا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''بکریاں برکت ہیں اور اونٹ اپنے مالکوں کے لیے عزت ہیں۔''

ایک روایت میں ہے کہ ''بکریاں رکھو کہ یہ برکت ہیں۔'' ایک روایت میں ہے کہ ''اموال کی برکت بکریاں ہیں۔''

احادیث میں بکریوں کو سب سے افضل مال قرار دیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''سب سے بہترین مال بکریاں ہیں۔'' ایک روایت میں ارشاد ہے کہ ''بھیڑوں کو ضرور رکھو کہ یہ بڑھنے والا مال ہے۔''

اور ان میں برکت زیادہ بکریوں پر ہی موقوف نہیں بلکہ اگر ایک یا دو یا تین بکریاں بھی ہوں تو بھی وہ برکت ہیں اس لیے گھر میں ایک بکری برکت کیلئے ضرور پالنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

''ایک بکری برکت ہے، دو بکریاں دو برکتیں ہیں اور تین بکریاں تین برکتیں ہیں۔''

غرض جتنی بکریاں اتنی برکتیں، بکریوں والوں پر سکینہ و طمانیت نازل ہوتی ہے کیونکہ یہ جنتی جانور ہے۔ ہر ایک نبی نے بکریاں چرائی ہیں خواہ قبل از نبوت خواہ بعد از نبوت جیسا کہ احادیث میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی بکریاں چرائی تھیں۔ بکریوں کی اس فضیلت اور انہی برکات کو دیکھتے ہوئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حمید بن مالک کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا،

''اپنی بکریوں کے ساتھ حسن سلوک کرو، ان کی ناک صاف کیا کرو، ان کو اچھا چارہ کھلاؤ، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے عنقریب لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں بھیڑوں کا ایک ریوڑ، اس ریوڑ کے مالک کو مروان کے گھر (یعنی محل) سے زیادہ محبوب ہوگا۔''

(۲۷) کھجور کا درخت لگانا

یہ بھی برکت حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے، ''بے شک ایک درخت ایسا ہے جس میں ایک مسلمان کی طرح برکت ہے۔'' وہ درخت کھجور کا درخت ہے۔ رب تعالیٰ نے قرآن کریم میں کھجور کے درخت کو ''شجرہ طیبۃ'' فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ﴾ (ابراہیم:۲۴)

''کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا نے پاک بات کی کیسی مثال بیان فرمائی ہے (وہ ایسی ہے) جیسے پاکیزہ درخت''

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں، ''مراد کھجور کا درخت ہے'' کہ ''خرما (یعنی کھجور) کا طیب ہونا ظاہر ہے۔ شجرہ طیبہ کی یہ تفسیر احادیث میں آئی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درمنثور میں ان کو ترمذی، نسائی، بزار ابی یعلی ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن حبان اور حاکم سے تصحیح کے ساتھ روایت کیا گیا ہے اور ابن مردویہ نے اس تفسیر کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے۔'' (بیان القرآن ج ۶ ص ۱۰۔۱۱ بتصرف)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''کھجور کے درخت کا احترام کرو یہ تمہاری پھوپھی ہے۔''

کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے قالب کے بنانے کے بعد جو مٹی بچ رہی تھی اس سے رب تعالیٰ نے کھجور کا درخت بنایا تھا تو ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام اور یہ ''کھجور'' ایک مٹی سے بنے اس لحاظ سے یہ دونوں بہن بھائی ہوئے اور حضرت آدم علیہ السلام کے باپ ہونے کے ناطے کھجور ہماری ''پھوپھی'' ہوا۔ اسی وجہ سے اس کی یہ برکت حدیث میں آئی ہے کہ

''وہ گھر والے بھوکے نہیں رہتے جس میں کھجور ہو۔''

کھجور کی انہی برکات کی بنا پر یہ کھجور اس لائق تھی کہ روزہ جیسی عبادت کی افطار کے ساتھ تکمیل کرتے وقت وہ روحانی مسرت اور خوشی جو روزہ دار کو افطار کے وقت حاصل ہوتی ہے، اسے کھجور جیسی عظیم شئے کے ساتھ حاصل کیا جائے۔[1] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

''جب تم میں سے کوئی روزہ کھولے تو چاہیے کہ کھجور سے روزہ کھولے کہ یہ برکت ہے اور اگر کھجور نہ ملے تو پانی سے روزہ کھولے کہ پانی ''پاکیزہ'' ہے۔ (رواہ احمد وابوداؤد والترمذی)

یہ کھجور غذا بھی ہے اور دوا بھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''برنی کھجور ہر بیماری سے شفاء ہے۔''

صحیحین میں روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

''جس نے سات عجوہ کھجوروں کے ساتھ صبح کی (یعنی صبح ان کو کھایا) تو اس دن اس کو زہر اور جادو نقصان نہ دے گا۔'' (متفق علیہ)

---

[1] کھجور کے فضائل اور طبی برکات وفوائد کی تفصیل کے لیے دیکھیں بندہ محمد آصف نسیم کی تالیف ''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا پسند اور کیا ناپسند'' مطبوعہ بیت العلوم لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھجور بے شمار امراض سے شفاء ہے بالخصوص ولادت کے وقت عورت کے لیے بہت مفید اور نافع ہے اور ولادت میں سہولت پیدا کرنے میں اس کو خاص تاثیر ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

''وِلادت کے وقت چاہیے کہ عورت سب سے پہلے پکی ہوئی تازہ کھجور کھائے اگر وہ نہ ہو تو تمر (یعنی خشک کھجور جسے چھوہارا کہتے ہیں) کھائے کیونکہ (اس وقت کیلئے عورت کیلئے) اگر کوئی شے اس سے بہتر ہوتی تو رب تعالیٰ وہ حضرت مریم علیہا السلام کو اس وقت کھلاتے جب انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جنا۔''

ایک حدیث میں آتا ہے کہ ''کھجور (دردِ) قولنج سے امان ہے۔'' واللہ اعلم

(۲۸) شہد[1]

روایات میں آتا ہے کہ شہد میں برکت اور شفاء ہے سب سے بڑھ کر یہ کہ خود رب تعالیٰ نے اپنی لاریب کتاب میں شہد میں شفاء ہونے کو بصراحت بیان فرمایا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے،

﴿يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ﴾ (النحل:۶۹)

''اس کے پیٹ سے پینے کی چیز نکلتی ہے جس کے مختلف رنگ ہوتے ہیں اس میں لوگوں (کے کئی امراض) کی شفاء ہے۔''

شہد میں برکت رب تعالیٰ نے رکھی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

''رب تعالیٰ نے شہد میں برکت رکھ دی ہے اور اس میں سب تکلیفوں سے شفاء ہے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن اور شہد دونوں کو شفا فرمایا ہے، ارشاد ہے ''تم دو شفاؤں کو لازم پکڑو (ایک) شہد (کو) اور (دوسرے) قرآن کو۔''

---

[1] اس کی تفصیل کے لیے دیکھیں ''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا پسند اور کیا ناپسند'' مؤلفہ محمد آصف نسیم مطبوعہ بیت العلوم لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہد کے ان فضائل کی بناء پر شہد کی مکھی کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''ہر مکھی جہنم میں ڈالی جائے گی سوائے شہد کی مکھی کے۔''

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول تھا کہ وہ اپنی بیماریوں میں شہد کے استعمال کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ اور قرن ہا قرن سے علماء صلحاء اور اتقیاء کا یہی دستور چلا آ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی شہد کے ساتھ یہ عقیدت واحترام نصیب فرمائے۔

(۲۹) نان ونفقہ میں اقتصاد یعنی میانہ روی

میانہ روی نام ہے کسی شے کو اس طرح خرچ کرنا کہ نہ تو وہ شے ضرورت سے کم پڑے اور نہ زیادہ۔ جملہ امورِ زندگی میں میانہ روی وہ خوشحالی اور برکت لاتی ہے جو دولت و اسباب کی کثرت بھی نہیں لاتی۔ نہ تو طبیعت میں اتنا بخل ہو کہ ضرورت کو کم کرتے کرتے ضرر تک جا پہنچے اور نہ ہی اس قدر لا پروائی اور وسعت ہو کہ بلا ضرورت سب کچھ یا بہت کچھ خرچ کر بیٹھے کہ پھر جب ضرورت ہو تو گزشتہ خرچ پر دل کو ملامت کرے اور خود کو کوستا پھرے۔ اسی لیے احادیث میں روز کے خرچ اور غلہ کی مقدار یعنی روزانہ کے بجٹ کو ترتیب دینے کی ترغیب آئی ہے کہ یہ عمل نہایت بابرکت اور بارآور ہے۔ آدمی ایک مہینہ بھر یا ہفتہ بھر کا یا روزانہ کا ایک حساب بنائے کہ ہم گھر والے افراد کتنے ہیں، ہمیں راشن وغیرہ کی کتنی مقدار کافی ہے۔ پھر اس مقدار کو بھی خوب احتیاط سے ناپ تول کر خرچ کرے۔ کھانے میں گھی زیادہ نہ ڈالے، ضرورت سے زائد روٹیاں نہ پکائے، زائد از ضرورت کھانا نہ بنائے کہ پھر ان اشیاء کو ضائع کرے جو رزق کی محرومی کا سبب بنے۔ نہ خود کو تکلیف میں ڈالے اور نہ بے جا اڑائے۔

نبی کریم ﷺ نے متعدد احادیث میں گویا گھر کے ذمہ دار مرد اور عورت کو اس بات کی ترغیب دی ہے۔ دال، چاول، آٹا وغیرہ کی مقدار کا اپنی ضرورت کے موافق بجٹ بنا کر پھر اس کو خرچ کرے۔ اس سے انشاء اللہ اس گھر پر برکت نازل ہوگی اور وہ گھر کبھی فقر و احتیاج اور تنگدستی وافلاس کا شکار نہ ہوگا۔

اس بارے میں ذیل میں چند احادیث ملاحظہ کیجیے جن میں گھریلو اور معاشی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندگی میں حسن تدبیر اور اندازہ رکھنے کی تلقین اور ان کی برکات کا بیان ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''اپنے کھانے کو ناپ کرو (یعنی مقدار کا اندازہ کر کے استعمال کرو) تمہارے لیے اس میں برکت ڈال دی جائے گی۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''تولے ہوئے کھانے میں برکت ہے۔''

کچھ لوگوں نے شکایت کی کہ ان کا کھانا جلد ختم ہو جاتا ہے تو نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا، ''کیا تم (کھانے وغیرہ کو) ناپتے ہو یا یونہی اندازہ سے لیتے ہو؟ عرض کیا ''بلکہ ہم اندازہ سے لیتے ہیں'' تو آپ ﷺ نے فرمایا، ''ناپ کر ڈالو، اندازہ سے نہ ڈالو''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''تدبیر آدھی معیشت ہے۔''

ارشاد فرمایا ''عورت کی سمجھداری میں سے یہ بات ہے کہ وہ اپنی معیشت میں نرمی (یعنی میانہ روی) سے کام لے۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''جس نے (اپنی آمدن کو) اندازہ (کر کے خرچ) کیا اللہ تعالیٰ اس کو رزق دے گا اور جس نے فضول اڑا دیا، رب تعالیٰ اس کو محروم کرے گا۔''

ایک روایت میں ہے ارشاد ہے کہ ''جس نے اپنی معیشت میں میانہ روی کی رب تعالیٰ اس کی رزق دے گا۔''

وہ شخص فقیر نہ ہوگا جو میانہ روی اپنائے گا اور کبھی وہ تنگدستی کا منہ نہ دیکھے گا۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، جب کسی کے ہاتھ میں کچھ ہو تو وہ اس میں میانہ روی اختیار کرے کیونکہ رزق تقسیم ہو چکا ہے ہو سکتا ہے کہ اس کا رزق تھوڑا ہو اور وہ اس کو مالداروں کی طرح خرچ کرے اور ہو سکتا ہے کہ وہ اس سارے کے سارے مال کو کسی خیر کے کام میں استعمال کرے پھر موت تک تنگدست ہی رہے۔

(۳۰) گھر والوں پر کشائش اور وسعت کرنا

اہل خانہ کو مالی وسعت دینا اور ان کو ہر طرح کی سہولت دینا بھی رزق میں برکت کا ایک ذریعہ ہے۔ احادیث میں اس کی بڑی تاکید آئی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

''جس نے اپنے گھر والوں پر ایک دن وسعت کی تو وہ رب تعالیٰ سے جو بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مانگے گا رب تعالیٰ اس کو عطا فرمائے گا۔'' ایک دوسری روایت میں ہے ''جو گھر والوں پر وسعت کرتا ہے رب تعالیٰ اس پر وسعت فرماتے ہیں،'' احادیث میں خاص خاص دنوں میں گھر والوں پر مالی فراخی کرنے کے بھی فضائل آئے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''جس نے عاشوراء کے دن گھر والوں پر وسعت کی رب تعالیٰ اس پر سارا سال وسعت فرمائیں گے۔'' سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ''ہم نے پچاس سال تک اس بات کا تجربہ کیا اور اس کو ایسا ہی پایا۔

(۳۱) مل کر کھانا کھانا

اسلام نے تشتت وافتراق کی ہر طرح سے بیخ کنی کی ہے کہ یہ بات زندگی کے ہر شعبہ کی برکت اڑا دیتی ہے جبکہ اتفاق واتحاد اور باہمی الفت ومحبت ہر طرح کی خیر وبرکت لاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس الفت ومحبت اور اتحاد واتفاق کو پیدا کرنے کے لیے اپنے امتیوں کو نہایت معمولی باتوں پر اکٹھے ہونے کا حکم فرمایا ہے، انہی میں سے ایک بات جو بظاہر معمولی ہے مگر اتفاق واتحاد کی برکت حاصل ہونے میں بڑی موثر ہے، مل کر کھانا کھانا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''جماعت (یعنی اکٹھے رہنے سہنے اور کھانے پینے) میں برکت ہے'' اور فرمایا ''جماعت کو لازم پکڑو اور بکھرنے بٹنے سے بچو کیونکہ اکیلے کے ساتھ تو شیطان ہولیتا ہے اور دو سے دور ہوتا ہے'' کچھ لوگوں نے دربار رسالت میں شکایت کی کہ ''وہ کھانا کھاتے ہیں مگر پیٹ نہیں بھرتا'' تو آپ ﷺ نے فرمایا، ''شاید تم الگ الگ (کھانا کھاتے) ہوتے ہو؟ کہنے لگے ''جی ہاں! یارسول اللہ ﷺ! (ایسی ہی بات ہے) تو آپ ﷺ نے فرمایا، ''اکٹھے ہو کر کھانا کھاؤ اور اس پر بسم اللہ پڑھو، تمہارے لیے اس میں برکت ڈال دی جائے گی۔'' (ابوداؤد) جس کھانے میں زیادہ ہاتھ ہوں اس کو سب سے بہتر کھانا کہا گیا ہے اور بھائیوں کے ساتھ مل کر کھانا شفاء بتلایا گیا ہے۔ البتہ علامہ واحدی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ''اکیلے کھانے میں بھی کوئی حرج نہیں''

کھانے میں برکت نازل ہونے کا ایک سبب اس کو ان آداب وسنن کے ساتھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھانا ہے جن کا احادیث میں تذکرہ آتا ہے۔ کتب سیرت وفقہ میں کھانے کے آداب کو مفصل نقل کیا گیا ہے۔ چاہیے کہ ان کو وہاں ملاحظہ کر لیا جائے۔

(۳۲) رزق خداوندی کی تعظیم اور اس کا اکرام واحترام

رزق خدا دیتا ہے۔ اس میں تنگی و وسعت بھی خدا دیتا ہے۔ رزق کی نعمت کی قدردانی یہ رب تعالیٰ کی قدردانی ہے اور رب تعالیٰ اپنے قدردانوں کا قدردان ہے وہ انہیں ہر تنگی میں سہولت اور ہر مصیبت سے نجات دیتا ہے۔ شکرگزاروں کے رزق میں برکت و وسعت وہی دیتا ہے۔ احادیث میں رزق خداوندی کی قدر کی بڑی تاکید آئی ہے اور اس کو برکت ورحمت کے حصول کا سبب ٹھہرایا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''روٹی کا اکرام کرو۔''

ایک دفعہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں روٹی کا ایک ٹکڑا گرا دیکھا تو آپ ﷺ نے اس کو اٹھایا اور اس کو صاف کیا اور فرمایا، ''اے عائشہ! رب تعالیٰ کی نعمتوں کے جوار کے ساتھ حسن سلوک کرو کیونکہ ایسا کم ہی ہوتا ہے کہ یہ نعمت کسی گھر سے جائے تو ان کی طرف لوٹ کر آئے۔''

یعنی ناشکری کرنے پر جب رب کی نعمت ایک بار روٹھ جائے تو پھر کم ہی دوبارہ آتی ہے۔ اسی لیے رزق خداوندی کی بے قدری کرنے پر وعید آئی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

''جس قوم نے بھی رزق خداوندی کی توہین کی وہ بھوک میں مبتلا کیے گئے۔''

کھانے کے جملہ آداب کی رعایت اس کے احترام میں داخل ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو اس بات کی تعلیم دی ہے کہ وہ رب تعالیٰ کی برکت ورحمت کو ڈھونڈ کر حاصل کریں اور رزق خداوندی کی تعظیم کا کوئی معمولی سا فعل بھی ترک نہ کریں نہ معلوم اس میں برکت ہو۔ مثلاً کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنا کہ یہ بھی رزق خداوندی کے اکرام واحترام کے ساتھ اس کی برکت کو ڈھونڈنا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جب تم میں سے کوئی کھانے سے فارغ ہو تو اپنی انگلیاں چاٹ لے کیونکہ اسے نہیں معلوم کہ اس کے کس کھانے میں برکت ہے۔'' (مسلم) ایک روایت میں ہے کہ ''کھانے کے آخر میں برکت ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے اس سے بھی زیادہ ایک معمولی فعل کی ترغیب فرمائی ہے جو رزق خداوندی کی انتہائی قدر دانی ہے اور اس میں اپنی بندگی اور عجز و نیاز کا کامل اظہار ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

''جس نے دستر خوان سے گرا (ہوا لقمہ یا ریزہ) کھالیا تو وہ ہمیشہ رزق کی کشائش میں رہے گا۔''

نبی کریم ﷺ نے کھانے میں پھونک مارنے سے منع فرمایا کہ یہ برکت کو اڑا دیتا ہے۔ اس طرح کھانے سے عیب نکالنا رزق میں بے برکتی لاتا ہے کہ اس میں ایک گونا کھانے کی بے توقیری و بے احترامی ہے۔

ٹھنڈے کھانے میں برکت ہے اور گرم کھانے میں بے برکتی ہے۔ روایات میں نبی کریم ﷺ کا اس بارے میں ارشاد آتا ہے۔

مسند دارمی میں حضرتِ اسماءؓ بنتِ ابی بکرؓ کا کھانا ٹھنڈا کر کے کھانے کا عمل مذکور ہے جس کی دلیل میں وہ فرماتی تھیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ ''اس طرح (ٹھنڈا کر کے) کھانا زیادہ برکت کا باعث ہوتا ہے)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''ثرید برکت ہے۔''

(۳۳) اپنی اولاد کا نام ''محمد'' یا ''احمد'' رکھنا

نبی کریم ﷺ سے والہانہ عقیدت و محبت تو یہ تقاضا کرتی ہے کہ اسم محمد ﷺ و احمد ﷺ پر جان ہی لٹا دی جائے کہ یہی زندگی کی سب سے بڑی نعمت، برکت، خیر اور سعادت ہے اور اس کا کم از کم درجہ یہ ہے کہ ساری زندگی ہی محمد عربی ﷺ کے نام لگا دی جائے اور اپنی ہر شے پر نبی کریم ﷺ کی محبت کی تہیں چڑھا دی جائیں۔ حق تو یہ ہے کہ ہر شئے کو ہی نام محمد ﷺ کے نام لگا دیا جائے۔ مگر اس کا لطیف پہلو یہ ہے کہ اولاد جو دل کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرور، نظر کی ٹھنڈک، آرزو اور امنگ ہوتی ہے اس کا نام نبی کریم ﷺ کے نام پر رکھا جائے۔ یقیناً یہ بڑی سعادت و برکت ہے۔ سارا جہاں جناب رسول مآب ختمی مرسل ﷺ کے ترانے پڑھتا ہے۔ اس کائنات میں جہاں جہاں صبح بیدار ہوتی ہے سوئی ہوئی انسانیت کے کانوں میں رب ذوالجلال کے بعد پہلا نام جو گونجتا ہے وہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ہی ہوتا ہے،

گونج ہے زمانے میں ترا اسم گرامی
قائم ہے تو اس نام سے کچھ اپنا بھرم ہے

(ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی)

یہی وہ نام ہے جس میں فنا ہو جانا ہی وظیفہ حیات ہونا چاہیے کہ

نام محمد ﷺ کا وظیفہ ہے زبان پر ہر دم
بس مجھے نام محمد ﷺ میں فنا رہنے دو

(بیکل اتساہی)

اسی بابرکت نام نے گرتوں کو سنبھالا، مجبوروں، بے سہاروں، محتاجوں اور بے بسوں کو سہارا دیا، سب کی کشتی بلکہ اس دھرتی پر بسنے والی ساری انسانیت کی کشتی کو ہلاکتوں، بدبختیوں اور شقاوتوں کے گرداب میں ڈوبنے سے اسی مبارک نام نے بچایا کہ

ع اک نام نکالے مجھے گرداب سے بیدلؔ
اک موج کنارے مجھے دریا کے لگا جائے

(بیدل حیدری)

اسی لیے احادیث میں اس بات کی ترغیب آئی ہے کہ اپنی اولاد کا نام نبی کریم ﷺ کے نہایت بابرکت پاکیزہ نام پر رکھو کہ یہ برکات و خیرات کے وہ در کھولے گا جو آپ ﷺ کے فیض سے ہی کھلتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''اپنے بیٹے کا نام ''محمد'' رکھو تمہارے گھر کی خیر میں اضافہ ہوگا۔''

میرے آقائے دو جہاں کا نام نامی جس گھر کے افراد کے لبوں پر ہو، مصیبت،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پریشانی اور فقر وفاقہ کی کیا مجال ہے کہ وہاں قدم رکھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

''اس گھر میں فقر داخل نہ ہوگا جس میں میرا نام ہو۔''

اور لازمی بات ہے کہ جس گھر میں ''محمد'' نام کا آدمی نہ ہو برکت و رحمت کو اس گھر سے کیا واسطہ؟

ہمارے دیار ہندو پاک میں یہ پاکیزہ سنت جاری ہے کہ لوگ اپنی اولادوں کا جو مرضی نام رکھیں مگر شروع میں نام ''محمد'' کو ضرور ملحوظ رکھتے ہیں۔ رب تعالیٰ میرے والد مرحوم کی قبر کو نور سے بھرے کہ انہوں نے میرا نام بھی ''محمد آصف نسیم'' رکھا۔

نام محمد کی تعظیم یہ ہے کہ اس بچہ کے ساتھ اکرام کا سلوک کیا جائے۔ برا بھلا نہ کہا جائے اور اس کو مجلس میں اچھی جگہ دی جائے۔

جس مجلس مشورہ میں محمد نامی آدمی ہو ان کے اس مشورہ میں برکت ڈال دی جاتی ہے۔ بہر حال روایات و آثار میں اپنی اولاد کا نام محمد یا احمد رکھنے کی بڑی ترغیب آئی ہے اور اس کو باعث برکت و رحمت قرار دیا ہے۔

کنیت، لقب، خطاب اور نام رکھنے کے دیگر آداب و مسائل اور اچھے برے ناموں کی تفصیل وعلامات کو کتب فقہ اور سیرت و اخلاق کی کتابوں میں ملاحظہ کیا جائے۔

(۳۴) صفائی ستھرائی اور نظافت و پاکیزگی

نظافت اور پاکیزگی کو بھی زندگیوں کی برکت کے ساتھ خاص تعلق ہے۔ شرع شریف میں اس بات کی بڑی ترغیب آئی ہے اور بتلایا ہے کہ گھر کو گندا رکھنا بے برکتی اور فقر و افلاس کو لاتا ہے۔ خیر و برکت حاصل کرنے کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے۔ اس لیے مناسب ہے کہ گھر کے در و دیوار، کپڑے برتن، روزمرہ کے استعمال کی اشیاء، غرض ہر چیز کو صاف ستھرا رکھنے کا اہتمام کیا جائے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

''برتنوں کا دھونا اور صحن صاف رکھنا غناء لاتے ہیں۔'' ایک روایت میں ہے کہ

''دین کی بنا نظافت پر ہے۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''گھروں سے مکڑیوں کے جالے صاف کیا کرو کہ ان کو چھوڑ دینا فقر لاتا ہے۔''

اس طرح صاف ستھرا رہنے میں طبیعت کو ایک انشراح اور بشاشت ملتی ہے، دماغ کو سکون اور دل کو فرحت ملتی ہے، جو بہت سارے غموں سے دل کو اور دماغ کو ہلکا کر دیتی ہے۔ اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

''صاف لباس پہننا غم ختم کرتا ہے۔''

اس کے علاوہ طہارت و نظافت کے وہ احکام جو ناخنوں، بالوں، لبوں، زیر ناف اور بغلوں کے بالوں اور دیگر اشیاء کے متعلق ہیں ان کی تفصیل کو کتب سیرت و اخلاق اور کتب فقہ میں دیکھ لیا جائے۔ اس کے علاوہ غسل اور وضو کے احکام نظافت سے متعلقہ ہی ہیں جن میں ''مسواک کرنا'' ایک اہم فعل ہے جو جہاں منہ کو صاف کرتی ہے وہیں رب تعالیٰ کو بھی راضی کرتی ہے۔ مسواک کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

''مسواک رزق کھینچتا ہے۔''

(۳۵) برکت و بے برکتی کے چند عمومی اسباب

اس باب کے آخر میں چند متفرق امور کو ذکر کر دیا جاتا ہے جو کسی خاص عنوان کے تحت تو نہیں آتے البتہ ان میں برکت کے ہونے، رزق کو کھینچنے اور بڑھانے اور فقر و افلاس کو دور کرنے میں تاثیر ہے۔ اسی طرح چند دوسرے امور ہیں جنہیں بے برکتی لانے میں اثر ہے۔ ملاحظہ کیجئے!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''زمرد کی انگوٹھی فقر کو ختم کرتی ہے۔''

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ ''جس نے زرد یاقوت کی انگوٹھی پہنی وہ تنگدست نہ ہوگا۔'' علامہ کاشغری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ''خوشنما خط غناء لاتا ہے۔'' خطاطوں کو اس کا تجربہ ہے۔ (نسیم)

علامہ ھروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ''حدیث میں آتا ہے کہ ''جس نے عربی کمان اور ترکش لیا اس سے فقر کو دور کر دیا جائے گا۔''

ایک شخص نے درِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فقر کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''شاید تم ہوا کو گالی دیتے ہو گے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''(کسی کو) آٹا (دینے سے) روکنا فقر لاتا ہے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''ظلم گھروں کو ویران کر دیتا ہے۔''

ظلم کے بارے میں رب تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ بستیوں کو تباہ و برباد کر دیتا ہے اور گزشتہ قوموں میں سے اکثر کی ہلاکت ظلم کے سبب سے ہوئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

﴿فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا﴾ (النمل:۵۲)

''اب یہ ان کے گھر ان کے ظلم کے سبب خالی پڑے ہیں۔''

ایک دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

﴿وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ مِن قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوا﴾ (یونس:۱۳)

''اور تم سے پہلے ہم کئی امتوں کو جب انہوں نے ظلم اختیار کیا ہلاک کر چکے ہیں۔''

اسی طرح ارشاد ہے،

﴿وَتِلْكَ الْقُرَىٰ أَهْلَكْنَاهُمْ لَمَّا ظَلَمُوا﴾ (الکہف:۵۹)

اور یہ بستیاں (جو ویران پڑی ہیں) جب انہوں نے (کفر سے) ظلم کیا تو ہم نے ان کو تباہ کر دیا۔''

وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ''جب کسی ملک کا والی ظلم کا ارادہ کرے یا ظلم کرے تو رب تعالیٰ اسکی مملکت کی ہر شے میں، بازار، کھیتی، جانور اور رزق تک میں کمی پیدا کر دیتے ہیں اور جب وہ خیر اور عدل کا ارادہ کرے تو رب تعالیٰ اسی طرح اس کی مملکت کی ہر چیز میں برکت ڈال دیتے ہیں۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''گھر میں حرام کے ارتکاب سے بچو کہ یہ بربادی کی جڑ ہے۔'' اس کے بعد پھر بچے گا کیا؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''اگر زمین و آسمان والے سب ایک مسلمان کے (ناحق) خون میں جمع ہو جائیں تو رب تعالیٰ سب کو اوندھے منہ جہنم میں ڈال دے گا۔''

ارشاد نبوی ہے، ''زنا نہ کرو کہ یہ رزق ختم کر دیتا ہے اور عمر برباد کر دیتا ہے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوزخ میں داخل کرتا ہے اور یہ چہرے اور نامہ اعمال کو سیاہ کر دیتا ہے۔"

عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، "جب حرام زادوں کی کثرت ہوگی تو باران (رحمت) کم ہوگی۔"

وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، "تورات میں لکھا ہے کہ زانی فقیر (وتنگدست) ہو کر ہی مرتا ہے۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "جس مال میں سود مل جائے اس میں کوئی برکت نہیں۔"

سود کے بارے میں رب تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں،

﴿يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ﴾ (البقرہ: ۲۷۶)

"خدا سود کو نابود (یعنی بے برکت) کرتا ہے اور خیرات (کی برکت) کو بڑھاتا ہے۔"

اسی طرح ناپ تول میں کمی باعث ہلاکت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "جب لوگ ناپ تول میں کمی کریں گے تو قحط، موت کی سختی اور بادشاہ کے ظلم میں گرفتار ہوں گے۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "امانت رزق کھینچتی ہے اور خیانت فقر کھینچتی ہے۔"

ارشاد نبوی ہے، "رب تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں، "میں دو شریکوں میں تیسرا ہوں جب تک کہ ایک، دوسرے کے ساتھ خیانت نہ کرے پھر جب وہ خیانت کرتا ہے تو میں ان دونوں کے درمیان سے نکل جاتا ہوں۔ (یعنی برکت اٹھالی جاتی ہے) اور شیطان (ان دونوں میں) داخل ہو جاتا ہے" (یعنی بے برکتی آ جاتی ہے)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "اس امت پر اس وقت تک رب کا ہاتھ رہے گا جب تک کہ اس کے نیکوکار بدکاروں کی تعظیم نہ کریں گے اور ان کے نیک لوگ بروں کی موافقت نہ کریں گے.......... پھر جب وہ یہ کر گزریں گے تو رب تعالیٰ ان سے برکت کو اٹھا لے گا۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "جب لوگ خدا کے نازل کردہ حکم کے علاوہ حکم لگانے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگیں گے تو ان میں فقر پھیل جائے گا۔'' (یہ جملہ روایات مسلم شریف کی ہیں)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''سامان تجارت لانے والے کو رزق ملے گا اور ذخیرہ اندوزی کرنے والا ملعون ہے اور جو مسلمانوں کے کھانے کی ذخیرہ اندوزی کرتا ہے رب تعالیٰ اس پر جذام اور (فقر و) افلاس کو مسلط کر دیتے ہیں۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''جس نے بیری کا درخت (بلاوجہ) کاٹا رب تعالیٰ اس کے سر کو جہنم میں ڈالیں گے۔''

علامہ کاشغری رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں، ''پھل دار اور سایہ دار درختوں کو بلاوجہ کاٹنے سے احتراز کرنا عمر کو دراز کرتا ہے۔'' تو یقیناً بلاوجہ کاٹنا عمر گھٹائے گا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''جس بندے نے بھی اپنے اوپر مانگنے کا دروازہ کھول دیا۔ رب تعالیٰ اس پر فقر کے باب کو کھول دیں گے۔'' ایک روایت میں ہے کہ ''فقر کے ستر دروازے کھول دیں گے۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''جس کو لوگوں سے حاجت پڑی لیکن اس کو اس نے لوگوں سے چھپایا اور رب کے حضور اس کو گوش گزار کیا تو رب تعالیٰ پر لازم ہے کہ اس پر ایسی جگہ سے وسیع رزق کھولے جہاں سے اس کو گمان بھی نہ ہو۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ''مشکوک کمائی مانگنے سے بہتر ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''طمع (اور لالچ) موجود فقر ہے۔''

ایک طویل حدیث میں ارشاد ہے کہ ''ہر آدمی کا رزق اس کے پاس ضرور آئے گا پس جو اس پر راضی ہوگا اس کے رزق میں اس کیلئے برکت دی جائے گی تو وہ رزق کشادہ ہو جائے گا اور جو اس پر راضی نہ ہوگا تو نہ اس کے رزق میں برکت ہوگی اور نہ ہی اس میں وسعت ہوگی۔ بے شک رزق انسان کو یوں ڈھونڈتا ہے جیسے موت اس کو ڈھونڈتی ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''بے شک آدمی گناہ کی وجہ سے جس کا وہ ارتکاب کرتا ہے رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔''

ان سب مذکورہ گناہ کی باتوں سے فقر و احتیاج پیدا ہوتا ہے اور دل و دماغ غموں کے وساوس میں پھنس کر رہ جاتا ہے۔ ان کی وجہ سے دل و دماغ بوجھل اور زندگی بے کیف ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتی ہے۔رزق کی رونق اور وسعت وکشائش جاتی رہتی ہے۔ان میں سے جو کبیرہ گناہ ہیں امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ ان سے توبہ واجب ہے۔قرآن کریم کی بیسیوں آیات اور بے شمار احادیث میں کبیرہ گناہوں سے توبہ کرنے کا حکم آیا ہے۔پھر جو صغیرہ گناہ اصرار کے ساتھ کیا جائے وہ بھی کبیرہ بن جاتا ہے۔اس سے بھی توبہ کرنا واجب ہے توبہ کرنے سے گناہ ختم ہو جاتا ہے۔

علماء کرام نے توبہ کی یہ شرائط ذکر کی ہیں،

(۱) گزشتہ کیے پر ندامت ہو

(۲) فی الفور اس گناہ کو ترک کر دے

(۳) اس بات کا پختہ عہد اور عزم وارادہ کرے کہ آئندہ کبھی اس گناہ کا ارتکاب نہ کریگا

(۴) پھر اگر اس کے ساتھ خدا تعالیٰ کا مالی حق وابستہ ہے تو اس کو ادا کرے۔مثلاً زکوٰۃ ذمہ ہے تو اس کو ادا کرے۔اور بندوں کا حق وابستہ ہے تو اس کو ادا کرے مثلاً کسی کا مال دبا رکھا ہے تو اس کو لوٹائے۔

(۵) رب تعالیٰ سے اُن امراض باطنیہ کے زوال کی دعا مانگے جنہیں اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا مثلاً حسد، بغض، کینہ، ریا، عُجب اور تکبر وغیرہ

(۶) اب تک توبہ نہ کرنے پر بھی توبہ کرے

رب تعالیٰ ہمیں ان سب باتوں سے بچنے کی توفیق دے جو رزق میں بے برکتی پیدا کرتی ہیں اور ان امور کی توفیق دے جو اس کی رضا اور دنیا وآخرت کے جملہ امور میں سعادت ونجابت اور خیر وبرکت کے حصول کا ذریعہ ہیں۔(آمین)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب چہارم

محنت اور کوشش کی برکت

حصول مقاصد کے لیے کوشش اور سعی کرنا انسان کا ایک ضروری فرض ہے۔ شریعت اسلام ہمیں بتلاتی ہے کہ آدمی کی کوششیں کاوشیں اور مساعی مفید اور ضروری ہیں نہ کہ غیر مفید اور غیر ضروری۔ کوئی شخص اس بات کا انکار نہیں کر سکتا کہ رب تعالیٰ نے ہر ذی روح کی جبلت اور فطرت میں یہ خاصیت رکھی ہے کہ وہ نفع حاصل کرنے یا اپنے سے ضرر کو دور کرنے کا بالطبع ارادہ اور کوشش کرتا ہے، بھوک میں کھانے کی اور پیاس میں پانی کی جستجو کرتا ہے۔ اس طلب منفعت اور دفع مضرت کے لیے کی جانے والی حرکات کا نام کوشش اور تدبیر ہے، اس کے ذریعے آدمی مطلوب تک پہنچتا ہے۔ حصول مقاصد کے لیے کوشش کرنا آدمی کا فطری مقتضیٰ ہے اور یہ سبق اس کو قدرت ہی نے سکھایا ہے۔

قدرت کا کوئی عطیہ بے کار نہیں، لہٰذا آدمی کی مساعی اور کاوشیں بھی بے کار نہیں جانی چاہئیں وہ ضرور مفید اور کار آمد ہونی چاہئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو پرندوں تک کے حق میں ارشاد فرمایا ہے،

''وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے واپس آتے ہیں۔'' یعنی وہ اپنی حصول رزق کی کوشش میں کامیاب ہوتے ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

> ''(یہ) بازار خدا (کی نعمتوں) کے خوان ہیں جو وہاں آئے گا ان سے بہرہ مند ہوگا۔''

مطلب یہ ہے کہ تجارت میں دوڑ دھوپ کرنے سے ضرور کامیابی ہوتی ہے اور آدمی کی یہ کوشش رنگ لاتی ہے۔ اس مضمون میں ہم نے اس موضوع کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنی ہے کہ ''محنت وکوشش'' آدمی کو تاریخ کے اوراق کا حصہ بنا دیتی ہے۔ آئندہ کی نسلیں اس کی محنتوں کے عظیم نتائج کے گن گاتی ہیں۔ ان دونوں حدیثوں سے یہی مضمون مترشح ہوتا ہے کہ انسان کی طبیعت میں محنت وکاوش کا یہ فطری جذبہ بیکار نہیں پیدا کیا گیا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کامیابی کا، علم وکمال کا جو کسبی ہے، کسی کی میراث نہیں، سیدھا راستہ اس کے سوا اور کوئی دوسرا نہیں۔

کوشش وتدبیر کے بالمقابل ایک طبقہ اس بات کا بھی قائل ہے کہ ''محنت وکوشش'' محض بے کار اور لا حاصل ہے گو کہ زبان سے اقرار کے باوجود اضطراری طور پر وہ بھی کسی نہ کسی درجہ میں منافع کے حصول اور مضرتوں کے دفعیہ کے لیے ہمت وکوشش میں مصروف کار نظر آتا ہے، یہ لوگ ایک کھلے تضاد اور اندرونی نفاق کا شکار ہیں۔

وہ سرسری اور معمولی اغراض جو ہلکی سی کاوش سے حاصل ہو جاتی ہیں ان کی بابت یہ طبقہ محنت ضرور کرتا ہے گو زبان سے اقرار نہ بھی کرے مگر جن مقاصد کا حصول بلند ہمتی، عزم جواں اور دقیق وسائل واسباب کے مہیا کرنے پر موقوف ہو وہاں یہ لوگ پست ہمتی کی وجہ سے منہ موڑ کر سب کچھ قدرت پر ڈال کر ایک طرف ہٹ جاتے ہیں۔ اپنی طبعی نا اہلی اور سستی کا جواز توکل وتقدیر کی بابت وارد آیات واحادیث سے پیش کرتے ہیں۔ لیکن ان لوگوں نے توکل کا معنی وہ بیان کیا جس کا محنت وکوشش سے سرے سے لگاؤ ہی ثابت نہیں، ان کے نزدیک انسان کی مثال کسی جماد یا پتھر سے زیادہ کی نہیں کہ جس پر جو گزرے سو گزرے مگر کسی حال پر اس کی دسترس یا اختیار نہیں۔

شرع شریف میں توکل کے نہ تو یہ معنی ہیں اور نہ ہی توکل محنت وکوشش کے منافی ہے۔ قرآن کریم نے جا بجا محنت اور کوشش کی ترغیب دی ہے۔ حج کے موقع کی بابت ارشاد ہے،

﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ (البقرہ:۱۹۸)

''(اے حاجیو!) اس کا تمہیں کچھ گناہ نہیں کہ (حج کے دنوں میں بذریعہ تجارت) اپنے پروردگار سے روزی طلب کرو۔''

اسباب معاش کی بابت فرمایا،

﴿وَّ جَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا﴾ (النبأ:۱۱)

''اور دن کو معاش (کا وقت) قرار دیا۔''

اور فرمایا،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ﴾ (الحجر:۲۰)

''اور ہم ہی نے تمہارے لیے اس میں معاش کے سامان پیدا کیے۔''

اس طرح کی بیسیوں آیات کسب معاش اور حصول رزق کے لیے کوشش اور تدبیر کرنے کی اجازت اور ترغیب دیتی ہیں۔

احادیث کے اخبار و آثار اور اس بابت اسلاف کے محض اقوال ہی کو اگر جمع کیا جائے تو ایک مستقل کتاب وجود میں آ جائے جن میں فقط محنت و کوشش کرنے کی ترغیب اور اس کی عظمت و اہمیت کو بیان کیا ہے۔ ذیل میں احیاء العلوم سے چند احادیث کو درج کیا جاتا ہے جو اس موضوع پر مشتمل ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

''بعض گناہ ایسے ہیں جو طلب معاش کے ہی ذریعے معاف ہوتے ہیں''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

''جو شخص دنیا کو حلال طریق سے اس لیے تلاش کرتا ہے تا کہ سوال کرنے سے بچے اور اپنے بچوں کی خبر لے اور ہمسایوں کے ساتھ ہمدردی کرے وہ (روز قیامت) خدا سے ایسی حالت میں ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتا ہوگا۔''

''ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک چست اور قوی نوجوان کو صبح سویرے معاش کی تلاش میں نکلتے دیکھا تو کہنے لگے،

''کیا خوب ہوتا اگر اس کی قوت اور چستی خدا کی راہ میں خرچ ہوتی''

اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،''ایسا نہ کہو کہ اگر وہ اپنے لیے کوشش کرتا ہے تا کہ مانگنے سے بچے اور لوگوں کا محتاج نہ ہو تو وہ خدا ہی کی راہ میں ہے''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

''خدا تعالیٰ اس بندے کو محبوب رکھتے ہیں جو اس لیے محنت (وکوشش) کرتا ہے تا کہ لوگوں کا محتاج نہ ہو''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ''رب تعالیٰ پیشہ ور مومن کو دوست رکھتا ہے''

ایک روایت میں ہے کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا تو دریافت فرمایا کہ ''تم کیا کرتے ہو؟'' اس نے کہا کہ ''عبادت'' دریافت فرمایا کہ ''تیری خبر گیری کون کرتا ہے؟'' کہا ''میرا بھائی'' تو اس پر آپ علیہ السلام نے فرمایا، ''تیرا بھائی تجھ سے زیادہ عبادت گزار ہے''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اکابر و اسلاف کے اقوال بھی ہمیں محنت ہی کا درس دیتے ہیں۔ ذیل میں چند واقعات کے ضمن میں ان پاکیزہ ہستیوں کے اقوال نقل کیے جاتے ہیں۔

''زید بن سلمہ اپنی زمین میں ایک پیڑ لگا رہے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (کا وہاں سے گزر ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ) نے فرمایا، ''ایسا ہی چاہیے، اگر تو لوگوں سے بے غرض رہے گا تو تیرا دین زیادہ محفوظ رہے گا اور تیری عزت ان میں زیادہ ہوگی جیسا کہ تمہارے دوست احیحہ (شاعر) کا قول ہے

﴿ان الكريم على الاخوان ذو المال﴾

''بے شک بھائیوں میں معزز دولت مند ہی ہوتا ہے۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہاں درخت لگانے جیسے نہایت معمولی کام کی قدر فرمائی اور ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اس کوشش کو داد تحسین پیش کی۔ یہ وہی مذہب اسلام ہے جس میں ایسے ایسے معمولی کاموں کی قدر و منزلت ہے تو پھر دنیا پر مسلمانوں کے جاہ و جلال اور عظمت و سطوت کے پرچم کیوں نہ پھر یرے لیتے، بڑی بڑی حکومتیں کیوں نہ زیر نگین لوائے احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آتیں۔ مسلمان قوم ہی تو تھی جس نے علم و حکمت کے ہر میدان میں مسابقت کا قدم رکھا اور ترقی کی سیڑھیاں چڑھتی ہی چلی گئی۔

محنت و کوشش کی اس عظمت کو بیان کرتے ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ

''میں موت کے آنے کی جگہ اس سے بہتر نہیں سمجھتا جہاں میں اپنے کنبے کے لیے بازار میں لین دین کر رہا ہوں''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ جملہ اقوال و آثار محنت و کوشش کی عظمت کو واضح کرتے ہیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ''احیاء العلوم'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''کسب اور (محنت و کوشش و) تدبیر کو ترک کرنا شریعت میں حرام ہے''

اس لیے ادنیٰ سے ادنیٰ مقصد کے لیے بندہ کو جو اسباب درکار ہیں، اور وہ اس کی قدرت کے احاطہ سے باہر ہیں رب تعالیٰ نے ان کا بھی اپنی قدرت سے انتظام فرما دیا ہے کہ بارش کا برسنا آدمی کی قدرت میں نہیں وہ مدبر السموات والارض خود بروقت بارش برسا دیتا ہے اور آدمی کی ہل چلانے کی محنت کو بارآور کر دیتا ہے۔

غور کی نگاہ سے دیکھا جائے تو نظام کائنات سارے کا سارا انسان کی مساعی اور کاوشوں کی معاونت و مساعدت ہی میں تو لگا ہوا ہے۔ اسی لیے توکل کا معنی محض بے حس و حرکت پڑا رہنا سمجھنا فاش غلطی ہے اسی پر تنبیہ فرماتے ہوئے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،

''تم میں سے کوئی تلاش معاش سے بیٹھ نہ رہے اور یہ نہ کہتا رہے کہ ''اے خدا مجھے روزی دے'' کیونکہ تم جانتے ہو کہ آسمان سے سونا اور چاندی نہیں برستا'' (احیاء العلوم)

احیاء العلوم میں ہی لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے جب پوچھا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو اپنے گھر میں بیٹھا رہے اور کہے کہ میں کچھ نہ کروں گا۔ جب تک کہ رزق میرے پاس آپ سے نہ آئے'' تو انہوں نے جواب دیا کہ ''ایسا شخص علم دین سے جاہل ہے کیا اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں سنا کہ خدا نے میرا رزق میرے نیزے کے سائے تلے مقرر کیا ہے اور کیا اس نے یہ ارشاد بھی نہیں سنا کہ ''پرندے صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر آتے ہیں'' (احیاء علوم الدین)

یعنی جب پرندے تک رزق کی تلاش میں جستجو کرتے ہیں تو آدمی محنت و کوشش کیوں نہ کرے۔ تدبیر اور کوشش کے ترک کی ایک وجہ آدمی کا کسی مقصد کے حصول کی راہ میں پیش آنے والی مشکلات اور رکاوٹیں ہوتی ہیں جن کو دیکھ کر وہ گھبرا اٹھتا ہے اور راہ محنت سے فرار اختیار کر کے اس منزل کو پانے سے کنارہ کش ہو جاتا ہے وہ اپنی سی عاجز و درماندہ کوشش کو ان بے انتہا مشکلات کے پہاڑ کے سامنے ایک بے حیثیت ذرہ سمجھتا ہے لیکن یاد رہے کہ مقصد حیات کے حصول میں ناکامی کی پہلی وجہ عدم ارادہ ہوتی ہے۔ دوسری وجہ پست

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمتی ہوتی ہے اور تیسری اور آخری وجہ مایوسی و بے چینی ہوتی ہے۔ اسی لیے مشہور شاعر ابراہیم ذوقؔ نے کوتاہ ہمت کو دلاسہ دیتے ہوئے کہا ہے

ع دست ہمت سے ہے بالا آدمی کا مرتبہ
پست ہمت یہ نہ ہووے پست قامت ہو تو ہو

اگر کسی مقصد کے حصول کی سچی لگن ہو تو منزل خود چل کر آتی ہے بلکہ نشان راہ بن جاتی ہے، آدمی ایک منزل کے بعد کئی دوسری منزلوں کی تلاش میں لگ جاتا ہے مگر یہ سب کچھ ہمت، عزم، ارادہ اور کوشش پر موقوف ہے بقول شاعر

ع آگ میں جل مرتا ہے پروانہ سا کرم ضعیف
آدمی سے کیا نہ ہو، محبت ہو تو ہو

محنت ترقی کی ضامن ہے

محنت خواہ زندگی کے کسی میدان میں کی جائے آدمی کو اس میں ترقی نصیب ہوتی ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو نظام کائنات محنت اور حرکت کی بدولت ہے۔ کائنات کی کسی شے کو ثبات نہیں، شمس و قمر مسلسل حرکت میں ہیں، رات دن میں کہیں سکون نہیں، موسموں میں ٹھہراؤ نہیں' پانیوں ندیوں نالوں میں قرار نہیں، غرض ہر طرف زندگی پکار پکار کر کہہ رہی ہے۔ ''زندگی حرکت اور محنت کا نام ہے'' جہاں ٹھہر گئے وہی منزل ہوگئی خواہ ادھوری یا مکمل۔ جہد مسلسل کی چکی میں جو قومیں پستی چلی گئیں وہ پستی و اِدبار سے نکل کر اَوجِ ثریا تک جا پہنچیں اور جس قوم نے بھی محنت و کوشش ترک کردی وہ اپنی ساری عظمتیں لٹا بیٹھی اور بالآخر غلامی کے گڑھے میں جا بیٹھی۔

جن قوموں نے دنیا میں عروج و اقبال پایا ہے ان کی زندگی جہد مسلسل سے تعبیر ہے۔ محنت کرنے والوں نے جب سمندر کا رخ کیا تو اس کے سینے کو چیر کر اس کی تہوں تک کو کھنگال لیا۔ ہواؤں کی طرف مڑے تو فضاؤں سے نکل کر خلاؤں تک جا پہنچے اور نئی زمینیں تلاش کرلیں، برگ و بار پر نگاہ ڈالی تو ان کی باریک پتیوں کے بھی جگر چاک کر کے دیکھ لیے۔ کھال ٹہنی سے لے کر زمین میں دفن ان کی جڑوں تک سے علوم و فنون کے دفن خزینے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باہر نکالے۔ میدان محنت کا رخ جب خود انسان کی طرف بڑھا تو دل کی دھڑکنوں سے لے کر رگوں، پٹھوں کی ماہیت و کیفیت تک معلوم کرلی۔ خون کے اجزائے ترکیبی معلوم ہوئے۔ دماغ کی فکری گہرائیوں میں اترے، تخریب و تعمیر کے نئے جہان سامنے لائے گئے۔ بحر و بر کی ہر چیز کو اس قدر باریکی اور گہرائی سے دیکھا کہ اس کی تہہ میں پوشیدہ ذرہ برابر نفع بھی ڈھونڈ نکالا۔ عناصر کی تقسیم و تجزی اور تجزیہ و تحلیل ایٹم کی تلاش تک جا پہنچی۔ پھر ایٹم کی تقسیم کے عمل نے دنیا کو ''ایٹم بم'' دیا۔

محنت کا رخ جدھر مڑ گیا، تعمیری یا تخریبی مگر اس کی منزلوں کی طنابیں کھینچنے لگا، ایجادات کا ڈھیر لگ گیا، علوم و فنون مدون ہوئے اور ان میں اس قدر تنوع سامنے آیا کہ ان سب علوم و فنون میں کامل دستگاہ و لیاقت حاصل کرنا ایک انسان کے لیے واقعی ناممکن بن گیا۔ سائنس و ٹیکنالوجی کی محنت کے میدان نے زندگی کو وہ محیر العقول سہولتیں فراہم کیں جن کا آج سے چند صدیوں قبل کسی کے دل میں خیال نہ گزرا ہوگا نت نئی ایجادات و اختراعات، علوم و فنون کی عجب گلکاریاں محض محنت اور کوشش کا ہی کرشمہ اور اس قابل قدر صفت کی نیرنگی ہیں۔

یہ تو مادیات کا حال تھا، روحانیات، علوم دینیہ، تفسیر و حدیث اور فقہ وغیرہ علوم کی طرف جب مسلم فلاسفروں اور حکماء نے اپنا رخ موڑا تو دنیا کو علوم کی ایک نئی کائنات ہی دے دی۔ اس کی تفصیل قدرے آگے چل کر بیان کی جائے گی۔

حکومتوں کی طرف آیئے۔ جہد مسلسل نے غلام قوموں کو آزاد بلکہ حکمران بنا دیا۔ جنگجوؤں اور سپہ سالاروں کی تاریخ بتلاتی ہے کہ وہ کبھی شکست سے مایوس نہ ہوئے نئے عزم اور ولولہ سے اٹھے اور دنیا کے نقشے بدل دیئے۔

مشہور ہے کہ تیمور لنگ جب شکست خوردہ، افسردہ اور ہزیمت زدہ ایک غار میں بیٹھا اپنی شکست اور ذلت و نکبت کے اسباب پر غور کر رہا تھا اور ان سوچوں میں غلطاں و پیچاں تھا کہ کھویا وقار اور اقتدار دوبارہ کیونکر حاصل ہو کہ اس کی اچٹتی نگاہ دیوار چڑھتی ایک چھوٹی سی جان ''چیونٹی'' پر پڑی کہ وہ اوپر جانا چاہتی ہے مگر گر جاتی ہے۔ عجب تماشا کہ وہ ان بلندیوں کے آگے پست ہمت نہ تھی۔ ہر بار گر کر نئے عزم کے ساتھ نئے سرے سے اوپر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چڑھ کر اپنی منزل مقصود تک پہنچنا چاہتی ہے۔ غرض وہ گرتی رہی چڑھنے کی کوشش کرتی رہی اور تیمور لنگ گنتا رہا۔ تعجب کی انتہا نہ رہی کہ اب چیونٹی سوویں مرتبہ کوشش کرنے چلی ہے۔ کیا دیکھا کہ منزل تک پہنچ ہی گئی۔

تیمور لنگ کے ذہن کو اس واقعہ نے جھنجھوڑ کر رکھ دیا کہ کیا میری ہمت اور جذبہ ایک چیونٹی سے بھی پست ہے؟ پھر کیا تھا کہ آندھی وطوفان کی طرح اٹھنے والا یہ مغل حکمران اس حکومت کی بنیاد رکھ گیا جس نے ہندوستان پر ڈیڑھ صدی تک راج کیا۔

اس محنت اور کوشش نے ذرہ کو حیات بخشی، اس اندھیری دنیا کو جھلملاتی روشنیاں دیں، پر پرواز دیا، تیرنے کے لیے کندھا دیا، زمین کی تہوں میں اترنے کو زینہ دیا، کہکشاؤں تک پہنچنے کو سفینہ دیا۔ محنت کے آگے فلک بوس پہاڑ زمین بوس ہوئے اور خود محنت کی ہمتیں آسمان کے کناروں کو چھونے لگیں، سمندر سمٹ کر قطرہ بنے اور خود اس کے جذبات کا سمندر اور گہرا ہوا، اس محنت نے نئے جہان ڈھونڈ دیئے مگر کیا یہ سب کچھ تن آسانیوں، راحت پسندیوں، خوابوں کی سرمستیوں، شکم پرستیوں کا مرہون منت تھا؟ ہرگز نہیں یہ فقط محنت کا ہی مرہون منت تھا۔ جن قوموں نے عملی میدان میں جدوجہد اور محنت وکوشش کی تاریخ رقم کی وہی دنیا میں سر بلند ہے اور جو اس میدان میں صفر رہے وہ پست و ذلیل رہے۔ محنت کا نتیجہ اقبال اور ترقی ہے وگرنہ پستی وتنزلی کو پنجے گاڑھنے سے کسی کی تمنا اور آرزو روک نہ سکے گی۔

محنت اور کوشش ساکن اور پژمردہ قوتوں کو متحرک اور شگفتہ وشاداب کرتی ہے۔

یہ محنت وکوشش کسی کی میراث اور جاگیر نہیں، ادنیٰ کرے اعلیٰ بن جاتا ہے اور اعلیٰ کرے تو اعلیٰ تر بن جاتا ہے۔ تاریخ بتلاتی ہے کہ بڑے بڑے عظیم لوگ جنھوں نے اپنی راتوں کو بیدار کر کے خون جگر نچوڑ کر اپنی محنتوں کی کشت زار کو سیراب کیا پھر عظمتوں اور بلندیوں کو چھوا وہ سب کے سب بڑے بڑے خاندانوں، اہل ثروت کنبوں اور مرفہ الحال افراد نہ تھے، ان میں کثرت ان لوگوں کی ہے جن کے اسباب وسائل نہایت محدود تھے، وہ چراغوں کی روشنیوں پر اکتفا کرنے والے، ایک وقت کی روٹی پر بس کرنے والے بلکہ پیٹ کاٹ کر جینے والے لوگ تھے۔

۱۸۸۶ء کے ایک امریکن اخبار نے ایسے بلند ہمت لوگوں کی ایک مختصر سی فہرست

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاری کی ۔جس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ محنت آدمی کو ترقی کی کن منزلوں پر جا اتارتی ہے ۔اخبار کہتا ہے کہ

''جتنے بڑے بڑے مشہور لوگ گذرے ہیں ان میں سے اکثر کے باپ ادنیٰ درجے کے کام کرتے تھے ،

حکیم ''دیاتھنس'' کا باپ لوہار تھا

سقراط کا باپ عطار تھا

اٹیکوس کا باپ گڈریا تھا

ورجن کا باپ بھٹیارا تھا

کولمبس کا باپ دُھنیا یعنی اون صاف کرنے والا تھا

شیکسپیئر کا باپ بوچڑ یعنی قصاب تھا

لوتھر کا باپ کان کھودنے والا تھا

کرانول کا باپ شراب کی ایک معمولی بھٹی چلاتا تھا

سکیٹس کا باپ سور چراتا تھا

اور فرینکلس کا باپ صابن بناتا تھا

اگر اسلام کی علمی تاریخ پر نگاہ ڈالی جائے تو وہاں بھی بڑے بڑے مفسرین، محدثین اور فقہاء نہایت معمولی خاندان کے نظر آتے ہیں مگر ان لوگوں کی جانفشانی اور محنتوں نے انہیں بلند کیا۔ان لوگوں نے بکمال محنت ومشقت اور بغایت جہد وجستجو قرآن وحدیث کا علم حاصل کیا اور اس میں مہارت تامہ پیدا کر کے اس کو مضبوط بنیادوں پر قائم کر کے رہتی دنیا تک قرآن اور علوم القرآن کو محفوظ کیا۔

مشہور تابعی مفسر قرآن حضرت عطا بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ ابن خثیم قرشی کے آزاد کردہ غلام تھے۔مفسر قرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ہونہار شاگرد حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ بربری غلام تھے جنہیں حصین بن ابی الحر العنبری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو بطور ہدیہ پیش کیا تھا۔آپ نے کمال مہارت سے ان کی تعلیم و تربیت کی کہ ایک غلام کو قوم کا سید بنا دیا وہ مفسر قرآن کہلائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب اللہ کی تفسیر کے یکتائے روز مفسر حضرت طاؤس بن کیسان یمانی حمیری جندی بھی غلام تھے۔ حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کبار تابعین میں سے تھے، حدیث و تفسیر و فقہ کے سرخیل تھے اور حبشی الاصل اور سیاہ فام تھے۔

حضرت رُفیع بن مہران ابو العالیہ الریاحی مشہور مفسر قرآن تابعی بنی ریاح کی ایک عورت کے آزاد کردہ غلام تھے۔

حدیث و فقہ کو کثرت سے روایت کرنے والے مشہور مدنی تابعی مفسر قرآن حضرت ابوعبداللہ زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ العمری حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔

اہل بصرہ کے امام، اپنے وقت کے امت کے زبردست عالم حضرت حسن بن یسار البصری رحمۃ اللہ علیہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے یا بعض کے قول مطابق جمیل بن قطبہ کے آزاد کردہ غلام تھے اور آپ کی والدہ ''خیرہ'' ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کی آزاد کردہ کنیز تھیں۔

مسلمانوں کی محنتوں کی عظیم تاریخ

امت مسلمہ نے زندگی کے ہر میدان میں وہ وہ جوہر دکھلائے ہیں جن کی نظیر پیش کرنا کسی دوسری مذہبی امت کے لیے ممکن نہیں۔ اس کی قدرے تفصیل آگے چل کر باب ششم میں بیان کی جائے گی۔ اگر مسلمانوں کی محنتوں کے ان سب میدانوں کے فقط نام ہی گنوائے جائیں جن میں انہوں نے محنت و کوشش کی عظیم تاریخ رقم کی ہے تو ایک طویل فہرست بن جائے گی۔ کسی ایک موضوع پر باکمال مسلمانوں کے ناموں اور ان کے احوال کو اگر پڑھا جائے تو حیرانی ہوتی ہے کہ یہ وہی عظیم قوم ہے جو آج پستی و ذلت اور درحقیقت غلامی کی زندگی گزار رہی ہے۔ مگر وہ لوگ اس لیے بلند ہوئے کہ انہوں نے محنتیں کیں اور ہم سہولتوں اور آسائشوں کے شکاری کا شکار ہو کر اس کے دام ہمرنگ زمین میں بے بس پڑے پھڑک اور تڑپ رہے ہیں۔

محنت کے اس عظیم سمندر سے مسلمانوں کے تاریخی محنتوں کے جس موضوع کا ہم نے انتخاب کیا ہے، وہ ہے مسلمانوں کی ''علمی و تصنیفی محنتیں'' کہ اس کتاب کے موضوع کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ اس عنوان کو ہی مناسبت تھی۔ ذیل میں نہایت اختصار کے ساتھ چند عظیم مصنفین کی علمی خدمات کا تعارف کرایا جاتا ہے مگر اس سے بیشتر!

یہ بتلانا ضروری ہے کہ ان عظیم مصنفین کی محنتوں کا راز بلکہ کسی بھی میدان زندگی میں محنت اور اس کی عظیم منزل پانے کا راز درحقیقت کیا ہے؟

یاد رہے کہ وہ راز فقط ''وقت کی حفاظت'' ہے۔

وقت افراد اور قوموں کا سرمایہ ہے، اس سرمایہ کے ٹھیک استعمال سے ہی قومیں ترقی کی راہیں طے کرسکتی ہیں اس پونجی کا صحیح استعمال معاشرے کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے کہ پورے معاشرے کی تقدیر افراد کے ہاتھوں میں ہوتی ہے کسی قوم کے زوال کی پہلی علامت یہ ہے کہ اس کے افراد ضیاع وقت کی آفت کا شکار ہو جائیں آج مغرب کی مادی ترقی جن شاہراہوں پر گامزن ہے اور سائنس و ٹیکنالوجی میں اس قوم نے ترقی کے جن میناروں کو چھوا ہے اور فلسفہ و حکمت کی جن بلندیوں پر کمند ڈالی ہے اس کی بنیادی وجہ محض وقت کی قدر ہے کہ یہ معاشرے ہزار برائیوں کے باوجود افراد کی ادنی سے ادنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کے مواقع فراہم کرتا ہے اور علم و حکمت کے نئے نئے در وا کرنے کا جذبہ اس کے نہاں خانہ دل میں موجزن ہے، یہ معاشرہ کام چوری کا عادی نہیں۔ اس بدترین اور گھناؤنے معاشرہ کا بنیادی وصف ہر کام وقت پر کرنا اور جم کر اور دیانتداری سے کرنا ہے۔

صرف وہی قوم اور معاشرہ ترقی کرسکتا ہے جو محنت کا عادی ہو اور وقت کی نگہداشت رکھتا ہو۔ اس عظیم خوبی کو ہمارے اسلاف نے اپنایا، ہم نے کھودی، غیروں نے اس کو اپنایا، وہ آگے نکل گئے ہم پیچھے رہ گئے ہم ان کے استاد و اتالیق تھے، اب ان سے علم سیکھتے ہیں، اور ان کے پاس بھی تو اپنا کچھ نہیں، ہمارا ہی تو ہے، گو کہ یہ قوم علوم اسلام کے ساتھ ایک زمانہ تک عداوت رکھتی رہی۔ ہمارے علوم کو ضائع کرنے میں انہوں نے کسر نہ چھوڑی مگر پھر ہم سے پہلے سنبھل گئے اور ان کو محفوظ کرلیا۔ ہمارے اسلاف کی علمی کاوشوں کا یہی وہ بچا کھچا ذخیرہ تھا جس کو یورپ کے کتب خانوں میں دیکھ کر شاعر مشرق اقبال مرحوم بے اختیار کہہ اٹھے

ع مگر وہ علم کے موتی، کتابیں اپنے آباء کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارہ

مسلمانوں کی عظیم تصنیفی و تالیفی خدمات کی کوئی روئیداد پیش کرنے سے قبل مناسب ہے کہ ترقی کی ان منزلوں کو انہوں نے جس ذریعہ سے چھوا اس کو بتلا دیا جائے اور وہ ان کی ان تھک محنت کے ساتھ ساتھ وقت کی بے حد حفاظت تھا۔ وقت کی قدر و قیمت کی بابت باب اول میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ یہاں موضوع کی مناسبت سے علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی وقت کی قدر و قیمت کے بارے میں ایک وقیع تحریر ''متاع وقت'' سے نقل کر کے لکھتے ہیں جو ہمیں یہ بتلائے گی کہ ہمارے اسلاف نے میدان محنت میں وقت کی کس قدر قدر دانی کی تو بلندیاں انہیں کیوں نہ نصیب ہوتیں۔

آج ہماری ذلت و ادبار کا عالم یہ ہے کہ ہم اپنی خوبیاں انہیں دے بیٹھے ہیں اور ہم نے ان کے دکھی، جھلتے سلگتے اور مردہ معاشرہ کی برائیوں کو بخوشی دامن پھیلا کر قبول کر لیا ہے۔

علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ اپنے کشکول زندگی ''صید الخاطر'' اور ابن مفلح حنبلی اپنی تصنیف ''آداب شرعیہ'' میں وقت کی قدر و قیمت کے متعلق لکھتے ہیں

''وقت کو ضائع ہونے سے تب بچایا جا سکتا ہے جب دل میں اس کی اہمیت کا احساس ہو، انسان کو چاہئے کہ ایک نظام الاوقات بنائے اور اس میں کاموں کی ترتیب ''الاھم فالاھم'' کے اصول کے مطابق رکھے، ہمارے اسلاف عمر عزیز کے قیمتی لمحات کے بڑے قدر دان تھے............ مشہور تابعی عامر بن عبدالقیس کے بارے میں منقول ہے کہ ان سے ایک مرتبہ کسی نے کوئی بات کرنی چاہی تو وہ فرمانے لگے۔

''سورج کی گردش روک دو تو تم سے بات کرنے کے لیے وقت نکال لوں۔''

''میں نے لوگوں کو عجیب غفلت و لاپرواہی سے وقت ضائع کرتے دیکھا ہے، انہیں رات کو اگر فرصت مل جائے تو بے فائدہ باتیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شروع کر دیتے ہیں اور اگر دن کو کوئی فارغ وقت میسر آ جائے تو سو جاتے ہیں، میں بے مقصد اور لایعنی قسم کے لوگوں سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں، کئی لوگوں کو یکھتا ہوں کہ میل جول ان کی عادت بن گیا ہے، ان کا خیال ہے کہ یہ لایعنی میل ملاپ خدمت خلق ہے، طویل طویل مجلسیں قائم کر کے بے فائدہ گفتگو میں محو رہتے ہیں، جس میں غیبت وغیرہ کا شامل ہو جانا ایک لازمی امر ہے، یہ چیز ہمارے زمانہ میں بہت زیادہ ہوگئی ہے (یہ چھٹی صدی ہجری کا شکوہ ہے!......)
جس سے لوگ ملنے جاتے ہیں بسا اوقات اس کی بھی خواہش ہوتی ہے کہ مجلس دیر تک جمی رہے کہ بیچارا تنہائی سے اکتا گیا ہوتا ہے۔ بالخصوص تہنیت اور عیادت وغیرہ کے موقعوں پر جب لوگ ایک دوسرے کے ہاں جاتے ہیں تو صرف سلام اور مبارک کہنے پر اکتفا ہی نہیں کرتے تا آنکہ غیر مفید بحثوں میں وقت ضائع نہ کر لیں۔''

''چونکہ وقت انسان کا قیمتی سرمایہ ہے، اچھے اور صالح کاموں میں وقت صرف کرنا ایک لازمی امر ہے، اس لیے مجھے لوگوں کا یہ بے فائدہ میل جول بالکل پسند نہیں، اب میرے سامنے ایک صورت تو یہ تھی کہ میں لوگوں سے بالکل الگ تھلگ رہتا، تو یہ صورت بھی مناسب نہیں تھی کہ اس سے انس ومحبت کا تعلق یکسر ختم ہو جاتا، دوسری صورت یہ تھی کہ ان کے ساتھ میں بھی لایعنی ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رکھتا، ظاہر ہے کہ اس میں وقت کا ضیاع اور نقصان تھا، اس لئے میں نے ایک تیسری صورت اختیار کی کہ اول تو کسی کے ساتھ ملنے سے بچنے کی اپنی سی کوشش کرتا ہوں تاہم اگر کسی سے ملے بغیر چارہ ہی نہ ہو تو کلام میں نہایت اختصار کے ساتھ کام لیتا ہوں، نیز ملاقات کے ان اوقات کے لیے ایسے ہلکے پھلکے کام چھوڑ رکھتا ہوں جن میں زیادہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دماغ سوزی کی ضرورت نہیں پڑتی، مثلاً قلم کا قط لگانا، کاغذ کاٹنا، اور اس قسم کے دوسرے کام، میں ان اوقات میں کرتا ہوں.......... تاکہ یہ اوقات صرف باتوں ہی میں ضائع نہ ہوں۔''

''بہت سے لوگوں کو میں نے دیکھا کہ انہیں اپنی زندگی کا کوئی ہدف اور مقصد معلوم ہی نہیں، بعض کو اللہ نے دولت دے رکھی ہے تو بازاروں میں بیٹھے لوگوں کو دیکھ دیکھ کر وقت گزارتے ہیں، کچھ شطرنج وغیرہ کھیلنے بیٹھ جاتے ہیں اور کچھ ایسے ہوتے ہیں جو سلاطین و باوشاہوں کے بے فائدہ، من گھڑت قصے اور حکایات سننے کا مشغلہ اختیار کر کے زندگی ضائع کرتے ہیں۔ ان چیزوں کو سامنے رکھ کر یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ وقت کی قدر اور زندگی کی اہمیت کا احساس اللہ کا ایک انعام ہے اور یہ انعام ہر کسی کو نہیں ملتا، وہ جسے چاہیں عطا کر دیں کہ یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے اور بڑے نصیب کی بات ہے، اللہ جل شانہ ہمیں وقت کی قدر اور اس کی اہمیت کا احساس عطا فرمائیں! آمین!''

''علمائے سلف اپنے وقت کے بارے میں بڑے محتاط تھے، وقت کے ضائع ہونے کا انہیں ہر وقت کھٹکا لگا رہتا کسی بزرگ سے چند لوگ ملاقات کے لیے گئے، ملاقات کے آخر میں انہوں نے ان بزرگ سے معذرت کے طور پر کہا ''شاید ہم نے آپ کو اصل کام سے ہٹا کر مشغول کر دیا'' وہ بزرگ فرمانے لگے ''تم ٹھیک کہتے ہو، میں پڑھنے میں مصروف تھا، آپ لوگوں کی وجہ سے میں نے پڑھنا چھوڑ دیا۔''

چند لوگ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے، جب مجلس انہوں نے طویل کی اور کافی دیر تک نہیں اٹھے تو حضرت معروف کرخی ان سے فرمانے لگے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿إِنَّ مَلَكَ الشَّمْسِ لَا يَفْتُرُ عَنْ سَوْقِهَا فَمَتَىٰ تُرِيدُونَ الْقِيَامَ؟﴾

''نظام شمسی چلانے والا فرشتہ تھکا نہیں (اس کی گردش جاری اور وقت گزر رہا ہے) آپ لوگوں کے اٹھنے کا کب ارادہ ہے؟

داؤد طائی روٹی کے بجائے چورہ استعمال کرتے تھے، فرماتے تھے، دونوں کے استعمال میں کافی تفاوت ہے روٹی کھاتے چباتے کافی وقت لگ جاتا ہے جب کہ چورے کے استعمال سے نسبتاً اتنا وقت بچ نکل آتا ہے کہ اس میں پچاس آیات تلاوت کی جاسکتی ہیں.........عثمان باقلانی ہمیشہ ذکر میں مصروف رہتے تھے، فرماتے تھے: ''چونکہ کھاتے وقت ذکر نہیں ہوسکتا اس لیے جب میں کھانے میں مشغول ہو جاتا ہوں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے میری روح نکل رہی ہو'' حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

﴿مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ غُرِسَتْ لَهُ بِهَا نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ﴾

''جو شخص ایک مرتبہ ''سبحان اللہ وبحمدہ'' کہے گا، اس کے عوض اس شخص کے لیے جنت میں کھجور کا ایک درخت لگا دیا جائے گا۔''

ذرا اندازہ کیجئے! زندگی کی کتنی قیمتی گھڑیاں ایسی ہیں جو انسان ضائع کر دیتا ہے اور اتنے عظیم اجر وثواب سے محروم رہتا ہے۔ دنیا کے یہ ایام آخرت کے لیے کھیتی کا درجہ رکھتے ہیں، کون ہے ایسا جس میں عقل ہو کہ اپنی کشت میں بیج نہ بوئے یا کاہلی وسستی سے کام لے۔ اس لیے ضرورت ہی کے تحت لوگوں سے ملا جائے، عام حالات میں صرف علیک سلیک پر اکتفا کیا جائے، زیادہ میل جول ترک کرکے خلوت اور کنج تنہائی وقت کو ضیاع سے بچانے میں بہت ممد ہے، اسی طرح کھانے کی مقدار میں کمی بھی وقت بچانے میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاون بن سکتی ہے کیونکہ بسیار خوری بسیار خوابی کا سبب ہے، ہمارے اسلاف کی زندگیوں میں یہ چیز بڑی نمایاں نظر آتی ہے۔''

''علمائے سلف بہت عالی ہمت تھے، ان کی عالی ہمتی کا اندازہ آپ ان کی ان تصانیف سے کر سکتے ہیں جو ان کی زندگیوں کا نچوڑ ہیں، علم میں کمال چاہنے والے طالب علم کو چاہیے کہ اسلاف کی کتابوں سے واقفیت حاصل کرے تاکہ ان کی عالی ہمتی دیکھ کر اس کا دل زندہ اور اس کے محنت کرنے کا عزم متحرک ہو، نیز کتاب کسی بھی فن کی ہو فائدہ سے تو بہر حال خالی نہیں ہوتی (اس لیے اسلاف کی ہر قسم کی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیے۔)''

آگے علامہ ابن جوزی اپنے زمانہ کے لوگوں کی کم ہمتی کا شکوہ کر کے فرماتے ہیں،

''میں اپنے زمانہ کے پست ہمت لوگوں سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں، نہ تو ان میں کوئی ایسا عالی ہمت ہے کہ مبتدی اس کی اقتدا کرے اور نہ کوئی ایسا صاحب تقویٰ ہے کہ سالک اس کی اتباع کرے، لہٰذا اپنے اسلاف کی سیرت کو پڑھیے ان کے حالات و تصانیف کا مطالعہ کیجئے کہ ان کی کتابوں کا کثرت سے مطالعہ انہیں دیکھنے کی مانند ہے۔''

صاحب عیون الانباء نے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ وہ فرماتے تھے:

﴿وَاللّٰهِ اِنِّیْ اَتَأَسَّفُ فِی الْفَوَاتِ عَنِ الْاِشْتِغَالِ بِالْعِلْمِ وَقْتَ الْاَکْلِ فَاِنَّ الْوَقْتَ وَالزَّمَانَ عَزِیْزٌ﴾ (عیون الانباء جلد ۲ صفحہ ۳۴)

''خدا کی قسم! کھانا کھاتے وقت علمی مشغلہ ترک کرنے کی وجہ سے مجھے بہت افسوس ہوتا ہے کہ وقت اور زمانہ بڑا ہی عزیز سرمایہ ہے۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے دادا اور فقہ حنبلی کے لیے مآخذ کی حیثیت رکھنے والی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشہور کتاب ''منتقی الاخبار'' کے مصنف مجد الدین ابن تیمیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے علامہ ابن رجب نے ''ذیل طبقات حنابلہ'' (جلد۲،صفحہ۲۴۹) میں ان کے متعلق لکھا ہے

''وہ عمر عزیز کا کوئی لمحہ ضائع ہونے نہیں دیتے تھے، زندگی کی ایک ایک گھڑی کو کسی مفید مصرف میں لگانے کا اس قدر اہتمام تھا کہ کبھی تقاضہ اور ضرورت سے جاتے تو اپنے کسی شاگرد سے کہتے تم کتاب بلند آواز سے پڑھو تا کہ میں بھی سن سکوں اور وقت ضائع نہ ہو۔''

بات بڑی عجیب ہے لیکن عجب چیز ہے احساس زندگانی کا!

آٹھویں صدی کے مشہور شافعی عالم اور فقیہ شمس الدین اصبہانی کا تذکرہ کرتے ہوئے حافظ ابن حجر نے ''درر کامنہ'' (جلد۶صفحہ۸۵) میں، اور علامہ شوکانی نے ''البدر الطالع'' (جلد۲صفحہ۲۸۹) میں ان کے متعلق لکھا ہے کہ ''وہ کھانا اس ڈر کی وجہ سے کم کھاتے تھے کہ زیادہ کھانے سے تقاضہ کی ضرورت بڑھے گی اور خلا جا کر وقت ضائع ہوگا۔''

حافظ ابن عساکر نے ''تبیین کذب المفتری'' (صفحہ۲۶۳) میں پانچویں صدی کے مشہور عالم سلیم رازی کے بارے میں لکھا ہے کہ ''لکھتے لکھتے جب ان کا قلم گھس جاتا تو قلم کا قط لگاتے ہوئے ذکر شروع کر دیتے تا کہ یہ وقت صرف قط ہی لگانے میں ضائع نہ ہو۔''

علم عروض کے موجد اور علم نحو کے مشہور امام خلیل بن احمد فرماتے تھے:

﴿أَثْقَلُ السَّاعَاتِ عَلَيَّ سَاعَةٌ آكُلُ فِيهَا﴾

''یعنی وہ ساعتیں مجھ پر بڑی گراں گزرتی ہیں جن میں میں کھانا کھاتا ہوں۔''

علامہ ذہبی نے ''تذکرۃ الحفاظ'' (جلد۳،صفحہ۱۱۴) میں خطیب بغدادی کے متعلق لکھا ہے کہ ''وہ راہ چلتے بھی مطالعہ کرتے تھے۔'' تا کہ آنے جانے کا وقت ضائع نہ ہو، حافظ ابن رجب نے ''ذیل طبقات حنابلہ'' میں اور علامہ ابن الجوزی نے ''المنتظم'' میں ابوالوفاء بن عقیل کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ فرماتے تھے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میں کھانے کے وقت کو مختصر کرنے کی بہت کوشش کرتا ہوں، اکثر روٹی کے بجائے چورہ پانی میں بھگو کر استعمال کرتا ہوں، کیونکہ روٹی اور چورہ کے استعمال میں کافی تفاوت ہے، روٹی کھانے میں کافی وقت لگ جاتا ہے جب کہ ثانی الذکر کے استعمال سے مطالعہ وغیرہ کے لیے نسبتاً کافی وقت بچ جاتا ہے۔''

ایک خط میں لکھتے ہیں۔

﴿وَأَنَّ أَجَلَّ تَحْصِيلٍ عِنْدَ الْعُقَلَاءِ بِإِجْمَاعِ الْعُلَمَاءِ هُوَ الْوَقْتُ فَهِوَ غَنِيمَةٌ تُنْتَهَزُ فِيهَا الْفُرَصُ، فَالتَّكَالِيفُ كَثِيرَةٌ وَالْاوْقَاتُ خَاطِفَةٌ﴾ (ذیل طبقات حنابلہ ا/۱۴۹-۱۴۶)

''علماء وعقلاء سب اس بات پر متفق ہیں کہ انسان کی سب سے اہم پونجی جس کو بچا بچا کر استعمال کرنا چاہئے وقت ہے، لمحات زندگی فراہم کرنے والا وقت درحقیقت بڑی غنیمت ہے اس لیے اس کو بچا بچا کر رکھنا چاہئے کہ انسان کے ذمہ کام بہت ہیں جب کہ وقت اچک کر بہت جلد غائب ہونے والی چیز ہے۔''

یہ وقت کی قدر دانی ہی کا نتیجہ تھا کہ ابن عقیل نے ابن الجوزی کے بیان کے مطابق کئی مختلف فنون میں کتابیں لکھیں، ایک کتاب انہوں نے آٹھ سو جلدوں میں لکھی، کہا جاتا ہے کہ دنیا میں اس سے بڑی کتاب نہیں لکھی گئی۔

چھٹی صدی کے مشہور عالم ابن سکینہ کے تذکرہ میں علامہ ذہبی نے سیر اعلام النبلاء (جلد ۲۱ صفحہ ۵۰۴) میں لکھا ہے کہ وہ اپنے شاگردوں سے فرمایا کرتے تھے۔ ''صرف سلام کیا کرو، اس سے زیادہ کچھ نہ کہا کرو۔'' اور یہ اس لیے کہ عام طور پر ملاقات کے وقت رسماً خیر وعافیت پوچھی جاتی ہے تاکہ اس میں وقت ضائع نہ ہو کہ

ع عمر عزیز قابل سوز و گداز نیست
ایں رشتہ رامسوز کہ چندیں دراز نیست

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی پابندی وقت ضرب المثل تھی، حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ کے متعلق فرماتے ہیں:

''حضرت رحمتہ اللہ علیہ کو وقت کی بڑی قدر تھی، معلوم ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی فطرت ہی میں وقت کی اہمیت کو مضمر کردیا تھا، وقت کے ایک ایک لمحہ کو صحیح اور برمحل استعمال کرنے کا اس قدر اہتمام تھا کہ ہر وقت ان کی نظر گھڑی پر رہتی تھی اور نہایت ہی سہولت اور بے تکلفی سے نظام الاوقات کے تحت ہر کام کو انجام دیتے تھے.......... ساری عمر اپنے تمام معمولات اور ضروریات زندگی کو مقررہ اوقات میں ایک ہی انداز میں ڈھال لیا تھا۔''

آگے فرماتے ہیں،

''سچی بات یہ ہے کہ وقت بڑی قدر کی چیز ہے بلکہ یوں سمجھئے کہ دین و دنیا کی دولت یہی وقت ہے۔ جس نے وقت سے فائدہ اٹھایا اس کے دین کا بھی نفع ہوا اور دنیا کا بھی! جوانی کا زمانہ اکثر غفلت کا زمانہ ہوتا ہے اور عاقبت کی فکر بہت کم لوگوں میں ہوتی ہے، جب جوانی کے بعد اعصاب کمزور ہونے لگتے ہیں، دل و دماغ میں ضعف پیدا ہو جاتا ہے، طاقت و ہمت جواب دے جاتی ہے، اس وقت اکثر جب ہوش آتا ہے کہ ہماری پچھلی عمر بڑی کوتاہیوں اور خامیوں میں بسر ہوئی اب کیا کریں؟ اور اگر کرنا بھی چاہیں تو اس کے لیے کوئی سامان نہیں ہے.......... نہ دل و دماغ ہے اور نہ ہمت و طاقت ہے، یہ بڑی مایوسی اور بیچارگی کا عالم ہوتا ہے۔''

(مآثر حکیم الامت صفحہ ۳۶۷)

مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ان کے صاحبزادے مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم لکھتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حضرت والد صاحب کو وقت کی قدر و قیمت کا بڑا احساس تھا اور آپ ہر وقت اپنے آپ کو کسی نہ کسی کام میں مشغول رکھتے تھے اور حتی الامکان کوئی لمحہ فضول جانے نہیں دیتے تھے، آپ کے لیے سب سے زیادہ تکلیف دہ بات یہ تھی کہ آپ کے وقت کا کوئی حصہ ضائع چلا جائے، آپ سنت کے مطابق گھر والوں کے ساتھ ضروری اور بسا اوقات تفریحی گفتگو کے لیے بھی وقت نکالتے تھے لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے آپ کے دل میں کوئی آلارم لگا ہوا ہے جو ایک مخصوص حد تک پہنچنے کے بعد آپ کو کسی اور کام کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔ ایک روز ہم لوگوں کو وقت کی قدر پہچاننے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ ہے تو بظاہر نا قابل ذکر سی بات، لیکن تمہیں نصیحت دلانے کے لیے کہتا ہوں کہ مجھے بے کار وقت گزارنا انتہائی شاق معلوم ہوتا ہے۔ انتہا یہ ہے کہ جب میں قضاء حاجت کے لیے بیت الخلاء جاتا ہوں تو وہاں بھی خالی وقت گزارنا مشکل ہوتا ہے چنانچہ جتنی دیر بیٹھنا ہوتا ہے، اتنے اور کوئی کام تو ہو نہیں سکتا اگر لوٹا میلا کچیلا ہوتا ہے تو اسے دھو لیتا ہوں۔'' (البلاغ مفتی اعظم نمبر صفحہ ۵۰۶)

اب ذیل میں دنیا کی بابت دریا دل اور وقت کی بابت نہایت کفایت شعار ان علماء کی زندگیوں کے چند وہ عظیم کارنامے بیان کرتے ہیں جنہیں آج بڑی بڑی اکیڈمیاں اور انجمنیں تمام تر وسائل کے باوجود نہیں کر سکتیں۔

☆ علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالوفاء بن عقیل کے بارے میں لکھا ہے کہ ''اللہ کے اس ایک بندے نے اسّی (۸۰) فنون کے بارے میں کتابیں لکھیں، ان کی ایک کتاب آٹھ سو جلدوں میں ہے اور دنیا میں آج تک اتنی بڑی کتاب نہیں لکھی گئی۔ ان کے بارے میں مشہور ہے کہ آخری غسل کے واسطے پانی گرم کرنے کے لیے وہ برادہ کافی ہو گیا تھا جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف احادیث لکھتے ہوئے قلم تراشنے کے واسطے جمع ہوگیا تھا۔

☆ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اٹھتر (۷۸) علمی اور تحقیقی کتابیں لکھیں جن میں صرف ''یاقوت التاویل'' ۴۰ چالیس جلدوں میں ہے۔

☆ مشہور مسلمان فلسفی اور طبیب ''ابن سینا'' کی مختلف تصانیف ہیں جن میں ''الحاصل والمحصول'' اور ''الانصاف'' بیس بیس جلدوں میں ہیں اور ''الشفاء'' ۱۸ جلدوں میں اور ''لسان العرب'' دس جلدوں میں ہے۔

☆ مشہور محدث ''ابن شاہین'' نے فقط روشنائی اتنی استعمال کی کہ اس کی قیمت تقریباً سات سو درہم بنتی تھی۔

☆ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفات ایک ہزار تک ہیں۔

☆ علامہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں تین لاکھ اٹھاون ہزار اوراق لکھے۔

☆ نویں صدی کے مشہور محدث حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''فتح الباری'' شرح بخاری چودہ جلدوں میں ''تہذیب التہذیب'' بارہ جلدوں میں ''الاصابۃ'' نو جلدوں میں ''لسان المیزان'' چار جلدوں میں اور ''تغلیق التعلیق'' پانچ جلدوں میں لکھی ہے۔

☆ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے صرف اسی (۸۰) دن میں پورا قرآن حفظ کرلیا۔

☆ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہاتھ سے دس لاکھ احادیث لکھیں۔

☆ علامہ جاحظ رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً دو سو کتب تصنیف فرمائیں۔

☆ حافظ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ''ذیل طبقات حنابلہ'' میں لکھا ہے کہ ''ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف سے کوئی فن خالی نہیں'' علامہ ذہبی ''تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں'' میرے علم میں ایسا کوئی عالم نہیں گزرا جس نے اس شخص جتنی تصانیف کا ذخیرہ چھوڑا ہو۔'' وہ لکھتے ہیں کہ میں نے زمانہ طالب علمی میں بیس ہزار کتابوں کا مطالعہ کیا اور اپنی زندگی میں اپنی انگلیوں سے دو ہزار جلدیں لکھیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ ''ابن الانباری رحمۃ اللہ علیہ'' کو الفاظ قرآن کے استشہاد میں عرب کے تین لاکھ اشعار یاد تھے اور ایک سو بیس تفاسیر سندوں کے ساتھ یاد تھیں۔ اس کے علاوہ ۴۵ ہزار اوراق پر پھیلی ہوئی کتاب ''غریب الحدیث'' لکھی اور ''شرح الکافی'' اور ''الہا آت'' کے نام سے دو کتابیں ایک ایک ہزار اوراق پر مشتمل لکھیں۔

☆ ابوالفضل محمد بن طاہر مقدسی نے طلب علم میں بخاری، مسلم اور ابو داؤد سات سات مرتبہ اور ابن ماجہ دس مرتبہ اپنے قلم سے لکھی۔

☆ ''عبدالغنی مقدسی رحمۃ اللہ علیہ'' انہیں ایک لاکھ سے زیادہ احادیث یاد تھیں۔ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں ''انہوں نے اتنا لکھا کہ کثرت احاطہ سے باہر ہے، لکھتے رہے اور عبادت کرتے رہے کہ پیغام اجل آ گیا۔'' ان کی چالیس سے زیادہ کتابیں ہیں جن میں سے بعض کئی جلدوں پر مشتمل ہیں۔

☆ حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ اپنے بارے میں خود فرماتے ہیں کہ ''میں نے اپنے ہاتھ سے نوے جلدیں اور سات سو اجزاء لکھے ہیں۔

ان لوگوں میں علم کا جذبہ اور محنت کا حوصلہ تھا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کی زندگی نظام الاوقات کی پابند تھی، وقت کی قدر تھی۔ اس لیے زندگی کی محنتوں میں برکت اور آئندہ نسلوں کے لئے قدرت کی طرف سے ان کے علوم کے لیے ''بقا'' کا مژدہ جانفزاء تھا۔ زندگی کی ایک ایک سانس کی قیمت وصول کرنے والے علم کے میدان کے شہسواروں کے تصنیفی کارناموں کا راز یہی بات تھی۔

''متاع وقت'' میں مولانا مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ نہایت دلچسپ تحریر ہمارے لیے عبرت آموز ہے،

> ''اس زمانے کے بزرگوں کی ساری زندگی مقررہ اوقات کے ساتھ بندھی ہوئی تھی، یہ ان کے ضبط اوقات ہی کا نتیجہ تھا کہ ان کے علمی مشاغل اور مجاہدات کے ساتھ جو بجائے خود حیرت انگیز ہیں، وہ علم کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کام اور کیسا کام! انجام دے سکتے تھے۔ بعض لوگوں کو حیرت ہوتی ہے کہ جن لوگوں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اتنی نمازیں پڑھتے تھے اور اتنی مختصر مدت میں قرآن ختم کرتے تھے.......... آخر ان کو اس کا موقع کیسے مل سکتا تھا...... لیکن سمجھا نہیں گیا، پہلی بات تو یہی ہے کہ اپنے اوقات کو لایعنی مشاغل میں صرف کرنے کے جو عادی ہیں وہ ان لوگوں کے اوقات کی برکتوں کا اندازہ ہی نہیں کر سکتے ہیں جو اپنی ایک ایک سانس کی قیمت حاصل کرنے کے در پے ہوتے ہیں۔ آخر عام لوگوں کا کیا حال ہے، تھوڑا وقت وہ معاشی کاروبار میں ضرور لگاتے ہیں لیکن اس کے علاوہ کھیل تماشوں، سینما بینی، تاش بازی اور اس قسم کی مختلف بازیوں میں جتنا وقت بیکار خرچ کر دیتے ہیں اگر اس میں وہ کام کرنے کا تجربہ کریں تو خود ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ جو کچھ ان بزرگوں کی طرف منسوب کیا جاتا ہے یہ کوئی ایسی بات نہیں جو سمجھ میں نہ آئے۔'' (تدوین حدیث ص ۱۷۴)

فکر و نظر کا وہ کونسا میدان ہے جس میں مسلمانوں کے تاریخی نقوش ثبت نہ ہوں۔ آج بھی جو قومیں ترقی کی شاہراہوں پر گامزن ہیں چاہے اس کا تعلق سائنس اور فلسفہ سے ہے یا طب و جغرافیہ سے، فلکیات سے ہے یا عمرانیات و نفسانیات سے، ان سب کے بنیادی مراحل کی تعمیر میں اسلامی تاریخ کی علمی محنتوں کا خون شامل ہے۔

ہمارا حال کیا ہے؟ زندہ یا مردہ؟

''مشہور عربی مقولہ ہے۔'' الفراغ من شان الاموات والاشتغال من شان الاحیاء'' ''بے کاری مردوں کا شیوہ ہے اور کام کاج زندوں کی شان ہے۔''

اقوام عالم کی ترقی کی راہوں پر برق رفتاری اور سخت محنت کی عادت کو دیکھتے ہوئے اس مقولہ کی رو سے ہمیں زندہ قوموں میں شمار کرنا سوالیہ نشان بن جاتا ہے۔ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت سے انکار نہیں کہ کسی قوم کی ترقی کا مدار افراد و اشخاص کی محنت، مستعدی اور عزم و استقلال ہے، ان صفات کا حامل ایک شخص جب پورے خاندان کی عزت کا سبب بن سکتا ہے تو یقیناً قوم میں ایسے افراد کی کثرت قوم کی ترقی کا باعث ہوں گے لیکن مجموعی طور پر عالم اسلام کے بحر قلزم کی متلاطم موجوں میں سکون و انجماد کی کیفیت نظر آتی ہے۔

حکماء لکھتے ہیں کہ ترقی کی پہلی سیڑھی اپنے سود و زیاں کے احتساب کی عادت اور تنزلی پر ندامت کا احساس ہے۔ مسلمانوں میں کسی بھی دوسری قوم کی طرح اعلیٰ سے اعلیٰ ترقی کی قابلیتیں موجود ہیں لیکن محنت کے مضمحل اور افسردہ جذبے اس اعلیٰ صلاحیت کو گھن کی طرح چاٹتے جا رہے ہیں۔ ہماری حیلہ جو طبیعتیں اپنی تنزلی کو قدرت کے سر مونڈتی ہیں یقیناً یہ ہمارے قول و فعل کا کھلا تضاد ہے۔

امت مسلمہ کی ترقی کی راہ میں آج سب سے بڑی رکاوٹ فقدان عمل ہے۔ لائق اور ذی استعداد افراد کا اگرچہ قحط نہیں لیکن شدید قلت ضرور ہے۔ تعلیم یافتہ طبقہ میں بھی قوت منفعلہ کی کمی ہے۔ اس طبقہ میں اگرچہ ہر سال ایک معقول اضافہ ہو رہا ہے مگر فراغت علمی کے بعد عملی قوت کا مادہ اتنا بھی نہیں رہ جاتا جتنا کہ تعلیم حاصل کرنے کی ابتدائی عمر میں ہوتا ہے۔ تحصیل علم کے بعد اپنی جملہ صلاحیتوں کا میدان فقط نوکری یا ملازمت تک منحصر سمجھتے ہیں اور اپنے قوت بازو پر اور عزم و ہمت پر اور تخلیقی و اختراعی خوابیدہ صلاحیتوں پر اتنا بھی بھروسہ نہیں ہوتا جتنا ایک پرندے کو صبح کے وقت بھوکے پیٹ نکلتے ہوئے اپنی ہمت و محنت پر ہوتا ہے کہ وہ پیٹ بھرا شام کو واپس لوٹتا ہے۔

اپنے تئیں علم سے آراستہ اس طبقہ کو قوموں کے عروج و زوال کی داستانیں تو ازبر ہوتی ہیں مگر اپنی مطلق خبر نہیں ہوتی۔ یورپ کے مصنفوں، موجدوں اور ریفارمروں کے کام نہایت فخر کے ساتھ بیان کیے جاتے ہیں مگر ان کے کارناموں کو بیان کر کے اپنی واقفیت کی داد چاہنے کے علاوہ کچھ کرنے کی نہ صلاحیت رہ گئی ہے اور نہ جذبہ۔

یہی وجہ ہے کہ جو نوجوان ایک مرتبہ یورپ کی اس متحرک اور سیال فضاء میں کچھ عرصہ سانسیں لے کر آتا ہے اس کو اپنے وطن اور بلاد اسلامیہ کے ماحول سے اتنی بھی محبت و عقیدت باقی نہیں رہتی جتنی وہ جاتے وقت اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ اس یورپ زدہ ذہن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مالک نوجوان کی نظروں میں خود اپنی قوم گر جاتی ہے، یورپ والے اگر ان کو ہاف سویلائزڈ کہتے ہیں تو یہ ان کو ان سویلائزڈ کہہ کر پکارنا پسند کرتا ہے۔ وہ اس قوم میں رہ کر کوئی کارنامہ سرانجام دینا اس لیے محال سمجھتے ہیں کہ ان کی دانست میں اب مسلمانوں میں حرارت عمل اور قوت عمل باقی نہیں رہی۔ آیا کیا واقعی ایسا ہے؟

یورپ کے معاشرہ میں ہر فرد بشر کام کرتا ہے جبکہ ہمارے معاشرہ کا مجموعی دھارا ابھی تک اس رخ پر بہہ رہا ہے کہ ایک کمائے اور متعدد کھائیں۔

المیہ یہ نہیں کہ آج صنعت وحرفت سے وابستہ لوگ نہیں کہ ایسے لوگ تو مردہ سے مردہ قوم میں بھی مل جاتے ہیں۔ ضرورت ہے تو ایسے لوگوں کی جو زمانہ کی رفتار کے مطابق نہ صرف باتوں سے بلکہ کاموں سے بھی قوم کے لیے نمونہ بنیں اور انہیں ہر قسم کی معاشی و معاشرتی عمرانی و روحانی دینی و مذہبی ترقی کی طرف مائل کریں۔ لیکن ایسے لوگ قوم میں نایاب ہیں، اس لیے آج مسلم معاشرہ کے قوائے متحرکہ معطل اور بے کار محسوس ہونے لگے ہیں اور جرأت، دلیری اور اولوالعزمی کے نشانات مٹتے جاتے ہیں۔ شاہراہ ترقی پر سناٹا، خاموشی اور اداسی کسی بڑی تبدیلی کو چاہتی ہے آئندہ نسلوں میں عملی تربیت کی روح پھونکنا ضروری ہے ورنہ قومی زندگی کی ترقی دشوار لگتی ہے۔

ہم میں عملی قوت کیوں نہیں رہی؟

ہمارے افسردہ جذبات اور قوت عمل کی قلت محض اتفاقی نہیں اس کے زبردست اور قوی اسباب ہیں جن کا اثر کسی خاص طبقہ تک محدود نہیں اور عملی قوت کے اس فقدان کا ذمہ دار کوئی ایک طبقہ نہیں اور ان اسباب نے قوم کے ہر طبقہ پر اثر انداز ہو کر انہیں مایوسی اور بے کاری کے دہانے پر لا کھڑا کر دیا ہے حتیٰ کہ لوگوں کے ذہن میں یہ خیال ابھرنے لگے کہ مسلمان بالطبع کاہل اور سست ہیں اور اس کاہلی اور سستی کو اسلام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ اس کو ذرا تفصیل کے ساتھ اگلے عنوان کے تحت بیان کیا جائے گا کہ کیا مذہب اور روحانیت مادی ترقی کی راہ میں آڑے ہے؟ کیا اسلام ہمیں دنیاوی ترقیات کے حصول کے لیے محنت وکوشش سے منع کرتا ہے؟ یاد رہے کہ نہ تو اسلام کاہلی اور سستی کی تعلیم دیتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نہ ہی خلقۃ فطرۃ اور بالطبع مسلمان کاہل اور سست ہیں۔ پیغمبر اسلام نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفی ﷺ بلاناغہ اپنی شب و روز کی دعاؤں میں سستی اور کاہلی سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

درحقیقت امت مسلمہ میں یہ عام سکون انجماد جوان کی رگ و پے میں سما گیا ہے جواب ایشیائی ممالک اسلامیہ کا خاصہ بنتا جا رہا ہے یہ ہمیں اپنے آباء واجداد سے ورثہ میں ملا ہے۔

کبھی مسلمان ممالک کی اکثریت غلام تھی۔ ظالم سامراج ان کا ہر طرح کا استحصال کر رہا تھا اور ان کی جملہ طاقتوں کو ملیامیٹ کر رہا تھا۔ لیکن

اب اکثر بلکہ سارے ہی ممالک سوائے معدودے چند کے آزاد بلکہ خود مختار ہیں۔ خود مختار حکومتوں میں بادشاہ خواہ ظالم یا نیک دل انہیں عوامی قوتوں میں زبردست دلچسپی ہوتی ہے، مگر عوام ہمیشہ خود اپنی ترقی سے اور قومی ترقی سے بے پرواہ ہوتی ہے۔ اسے بھلائی یا برائی سے کوئی سروکار نہیں ہوتا، لیکن دیکھا جائے تو ہر شخص کو ضروری ہے کہ وہ خود کو ترقی کی شاہراہ پر چلنے پر مجبور گردانے، جب تک قوم میں مجموعی طور پر احساس ذمہ داری کا یہ شعور بیدار نہ ہوگا ترقی حاصل نہ ہوگی۔ اسی لیے حکومت کو کوسنا ایک لایعنی اور بے سود کام ہے اور اپنی عملی قوت کو ایک بیکار مشغلہ میں ضائع کرنے کے مترادف ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ان کے عہد حکومت میں ایک شخص نے زمانہ کی شکایت کی، تو شکایت سن کر آپ نے فرمایا،

''(تو کس کی شکایت کرتا ہے) زمانہ تو ہم ہیں، جس کو ہم نے بلند کر دیا وہ بلند ہو گیا اور جس کو ہم نے پست کر دیا وہ پست ہو گیا۔''

حقیقت یہ ہے کہ نسل بعد نسل منتقل ہونے والی کاہلی، سستی، بیکاری، افسردگی، مایوسی اور بزدلی ہماری قومی خصلتیں بن گئی ہیں۔ لہٰذا اب اس بات کا فیصلہ چنداں مشکل نہیں رہا کہ ہمیں مذہب اسلام نے اس سستی کی تعلیم دی ہے؟ یا یہ خصلتیں ہم میں خود بخود پیدا ہو گئی ہیں؟ یا یہ کہ

''ہم خود اپنی نالائقی سے ایسے مردار اور اپاہج بن گئے ہیں؟''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن یاد رہے کہ جب تک ہم اپنی اس حالت کو بدلنے کے لیے کوئی قدم نہ اٹھائیں گے ہم اس الزام سے بری نہیں ہو سکتے۔

گو کہ افسردگی اور کم ہمتی نے ہم کو دبا لیا ہے لیکن بالآخر انسان ہیں پتھر تو نہیں، ہم میں حرکت وارادہ کی روح موجود ہے، اسلامی روح ہماری فطرت کا حصہ ہے۔ اسلام کی حیرت انگیز ابتدائی یادگار قیامت تک زندہ رہنے والی ترقیاں ہمیں پیغام دے رہی ہیں کہ

ع "پھر باد بہار آئی اقبال غزل خواں ہو
غنچہ ہے تو گل ہو، گل ہے تو گلستاں ہو

کیا ہم ترقی کر سکتے ہیں؟

ترقی کی اوج ثریا کو چھونے والے جب پیوند خاک ہو جاتے ہیں تو اکثر اپنی اس کھوئی ہوئی ترقی کو حاصل کرنے سے مایوس ہو جاتے ہیں اور ان کی قابلیت کا جوہر خود ان کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو جاتا ہے، اس کے دل میں ترقی کے لیے حرکت اور کوشش کرنے کا خیال بھی نہیں آتا، آتا ہے تو خود پر ہنستا ہے اور ہنس کر ٹال دیتا ہے۔

لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اپنی ترقی سے مایوس ہونا محض ناکامی سے دوچار ہونا نہیں ہے اگر غور سے دیکھا جائے تو اس کے چند اسباب نظر آتے ہیں جو ہمیں ترقی کے حصول سے مایوس کرتے ہیں۔ ترقی دراصل محنت وکوشش کی مرہون منت ہے۔ اگر ہمیں ان اسباب کا ادراک ہو جائے جو ترقی کے خیالات کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں تو ہم ترقی کر سکتے ہیں۔

ذیل میں ان احساسات وخیالات کو اختصار کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے جو ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھ لیے گئے ہیں جبکہ واقعہ اس کے خلاف ہے۔

(۱) مذہب ترقی میں رکاوٹ ہے

ایک خیال قوم کی اکثریت میں پایا جاتا ہے کہ ہماری ترقی میں اصل اور اساسی رکاوٹ "مذہب" ہے، اس لیے مسلمان جب تک مذہب سے دستبردار نہ ہوں گے وہ دنیا کی ترقی یافتہ قوموں کے کندھے کے ساتھ کندھا ملا کر نہیں چل سکتے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ خیال بھی دراصل قوم کی ترقی کے خیر خواہوں کا نہیں بلکہ مذہب بیزار لوگوں کا ہے۔ مذہب سے دستبردار ہو کر ترقی کرنے والی قوم جو بھی ہوگی وہ مسلمان قوم کہلانے کی مستحق نہ رہے گی۔

نوشتہ دیوار یہ بتلاتا ہے کہ کسی قوم نے آج تک مذہب کو ترقی کی راہ میں رکاوٹ نہیں سمجھا۔ عیسائیت جو اس وقت سب سے زیادہ دنیاوی ترقی کی حامل ہے وہ مستقل بنیادوں پر یہودیت کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر عیسائیت کی جڑیں پوری دنیا میں مضبوط کرتی پھر رہی ہے۔ اس کی تاریخ کا ایک سیاہ ورق یہ بھی رہا ہے کہ کبھی یہی مذہب سب سے زیادہ دنیاوی ترقیوں کے خلاف رہا ہے، یورپ میں صنعتی انقلاب سے پہلے علم وحکمت کے سب سے زیادہ خلاف ان کے پوپ اور پادری تھے، اہل علم کو ہر طرح سے عذاب دیا جاتا تھا ہزاروں کو زندہ جلایا گیا اور انسانیت سوز تکلیفیں دے کر ہلاک کیا گیا۔ اس کی چند مثالیں ملاحظہ کیجئے!

☆ ۱۳۹۴ء میں عیسائی مصلح ''وکلف'' اور اس کے ہمنواؤں کو محض اس لیے انگلستان میں ہلاک کیا گیا کہ انہوں نے کتب مقدسہ کا انگلش میں ترجمہ کیا تھا۔

☆ ۱۴۱۴ء میں آزادی مذہب کی بیخ کنی کا قانون وضع کیا گیا۔

☆ ۱۵۳۹ء میں سکاٹ لینڈ میں مذہبی پیشواؤں پر بدعت کا الزام لگا کر ساٹھ کے قریب افراد کو زندہ جلا دیا گیا۔

☆ یہی حال ۱۵۵۹ء میں متعدد ریفارمروں کے ساتھ بھی کیا گیا اور انہیں جیل خانوں اور دار ورسن کی زینت بنایا گیا۔

☆ ۱۶۴۱ء کی بغاوت میں آئر لینڈ میں چالیس ہزار پروٹسٹنٹ قتل کیے گئے۔

☆ سترہویں صدی تک ارسطو کی تعلیم کو مذہبی گردانتے ہوئے یونیورسٹیوں سے دیس نکالا دیئے رکھا گیا۔ ان پران بندشوں کو لارڈ بیکن نے آ کر توڑا۔

☆ سیارات کی بابت تحقیقات پیش کرنے پر کلیسا نے کوپرنیکس کو مردود ٹھہرایا۔

☆ ۱۶۰۹ء میں گلیلیو نے سیارات کی تحقیق کے لیے دوربین کیا بنا ڈالی کہ قید میں ڈال دیا گیا۔ بہت سمجھایا گیا کہ اس کا مذہب سے تعلق نہیں مگر ایک نہ سنی گئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ پوپ لیوُ دھم کے خلاف لکھی گئی لوتھر کی کتاب کو جو پاپائیت کی غلامی سے آزادی چاہنے کے لئے لکھی گئی تھی ۱۹۲۰ء میں جلادیا گیا۔

غرض ایسے بے شمار واقعات پیش آئے۔

لیکن آخر تعلیم نے یہ سمجھایا کہ مذہب ترقی کی راہ میں آڑ نہیں۔ آج یہی عیسائیت جہاں دنیاوی ترقی میں سب سے آگے ہے وہیں مذہب کی اشاعت میں بھی سب سے زیادہ سرگرم ہے۔

البتہ یہ خیال مذہبی توہمات سے ضرور پیدا ہوا ہے۔ لٰہذا دنیاوی ترقی سے بہرہ مند ہونے کے لیے مذہب سے دست بردار ہونا خلاف عقل ہے۔

(۲) ایک بار کے تنزل کے بعد ترقی نہیں ہوتی

ترقی کی راہ میں حائل یہ دوسرا بڑا اہم پتھر ہے جس کو اس شاہراہ سے ہٹانا نہایت ضروری ہے کہ دراصل یہ نظریہ ''قنوطیت اور مایوسی'' سے تعبیر ہے جو شرع شریف میں اور مقتضائے عقل کے نزدیک حرام اور ناجائز ہے۔ یہ واہمہ بھی دراصل اقتدار کی وہ شان و شوکت دوبارہ حاصل نہ کرسکنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے جو ڈیڑھ صدی قبل مسلمانوں کو حاصل تھا۔ لیکن یاد رہے کہ ترقی کی ہر ایک قوم کے لے ایک حد ہے جہاں تک پہنچنا اس کو لازم ہے۔ ہر شخص اپنی درونی خوابیدہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر قوم کی ترقی میں اہم کردار ادا کرے۔ یہودیوں کو ہی لے لیجئے۔ جب تک یہ قوم یورپ میں محکوم تھی ان کی ترقی رکی ہوئی تھی جب سے یورپ میں آزادی پھیلی ہے ان لوگوں نے خوب پر پرزے نکالے ہوئے ہیں بلکہ بعض جگہوں میں تو اس عیار قوم نے حکمرانوں کے برابر حقوق رکھے ہوئے ہیں۔ لٰہذا تنزلی کے بعد ترقی حاصل نہ ہونا ایک فاسد نظریہ ہے۔

(۳) موجودہ تعلیمی نظام بے سود ہے

بعض لوگ ترقی کے حصول کو اس لیے بھی ناممکن سمجھتے ہیں کہ موجودہ نظام انہیں وہ عروج و اقبال نہیں دے رہا جو یورپ کو دے رہا ہے مگر یہ بھی دھوکہ ہے اور فرار کا رستہ ہے کیونکہ خود یورپ کو اس مقام تک پہنچنے کے لیے تقریباً ڈیڑھ صدی سے زیادہ تک عرصہ لگ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا ہے اور اس سارے عرصہ کے دوران مسلمان قوم صرف سوئی رہی ہے۔ ہمیں بیدار ہوئے زمانہ ہی کتنا ہوا ہے جو کچھ ہاتھ نہیں آیا۔

(۴) ہم ترقی یافتہ قوموں کی ہمسری نہیں کر سکتے اس لیے ترقی حاصل کرنے کا خیال بے فائدہ ہے

یہ خیال کہ ایک ترقی پذیر قوم ترقی کا سفر طے کر کے ترقی یافتہ قوم تک نہیں پہنچ سکتی جہاں آج وہ قوم کھڑی ہے اس لیے ہم ترقی یافتہ قوموں سے ہمیشہ پیچھے ہی رہیں گے اور کوئی انقلابی قدم اٹھانے کا فائدہ نہیں۔"

اگرچہ اس خیال کا پہلا مقدمہ امور عادیہ میں تقریباً درست ہے مگر دوسرا مقدمہ تو صریحاً غلط ہے کہ محض اس خیال سے راہ ترقی سے اتر جانا عقلمندی نہیں لہٰذا مایوس ہونا درست نہیں۔ اگر اثنائے طریق نہ سہی تو مقام منزل پر جا کر تو ان کو مل سکتے ہیں۔ اس لیے ترقی کی طرف انقلابی قدم اٹھانا نہایت ضروری ہے۔

اصل وجہ...... "مایوسی اور ناامیدی ہے"

ترقی کی راہ میں اصل رکاوٹ صرف اور صرف مایوسی ہے۔ مذکورہ بالا موانع دراصل موانع نہیں بلکہ واہمے ہیں۔ یہ مایوسی ہی تو ہے جو سب منصوبوں کو خاک میں ملا دیتی ہے اور ترقی سے جی اٹھا دیتی ہے۔

دنیا کی کامیابی اور ناکامی کا مدار صرف اور صرف دو باتیں ہیں،

(۱) ایک امید (۲) اور دوسرے ناامیدی

دشوار سے دشوار تر کام بھی امید کی ہمت سے سر ہو جاتا ہے اور بے شمار سہل کام ناامیدی کی نحوست سے شرمندہ تعبیر نہیں ہوتے اور ہمت ہارنے کی بدولت ادھورے رہ جاتے ہیں۔

اس کی صرف مثالیں اور واقعات وحوادث کو ہی جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب بن جائے۔ یاد رہے کہ

"زمانہ کی نیرنگیاں مشہور اور اس کی تلون مزاجیاں ضرب المثل ہیں وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سدا ایک حال اور ایک چال پر باقی نہیں رہتا بلکہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا ہے۔ یہ اپنا رنگ سارے زمانہ پر چڑھاتا ہے، دن رات جاڑا گرمی ہر بھیس اور ہر رنگ میں زمانہ اپنا اثر جما کر رہتا ہے۔

مبارک ہیں وہ لوگ جو زمانہ کے تیور سمجھتے ہیں اور اس کی چال ڈھال پر نگاہ رکھتے ہیں اور اس کی پیروی کرتے ہیں اور اس کے ہمراہ قدم اٹھاتے ہیں اور جو اس سے جی چراتے ہیں اور اس کی ہمراہی سے ناک بھوں چڑھاتے ہیں بہت جلد وہ دیکھیں گے کہ زمانہ انہیں پیچھے چھوڑ گیا ہے۔

''خسارے میں ہے وہ شخص جس کے دو دن ایک سے گزر گئے'' یاد رکھو کہ در و دیوار سے یہ صدا آرہی ہے،

''یا قدم آگے بڑھاؤ ورنہ لو راہ عدم''

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب پنجم

﴿تجارت زراعت اور صناعت کی فضیلت و اہمیت﴾

دین اسلام ایک کامل شریعت ہے رب تعالیٰ نے دین کی تعلیمات کو بندوں تک انبیائے کرام علیہ السلام کے واسطے سے پہنچایا۔ سب سے آخر میں نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور کامل شریعت لے کر تشریف لائے جس میں آغاز و انجام کی بابت معبود حقیقی کی ذات وصفات کے متعلق صحیح عقیدہ ویقین اور رب تعالیٰ کی ذات کی صحیح عبادت کا طریقہ تعلیم فرمایا۔ وہ امور بھی بتلائے جن سے انسانوں کی روحانیت اور شرافت انسانی بلند ہو اور ان میں انہیں کمال حاصل ہو اور ان امور کی نشاندھی بھی کی جن سے ایک معاشرہ اخلاقی بیماریوں اور امراض کا شکار ہو کر ذلت کی پستیوں میں جا پڑتا ہے تاکہ بندے ان سے بچیں۔

اسلام نے جہاں فرائض وعبادات کی اہمیت پر زور دیا ہے اس طرح اس نے کسب حلال اور طلب معاش کو بھی اہمیت دی ہے اور خرید وفروخت، صنعت وتجارت اور محنت ومزدوری وغیرہ کے معاشی معاملات کو بھی پوری تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے بظاہر یہ خالص دنیاوی ضرورتیں ہیں لیکن اگر قرآنی اسلوب دعوت میں نگاہِ فکر ڈالی جائے تو وہ ہمیں ایمان کے ساتھ ساتھ عمل صالح کی بھی دعوت دیتا ہے کہ توحید کی اساس پر تعمیر ہونے والے دین کی عمارت یہی عمل اور کسب ہے۔ اسی لئے رب تعالیٰ قرآن میں جہاد فی سبیل اللہ کو رب کی دھرتی میں اس کے فضل کو تلاش کرنے کے ساتھ ذکر کرتے ہیں جس کی تفسیر علماء کرام تجارت سے کرتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے،

﴿وَ اٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ اٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ (المزمل: ۲۰)

''اور بعض خدا کے فضل (یعنی معاش) کی تلاش میں ملک میں سفر کرتے ہیں اور بعض خدا کی راہ میں لڑتے ہیں۔''

رب تعالیٰ نے ان دونوں طبقوں کو ایک ساتھ ذکر فرمایا ہے اسلام کے اس مکمل نظام حیات نے انسانوں کے لئے ان کے ہر شعبہ زندگی کے مکمل احکام اور ضابطے بیان کئے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان کی ظاہری و باطنی تمام ضرورتوں کا پاس ولحاظ رکھا ہے۔ انسان مل جل کر رہتا ہے اس کی ضرورتیں باہم دیگر ایک دوسرے سے وابستہ ہیں۔ ایک انسان خواہ کسی طبقہ سے تعلق رکھتا ہو اس کو اپنی زندگی کے مختلف امور میں دوسروں کی ضرورت ہے اور دوسروں کو اس کی ہے۔ کوئی تجارت کر کے دوسروں کو ان کی ضروریات زندگی بہم پہنچا رہا ہے تو کوئی زراعت کر کے غلہ اُگا کر دوسروں کے خورد ونوش کا انتظام کر رہا ہے ایک تاجر کہلایا اور دوسرا کاشتکار مشہور ہوا۔

ضروریات زندگی کا دائرہ مکان، لباس، خوراک، سواری اور دوا دارو تک پھیلا ہوا ہے ایک جیتے جاگتے انسانی معاشرے میں ان امور کے سرانجام دینے والے ضرور موجود ہوں گے۔

شریعت اسلامیہ نے انسان کی فطری جبلی، جسمانی اور نفسانی ضروریات کی اہمیت کو محسوس کر کے ان کے بارے میں مستقل قوانین وضع کر دیئے تا کہ لوگ ان امور کو بخیر وعافیت صداقت و دیانت کے ساتھ سرانجام دے سکیں۔

رب تعالیٰ کی وحی کی روشنی میں نبی کریم ﷺ نے ان بنیادی ضرورتوں کے لئے وہ اصول اور طریقے وضع کیے ہیں جس سے انسانیت ایک سعادت مند انسانیت بنے۔ ان پر کار بند ہو کر اب انسانوں کے یہ معاشی معاملات دنیا نہیں بلکہ دین بن گئے۔

کسبِ معاش کی فضیلت

متعدد احادیث میں نبی کریم ﷺ نے محنت مزدوری کرنے والے اور طلب معاش کی فکر کرنے والے کی فضیلت بیان کی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

"بندہ سب سے حلال جو کھاتا ہے وہ اس کی کمائی (کا مال) ہے" (بخاری)

ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے "بے شک رب تعالیٰ پیشہ اختیار کرنے والے (صنعت کار) مومن کو محبوب رکھتے ہیں" (معجم طبرانی کبیر والاوسط)

نبی کریم ﷺ "اپنی دنیا درست رکھو اور آخرت کے لیے عمل کرو۔"

بخاری شریف کی روایت ہے کہ "کسی نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کھانا نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھایا‘‘ (بخاری)

ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ (سب سے زیادہ پاکیزہ کمائی) اپنے ہاتھ کی کمائی ہے اور حلال تجارت ہے (مسند احمد)

انسانیت نے ترقی کرتے کرتے ارتقاء کی کن منزلوں تک جانا ہے رب تعالیٰ نے اس کی تعلیم اور نمونہ اور اس کے بنیادی قواعد وضوابط خود حضرات انبیائے کرام کی زندگیوں سے بیان کر دیئے تاکہ یہ مدنی الطبع انسان تمدنی ترقی کی معراج کو جا چھوئے اور جن صنعتوں اور ہنرمندیوں کی اس کو آئندہ چل کر ضرورت پیش آئیگی ان کا ابتدائی نمونہ خود انبیائے کرام کی ذواتِ مقدسہ میں دکھلا دیا گیا۔

کسب معاش اور رزق حلال کو تلاش کرنے والے کو عزت وشرافت کی نگاہ سے دیکھا گیا اس کی چلت پھرت اور اور محنت ومزدوری اور اس کی تھکنے کو رب تعالیٰ نے محبوب قرار دیا۔ طبرانی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’جس نے اپنے (دن بھر کے) کام کاج سے تھک کر رات گذاری وہ مغفرت کے ساتھ رات گذارتا ہے‘‘۔

معاشی معاملات کی اسی اہمیت کے پیش نظر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاش کی خاطر جدوجہد کو فرض اور اس کو ایک فریضہ اسلامی قرار دیا۔ بیہقی میں روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’رزق حلال حاصل کرنے کی فکر وکوشش کرنا فرض کے بعد فریضہ ہے۔‘‘

مولانا منظور نعمانی اس کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں،

’’ارکانِ اسلام کے بعد رزقِ حلال کی حصول کی کوشش بھی ایک اسلامی فریضہ ہے اس میں کوئی کوتاہی آدمی کو حرام میں مبتلا کر سکتی ہے اور یہ بات آخرت میں گرفت کا سبب بن سکتی ہے اور فرائض اسلامیہ کو جن کو رب تعالیٰ بندوں پر مقرر فرماتے ہیں ان پر اجر وثواب لازمی ہے اس حدیث میں ہر محنت کرنے والے کے لئے بشارت ہے خواہ تاجر ہو یا کھیتی باڑی کرتا ہو یا صنعت کار ہو۔‘‘ (معارف الحدیث ج ۷ ص ۶۵ بتصرف وملخصا)

کسب معاش کرنے والے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس نگاہ سے دیکھتے ہیں اور دربارِ نبوت میں ایسے شخص کی کیا قدر وفضیلت ہے اس کو ذیل میں ایک واقعہ میں ملاحظہ کیجئے!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک مرتبہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مصافحہ کیا تو آپ کو اس میں کچھ داغ نظر آئے دریافت فرمایا "یہ کیا ہے؟" عرض کیا کہ "میں نعل بندی کا کام کرتا ہوں اور اس سے اپنے بچوں کا پیٹ پالتا ہوں۔" یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور فرمایا "یہ وہ ہاتھ ہے جس کو آگ نہ چھوئے گی۔" (اسد الغابہ)

اپنے ہاتھ سے کمانے پر لسان نبوت سے یہ ایک بہت بڑی بشارت ہے اس میں ہنرمندوں اور پیشہ وروں کے رتبہ کو کس قدر بلند کیا گیا ہے کہ ان ہاتھوں کو جب جہنم سے خلاصی کی بشارت ہے تو کیا یہ کمائی جنت تک نہ لے جائے گی؟

اسلام نے فقط کمانے اور معاش اختیار کرنے پر ہی زور نہیں دیا بلکہ اس کے ایسے اصول وضوابط وضع کیے ہیں جو ایک پاکیزہ، زندہ اور متحرک معاشرہ وجود میں لائیں گے معاش کے اس شعبہ میں علماء کرام نے تلاش جستجو کے بعد چار بنیادی اصولوں کو بتلایا ہے کہ اسلام نے ان پر زور دے کر کسب معاش میں ضروری قرار دیا ہے۔

(۱) خلقِ خدا کی نفع رسانی:

(۲) عدل

(۳) سچائی اور دیانتداری

(۴) سماحت یعنی ایک دوسرے کا لحاظ اور پاس اور ایک دوسرے کے حقوق کی رعائیت۔

کسبِ معاش کا دوسرا بالعکس پہلو بطالت سستی اور فراغت ہے شریعت نے اس کو معاشرہ کے لئے ایک ناسور قرار دیا ہے کہ ایک پاکیزہ معاشرہ میں عہدی لوگوں کا وجود جرائم کو جنم دے گا اور اس سے معاشرہ کی تمدنی، تہذیبی اور معاشرتی و معاشی ترقی میں اضمحلال آنے کے ساتھ ساتھ معاشرہ کی اخلاقی قدروں کو بھی زنگ لگنا شروع ہو جائے گا۔ اس لئے شریعت نے محض بیکار رہنے کی شدید مذمت بیان کی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

"سستی دل کو سخت کر دیتی ہے"

سستی یا تو معاش کو ترک کرنا ہے یا امور آخرت کو ترک کرنا ہے۔ بہر حال حلال کمانے کو ترک کرنا بھی دل کی روحانی دنیا کو تباہ کر دیتا ہے۔ دیکھنے میں بھی یہی آیا ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس قدر اخلاقی برائیوں میں بے کار لوگ مبتلا ہوتے ہیں دوسرے نہیں ہوتے۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ نے ادنیٰ سے ادنیٰ پیشہ کی بھی حوصلہ افزائی فرمائی ہے تاکہ ہر ایک شخص اپنی ہمت وعزم کے مطابق معاشرہ کا ایک مفید رکن ثابت ہو وہ کچھ نہ کچھ ضرور کرتا ہو محض بیکار نہ ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''ایک شخص نے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ! آپ میرے پیشہ وصنعت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے دریافت فرمایا'' تیرا پیشہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا میں جولاہا ہوں۔''

فرمایا'' تیرا پیشہ تو ہمارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کا پیشہ ہے، حضرت آدم نے سب سے پہلے کپڑا بنا حضرت جبرائیل انہیں سکھلاتے تھے اور حضرت آدم تین دن تک ان کے شاگرد رہے بے شک رب تعالیٰ تیرے پیشے سے محبت رکھتے ہیں، اور تیرے پیشے کو زندہ اور مردہ دونوں کو ضرورت ہے۔ جس نے تمہارے بارے میں کچھ برا کہا تو اس نے حضرت آدم سے تنفر کیا اور جس نے تم پر لعنت کی (یعنی برا بھلا کہا) اس نے نعوذ باللہ حضرت آدم پر لعنت کی۔ اور جس نے تمہیں ستایا اس نے حضرت آدم کو ستایا اور بے شک قیامت کے دن حضرت آدم اس کے خصم ہوں گے۔ تم ڈرو مت اور بشارت لو کہ تمہارا پیشہ مبارک پیشہ ہے۔ اور جنت میں آدم تمہارے (اس پیشہ والوں کے) قائد ہوں گے۔''

آپ ﷺ نے کسی پیشہ کو بھی اختیار کرنے پر زور دیا۔ نبی کریم کا ارشاد ہے

''جس کو کسی شے (یعنی کسی پیشہ) سے روزی ملتی ہے وہ اس کو لازم پکڑے (یعنی چھوڑے نہ) اور نہ ہی اس پیشے کو بدلے''۔

علامہ ھروی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں ''یعنی اس کو اس پیشہ میں برکت ملے گی اور رزق ملے گا (کہ وہ اس پیشے کو نہ چھوڑے اور نہ بدلے)

آدمی جو پیشہ بھی اختیار کرے پھر اس میں کمال پیدا کرے رب تعالیٰ اس پر اپنی رحمتوں کے در کھول دے گا، ابن ماجہ میں روایت ہے کہ

''حضرات صحابہ کرام نے مسجد نبوی کے لئے کچی اینٹیں تیار کر رکھی تھیں حضر موت کا ایک شخص بڑی عمدگی سے (ان اینٹوں کے لئے) مٹی گوندر ہا تھا۔ آپ ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اس کے (اس قدر عمدہ) کام کو دیکھ کر ارشاد فرمایا،
''خدا اس پر رحم فرمائے جو کسی صنعت میں کمال پیدا کرے۔'' پھر اس سے فرمایا
''تم اس کام میں لگے رہو کیونکہ مجھے نظر آتا ہے کہ تم اسے عمدگی سے کرتے ہو۔'' (ابن ماجہ)

انبیائے کرام علیہ السلام اور صنعت وحرفت وتجارت

رب تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے واسطے جو کامل نمونے بنا کر بھیجے وہ حضرات انبیاء کرام علیہ السلام ہیں۔ انبیاء کرام کی تعلیمات اور مبارک اسوہ میں انسانی زندگی کی جملہ ضروریات کی کفالت ہے ان حضرات نے عقائد وعبادات کی تعلیم وتربیت کے ساتھ رب کے بندوں کی معیشت ومعاش کی بھی اصلاح فرمائی اور اس کے حصول کے لئے راہ نمائی فرمائی۔ انسانی ناپختہ اور خام عقل کہیں ان پیشوں اور تجارت کو رب کے تعلق اور روحانیت کی عروج تلک پہنچے میں آڑ اور حجاب نہ سمجھے، رب تعالیٰ نے اپنے کامل بندوں کے ذریعے جو روحانیت کے اس کمال پر تھے کہ بندگی میں اس کے بعد روحانیت ونورانیت کا کوئی رتبہ نہیں ہوتا، ان پیشوں کی تعلیم فرما کر یہ سارے اشکالات دور کر دیئے اور ذہنوں سے ان وساوس کو جھٹک دیا۔

انبیاء کرام علیہ السلام نے خود پیشے اختیار کیے۔ رب تعالیٰ نے وحی کی روشنی میں انہیں یہ پیشے سکھلائے۔ جبرائیل علیہ السلام جیسے فرشتے نے آ کر تعلیم دی اب ان پیشوں کی عظمتوں کے کیا کہنے؟

ذیل میں ہم انبیاء کرام علیہ السلام کے پیشوں کا ایک مختصر تعارف پیش کرتے ہیں۔

رب تعالیٰ نے ہر ایک نبی کو ایک صنعت تعلیم فرمائی تھی جس سے وہ اپنا معاش کماتے تھے۔

حضرت آدم علیہ السلام کو رب تعالیٰ نے ایک ہزار صنعتیں سکھلائیں جنکی انہوں نے اپنی اولاد کو تعلیم دی ان میں غالب صنعت آپ کی زراعت اور کپڑا بُننا تھا۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کاشتکار اور جولاہے تھے حضرت حواء کپڑے بنتی تھیں۔

حضرت ادریس علیہ السلام درزی اور خطاط تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام دونوں بڑھئی تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے تو ایک شاہکار اور یادگار کشتی بنائی جس کی داستان خود رب تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمائی ہے۔ ایک یہ بڑا جہاز تھا جس میں جانوروں کے لئے جو جوڑا جوڑا یعنی نر اور مادہ تھے الگ الگ طبقات تھے۔ اور کم از کم اسّی ایمان لانے والوں کے لئے اس بحری جہاز میں ایک الگ احاطہ تھا، آپ کو اس فن وصنعت کی وحی کے ذریعہ خصوصی تعلیم بارگاہ الٰہی سے مرحمت فرمائی گئی تھی۔

حضرت هود علیہ السلام و صالح علیہ السلام تاجر تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کاشتکار اور بڑھئی تھے۔

حضرت ایوب علیہ السلام کاشتکار تھے۔

حضرت داؤد علیہ السلام زرہ گر تھے۔ رب تعالیٰ نے آپ کی زرہ گری کو قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے،

حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ سب کے سب انبیاء کرام نے بکریاں چروائی ہیں یہ فقط ان انبیاء کرام کے پیشوں کے متعلق ایک اجمالی بیان ہے جو قرآن کی نصوص اور صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے ورنہ احادیث متواترہ سے یہ مفہوم مترشح ہوتا ہے کہ ہر ایک نبی خواہ ان کا نام معلوم ہے یا نہیں کوئی نہ کوئی پیشہ ضرور اختیار کئے ہوئے تھے۔ ان پاکیزہ ہستیوں کے بعد کیا ہمارے لئے عہدی پنے کی گنجائش باقی ہے؟

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تجارت ومعیشت

سیرت نبویہ کی تقریباً تمام معتبر کتب میں یہ بات مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لڑکپن سے تجارتی قافلوں کے ساتھ جانے کا موقعہ ملا۔ آپ کے دوسفروں کی تفصیلات مشہور کتب سیرت میں موجود ہیں۔ ان سفروں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تجارت کی سوجھ بوجھ نصیب ہوئی اور لطیفہ غیبی سے آپ کو تجارت کی بابت وہ فہم وفراست نصیب ہوئی کہ جب سن شعور اور عنفوان شباب میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے تجارتی قافلہ کو ان کے غلام میسرہ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معیت میں لے کر نکلے تو واپسی پر یہ عقدہ کھلا کہ سب سے زیادہ نفع کما کر آپ ہی لوٹے ہیں اور تجارت کے جو اسرار و رموز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے عمل سے واضح کیے اس سے بڑے بڑے تاجر پیچھے رہ گئے۔

اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک موقعہ پر خود فرمایا کہ ”میں چند قیراط پر اہل مکہ کی بکریاں چراتا رہا ہوں۔“ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسانی زندگی سے متعلقہ ہر اس فعل کو نہایت خوش اسلوبی اور رغبت سے سرانجام دیا جس نے آگے چل کر تمدنی ارتقاء کی بلندیوں کو چھونا تھا تا کہ ”امام الانبیاء کی امامت ان شعبوں میں بھی قائم اور مسلم رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

گھر والوں کے کام کاج میں ان کا ہاتھ بٹا دیتے۔

اپنے کپڑوں کو درست فرما لیتے۔

اپنی بکری کا دودھ دوھ لیتے، اپنے کپڑے کا پیوند لگا لیتے۔

اپنی جوتی خود گانٹھ لیتے۔

اپنے کام خود کرتے اور گھر والوں کے کام بھی نبٹا دیتے، جھاڑو دے دیتے۔

اپنے اونٹ کو خود باندھتے، ان کو چارہ ڈالتے۔

اپنے خادم کے ساتھ کھانا تناول فرما لیتے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والے چکی پیتے تھک جاتے تو آپ چکی میں آٹا پیس دیتے اور ان کو آٹا گوندھ بھی دیتے۔ اور آپ ان کے لئے گوشت بھی کاٹ دیتے۔

اپنا سامان بازار سے خود لاتے اور اپنا قربانی کا جانور ذبح فرما لیتے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تریسٹھ اونٹ ذبح فرمائے اور اپنی بیگمات کی طرف سے ایک گائے ذبح فرمائی۔

غزوہ خندق کے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی دیگر اصحاب کی طرح مٹی اٹھا اٹھا کر لاتے رہے حتیٰ کہ آپ گرد آلود ہو گئے اس دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کدال بھی چلائی۔

مسجد نبوی کی تعمیر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیگر ساتھیوں کے ساتھ خود بھی اینٹیں رکھیں۔

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گذرے تو ایک غلام کو دیکھا جو ایک بکری کی ذبح کے بعد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھال اتار رہا تھا لیکن اس سے اچھے طریقے سے اتاری نہیں جارہی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا "تم ایک طرف ہٹو میں تمہیں دکھاؤں (کہ کھال کیسے اتارتے ہیں) پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکری کی کھال اور گوشت میں ہاتھ داخل کر کے اس کی بغل تک ہاتھ لے گئے (یوں اسکو کھال اتارنا سکھلایا)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمامہ باندھا ہوتا تھا اور اس حال میں بھی اپنے اونٹ کی خدمت فرمالیتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں کبھی فارغ نہ رہتے یا تو اپنی جوتی درست کرتے یا کسی مسکین (حاجت مند) کی جوتی گانٹھ دیتے۔"

دیکھئے اس خاک نشین نبی المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو اپنی حقیقت میں صاحب معراج ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی بھی کام کے کرنے میں کبھی عار نہ سمجھا واقعی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس میں ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تجارت و معیشت

نبوی تعلیمات کو سب سے زیادہ محفوظ رکھنے والے اس طبقہ کے لوگوں نے عملی طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ کو اپنا کر دکھلایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کے ہر پہلو کو مشرق و مغرب اور چہار دانگ عالم میں پھیلا کر دکھایا، چنانچہ مشاھیر حضرات صحابہ کرام خلفائے راشدین بالخصوص حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور دیگر اکابرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا محبوب مشغلہ تجارت ہی تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کپڑے کی تجارت کرتے تھے حضرات عشرہ مبشرہ سب تاجر تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اینٹیں تھاپنے اور رہٹ چلانے کا کام کرتے تھے۔ بہر حال حضرات صحابہ کرام کی زندگیاں اس بات پر گواہ ہیں کہ انہوں نے کسب حلال کے لیے جائز پیشوں کو اختیار کرنا ضروری بلکہ عین عبادت سمجھا۔ بزرگان دین اور اکابر و اسلاف کے پیشوں کو ہم ایک مستقل باب میں ذکر کریں گے۔

اسلام ایک مکمل دین اور مکمل نظام حیات ہے اس نے ہر اس شعبہ زندگی کے جو لوازم حیات ہیں مکمل قوانین وضع کیے ہیں ایک سوسائٹی کی تعمیر و تشکیل میں باہمی لین دین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ایک دوسرے کی صلاحیتوں اور فنون کی مہارت سے فائدہ اٹھانا ناگزیر ہے۔ ان تعلیمات کی روشنی میں یہ بات بلاخوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ کسب معاش اور اکل حلال کا عمل آج بھی پورا کیا جاسکتا ہے۔

اب ہم ذیل میں کسب کے اصول بیان کر کے بتلاتے ہیں کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں صنعت و حرفت، دستکاری، کھیتی، شجر کاری، زراعت و باغبانی، تجارت، اور مزدوری کے تمام جائز ذرائع کی اللہ اور اس کے رسول کی نگاہوں میں اہمیت ہے۔ نبوی تعلیمات میں ان ذرائع کو پاکیزہ، خدا کا پسندیدہ، ذریعہ مغفرت، صدقہ، باعث خیر و برکت اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کو انبیاء صدیقین اور شہداء کی رفاقت کا سبب قرار دیا گیا ہے۔

بات آگے بڑھانے سے پہلے اس پہلو پر روشنی ڈالنا ضروری ہے کہ شریعت اسلامیہ کی نگاہ میں کوئی بھی جائز اور حلال پیشہ حقیر نہیں، ذلیل پیشہ صرف اور صرف ایک ہے اور وہ ہے سوال کرنا اور پیشہ ورانہ طور پر بھیک مانگنا اس کی صورت خواہ کوئی بھی رہی ہو خواہ پوری ڈھٹائی سے پیشہ بنا کر مانگنا یا بڑی وضع کے ساتھ مانگنا یا ایسی حالت بنا کر مانگنا کہ یہ سوالی ایک سوالیہ نشان بن جائے۔ اور لوگ اس کو دیکھ کر ترس کھا کر اس کو دیں۔

یہ پیشہ ور سائل و گداگر اسلام کے ماتھے پر ایک کلنگ کا ٹیکہ ہیں۔ گداگری کی مذمومیت کو ہم انشاء اللہ کتاب کے آخری باب میں مستقل طور پر پوری تفصیل کے ساتھ بیان کریں گے۔

اصول مکاسب اور ان کی فضیلت و اہمیت

اصول مکاسب علمائے کرام کے قول کے مطابق تین ہیں۔ (۱) زراعت (۲) صنعت و حرفت (۳) تجارت

تجارت کی فضیلت و اہمیت

تجارت کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”سچا تاجر روز قیامت نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔ (ترمذی، دارمی، دارقطنی)

یہ ارشاد نبوی تجارت کی اہمیت اور فضیلت کو ظاہر کرتا ہے، ایک دوسری حدیث

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ارشاد ہے ”تم تجارت کو لازم پکڑو کہ اس میں رزق کے دس حصوں میں سے نو حصے ہیں۔“

اس حدیث سے تجارت کی اہمیت اور عظمت خوب واضح ہوتی ہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ کا ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ آج سے صدیوں قبل جو کچھ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ آج کھلی آنکھوں مشاہدہ میں آگیا ہے آپ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی آج کے اس دور میں پوری آب وتاب کے ساتھ سچائی اور صداقت کی اوج ثریا پر چمک رہا ہے آج دنیا میں ترقی یافتہ تومیں وہی سمجھی جا رہی ہیں جو تجارت میں آگے ہیں مسلمان قوم بھی آج کسب معاش کے معاملے میں اس قولِ رسول اللہ ﷺ پر عمل کر کے ترقی کی منزلوں کو طے کر سکتی ہے۔

قرآن کریم کی بیشتر آیات میں تجارت کی اہمیت کو اجاگر کر کے اس کی ترغیب دی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾ (الجمعه: ١٠)

”پھر جب نماز ہو چکے تو اپنی اپنی راہ لو اور خدا کا فضل تلاش کرو۔

مفسرین کے نزدیک اس آیت میں فضل سے مراد دنیاوی امور اور تجارت ہیں۔

رب تعالیٰ تجارت کی ترغیب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک دوسرے کے مال کو حلال طریق یعنی بذریعہ تجارت کے استعمال کرو، ارشاد باری تعالیٰ ہے،

﴿وَلَا تَأْكُلُوْا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ﴾ (النساء: ٢٩)

”(مومنو!) ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ ہاں اگر آپس کی رضا مندی سے تجارت کا لین دین (اور اس سے مالی فائدہ حاصل ہو جائے تو وہ جائز ہے)۔

قرآن کریم نے نبی کریم ﷺ کی بابت یہ بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔ آپ ﷺ ایسا تجارتی معاملات کی اصلاح کرنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے فرمایا کرتے تھے جس سے معلوم ہوا کہ تجارتی معاملات کی اصلاح و درستی آپ کے مقاصدِ نبوت میں داخل تھی اس پر جب لوگوں نے اعتراض کیا تو رب تعالیٰ نے یہ جواب دیا

﴿مَا اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّآ اَنَّھُمْ لَیَاْکُلُوْنَ الطَّعَامَ وَ یَمْشُوْنَ فِی الْاَسْوَاقِ﴾ (الفرقان: ۲۰)

''اور ہم نے تم سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے ہیں سب کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔''

اس آیت کریمہ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ گذشتہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام تجارتی معاملات کی اصلاح فرمایا کرتے تھے۔

قرآن کریم نے ایک تو تجارت کی عمومی صورتوں کو یہ کہہ کر جائز قرار دیا اور ان کی ترغیب دی

﴿وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ﴾ (البقرہ: ۲۷۵)

''حالانکہ سودے کو خدا نے حلال کیا ہے''

دوسری طرف تجارت کی ہر قسم کی بھی ترغیب دی ہے کہ فقط بری تجارت ہی نہ کرو بلکہ بحری تجارت بھی کرو اور بتلایا کہ یہ رب کے فضل اور لوگوں کے فائدے کے حصول کا ذریعہ ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے،

﴿وَالْفُلْکِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ﴾

(البقرہ: ۱۶۴)

''اور کشتیوں (اور جہازوں) میں جو دریا میں لوگوں کے فائدے کی چیزیں لے کر رواں ہیں (عقل مندوں کے لیے قدرتِ خداوندی کی نشانیاں ہیں)

رب تعالیٰ فریضہ حج جیسے روحانی عمل کے ساتھ بھی تجارت کو جاری رکھنے کی اجازت اس لئے دیتا کہ جہاں یہ سفر حج ان کے لئے گناہوں سے مغفرت کے بعد روحانی ترقی کا سبب بنے وہیں یہ سفر معاشی کامیابی کا وسیلہ بھی بنے تاکہ ایک سچے مسلمان کی روحانی و مادی دونوں ضروریات کی تکمیل اور ان کا انتظام ہو سکے۔ ارشاد ہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾

(البقرہ:۱۹۸)

''تم لوگوں پر اس کا کچھ گناہ نہیں کہ (حج کے دنوں میں بذریعہ تجارت) اپنے پروردگار سے روزی طلب کرو۔''

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ اس کو گناہ تصور کرتے تھے یہ آیت اس غلط عقیدہ کی تصحیح کے لئے نازل ہوئی۔ (بخاری)

احادیث شریفہ میں تجارت کی فضیلت کو گذشتہ میں بیان کر دیا گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعثت سے قبل اس کو شرف قبولیت سے نواز اور تجارتی قافلوں کے ساتھ سفر فرمایا، رزق کے 9/10 حصے کو تجارت میں بتلایا گیا اور دیانت دار تاجر کی حدیث میں ازحد فضیلت بیان کی گئی کہ اس کو فقط دنیا ہی میں رفاہیت نصیب نہ ہوگی بلکہ آخرت میں بھی اونچے درجوں پر فائز ہوگا کہ وہ انبیاء کرام، صدیقین اور شہداء کا ہم نشین ہوگا۔

تاجر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رزق عطا کیے جانے کی بشارت سے نوازا تاکہ لوگوں میں تجارت کی حوصلہ افزائی ہو ان فضائل کو دیکھتے ہوئے اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی معاشی کفالت کے لیے تجارت ہی کا انتخاب فرمایا، اسی لیے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہجرت سے قبل تجارت پیشہ تھے انہوں نے ہجرت کے بعد بھی تجارت پیشہ ہی رہنا پسند کیا۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے تو خلافت سنبھالنے کے بعد بھی اپنی گذشتہ کپڑے کی تجارت کو باقی رکھنے کو پسند فرمایا،

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تجارتی قافلہ حجاز کی سرحدوں سے نکل کر ایران کی سرحدیں جا کر چھونے لگا۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تجارت کی وسعت تو احادیث وروایات میں بڑی تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔

ہجرت سے قبل مدینہ کی تجارت پر یہود کا قبضہ تھا۔ اس نامسعود طبقہ کا آج بھی دنیا کی تجارت پر قبضہ ہے انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کئی دستکاریاں انہیں سے سیکھیں۔ نعمت اسلام سے سرفراز ہونے کے بعد تجارت کے میدان میں ان حضرات نے یہود کے اس معاشی جال کے تار بکھیر دیئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئمہ فقہاء نے تجارت کی مدح بیان کی ہے حتیٰ کہ علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو سب سے افضل قرار دیا ہے وہ فرماتے ہیں،

''وہی پیشہ سب سے زیادہ افضل ہوتا ہے جس کا نفع عام اور زیادہ ہو (جیسے تجارت)

غرض اسلام نے انسانی زندگی کے روحانی اور مادی دونوں پہلوؤں کی تکمیل کی ہے اور تجارت جیسے پیشوں کی حوصلہ افزائی کی ہے تاکہ معاشرہ کی معاشی ضروریات پوری ہوں۔

صنعت وحرفت کی ضرورت واہمیت اور فضیلت

اسلام نے ایک صحت منداور بھرپور روحانی معاشرہ کی تشکیل کے لیے اس بات پر زور دیا ہے کہ ہر فرد کسب معاش کرے اور محنت ومزدوری کے ذریعے حلال کی کما کر کھائے تاکہ وہ دوسرے کے مال پر نگاہ نہ رکھے۔ اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محنت ومزدوری اور صنعت وحرفت کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا،

''کسی نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے زیادہ بہتر کھانا کبھی نہیں کھایا بے شک رب تعالیٰ کے پیغمبر حضرت داؤدؑ اپنے ہاتھ کی کمائی کا کھاتے تھے۔'' (بخاری شریف)

علامہ محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں '' معاشی ضروریات کی کفالت کی بہترین صورت یہ ہے کہ آدمی اپنے ہاتھ سے کمائے۔ اس ارشاد نبوی میں دستکاری اور ذاتی محنت کی عظمت کو ایک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل کی مثال دے کر بیان کیا گیا ہے۔''

(معارف الحدیث ج ۷ صفحہ ۶۹)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کسب معاش کے ترک کو معاشرہ کی بربادی کا ایک سبب قرار دیتے ہیں وہ فرماتے ہیں،

''چونکہ انسان مدنی الطبع ہے اور آپس کے تعاون کے بغیر وہ اپنے لوازماتِ حیات بہم نہیں پہنچا سکتے اس لئے شرائع میں انہیں باہمی تعاون کا حکم دیا گیا ہے تاکہ سوسائٹی کا ایک فرد بھی عذر معقول کے بغیر بیکار اور بے روزگار نہ رہے۔'' (حجۃ اللہ البالغۃ ج ۲ صفحہ ۴۶)

اور ایسا اس لئے ہے کہ بے روزگاری جرائم جنم دیتی ہے اور بے روزگار صرف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسروں پر بوجھ ہی نہیں بلکہ معاشرہ کے اخلاقی بگاڑ کا سبب بھی ہیں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

''بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو کسی وجہ سے جائز ذرائع سے کمائی میں ناکام رہتے ہیں پھر وہ چوری جوا بازی اور گداگری جیسے (مذموم اور) نقصان دہ پیشے اپنا لیتے ہیں۔ (حجۃ اللہ البالغۃ ج ۱صفحہ ۴۵)

اسی لئے ایک سوال کے جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

''(سب سے پاکیزہ کمائی) آدمی کا اپنے ہاتھ سے کوئی کام کرنا ہے۔(مسند احمد)

اپنے دست وبازو کی کمائی نہایت پاکیزہ اور معاشرہ کی اجتماعی اصلاح میں نہایت موثر ہے۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بنیادی پیشے درج ذیل ہیں جو ضروریات زندگی کے بڑھنے اور سوسائٹی کے تمدنی ارتقاء کی وجہ سے وجود میں آتے ہیں،

(۱) کھیتی باڑی اور مال مویشی پالنا

(۲) خشکی وتری کی مباح اشیاء مثلاً جنگلات، کانیں، نباتات وحیوانات، کو قبضہ میں لانا۔

(۳) میسر قدرتی مواد میں اپنی معاشی زندگی کی معاونت کے لیے تصرف کرنا اور ان سے مختلف پیشے وجود میں لانا۔ مثلاً نجاری، حدّادی، بزّاری، اور تجارت وغیرہ۔

(تلخیص از حجۃ اللہ البالغۃ ج ۱ص ۴۳ باب من المعاملات)

معاشرہ کی تمدنی، اصلاح کے لیے اور اس کو بحران سے بچانے کے لیے ضروری ہے کہ مکاسب کی تقسیم کار کا عمل وجود میں آئے تاکہ نہ تو پیشے محدود ہوں اور نہ چند لوگوں تک محدود ہوں کہ معاشرہ کی متوازن ترقی کی کلید یہی ہے۔ اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں،

''یادرکھو! اگر کسی شہر میں دس ہزار افراد کی آبادی ہو تو سیاست مدنیہ کا تقاضا ہے کہ شہر والوں کے مکاسب پر گہری نگاہ ڈالی جائے کیونکہ اگر ان میں سے اکثر صنعت وحرفت وغیرہ میں مشغول ہوں گے اور معدودے چند افراد گلہ بانی یا زراعت کا کام کریں گے تو لازماً

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امور دنیاوی فاسد اور برباد ہو جائیں گے۔ (حجۃ اللہ البالغۃ ج ۲ ص ۱۰۵)

اسی طرح اگر چند لوگ صنعت وحرفت میں لگ جائیں باقی سب زراعت میں مغشول ہو جائیں تو یہی نتیجہ نکلے گا۔

صنعت وحرفت کی اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے حضرت شاہ صاحب اس بات پر زور ڈالتے ہیں کہ ضروری پیشوں کی ترویج کے لیے ان کی تعلیم وتربیت کا انتظام کیا جائے اور جو آدمی جو فن سیکھے خوب گہرائی اور گیرائی سے سیکھے۔ اور والدین بھی اس بابت اپنی ذمہ داری کا احساس کریں اور اولاد کو معاش ومعاد کی اصلاح کے لیے ضروری اور نفع بخش پیشہ کی تعلیم دیں۔

اور سب سے آخری بات یہ ہے کہ آدمی جو سیکھے صرف اس نیت سے سیکھے کہ اس سے میرا رب راضی ہو، مجھے دنیاوی معاشی انتظام کے ساتھ ساتھ اخروی اجر وثواب بھی ملے۔ واللہ اعلم

زراعت وباغبانی کی ضرورت واہمیت اور اس کی فضیلت

زراعت وباغبانی کی فضیلت بیان کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

''جس ایمان والے بندے نے بھی ایک درخت لگایا یا کوئی کاشت کی پھر اس میں سے کسی پرندے یا انسان یا کسی جانور نے کھایا تو یہ اس کے لئے صدقہ ہے۔'' (بخاری ومسلم)

زراعت وباغبانی بھی دراصل کسب اور محنت کا ہی ایک حصہ ہے اس کے مسائل وفضائل کو گذشتہ باب میں بیان کر دیا گیا ہے اور اسلام کی ان سے جو غرض ہے اس کو بھی کافی حد تک واضح کر دیا گیا ہے۔ یہاں ان باتوں کا اعادہ تکرار ہوگا اس لئے یہاں فقط زراعت وباغبانی کی فضیلت کا ذکر کیا جاتا ہے۔

مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ بالا حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں،

''سبحان اللہ وبحمدہ باغات لگانے والوں اور کاشتکاری کرنے والوں کے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث میں کتنی عظیم بشارت ہے کہ اگر کوئی آدمی یا کوئی چلتا پھرتا جانور یا اڑتا پرندہ ان کے درخت کا پھل یا کھیت کے دانے کھائے تو باغ والے اور کھیت والے بندے کو فی سبیل اللہ صدقہ کا ثواب ہوگا اس حدیث پاک میں باغبانی اور کاشتکاری کے لیے جن پر انسانوں کی بنیادی ضرورتوں کا مدار ہے کتنی بڑی ترغیب اور ہمت افزائی ہے۔

(معارف الحدیث ج ۷ صفحہ ۷ بلفظہ)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زراعت کا نفع عام ہے اور لوگوں کو بلکہ چرند وپرند تک کو اسی کی احتیاج ہے اس لئے بعض علماء نے ان تینوں مکاسب میں سے سب سے افضل زراعت کو قرار دیا ہے کیونکہ اس کا نفع متعدی ہے اور دوسری مخلوقات تک بھی جاتا ہے۔

زراعت کی اہمیت کے لیے یہی بات بس ہے کہ یہ جسموں کی حیات کا مدار ہے اس لئے متعدد علماء نے اس کو فرض کفایہ تک لکھا ہے۔

زراعت کی فضیلت واہمیت کو بیان کرتے ہوئے رب تعالیٰ نے قرآن کریم میں کثرت سے زمین سے غلہ اگنے کو بیان فرمایا ہے اگر ان آیات کریمہ کو ہی الگ سے شمار کیا جائے تو ایک مستقل کتابچہ بن جائے۔ قرآن کریم میں رب تعالیٰ نے نباتات کی جملہ اقسام کو ذکر فرمایا ہے جن کا تعلق درختوں پودوں اور بیلوں تک سے ہے پھر وہ سبزیاں ہیں یا پھل، میوے ہیں یا غلے پھول کلیاں ہیں یا کھیتیاں غرض نباتات کی ہر نوع کو بیان فرمایا ہے، پھر متعدد پھلوں، ان کی اقسام، ان کے خواص وفوائد تک کو بیان فرمایا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انکو اپنی قدرت کی خاص نشانی اور توحید کی علامات اور اپنی قدرت ومشیت پر برھان بنا کر پیش کیا ہے۔ اور رب تعالیٰ ذات کا انکار کرنے والوں کو ان نشانیوں میں غور کرنے کی دعوت دی ہے اور واضح کر کے بیان فرمایا ہے کہ جو ان نشانیوں میں غور کرے گا اس کو توحید کے دلائل اور رب تعالیٰ کی ذات کی قدرت پر برہان ملے گی۔

قرآنی آیات سے اگر احادیث نبویہ کی طرف چلے آیئے تو ان کا شمار دشوار ہے اور اس نہایت بابرکت پیشے کے اس قدر فضائل بیان کیے گئے ہیں جن کا احصاء ایک کٹھن کام ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کو صدقہ جاریہ قرار دیا ہے۔

پھر قرآن وحدیث میں کھیتی وغیرہ کی حفاظت کا حکم ہے اس کے اکرام واحترام کی تاکید ہے بلاوجہ انہیں آلودہ کرنے یا ختم کرنے پر وعید ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو انہی فضائل کو دیکھتے ہوئے زمینوں کی کاشت کا بڑا اہتمام تھا۔ آپ اس بات کی بڑی خبر رکھتے تھے کہ آیا کوئی شخص کسی قابل کاشت زمین کو بیکار تو نہیں چھوڑ رہا۔ پھر اس کی سستی پر اس کا مواخذہ فرماتے اور اس کو مناسب سزا دیتے تھے۔ حتیٰ کہ بعضوں کی گرفت یوں فرمائی کہ ان سے زمین لے کر دوسرے کو دے دی تاکہ وہ اسے آباد کرے۔

ختام المسک کے طور پر عرض ہے کہ فقہائے کرام نے تجارت صناعت اور زراعت کی جملہ اقسام کے مفصل احکام لکھے ہیں جن میں ان کی جملہ جائز اور ناجائز صورتوں کو بیان کیا ہے۔ مناسب ہے کہ ہر شخص حسب حال ان مسائل کے معلوم کرنے کے لیے متعلقہ کتب فقہ کی طرف مراجعت کرے اور علماء کرام سے ان مسائل کو سیکھے۔ واللہ اعلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ششم

ارباب علم وکمال کے پیشے

اسلام ایک متحرک اور زندہ مذہب ہے، یہ ایسے رجال وافراد کے پیدا کرنے پر زور دیتا ہے جو انسانی سوسائٹی کی روحانی وعلمی اصلاح وتربیت کے ساتھ ان کی معاشی و مادی زندگی کے تشتت وانتشار کو درست کریں اس کے لئے اسلام نے ہر دور میں ان شخصیات کو پیش کیا جو محض لذت کام ودھن پر اکتفا کرنے والے نہ تھے۔ جنہوں نے لوگوں کو صرف دماغی فرحت وسرور نہیں دیا بلکہ ایک بھرپور جیتا جاگتا اور شعوری کردار پیش کیا۔ تخیلات کے بھنوروں میں ڈبونے کی بجائے انہیں حقائق کے ساحلوں پر لا اتارا۔

اسلام کی ان نامور شخصیات نے علوم ومعارف کو سرمایہ افتخار تو ضرور جانا مگر معاشرہ میں عمل کی روح دوڑانے کے لیے اور ان کے سامنے کردار کا پیکر لا کھڑا کرنے کے لیے کسب معاش اور رزق حلال پر پوری توجہ دے کر دکھلایا اور زندگی کے مختلف شعبوں میں روحانی اور علمی خدمات کے ساتھ ساتھ معیشت ومعاش کے وہ کارنامے کر دکھلائے جس کی نظیر کوئی مذہب پیش کرنے سے قاصر ہے۔

خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو گذشتہ سب پیغمبروں کی شریعت وتعلیم کے جامع تھے خود بھی کسب حلال فرمایا اور گزشتہ انبیاء کرام علیہم السلام کے حقیقی واقعات بھی بتلائے جو تورات اور انجیل وزبور کی تحریف کی دست وبرد سے محفوظ تھے جو کسی طور پر بھی ایک نبی کی حقیقی روحانی اور معاشی زندگی کے صحیح رخ کو پیش کرنے سے قاصر تھیں۔

عیسائیت نے یہودیت کے جامع ہونے کا دعویٰ کیا مگر معاش وازدواج دونوں سے کٹ کر رہبانیت کی بھینٹ چڑھ گئی جس سے پاپائیت کے ظالم اور نہایت فاسق وفاجر وجود نے جنم لیا۔

دوسرے مذاہب یا تو چند روحانی ریاضتوں اور توجہات کے ارتکاز اور نفس میں ملکات پیدا کرنے میں ڈوب گئے یا پھر حرام وحلال کی ہر قید سے آزاد اباحیت زدہ سلگتا جھلستا معاشرہ دنیا کے سامنے لے کر آئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام نے ہر دو پہلوؤں کی اصلاح کی۔ روحانیت کی منزل درست کی اس کا قبلہ ٹھیک کیا۔ رب کا صحیح تصور دیا۔ عبادات کا ایک جامع عمل پیش کیا۔ حقوق و معاشرت اور معاملات کو اس کے معتدل اور صحیح نہج پر ڈالا تو دوسری طرف جب تک روح اور سانس کا ناطہ باقی ہے اور اس وجود کو اپنی معاشی و مادی ضروریات کا ناگزیر احساس ہے، اس کے لیے اس کی بنیادی ضروریات کو بہم پہنچایا اور عقیدہ و عمل کے بگاڑ سے لے کر معاشرتی انارکی، خلفشار وانتشار، لوٹ کھسوٹ بے روزگاری و گداگری ہر ایک شی کی اصلاح کر کے حلال اور طیب پیشے اپنانے کی ضرورت واہمیت پر زور دیا۔

پھر اس تعلیم کو لفظوں کے دائرے تک محدود نہ رکھا کہ یہ بات دلوں کو نہ مہمیز کرتی ہے اور نہ ہی شعور وآگہی کو انگیخت کرتی ہے مقصد مردہ دلوں کو جگا کر زندہ جذبات پیدا کرنا تھا اس کے لئے ایک ٹھوس عملی نمونہ ضروری تھا جس کو جناب رسالت مآب ﷺ نے پورا فرمایا اور علم و عمل کا ایک ایسا طبقہ تیار کر کے امت کو فراہم کر کے چلے گئے جو مینارہ نور اور مشعل راہ، نشان منزل اور نصب العین بنا۔

در، در کی ٹھوکریں کھاتی بھٹکتی زندگی کو سائے کا احساس اور منزل کا ادراک ہوا، اور بالآخر گم کردہ راہ حیات نے اپنا مقصد پالیا۔

نبی کریم ﷺ نے اس شعبہ زندگی کی بھرپور اصلاح فرمائی اسی تعلیم کا نتیجہ تھا کہ بڑی عبقری شخصیات نہایت معمولی پیشہ اپناتے ہوئے بھی نظر آتے ہیں۔ علوم کے سمندر سینوں میں متلاطم ہیں مگر بازار میں خاموشی کے ساتھ جوتا بھی سی رہے ہیں، دماغ کی جولانیاں ستارے توڑ کر لا رہی ہیں مگر بدن ایک کونے میں بیٹھا مٹھائی بیچ رہا ہے۔

ان کو دیکھ کر کون اندازہ کر سکتا تھا کہ جس سے میں چار آنے کا سودا خرید کر جا رہا ہوں اگر اس کے علم کو اوراق پر پھیلایا جائے تو قلم تھک جائیں اور کاغذ کم پڑ جائیں۔

غرض اسلام نے علم و عمل کی اس راہ کو شاہراہ بنایا۔ پھر اس شاہراہ پر اتنے مسافر چلائے کہ راہ تنگ پڑ گئی۔ بھیڑ اتنی ہوئی کہ کھوے سے کھوا چھلنے لگا۔

کتاب کے موضوع کے اعتبار سے ضروری تھا کہ ان ارباب فضل و کمال اور اصحاب علم و فضل کی پوری پوری سوانح لکھ کر سامنے لائی جائے مگر یہ مختصر کتاب اتنی تفصیل کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متحمل نہیں۔ ہمیں ان حضرات کے تذکرہ سے فقط یہ مقصود حاصل کرنا ہے کہ ''پیشوں اور معاشی وسائل کی تقسیم جو آج قوموں میں باہمی تفریق، نفرت اور انتشار کا سبب بنی ہوئی ہے، اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اسلام میں نہ تو روحانیت کے ساتھ پیشوں اور صنعت وتجارت کا تباین ہے اور نہ ان میں باہمی منافرت اور نہ ہی یہ پیشے کسی کے لیے عار ہیں اور نہ ہی یہ تفریق وامتیاز کا سبب ہیں''۔

ارباب علم وکمال کے تعارف کے لیے گو اساسی کتاب علامہ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ کی ''کتاب الانساب'' ہی ہے مگر بندہ محمد آصف نسیم نے اس موضوع کو اختصار کا جامہ پہنانے کے لیے علامہ عبدالقیوم حقانی کی کتاب ''ارباب علم وکمال اور پیشہ رزق حلال'' کو مدار ٹھہرایا ہے کیونکہ اس کتاب کا مدار بھی علامہ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ کی ''کتاب الانساب'' ہی ہے اور ہماری غرض فقط اتنی ہے کہ کتاب کے موضوع کی یہ ضرورت بھی پوری ہو جائے۔

کتاب الانساب کے پڑھنے سے اکابر علماء ملت اور سلف صالحین کے دینی مقام اور علمی وعملی عظمتوں کا ایک نقشہ سامنے آجاتا ہے جو قاری کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے۔

ہمارا مقصود ان شخصیات کی تفصیلی سوانح پیش کرنا نہیں بلکہ فقط ان عبقری وعظیم شخصیات کا مختصر تعارف کرانا ہے تاکہ ان کی علمی ہنگاموں سے لبریز زندگی میں معاشی سرگرمیوں کا ایک مختصر خاکہ بھی سامنے آجائے۔ اس کے لئے جو طرز اختیار کیا ہے وہ یہ ہے۔

☆ کتاب میں جن پیشوں کا تعارف ہے، ان کا تذکرہ۔

☆ ان پیشوں سے وابستہ عظیم شخصیات میں سے دو یا تین کا تعارف۔

☆ اور ان کے علمی کارناموں کا بقدر ضرورت تعارف تاکہ کتاب کا اصل موضوع مکمل ہو۔

☆ آیئے ان حضرات کے صنعتی وتجارتی سوانحی باغیچہ کی کچھ دیر کے لیے سیر کرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روغن ساز اور روغن فروش علماء

علامہ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پیشہ سے تعلق رکھنے والے ایک سے بڑھ کر ایک اور ذکی علماء کا تعارف کرایا ہے ان کی طویل فہرست سے چند معطر نام یہ ہیں۔

(۱) علامہ صالح بن درہم رحمۃ اللہ علیہ

بصری عالم ہیں جو عظیم محدث اور اپنے فن کے استاد ہیں اور ''دھان'' یعنی روغن ساز یا روغن فروش کے لقب سے مشہور ہیں۔ شعبہ بن حجاج جیسے عظیم محدث اور جلیل القدر امام ان سے نقل روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی معاشی ضرورت کی کفالت کے لیے تیل کے کاروبار کو اختیار کر رکھا تھا مگر علم کی اشاعت کی خاطر شب و روز فی سبیل اللہ درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری کر رکھا تھا۔ مرتے دم تک روغن سازی و مردم سازی کا یہ سلسلہ جاری رہا۔

(۲) ابو علی دھان

امام وقت تھے بڑے فیض کے مالک تھے روغن سازی بھی کرتے رہے اور رجال سازی بھی، جہاں تیل بنا کر بانٹا کہ جو ظاہری روشنی پھیلانے کے کام آتا ہے وہیں علوم و تعلیمات نبوت کی روحانی روشنی بھی بانٹی اور تادم مرگ حیات بانٹی اپنی معاش سے خود کو اپنے دست و بازو کی محنت سے بے فکر کر کے دل میں ایک ہی فکر باقی رکھا کہ کسی طرح یہ علوم نبوت ساری دنیا کو روشن کریں۔ خدا نے خوب فیض دیا بڑے بڑے پائے کے محدث و علماء و اکابر حلقہ تلمذ میں آ کر دو زانوں ہوئے حتیٰ کہ خطیب بغدادی جیسے بلند پایہ عالم اسلام نے آپ سے حدیث کو روایت کیا۔

درزی علماء و اصحاب فضل و کمال

(۱) علامہ عبداللہ بن راشد خیاط

خیاط درزی کو کہتے ہیں بلند پایہ عالم دین امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جیسے تابعین عظام سے کسب فیض کیا۔ معمولی سا پیشہ اپنا کر زندگی بھر روح اور سانس کو باہم سیئے رکھا اور اس ناطہ ورشتہ کو ٹوٹنے سے بچائے رکھا۔ مگر عمر عزیز کی ان گراں قدر سانسوں کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشاعتِ علم میں صرف کیے رکھا۔ معاش کی فکروں سے خود کو آزاد کر کے زندگی بھر کے لیے علوم نبوت کی خدمت کے اسیر بن گئے۔ ہر وقت دین کے علوم کو پھیلانے کی ادھیڑ بن میں مگن رہتے اور اس پر نگاہ رہتی کہ قبائے اسلام میں کہیں کوئی پھٹن نہ آ جائے کہ وہ ہر وقت اس کو رفو کرنے کے لئے مستعد رہتے تھے۔

علمی حلقہ بڑا وسیع پایا تھا جن میں سرِ فہرست حرص بن عمارہ جیسے شاگرد تھے۔

(۲) علامہ ابوسلیمان خیاط

شرف تابعیت سے سرفراز، حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ جیسے عظیم اور جلیل القدر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگرد تھے۔ غضب کا حافظہ پایا، حدیث وقرآن کے علوم میں پایہ بڑا بلند تھا۔

درزی کے پیشہ سے معاش کی ضروریات کی کفایت وکفالت کہاں ہوتی ہو گی مگر اس تنگدستی نے انہیں خود کو علم قرآن وحدیث کے ساتھ تڑپنے سے نہ روکا۔ چنانچہ خود کو تمام عمر کے لیے ردائے علم کے ساتھ سی لیا اور لوگوں کو ظاہری لباس کے ساتھ آراستہ کرتے کرتے انہیں لباسِ تقوی سے بھی مزین کرتے اور سجاتے رہے۔

ریشم کا کاروبار کرنے والے فاضل واجل علماء

(۱) ابو محمد عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن دیوکش

مرو شہر کے مشہور خاندان سے تعلق تھا جو ''دیوکش'' کے نام سے شہرت پا گیا تھا پورے شہر میں ریشم سازی اور ریشم فروشی میں ان کا خاندان مرکزی حیثیت رکھتا تھا ایک ترکیب خاص کے ساتھ کیڑے پالتے پھر انہیں دھوپ میں سکھا کر ان سے ریشم حاصل کرتے ابو محمد اسی خانوادہ علم وعمل کے نورنظر تھے۔ جس طرح ریشم جیسے باریک کیڑے کے ساتھ ہمہ وقتی دماغ کاوشیں جاری رکھتے تھے اسی طرح علم وتحقیق، مشکل ومغلق مسائل کی عقدکشائی میں بھی ایک خاص مقام رکھتے تھے انکی علمی باریکی، لطافت حذاقت اور ذکاوت و ذہانت کے ساتھ ساتھ ان کے زہد وورع نے ان کے خاندان کو تاریخ کے صفحات پر ہمیشہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے ان مٹ نقش کی طرح درج کر دیا۔

وقت کے اساتذہ حدیث سے درس لیا پھر زندگی بھر علوم دین کے نام لگ گئے۔ انکی خدمات کو رب تعالیٰ نے حسن قبولیت سے نوازا۔ ایک سیع حلقہ تلامذہ کا نصیب ہوا۔ جن میں علامہ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی بھی شامل ہیں۔ علامہ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ان کی زیارت وملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ خداداد صلاحیتوں نے مرجع خلائق بنایا تو ریشم سازی کے ساتھ کردار سازی کے مشن کو تادمِ مرگ حیات نبھایا۔

پارچہ باف یعنی کپڑا بننے والے اصحاب علم وکمال

عربی میں ان کو نساج کہتے ہیں یہ ارباب علم وکمال کی ایک جماعت تھی جو اس لقب سے مشہور ہوئی اور وہ کپڑا بننے والوں کی طرف منسوب ہوئی۔

(۱) علامہ ابوحمزہ مجمع بن صمعان النساج

نہایت متقی پرہیز گار متوکل خدا شناس اور خدا ترس عالم دین جو ہر وقت خوفِ خداوندی کی دولت سے لبریز رہتے اور آفاق عالم میں علم نبوت کی ضیاؤں کو پھیلانے کے تانے بانے بنتے رہتے تھے اس معمولی پیشے میں عظمت کا یہ رنگ بھرا کہ خاک میں مل کر خاک ہو جانے والے پیراہنوں کے ساتھ ساتھ خاک کو حیات بخشنے والے پیراہن بھی سیتے رہے۔ ابو صالح جیسے جلیل القدر محدثین سے شرف تلمذ حاصل کیا اور سفیان بن عیینہ جیسے بلند پایہ محدث کے استاد تھے جو آپ کے استاد ہونے پر ناز کرتے تھے۔

(۲) ابو محمد جرثومہ بن عبداللہ نساج

وقت کے مستند راسخ فی العلم، متقی وپرہیز گار علوم ظاہریہ وباطنیہ سے مکمل آراستہ یہ عالم دین اس معمولی پیشہ پر قناعت کر کے علم کی حرص میں تمام عمر سرگرداں رہے حسن بصری اور عبداللہ مُزَنی جیسے علم کے پہاڑوں سے کسب فیض اور استفادہ علم کیا شاگردوں کا وسیع حلقہ پایا۔ آپ کا علم خوب پھیلا۔ اس علم کی اشاعت کے لئے محیر العقول مجاہدے برداشت کیے اور رہتی دنیا تک اپنا نام باقی چھوڑ گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قلعی گرارباب علم وکمال

اسلام کے ابدی مذہب نے اپنے خدام کا ایک یہ طبقہ بھی یادگار چھوڑا ہے جنہوں نے قلعی گری کے پیشہ کے ساتھ ساتھ علم کے منارے کھڑے کیے، علم کی قندیلیں روشن کیں۔ انہوں نے جہاں اشیاء کی قلعی گری کا کام سنبھالے رکھا وہیں نبی کریم ﷺ کےمبارک دین کے چہرے سے بھی زمانے کی گردوغبار ہٹا کر اس کے حقیقی اور روشن چہرے کو زمانہ کے سامنے لائے رکھے۔ تحصیل واشاعتِ علوم دینیہ کے سلسلہ میں اس طبقہ کی داستانیں محیر العقول ہیں۔ شکم سیری کے سامان کی صیقل گری کے ساتھ ساتھ قلب وروح کے برتنوں کو بھی خوب مانجھا اور صاف کر کے چمکایا۔

(۱) نضر بن عبدالملک

یہ اس طبقہ کا ایک روشن ستارہ ہیں جو بچپن سے ہی طلب علم کا سچا ذوق رکھتے تھے اصل نام عبدالکبیر ہے۔ شوقِ علم انہیں کشاں کشاں علماء وفقہاء کی مجالس میں لے گیا۔ جہاں پہلے خود کو صیقل کیا اور ان کا اندر ڈھل کر کیوں نہ چمکتا کہ اس صیقل گر کے دل کو چمکانے والے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ جیسے اساطین علم وعمل تھے۔ تحصیل علم کے بعد درس وافتاء کو اساتذہ کی نگرانی میں شروع کیا اور زندگی بھر یہ سلسلہ ٹوٹنے نہ پایا قوت لایموت کے لئے اسی نیک فال پیشہ کو اختیار کیے رکھا۔ اس صدق نیت اور سچی لگن نے ان کے علوم کو شرقاً غرباً پھیلایا اور تلامذہ کا ایک وسیع حلقہ پایا اور اس قلعی گر عالم دین کے جلیل القدر شاگردوں کی صف میں جگہ پانے کے لئے مسلم بن مقاتل اور ابواسحٰق طالقانی سر کے بل چل کر آئے۔

حلوائیوں کا کام کرنے والے ارباب علم وفضل

اردو اور عربی زبان کا معروف لفظ ''حلوائی'' جس کا معنی مٹھائی اور شیرینی بنانے والے ہے۔ اسلام کو اس طبقہ سے بھی علوم دینیہ کی تحصیل واشاعت کے لیے رجال ملے جنھوں نے زندگی کی ڈور کو روح کے ساتھ باندھنے کے لیے یہ معمولی سا پیشہ اختیار کیے رکھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تاریخ اسلام میں حلوائی کے میٹھے لقب سے شہرت پائی۔

اسلام کے ان خدمت گاروں کی فہرست بڑی طویل ہے ان میں ایک نام

(۱) ابو محمد عبد العزیز بن احمد حلوائی

کا ہے ہم انہیں شمس الائمہ کے معروف نام سے جانتے ہیں اس پیشہ سے ان کی وابستگی نے ''حلوائی'' کے لقب کو ان کے نام کا بلکہ لقب کا لازمی حصہ بنا دیا۔

حنفی رجال کے تذکروں میں آپ کا نام جزو لاینفک ہے تراجم حنفیہ کی کوئی کتاب آپ کے ذکر سے خالی نہیں۔

علامہ عبد الحیؒ لکھنوی فرماتے ہیں کہ ابن کمال پاشا نے انہیں ''مجتہدین فی المسائل'' میں شمار کیا ہے یہ امام کبیر، فاضل بے نظیر، فقیہ و محدث، شیخ حنفیہ اور ثقہ مجتہد ہیں۔

حدیث وفقہ کی باقاعدہ تعلیم وقت کے مستند ترین اور اجل فاضل سے حاصل کی تراجم کی کتب میں موتیوں کی طرح آپ کے جستہ جستہ واقعات آپ کی للّٰہیت مخلصانہ مساعی، اخلاق وادب، کمالات ظاہریہ وباطنیہ کو روشن کرتے ہیں جن سے آپ کی عظمت کمال اور رفعت شان کا اندازہ ہوتا ہے۔

آپ ''امام الرائے'' کہلائے، اقران وا ماثل میں علمی زیرکی، فقہی دانائی، محدثانہ شان اور مسائل کی تحقیق میں حزم واحتیاط میں ضرب المثل بنے۔ طلباء کے ہجوم میں گھرے رہتے اور بھاری بھاری حلقوں میں علمی تبحر کے جوہر دکھاتے۔ اسلامی ذخیرۂ علمی پر کامل عبور، تفقہ واجتہاد، استنباط احکام، استخراج جزئیات اور تدریس وتفہیم کی خداداد صلاحیتوں سے امام حلوائی، کو رب تعالیٰ نے نوازا تھا۔ ایک وسیع ترین حلقہ تلامذہ پایا جن میں اساطین علم، حفاظ حدیث فقہاء ومجتہدین اور بے نظیر کتب کے مصنفین شامل ہیں۔

کسبِ معاش کے لیے اس قدر معمولی پیشہ اختیار کرنے کے باوجود علم وعمل کی دنیا کی بادشاہی کی اور غلامان علم کو دربارِ علم میں آتے ہی ''علوم کا تاج'' بنا دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿لوہاروں کا کام کرنے والے ارباب فضل وکمال﴾

لوہار کو عربی میں حداد کہتے ہیں یہ ان علماء وفضلاء کا ایک طبقہ تھا جس کی نسبت لوہے کی خرید وفروخت اور لوہے کا کام کرنے کی طرف ہوگئی اس لقب سے بھی اہل علم کی ایک بڑی جماعت منصۂ شہود پر وجود میں آئی ان لوگوں نے جہاں لوہے کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں لے کر اس کو جس طرح چاہا ڈھالا اسی طرح اس طبقہ نے کفر وشرک اور جہالت وگمراہی کے ٹھوس دماغ کے بھی پرخچے اڑا دیئے اور ان پر اپنی علمی ہتھوڑوں کی بارش کرتے ہوئے انہیں پیس کر رکھ دیا۔

ان سخت اوزاروں سے شب وروز تعلق رکھنے والوں کے دل خلقِ خدا کی خدمت کے لیے کس قدر نرم تھے اور ان کے دل خدا کی مخلوق کو زیور علم سے آراستہ کرنے کے غم میں کس طرح بھٹی میں پڑے لوہے کی طرح پگھلے پگھلے جاتے تھے اس کی داستان کچھ ان کے تفصیلی احوال پڑھ کر ہی سمجھ میں آتی ہے ان فولادی جذبوں کے مالک انسانوں نے خود کو علم کی مضبوط زنجیر کا اسیر کیا بنایا کہ ایک دنیا ان کے تبحر علمی کی اسیر ہوگئی۔

اس پیشہ سے تعلق رکھنے والے علماء کی تعداد کی بھی ایک طویل فہرست ہے علامہ سمعانی کی ''کتاب الانساب'' میں سرفہرست جن کا تذکرہ ہے ان کا نام ہے،

(۱) امام ابوبکر محمد بن جعفر کتانی حداد شافعی

یہ شافعی المسلک متبحر فقیہ وعالم دین مصر کے قاضی تھے۔ فقہ شافعی پر نگاہ بڑی گہرائی کے ساتھ تھی، مجتہد فی المذہب تھے اور فروعات فقہ شافعی پر کامل دستگاہ رکھتے تھے، حدیث نبوی کی بشارت کہ، ''جس نے اپنے علم پر عمل کیا رب تعالیٰ اس کو ان باتوں کا علم دے گا جو وہ جانتا نہیں'' انہیں حاصل تھی۔ اس جید امام اور زاھد فی الدنیا عالم نے کسب معاش کی بابت اس حدیث پر عمل کرنے کو زندگی کا نصب العین بنایا کہ ''آدمی اپنے ہاتھ کی کمائی سے بڑھ کر حلال شے نہیں کھاتا'' اس کی برکت سے انہیں رب تعالیٰ نے جہاں نوابوں اور امیروں کے در پر جھکنے سے بچایا اور ان کی خوشامدوں کی ذلت سے امان بخشی جو کسی بھی عالم کے علم کو برباد کر دیتی ہے وہیں رب تعالیٰ نے انہیں علم دین میں زبردست

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہارت بھی نصیب فرمائی اور دل کو استغناء و توکل کی دولت سے بھی مالا مال کیا اس عالمِ ربانی نے بھٹیوں کی حدتوں میں علوم کے ٹھنڈے سائے ڈھونڈے، لوہے کی صلابت کی رفاقت میں علم و عمل اور یقین واذعان کی صداقت وصلابت حاصل کی، شاگردوں کا ایک وسیع حلقہ پایا۔ درس وتدریس کا فیض عام جاری رکھا اور تلامذہ کے اخلاق وعمل کی تربیت واصلاح فرماتے رہے اور انہیں اپنے معیار کی سخت بھٹی میں ڈال کر ہر طرح کی میل کچیل سے پاک کرتے رہے۔

مسائل فقہیہ میں مجتہدانہ رائے رکھنے کی وجہ سے معاصرین کے ساتھ حسن مروت کے ساتھ اختلاف بھی رکھتے تھے بہر حال اس تنگدست اور محنت کش عالم دین نے زندگی میں جہاں خود کو معاش کی فکر سے آزاد کرنے کے لیے یہ سخت محنت والا پیشہ اپنایا وہیں اپنی اس محنتی و بے قرار طبیعت کو دین کی نشر واشاعت میں بھی تھکایا اور کھپایا۔

(۲) ابوحفص حدّادنیشاپوری

یہ بھی اس محنت کش طبقہ سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب محنت وریاضت مشہور صوفی عالم تھے خراسان کے بڑے اصحاب علم میں شمار کیے جاتے تھے۔ اپنی فکری جولانیوں میں لوہے سے بھی مضبوط تھے۔ وسعت علمی نے تلامذہ کا وسیع حلقہ پیدا کیا۔ ہتھوڑوں کی ضربوں کے ساتھ ساتھ لوگوں کے دلوں پر ذکر الٰہی کی ضربیں بھی لگاتے تھے اور ان کے دلوں کو بھی اسی طرح جلا بخشتے جس طرح لوہے کو بھٹی میں ڈال کر صاف ستھرا کر دیتے تھے۔

رزق حلال کی طلب وکوشش سے انہیں تقوی میں ایک خاص مقام حاصل ہوا جس کو صحیح معنی میں مقام محبوبیت کہنا چاہیے۔ مرجع الخلائق بنے، خاص وعام کا رجوع ہوا تاریخ نے ان کو اپنے اوراق میں سرفہرست جگہ دی۔ جس خاک سے جنم لیا علم کی خدمت کرتے کرتے اسی خاک میں جا ملے نیشاپور کی سعادت مند سرزمین کو ان کی مرقد اور آخری آرام گاہ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محنت مزدوری کرنے والے اصحاب علم وکمال

نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔ (اپنے ہاتھ سے) کمانے والا اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔''

رب تعالیٰ نے نبی کریم کو نبی آخرالزمان بنا کر بھیجا، کتاب بھی آخری اور عالمگیر دی شریعت بھی قیامت تک کے لیے دی اور اس شریعت کے احکام وہ رکھے جو ہر دور کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں، زمانہ لاکھ رنگ بدلے، حالات جیسی مرضی کروٹ لیں، موسم کا رنگ جو بھی ہو، ہواؤں کے رخ جدھر بھی ہوں مگر اسلام کی عالمگیریت وآفاقیت روز اول سے اسی طرح تازہ ہے اس سدابہار شریعت کو رب تعالیٰ نے خدمتگار بھی ایسے دیئے جنہوں نے چٹائیوں اور بوریوں پر بیٹھ کر بھی اس کی حفاظت کی۔ پیٹھ پر جہاں فکر معاش سے سبکدوش ہونے کے لیے بوجھ لادے وہیں اسی پیٹھ پر اسلام کی حفاظت کا بوجھ بھی لادا۔

قرآن کریم، احادیث شریفہ، اور شریعت مطہرہ وہ روحانی دولت ہے جس کی حفاظت کے اسباب بھی روحانی ہیں، اس قیمتی متاع کی حفاظت سنگینوں کے سائے تلے نہیں بلکہ تڑپتے دلوں کی آہوں سے ہوتی ہے اس سرمدی دین کی سرحدوں کو دنیا کے کناروں تک پھیلانے کے لیے، اس کی طنابیں آسمانوں تک کھینچ کر لے جانے کے لیے رب تعالیٰ نے بے لوث فقراء ومساکین کے ایک گروہ کو وجود بخشا جنہوں نے بظاہر تو مزدوریاں کیں، کدالیں پکڑیں چھابڑے اٹھائے پلے داری و بار برداری کے امور سرانجام دیئے مگر درحقیقت دل ودماغ کو قرآن وحدیث کی اشاعت کے لیے وقف کردیا۔ ''دست بکار دل بیار'' کے مصداق ان لوگوں نے ایک ہی ہاتھ میں قلم اور گارے کو جمع کیا، لوگوں کے بوجھ بھی اٹھائے اور انہی ہاتھوں سے علوم دینیہ کی کتابوں اور مسودوں کو بھی اٹھایا، اینٹ سے اینٹ جوڑ کر لوگوں کے جسموں کے لیے گھر بھی بنائے اور ان کے دل کی دنیا تعمیر اور آباد کرنے کے لیے قرآن وحدیث کی تعلیم واشاعت کو بھی عام کیا۔

یہ رجال اسلام، تعمیر دین کے ذمہ دار، ایمانی وروحانی دنیا کے معمار اتنے زیادہ ہیں کہ اگر ہر ایک کے تذکرہ کو مستقل جگہ دی جائے تو ہر ایک کی داستان بجائے خود ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوانح حیات بن جائے اور ہر ایک کا تذکرہ ایک مستقل جلد کا متقاضی ہو ذیل میں فقط دو بزرگوں کا تذکرہ اختصار کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

(۱) مشکان حمال

نظر بظاہر مزدور، ایک قلی بازاروں میں بار برداری کا کام کرتے ہیں، لوگوں کے بوجھ کو پیٹھ پر لاد کر کسب معاش کرتے ہیں مگر دل میں علوم قرآن اور تعلیمات نبوت کی دولت کے انبار لگائے بیٹھے ہیں جو ہاتھ بازار میں بوجھ لادنے کے بعد چند کوڑیوں کی مزدوری لینے کے لیے آگے بڑھتا نظر آتا ہے وہی ہاتھ ایک دوسرے وقت میں قلم وقرطاس میں مشغول نظر آتا ہے۔ فقر وافلاس کی دنیا کا یہ باسی علم کی دنیا کا بادشاہ ہے مادی دنیا کا یہ بوریہ نشین، علمی دنیا کی مسند شاہی پر جلوہ افروز نظر آتا ہے کوئی مشکل بھی تو نہیں جو حصول علم اور اس کی اشاعت میں رکاوٹ بن سکی۔

یہ تابعی ہیں ان کی فضیلت کے لیے ایک یہی بات بس تھی پھر شرف تلمذ بھی اس جلیل القدر بزرگ ہستی سے ہوا جنھوں نے اس دنیا سے ہر قسم کا ناطہ توڑ لیا تھا۔ یہ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ ہیں اس امت کے زاہد آپ رضی اللہ عنہ نے مشکان کے دل سے دنیا کی محبت کو بالکل ہی نکال دیا اور صرف ایک جذبہ بھر دیا کہ پورے خلوص اور اخلاص کے ساتھ رب تعالیٰ کے دین کو آفاقِ عالم تک پہنچا دو چنانچہ مشکان نے محنت مزدوری کو ذریعہ معاش بناتے ہوئے اخلاص کی اس دولت کو پوری دنیا میں بانٹا اور دین اور علوم دین کی خوب اشاعت کی۔

(۲) رافع بن علی حمال

''بلد الامین'' کے باسی، ''اول بیت'' کے پڑوسی، ''جار اللہ'' کے لقب سے ملقب ''کعبۃ اللہ'' کے جوار کی سعادت سے سرفراز یہ عالم، عابد، زاہد اور فقیہ بھی علم وعمل کی عظیم دولت سے مالا مال ہونے کے باوجود محنت مزدوری سے گھر بار چلاتے تھے۔ کعبۃ اللہ کی عظمت کے نام خود کو لگانے والے کی عظمت کو اس کعبہ نے اور بڑھا دیا۔ محبوب عالم اور مرجع الخلائق بنے۔ علم وعمل کی دنیا کے بے تاج بادشاہوں سے علم بھی سیکھا اور سنت نبوی کی پیروی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی وظیفہ حیات بنائی۔ ان کے اساتذہ کرام کی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ ابو اسحٰق شیرازی ابو لیلیٰ فراء جیسے رجال اسلام کو رافع کی تلمذی پر ناز تھا اور اپنے اس مزدور فقیہ استاد سے عقیدت و احترام کے ساتھ اس طرح علم سیکھا کہ خود وقت کے محدث، فقیہ اور امام بن گئے۔

شب و روز خاک سے ہاتھ آلودہ کرنے والے اس امام ''رافع'' نے رجال سازی کا کام ایک کیمیا گر کی طرح کیا اور مٹی سے سونا پیدا کرنے کے ایک خیالی فلسفہ کو عملی اور حقیقی جامہ پہنایا۔

علامہ سمعانی نے صراحت کی ہے کہ ''رافع'' اپنے ہاتھ کی حمالی کی کمائی سے جہاں اہل و عیال کا پیٹ پالتے تھے وہیں اپنے ان دونوں عظیم شاگردوں کی کفالت و پرورش بھی کرتے تھے انہیں فکر معاش سے بے نیاز کر کے رسول عربی کے لائے ہوئے علوم کا نیاز مند بنا دیا۔

لکڑ ہارے اور بڑھئی اصحاب علم و فضل

قرآن کریم نبی کریم ﷺ کا اعجاز ہے اور ابدی اعجاز ہے جس کی بابت خود آپ نے فرمایا ہے کہ ''لا تنقضی عجائبہ ''اس کے عجائب ختم نہ ہوں گے'' قرآن کریم کی سرمدیت و ابدیت اس کے اعجاز کے ابدی ہونے کو بتلاتی ہے اور رہتی دنیا تک اس کی نیر نگیاں اور کرشمے عالم آشکار ہوتے رہیں گے۔

اسی قرآن کریم نے، خاتم النبیین والمرسلین کی آخری کتاب نے، نبی الانبیاء ﷺ کی اس لافانی اور بے مثل شریعت نے اپنے خدام کے وہ وہ طبقات پیدا کیے ہیں جس کی نظیر کوئی دوسری کتاب پیش کرنے سے قاصر ہے کیا یہ قرآن کریم کے لامتناہی عجائب ہی کا ایک حصہ نہیں کہ قرآن نے اپنے خدمتگار وہاں وہاں سے میسر کیے جہاں سے ایسے رجال کار کے دستیاب ہونے کا کسی کو سان و گمان بھی نہ ہو۔''

علامہ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ بتلا رہے ہیں کہ اس لازوال کتاب پر مر مٹنے والوں، اس پر فدا ہونے والوں کا ایک طبقہ، ایک محیر العقول طبقہ، ایک نادرہ روزگار طبقہ لکڑ ہاروں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑھئیوں کا بھی ہے۔ کیا یہ بات کسی جی پر گذر سکتی ہے کہ کلہاڑی، رسی، تیشہ اور بسولہ میں مگن رہنے والے لوگ قرآن کی گہرائیوں میں بھی اتر سکتے ہیں جو علوم کا بحر ناپیدا کنار ہے جو اس میں ڈوبتا ہے وہ ڈوبتا ہی چلا جاتا ہے حتیٰ کہ جان ہی دے دیتا ہے، مگر اوپر نہیں آتا وہ اس کی گہرائیوں میں فنا ہو کر وہ حیات پاتا ہے جو اس کو رہتی دنیا تک زندہ رکھتی ہے۔

جی ہاں! رب کے نازل کردہ اس قرآن کریم کے خدمتگاروں کا ایک انوکھا طبقہ یہ بھی ہے، جن کی وضع قطع، ان کے شوق و ذوق اور لگن سے کسی طرح بھی مطابقت نہیں رکھتی تھی۔ جامد اور مردہ لکڑیوں کی تراش خراش کے نازک اور پیچیدہ کام کے ساتھ ساتھ ان لوگوں نے دین کے علوم کے نازک، پیچیدہ اور زندہ و متحرک مسائل کی تراش خراش کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ ان لوگوں نے علوم دینیہ میں کمال حاصل کیا اور زندگی کی تختی پر علم و عمل کے بیل بوٹے بنائے اور لوگوں کی بے کیف اور بے روح زندگیوں میں نور و سعادت کی گلکاریاں کیں اس طبقہ کی سعادت کے لیے یہی بات کافی ہے کہ قرآن کریم نے بھی ایک صاحب ایمان نجار (حبیب) کا قصہ بیان کیا ہے۔ آیئے ذیل میں اس طبقہ سے تعلق رکھنے والے دو بزرگوں کے مختصر احوال پڑھتے ہیں

(۱) زید بن عبدالحمید حطّاب

حطّاب، صحرا اور جنگل سے لکڑیاں چن کر یا جنگلی و صحرائی درختوں کو کاٹ کر انہیں پیٹھ پر لاد کر بازار میں بیچنے والے کو کہتے ہیں زید بھی اس پیشہ اور طبقہ سے تعلق رکھنے والے بہت بڑے عالم، عابد و زاہد، نیک و پارسا اور متقی و صالح انسان تھے۔ رزقِ حلال کی سعادت و نجابت سے سرفراز ہونے کے ساتھ ساتھ بقول امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ انہیں شرفِ تابعیت بھی حاصل تھا۔

خیرِ امت کے یہ سعادت مند شاگرد علم و عمل کی دنیا کا ستارہ بنے۔ ان کے علم کی ثقاہت کے لیے یہ بات کافی ہے کہ دربارِ رسالت کے فیض یافتہ اصحاب سے کسب فیض کیا۔ اپنے نور بھرے سینے میں علوم دینیہ کی اشاعت کا غم لئے پھرتے تھے۔ تلامذہ کا وسیع حلقہ پایا جنہوں نے ان کے علم کے بار امانت کو روئے زمین کے ہر خطہ ارضی تک پہنچانے کا عزم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا۔

"خیر کم من تعلم القرآن وعلمه" کی فضیلت کے اس سچے اہل نے تحصیل علوم میں خود کو کھپا دیا اور گھر کی گاڑی چلانے کے لیے یہ معمولی پیشہ اپنا کر یہ ثابت کر دیا کہ عزت وشرف کا معیار دنیاوی جاہ ومنصب نہیں بلکہ دربار رسالت سے علوم الٰہی کی آگہی ہے۔ مال وزر، تجارت اور کاروبار، وزرات وصدارت کسی کا قد کاٹھ بلند نہیں کرتے بلکہ وہی قرآن کسی کو بلندیوں اور اوج ثریا تک لے جاتا ہے جس کی بابت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

"یہ قرآن کتنی قوموں کو پست وذلیل کرتا ہے اور کتنی قوموں کو بلند کرتا ہے۔" (مسلم)

(۲) صالح بن دینار نجار رحمۃ اللہ علیہ

تابعی، مدنی، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ جیسے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خصوصی شاگرد، حد درجہ قناعت شعار، زاہد فی الدنیا صوفی صافی، خداترس وخداشناس بزرگ "صالح" یہ نجار (بڑھئی) تھے۔ اپنے پیشہ پر فخر تھا، رزق حلال کو اوزاروں سے حاصل کیا اور اس سے حاصل کردہ قوت وطاقت کو قلم کے ذریعے پھیلانے میں خرچ کر ڈالا۔ اپنے وقت کے کبار علماء محدثین اور فقہاء میں ان کا شمار تھا۔ تلامذہ کے جھرمٹوں میں ثریا ستارہ کی طرح چمکنے والی یہ شخصیت دنیا کو بتلا گئی کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے جس نے قیامت تک کے لیے انسانوں کو ایک زندہ متحرک، سیّال اور، رواں دواں ماحول اور معاشرہ مہیا کیا ہے ان معمولی پیشوں کو ان عبقری شخصیات نے عزت وشرف بخشا اور غرور ونخوت کے ان سروں کو توڑا جو ان پیشوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے خود کے لیے ان کو عار سمجھتے تھے۔ انکی بلند نگاہوں، دلنواز سخن سازیوں اور جان پرسوز نے بتلا دیا کہ قافلہ ایمان کے میر سفر کی خصوصیات کیا ہوتی ہیں۔ باتیں نہیں کیں، کر کے دکھایا، گفتار کو کردار کا پیکر بنایا، ان معمولی پیشوں میں علمی عظمتوں کی وہ قندیلیں روشن کیں جن کی ضیائیں آج بھی مشعلِ راہ ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکر ساز و شکر فروش اصحاب علم و فضل

"کتاب الانساب" کے صفحہ ۴۶۲ پر علوم دینیہ کے ان فدا کاروں کی ایک طویل فہرست "قنّاد" کے عنوان سے مذکور ہے۔ قناد شکر فروش اور شکر ساز کو کہتے ہیں۔ ان لوگوں نے جہاں لوگوں کے لیے کام ودھن کی لذت کے اسباب مہیا کیے وہیں ان کی روح کو بھی لذیذ و شریں غذاء فراہم کی۔

لوگوں کی خوشیوں کے لمحات کو کیف و سرور سے بھرنے والے اس طبقہ نے قرآن وحدیث کی خدمت میں بے مثال ولازوال داستان رقم کی ہیں۔ اس پیشہ سے تعلق رکھنے والے چند بزرگوں کے احوال پیش خدمت ہیں

(۱) حبیب قنّاد رحمۃ اللہ علیہ

یہ جلیل القدر عالم محدث اور فقیہ بصرہ کے رہنے والے ہیں، بصرہ علم وعمل کا گہوارہ، اس کے عظیم علماء وفضلاء سے شرف تلمذ وزیارت وملاقات کا شرف نصیب ہوا۔ آئمہ علم کے تلمیذ بنے، خود علم کے امام بنے اور آئمہ علم پیدا کیے۔ ابوایوب بجستانی جیسے محدث نے ان کے علوم ومعارف کو دامن حفظ میں سمیٹا اور ان کو چہار دانگِ عالم میں پھیلانے کا بیڑہ اٹھایا۔

شکر سازی کے پیشے سے تعلق رکھنے والے اس عظیم عالم ومحدث نے کسب حلال کے بکھیڑوں کے بعد زندگی کا لمحہ لمحہ تحصیل وفروغ علم کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ تاریخ ان کی علم کے ساتھ شیفتگی ووارفتگی کے عجیب وغریب واقعات سناتی ہے۔ ان کے مطالعہ و تحقیق اور کتب بینی کے محیر العقول قصے تاریخ کے صفحات پر رقم ہیں۔ اس خدا رسیدہ محنت کش، علم کے شیدائی بزرگ نے کتابوں ہی کو اوڑھنا بچھونا اور غذاء ودواء بنالیا تھا۔ ان لوگوں نے وقت کو جان عزیز سے بھی زیادہ عزیز رکھا اور علوم ومعارف کے وہ در کھول گئے جس سے قیامت تک کے لوگ گذر کر منزل مقصود تک پہنچیں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) ابوالحسن علی بن عبدالرحیم قناد

علم کے شیدائی یہ عظیم عالم، محقق، محدث اور فقیہ بزرگ بھی شکر سازی و شکر فروشی کے پیشہ سے وابستہ ہو کر ''قناد'' کہلائے شکر سازی کے ذریعے جہاں پیشوں کی عظمت میں اضافہ کیا اور اس کی مٹھاس و شیرینی اور عذوبت میں اضافہ کر کے اس کو لوگوں کے لیے باعث افتخار بنایا کہ کسی کو اس پیشہ کے اختیار کرنے میں عار نہ ہو وہیں جہالت کی کڑواہٹوں، تلخیوں اور بدمزگیوں میں علم کی شیرینی و حلاوت کو بھر دیا اور انہیں رخت سفر باندھنے پر مجبور کیا، پیشوں کی عظمت کو واضح کیا، اس پیشہ کو عظمت بخشی، دنیا کی حسنہ کو حاصل کرنے کے لیے ذوقی اور وجدانی طور پر اس لذیذ و شیریں پیشہ کو اختیار کیا۔ اور آخرت کی ''حسنة'' کی تحصیل کے لیے شمع علم کے پروانے بنے کہ اس پر مر مٹنے کی قسم کھا کر آئے اور اسی پر ہی مر مٹے۔

کسی کے علم کی ثقاہت و عظمت اور رفعت و برکت کا اندازہ اس کے اساتذہ اور تلامذہ سے ہوتا ہے منصور حلاج جیسے تصوف و معرفت کے ''طوروں'' سے کسب فیض کیا اور عبداللہ بن احمد فارسی، احمد بن ابی حاتم اور ابوالعباس جیسے اساطین علم کو یادگار چھوڑا جو اپنے وقت کے وقیع اور جلیل القدر محدث، محقق اور فقیہ تھے۔

ابوالحسن قناد نے دنیا کو درس دیا کہ اسلام ایک معاشرتی و تمدنی مذہب ہے جو انسانوں کو ایک اجتماعی ماحول میں رہنے کی ترغیب دیتا ہے اور اجتماعی زندگی میں انفرادی احکام کو بھی تفصیل کے ساتھ بیان کرتا ہے اور گذشتہ مذاہب کے متروکات کی جڑ کاٹتا ہے کہ یہ ایک زندہ اور متحرک مذہب ہے۔ جنگلوں، بیابانوں، صحراؤں میں گم کردہ راہ بھٹکتا مذہب نہیں جس پر شرافت کا لبادہ رہبانیت ہو۔ شریعت محمدیہ نے اس پیراہن کے سحر کو توڑا اور اس کو چاک کر کے انسانیت کے بدن سے اتار دیا اور انہیں علم و عمل کی نئی پوشاک پہنائی اور انہیں وہ زینت بخشی جس کو دیکھ کر زمین و آسمان جھوم اٹھے۔

آٹا پیسنے اور چکی چلانے والے ارباب علم و دانش

ان اکابر کے تذکرہ سے قبل بے اختیار مولانا حسرت موہانی مرحوم کا یہ شعر زبان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑ آگیا کہ دین محمدی کے سرفروش خداموں کا یہ طبقہ بلاشبہ اسی شعر کی حقیقی تصویر تھی،

ہے مشق سخن جاری اور چکی کی مشقت بھی
اِک طرفہ تماشا ہے حسرت کی طبیعت بھی

مسلمانوں کی وہ تاریخ جو ایک خواب ہو کر رہ گئی (خدا اس خواب کو شرمندہ تعبیر کرے) بتلاتی ہے کہ کبھی مسلمانوں کی ہر سانس بلکہ جینا مرنا ہی تحصیل علوم دینیہ کے لیے ہوتا تھا، اسی پر وہ جان چھڑکتے تھے اور اسی کے لیے جان لڑاتے تھے۔ روحانی مقامات بھی یہی تھے اور دنیاوی عزت و شرافت اور فخر و افتخار کا معیار بھی یہی تھا۔

دین کے بے لوث نوع بنوع خدام اور خدمت گاروں میں ایک دلچسپ اور انوکھا طبقہ ''طحانوں'' کا بھی ہے۔

''طحان'' چکی چلا کر آٹا پیسنے والوں کو کہتے ہیں شریعت محمدیہ کا یہ طرہ امتیاز ایسا ہے کہ جس کی مثال کوئی دوسرا آسمانی مذہب پیش کرنے سے قاصر ہے کہ اس آفاقی شریعت نے اپنے وجود کو برقرار رکھنے کے لئے، اپنی بہار کی حفاظت کرنے کے لیے، اپنی سرسبزی وشادابی کے لیے، اپنی زندگی وطراوت کے لیے انسانوں کے ہر طبقہ سے خدمت لی اور اس طبقہ کے لوگوں نے یہ خدمت سعادت سمجھ کر سرانجام دی اور روح اور بدن کا ناطہ ٹوٹنے تک دراسلام پر سر زیر بار منت احسان کیے رہے اور اس طرح دو زانو ہوئے کہ پھر مر کر ہی اٹھے کہ

زندگی آمد برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

اس اصول نے مسلمانوں کی روحوں میں وہ بے چینی پیدا کی کہ کسی کو تادم مرگ حیات چین کا دن اور سکھ کی رات میسر نہ آئی، ایک بے قراری تھی جو مضطرب کیے رہتی اور ان شوریدسروں کو جنگلوں، صحراؤں اور میدانوں اور بیابانوں میں پیادہ پا چلنے پر مجبور کرتی، ان کے پیروں کے آبلے، شوق کے نگینے اور عشق کے آبگینے ثابت ہوئے۔

تاریخ اٹھایئے کسی دور کے صفحات الٹیے پلٹیے، آئمہ، محدثین، مفسرین، فقہاء، زہاد، قضاۃ، مجاہدین، مدرسین، مصلحین، مبلغین وداعیان اسلام کی ایک طویل فہرست نگاہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سامنے آجائے گی، صرف ان کے احوال و وقائع پڑھنے کے لیے بھی عمر نوح درکار ہے کس کس کی بابت پڑھیئے اور کتنا ان کے بارے میں لکھئے؟ کہ قلموں کے انبار اور سیاہیوں کے سمندر درکار ہیں، بات پھر بھی پوری نہ ہو۔

طرفہ تماشا یہ کہ ان عظیم شخصیات نے کسی پر اپنے علم وعمل کا بار نہیں ڈالا۔ اپنی کفالت، حاجات وضروریات اور مسائل ومصائب کے حل کے لیے کسی کے کندھوں پر اپنے مشاغل کی عظمتوں کا بوجھ نہیں رکھا بلکہ اپنی معاشی وخانگی ضروریات ومسائل کے حل کے لیے کسبِ رزق حلال کی راہ اپنائی۔ درحقیقت ان اکابر کی یہ دوراندیشی تھی کہ معاشرہ کہیں عہدیوں اور کھٹوروں سے بٹ نہ جائے، عزت وعار کے وہ معیار ومدار جن پر انسانیت جم کر بیٹھ گئی تھی انہیں ریت کی دیوار کی طرح گرادیا۔

لیکن کسب رزق حلال کے دوسرے نازک پہلو کی بھی پوری پوری خبرگیری اور نگہداشت ونگرانی کی کہ کہیں کمانا اور کھانا ہی مقصد حیات نہ بن جائے۔ اس لیے ان لوگوں نے پیشوں کو اپنایا اور معمولی سے معمولی پیشہ اپنانے میں بھی عار محسوس نہ کی مگر اس کو نصب العین، مطمع حیات اور مقصد زندگی نہ بنایا۔ اس لئے یہ لوگ علماء ومحدثین مفسرین ومجتہدین بھی بنے اور کسب معاش بھی کیا، مگر اعتدال کی راہ نے انہیں دنیائے علم کے اساطین وسلاطین بنایا۔ اکابر علماء کرام کی اس نوع کے رجال کا تذکرہ ایسا نہیں کہ جس کو مختصر کرکے دل کو یہ تسلی ہو کہ ''دریا بکوزہ بند'' ہوگیا ان نادرۂ روزگار علمی وعبقری شخصیات کا یہ مختصر تذکرہ ''مشتے نمونہ از خروارے'' کا مصداق بھی نہیں۔ لیکن پھر بھی!

''آیئے ان نجدی ہواؤں کی خوشبوؤں میں چند سانس لیتے ہیں''۔

(۱) ابوموسیٰ حبیب بن صالح

ایک امتیازی وانفرادی دینی وسیاسی خصوصیت وعظمت کے حامل یہ شامی عالم، عظیم محدث وفقیہ زید بن شریح کے تلمیذ رشید ہیں۔ انہوں نے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے جگر گوشہ رسول صدیقہ بتول حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے مقدس عمل کو اپنایا اور وہ تھا ''چکی پیسنا'' یہ چکی پیس کر خون جگر بہا کر رزق حلال کماتے تا کہ شاہوں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وزیروں کے در پر جھکنا نہ پڑے۔

جسم وروح کا ناطہ جوڑنے کا مسئلہ جب حل ہوگیا تو اب سارا وقت، ساری صلاحیتیں سارے شوق وذوق، مجاہدے اور ریاضتیں فقط تحصیل علم اور نشر واشاعتِ قرآن وحدیث ہی کے لیے رہ گئی تھیں۔ علم سیکھا، خوب سیکھا، بڑوں بڑوں سے سیکھا، وقت کے علم کے شموس واقمار سے سیکھا، عظمت علم کی بلندیوں کو چھوا، پھر خود بھی عظیم بنے کہ جریر بن عثمان اور ابوالہیثم جیسے رجال اسلام اور عظیم مفکرین ومحدثین نے آپ سے تلمذ کے رشتے کو قائم کرنے کو سعادت سمجھا۔ غرض آپ کا علم خوب پھیلا، تلامذہ کا ایک وسیع حلقہ یادگار چھوڑا اور جاتے جاتے دنیا کو یہ سبق دے گئے کہ کسب حلال کی عظمتوں کے ساتھ جب علم کی عظمتیں جمع ہوتی ہیں تو رب کی دھرتی پر پھر علم وعمل کی برکت کیسے پھیلتی ہے اور روئے زمین کیسے رحمتوں اور برکتوں کا گہوارہ بنتی ہے۔

(۲) خالد بن عبداللہ طحان واسطی

یہ خالد ہیں، چکی پیستے ہیں، مرنجاں مرنج طبیعت کے مالک ہیں رزق کے حصول کے لیے سوال حرام سمجھتے ہیں ہاتھ کی کمائی کو اتنا ہی محبوب رکھتے ہیں جتنی یہ کمائی اللہ اور اس کے رسول کی نگاہ میں محبوب ہے۔ علم کا یہ بھی پروانہ ہے، شیدائی ہے، فدائی ہے۔ خون جگر بہا کر علم حاصل کرتا ہے لوگوں کے جسم کی غذاء بھی تیار کرتے ہیں اور روح کی بھی وقت کی قلت کے شاکی ہیں اور زندگی کے نہایت مختصر ہونے سے نالاں ہیں۔ طبیعت کی جولانیاں قیامت تک کی زندگی مانگتی ہیں، قدرت ایک حکمت کے تحت طے شدہ وقت سے زیادہ دینے پر تیار نہیں۔ ہر وقت پریشان ہیں کہ یہ زندگی کی تار لمبی کیوں نہیں ہو جاتی کہ جی بھر کے علم کی تحصیل ہو۔ لیجئے! ابھی تو تحصیل علم سے طبیعت سیر نہیں ہوئی کہ ایک عظیم کام ابھی باقی ہے اور وہ ہے اس علم کی اشاعت۔ ہر لمحے کو صدیوں پر پھیلا دینے کے متمنی اس ''رجل رشید'' نے کسی لمحے اپنے بڑھتے قدم نہیں روکے کہ علم کی کوئی منزل نہیں اور ترقی کی کوئی حد نہیں جہاں یہ قدم تھم گئے وہ منزل بن جائے گی اور ترقی رک جائے گی۔ علم کا مسافر ہمیشہ سفر ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں رہتا ہے وہ کس مقام کو اپنی منزل اور کسی ترقی کو اپنی سعادت نہیں سمجھتا۔ تو بھلا "خالد" کہاں رکنے والے تھے۔ صرف ان کے عظیم اساتذہ پر ہی نگاہ ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے علم کی اس روح میں کتنی بے قراری و بے چینی تھی ،حمید الطّویل ، ابوعثمان اصبحی ،عراک بن مالک ، مشکان بن ابو عمر اور راشد بن سعد جیسے جبالِ علم سے شرف تلمذ کی سعادت سے سرفراز ہیں ان کے علوم کے گنجینے اپنے سینہ کے سفینہ میں سمیٹے ہوئے ہیں۔

قدرت نے ان کے سچے جذبوں کے آگے اپنے نظام کو بدل دیا کائنات کے اسباب ان کے قدموں میں ڈھیر کر دیئے۔ علم کا حاصل کرنا ان کے لیے سہل کر دیا۔ ان کی زندگیوں پر برکتوں کو بارش کی طرح برسایا اور ان کے لئے رہتی دنیا تک کے لئے علمی کارہائے نمایاں سرانجام دینے آسان کر دیئے۔

خالد طحّان ، گھر بار بھی چلا رہے ہیں دنیاوی تعلقات و علائق بھی نبھا رہے ہیں مگر یہ عوائق ، علمی تشنگی کو دور کرنے کی طلب صادق کے آگے غبار راہ ہیں یہ بظاہر پہاڑ ہیں مگر عزم کی عظمتوں کے آگے ریزہ ریزہ ہیں ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اقبال مرحوم کہتے ہیں ،

ع
یہ غازی یہ تیرے پر اسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوق خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحراء و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

خالد کے اس صدق و اخلاص ، محنت و مطالعہ اور ذوق علم نے انہیں مرجع الخلائق بنا دیا ، ان کے علم کی شہرت "واسط" سے نکل کر دوسرے شہروں تک پہنچتی ہے۔ لوگوں کا رجوع ہوتا ہے ، طلباء کا ہجوم لگتا ہے۔ دوسرے بلاد وامصار سے لوگ کشاں کشاں اس آٹا پیسنے والے کے دروازے پر جمع ہونے لگتے ہیں۔ خالد ان کی اس طرح تربیت کرتے ہیں کہ انہیں آئمہ وقت بنا دیتے ہیں۔ قتیبہ بن سعید ، عمرو بن عون ، سعید بن منصور خراسانی صاحب سنن اور سعید بن سلیمان جیسے مشاہیر آئمہ علم کا نام نامی ، اسمائے گرامی آپ کے تلامذہ کی فہرست میں جگہ پانے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان عظیم شاگردوں کو دیکھ کر استاد کی عظمت سمجھنا چنداں مشکل نہیں رہا، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ خالد کے بارے میں فرماتے ہیں،

''خالد طحان نہایت ثقہ، دیندار صالح اور نیک آدمی تھے، مجھے یاد نہیں کہ انہوں نے تین بار (یا اس سے زیادہ بار) خود کو خدا کے لیے بیچا، ہمارے نزدیک خالد طحان، ہشیم سے زیادہ مجرب و معتمد ہیں۔''

چند متفرق پیشوں والے اربابِ علم و فضل

صابون ساز ارباب فضل و کمال

''کتاب الانساب'' میں علامہ عبدالکریم سمعانی رحمۃ اللہ علیہ انہیں ''صابونی'' کے لقب سے یاد کر کے اس لقب کی وجہ تسمیہ یہ بیان کرتے ہیں، ''یہ صابونی کی نسبت صابون (سازی) کے عمل کی طرف ہے۔''

علماء و آئمہ اسلام کا یہ وہ طبقہ ہے جو صابون سازی اور صابون فروشی سے تعلق رکھتا ہے اور کسب علم کے ساتھ ساتھ رزق حلال کے حصول کے لیے یہ پیشہ اپنایا ہوا تھا اور یہ نسبت ان مشاہیر علماء کرام کو اپنے آباؤ اجداد کی طرف سے ملی تھی۔ ان بزرگ ہستیوں نے صابون سازی کے ذریعے جہاں انسانوں کی ظاہری میل کچیل دور کر دینے کا سامان کیا وہیں ان کے قلب و روح کی نظافت کے اسباب بھی فراہم کیے آیئے چند اکابر سے تعارف کرتے ہیں۔

(۱) ابو عثمان اسماعیل بن عبدالرحمٰن الصابونی

اپنے وقت کے بلاد و امصار مسلمین کے شیخ الاسلام بلند پایہ مفسر، محدث، فقیہہ، اور جید عالم دین، سحر بیان خطیب اور واعظ خوش گفتار اور خطیب بے بدل تھے۔ وعظ و خطابت میں یگانہء زمانہ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے دل نشین مبلغ شیریں بیان تھے بیس سال تک نیشاپور کے ممبر کو اپنی خطابت کی جولانیوں سے رونق بخشی۔ وعظ و تبلیغ اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم امہ کی نصیحت وفہمائش میں عمر عزیز کے ساٹھ سال گذار دیئے۔ علمی رسوخ نے انہیں عوام میں پذیرائی ومقبولیت عطا کی۔ مثل مشہور ہے کہ ''ہر شی کے لیے ایک آفت ہے اور علم کے لیے آفات ہیں'' یقیناً انہیں بھی حصول علم اور انہاک واشتغال علم میں جانے کیا کیا عوائق ومشکلات پیش نہ آئی ہوں گی۔ مگر اس علم کے دھنی نے خود کو علم کی گہرائیوں میں اتار کر ہی چھوڑا اور وہ کیوں نہ ایسا کرتے؟ کہ کیا بلند مرتبے یوں ہی مل جایا کرتے ہیں؟ علم وعمل کے جہانوں کو خونِ جگر سے سینچ کر آباد کیا جاتا ہے۔ یہ علم دین ہے، بڑا بے نیاز ہے، یہ اس کو ذرا کچھ دیتا ہے جو اس کے آگے اپنا سب کچھ لٹا دیتا ہے۔

ابو عثمان صابونی اس حقیقت کی معرفت رکھتے تھے کہ بلند مرتبے راتوں کی بے چینی مانگتے ہیں، دن کی بے قراری طلب کرتے ہیں۔ نینداور آرام کا تو یہاں سوال ہی نہیں، غم جاناں اور غم دوراں کی فرصت یہاں ندارد ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

بقدر الكدّ تكتسب المعالی
من طلب العلٰی سهر الليالی

''تعب وتکان کے بقدر اونچے رتبے کمائے جاتے ہیں (کیونکہ) جو بلندیوں کا خواہاں ہوتا ہے وہ راتوں کو جاگتا ہے (اور راتوں کو جگاتا ہے)''

اور جن کی راتیں جاگتی ہوں ان کے دن کہاں سوتے ہوں گے؟ پھر یہی لوگ آئمہ وقت، امام فن، محدث، فقیہ، مفسر اور مجتہد بنے۔ دینا کی قیادت وسیادت نصیبے میں آئی، کاروانِ امت کے رہبر ورہنما بنے اور انہیں رفتہ رفتہ منزل تک لے ہی گئے۔

ہماری تاریخ! ہائے افسوس کہ کس قدر درخشندہ وتابندہ ہماری تاریخ ہے جس کو ہم بھلا بیٹھے ہیں ہمارے اسلاف نے یہ تاریخ رقم کی ہے ان اسلاف کے جھرمٹ کا ایک ستارہ ابو عثمان صابونی ہیں جنھوں نے اس علم کی تحصیل کے لئے اپنا سب کچھ تج دیا۔ اور اہل وعیال کی ضروریات کی کفالت کے لیے صابون سازی کو پیشہ بنایا۔ کسب حلال کی برکات سے خود کو مالا مال کر کے کسب حلال کی روحانیت سے دل کو منور کر کے کسب حلال کے فیض سے سینے کو معمور کر کے جب یہ تحصیل علم کے میدان میں اترے تو امام وقت، مجتہد زمان، اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محدث عصر بنے وقت نے انہیں ''شیخ الاسلام'' کے لقب کا خراج تحسین پیش کیا۔

(۲) ابو محمد عبید اللہ بن حسین الصابونی

شہر انطاکیہ کے باسی، محدث وفقیہ، صوفی صافی خدا رسیدہ نہایت بے نفس بزرگ ہیں۔ وقت کے آئمہ کے آگے زانوئے تلمذ طے کیا۔ رب ذوالجلال کی دی ہوئی جان کو اس کے اتارے ہوئے دین کی نذر کر کے تا قیامت زندہ جاوید ہو گئے۔ محنتوں اور ریاضتوں سے حاصل کردہ علم دین نے قبولیت عامہ بخشی۔ دور دراز سے لمبے لمبے سفر طے کر کے لوگ علم حاصل کرنے ان کے گرد جمع ہوئے اخلاص اور طلب صادق نے انہیں امام وقت بنایا۔

ان کی زندگی کا روشن پہلو یہ تھا کہ اپنی جان کو ''قوتِ لا یموت'' خود فراہم کیا اور باقی سارا وقت اس سرمدی وابدی دین کی نشر واشاعت میں وقف کر دیا۔ ان کے شاگرد دیار امصار میں پھیلے خدا نے بے مثل شہرت نصیب فرمائی۔

اخلاص و بے نفسی کے اس پیکر نے اپنی مختصر سی زندگی میں دنیائے انسانیت کو یہ درس دیا کہ کوئی پیشہ، حصول رزق کا کوئی جائز طریقہ شرف وفضیلت میں آڑ نہیں۔ صابون بنانے کے بظاہر ادنی پیشہ کو اپنے وجود کی برکات بخش کر شرافت بخشی اور جبہ ودستار کے بتوں کو توڑا کہ حلال کی تلاش میں کوئی پیشہ عار نہیں۔ تاریخ نے اس صابن ساز بزرگ اور جید عالم کو جلی وزریں حروف کے ساتھ اپنے اوراق میں جگہ دی ہے تا کہ قیامت تک حصول رزق حلال کے اس پیشہ پر کسی مریض نفس کے مالک کی نگاہ عیب پڑنے نہ پائے۔

علم وعمل کے ان پیکروں اور دین وشریعت کے ان خادموں نے صحیح معنوں میں ان پیشوں کو عزت بخشی ہے۔

آئینہ ساز و آئینہ گر اصحاب علم وفضل

علامہ سمعانی کی ''کتاب الانساب'' میں اس مبارک طبقہ کو ''زجاجی'' کے نام سے یاد کیا گیا ہے زجاج عربی میں شیشہ وآبگینہ اور آئینہ کو کہتے ہیں اور ''زجاجی'' آئینہ گر یا ''آئینہ فروش'' کو کہا جاتا ہے قرآنِ کریم نے اپنے خدام میں اس انوکھے طبقے کو بھی جگہ دی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اس نہایت نازک پیشے سے تعلق رکھنے والے آئینہ سازوں نے جہاں لوگوں کے گھروں کو آبگینوں سے زیبائش و آرائش بخشی وہیں اپنے علوم نبوت سے معمور دل کے آئینوں کے نور کو دوسروں کے دلوں پر منعکس کیا اور انہیں روشن کیا، علوم دینیہ کی خدمت میں بھی اسی نزاکت و لطافت سے کام لیا جس سے وہ ظاہری آئینوں کی تراش خراش اور ان کی صفائی میں کام لیتے تھے۔ یہ کیا عجب بات ہے کہ رزق حلال کی تحصیل اور کسب معاش کے لیے تو دین کے ان خادموں نے بڑی احتیاط سے کام لیا کہ کسی آئینہ پر خراش تک نہ آنے دی اور کسی کو تراشنے میں آڑا ہاتھ نہ ڈالا کہ کہیں بے محل کٹ نہ جائے یا ٹوٹ نہ جائے مگر جب علوم دینیہ کی تحصیل اور پھر ان کی نشر و اشاعت کی باری آئی تو اپنے دل کا آئینہ چکنا چور کر دیا اور اس عظیم خدمت میں اپنا سب کچھ ہی تو لٹا دیا، وہاں احتیاط کہاں؟ کہ قدم قدم پر جی پر چوٹ ہے، نفس پر بوجھ ہے، خواہشات کا ضبط ہے، صبر ہے۔ بھلا اس عظیم بار کے تلے دل کا نازک آئینہ کہاں محفوظ رہ سکتا تھا۔ اس لئے ان اکابر علماء و محدثین مفسرین، مجتہدین نے کسب حلال کے لیے جب یہ پیشہ اپنایا تو خود اپنی ذات کی بابت خدمتِ قرآن و حدیث کے لیے یہ اصول بنا لیا،

نہ بچا بچا کے تو رکھ اسے، تیرا آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں

اس پیشہ سے تعلق رکھنے والے ارباب فضل و کمال میں سے چند کا تعارف ملاحظہ کیجیے!

(۱) ابوالقاسم اسماعیل بن محمد زجاجی رحمۃ اللہ علیہ

یہ عظیم محدث، فقیہ، عابد و زاہد، معاصی سے متنفر آئینہ گر عالم دین ہیں۔ کمال محنت و ریاضت اور بے مثل خلوص کے ساتھ تحصیل علوم کی۔ یوسف بن موسیٰ جیسے نادرہ روزگار محدث سے حدیث روایت کی۔ تکمیل علوم کے زیور سے آراستہ ہونے کے بعد مسند درس و تدریس پر رونق افروز ہوئے۔ باکمال حافظہ خزانہ خداوندی سے عطا ہوا۔ اس کی وجہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ دل و دماغ کو معاصی کے وساوس تک سے بچائے رکھے اور پیٹ کو،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرام تو بڑی دور کی بات ہے مشتبہ مال تک سے محفوظ رکھا، اور اس کی سب سے محفوظ ترین صورت اپنے ہاتھ کی وہ حلال کمائی ہے جو خدا اور اس کے رسول کی نگاہ میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔

اپنے معاشی تفکرات کو یہ پیشہ اپنا کر دور کر دیا اور خود کو علمی کارہائے نمایاں سرانجام دینے کے لیے میدان عمل میں اتار دیا۔ امام وقت بنے، علم کو شہرہ نصیب ہوا، لوگ متوجہ ہوئے۔ حلقہ تلامذہ نے وسعت پکڑی، قرب و جوار میں ان کے علوم اور معاشی سرگرمیوں کا آوازہ گونجا۔ صدق و اخلاص اور کسب حلال کی دولت سے مالا مال اسلام کے اس خادم کی خدمات کو بارہ گاہ الٰہی سے شرف قبولیت کا پروانہ ملا اور سنت خداوندی بروئے کار آئی اور تاریخ نے زریں الفاظ کے ساتھ اپنے ماتھے پر ان کی داستانِ علم و عمل کو رقم کیا۔

(۲) ابواسحاق ابراہیم بن محمد زجاجی رحمۃ اللہ علیہ

آئینہ سازوں میں ایک بلند قامت شخصیت، جن کا قد کسی دنیاوی جاہ و منصب کی وجہ سے نہیں بلکہ علمی بلندی کی وجہ سے بلند تھا ''عروس البلاد'' بغداد میں آ کر ابو حامد احمد بن عباس اور ابو احمد علی بن محمد جیسے اساطین علم و سلاطین عمل سے علوم حدیث کی تکمیل کی۔ اساتذہ کی زیر نگرانی حلقہ تدریس لگانا شروع کیا، پھر کیا تھا کہ ایک دنیا ابواسحاق کے علوم سے استفادہ کرنے کے لیے ٹوٹ پڑی۔ اس مشاق و ماہر استاد حدیث و فقہ نے علم و عمل کے وہ خوبصورت آئینے تیار کیے جو قصر اسلام کے شیش محل کی زینت بنے۔

اس آئینہ گر قرآن و حدیث کے علوم کے دیوانے نے جو آ بگینے تیار کیے لوگ انہیں ابوبکر احمد بن علی، خطیب بغدادی اور ابوالقاسم خلف بن احمد خرقی مصری کے ناموں سے یاد کرتے ہیں، جن کی چمک دمک اور زیب و زینت پوری آب و تاب کے ساتھ آج بھی باقی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ہفتم

اسلام میں گداگری کی مذمت

گذشتہ ابواب میں برکت، اسباب برکت، محنت، محنت کی برکات، اصحابِ محنت کے احوال، محنت و مکاسب کی اقسام، اوران کے قدرے فضائل و مسائل کے ساتھ انسانی زندگی میں ان کی قدر واہمیت کو اختصار کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے۔ محنت وحرکت کا ایک بالکل بالعکس اور متضاد پہلو جمود و تعطل ہے کہ اس قیمتی زندگی میں کوئی نمایاں کارنامہ سرانجام دینا تو درکنار سرے سے کچھ کیا ہی نہ جائے اور محض بے عمل و بیکار زندگی گزار کر اس جہاں سے منہ موڑ لیا جائے۔

اس جمود و تعطل اور بیکاری کی بدترین شکل گداگری ہے، جو محنت وکوشش کی صحیح اور کامل ضد ہے۔ جتنے فوائد محنت کے ہیں اتنے ہی نقصانات بلکہ اس سے کچھ بڑھ کر گداگری اور بھیک مانگنے کے ہیں۔ محنت وکوشش اور کسبِ معاش کے بیان کی تکمیل اس کے اس متضاد پہلو پر روشنی ڈالے بغیر نہیں ہوسکتی تھی۔ اس لیے بندہ عاجز نے اپنی اس تالیف کے ساتویں باب میں ''گداگری کی مذمت'' کو جگہ دی ہے۔

آیئے ذیل میں گداگری کے متعلقہ ایک مختصر مضمون کو پڑھتے ہیں کہ اسلام کی نگاہ میں گداگری اور بے جا پیشہ ورانہ طور پر سوال کرنے اور بھیک مانگنے کی کیا حیثیت ہے!

سوال کرنا اور بھیک مانگنا نہایت برا اور مذموم فعل ہے احادیث وروایات میں کثرت کے ساتھ سوال کرنے کی ممانعت آئی ہے۔ متعدد واقعات احادیث کتب میں ملتے ہیں جن میں نبی کریم ﷺ نے سوال کرنے والوں کو اس بری عادت کے ترک کرنے کا حکم دیا اور بڑی حکمت وتدبر کے ساتھ انہیں اپنے ہاتھ سے کمانے کی ترغیب دی۔ اسلام نے اس مذموم فعل کی حوصلہ شکنی کی ہے تاکہ معاشرہ تعطل کا شکار نہ ہوجائے اور کاروبارِ زندگی کی رفتار مدھم بلکہ ختم نہ ہوجائے۔

زندگی حرکت کا نام ہے یہ ایک فطری ضابطہ ہے کہ کائنات کی کسی شے کو ثبات نہیں یا تو اس میں ترقی ہے یا تنزلی، اگر قدم اٹھتے رہیں، حرکت جاری رہے تو ترقی کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منزلیں طے ہوتی رہیں گی اور جہاں حرکت رک گئی زندگی وہیں ٹھہر جائے گی اور ترقی کا عمل رک کر روبہ تنزل ہونا شروع ہو جائے گا۔ کائنات کی فطرت میں ترقی و تنزلی کے درمیان کا کوئی درجہ نہیں جس کو قرار سکون یا ثبات کہہ سکیں۔ اس لئے اسلام نے محنت عمل، کوشش و کاوش اور سعی کی اہمیت کو بڑی تاکید کے ساتھ بیان کیا ہے، توحید سے لے کر کسب معاش تک ہر ایک فرد انسانی کو سعی و کوشش کرنے کا حکم ہے۔

آخرت کی نجات کی بات آئی تو رب تعالیٰ نے صاف فرمایا:

﴿لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ﴾ (النجم: ۳۹)

''انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے''

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں،

''یعنی کسی دوسرے کا ایمان اس کے کام نہ آئے گا''

(ترجمہ قرآن کریم از مولانا فتح محمد جالندھری ص ۶۸۴ ف ۳)

اگر اس دنیا میں قبول ایمان کے عمل سے تعطل کا شکار ہو گئے تو آخرت میں نرا خسارہ ہے۔ اعمال صالحہ کی نسبت ارشاد فرمایا:

﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ﴾ (الزلزال: ۷)

''تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا''

رب تعالیٰ نے انسان کی ادنیٰ سے ادنیٰ نیکی کی بھی قدردانی فرمانے کا اعلان فرما دیا ہے اور بندوں کو اس بات کا حوصلہ دیا ہے کہ تمہاری زندگی عمل سے بھرپور ہونی چاہیے جامد اور مردہ نہیں، بے روح اور بے عمل نہیں تم ذرہ برابر بھی عمل کرو گے تو اس کو بھی سراہا جائیگا اور اس پر نوازا جائے گا۔

غالباً یاد پڑتا ہے کہ میں نے فقیہ ابواللیث سمرقندی کی مشہور زمانہ کتاب ''تنبیہ الغافلین'' میں ایک جگہ پڑھا تھا کہ ایک بزرگ کہیں سے گذرے تو انہوں نے ایک شخص کو ایک درخت کے نیچے محض بیکار لیٹے دیکھا تو اس پر انا للہ پڑھی۔ واپسی پر اس شخص کو درخت کے پتے توڑتے دیکھا تو خدا کا شکر ادا کیا۔ معیت میں مریدین کا حلقہ بھی تھا۔ ایک نے عرض کیا ''حضرت اس کی پہلی حالت اور اس حالت میں چنداں فرق نہیں کہ پہلے بھی بیکار تھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اب ایک بیکار کام میں مشغول ہو رہا ہے، تو اس حالت پر شکر خداوندی کا کیا معنی" فرمایا "پہلے محض بیکار تھا اب کسی نہ کسی کام میں تو لگا ہے کہ بالکل بیکار بیٹھنے سے یہ حالت قدرے بہتر ہے"۔

قرآن کریم سارے کا سارا ہمیں عمل ہی نہیں حسنِ عمل کی ترغیب دیتا ہے۔ جس دین کی آسمانی کتاب کی تعلیم عمل ہی کی ہو اس دین میں کسی فرد بشر کے لئے معاشرہ کا ایک بالکل بیکار اور معطل عضو بن کر رہنے کی ہرگز ہرگز گنجائش نہیں۔

بھیک مانگنا، سوال کرنا، اپنا بار دوسروں کے کندھے پر ڈال دینا معاشرہ میں کاہلی، سستی اور بیکاری کو پیدا کرتا ہے جو کسی بھی مسلم معاشرہ کی روح حمیت و غیرت کو ختم کر دیتا ہے۔ اسلام میں بھیک مانگنے کی اس قدر شدید مذمت بیان کی گئی ہے کہ شاید ہی کسی اور مذہب نے اس شنیع فعل کی اس قدر شناعت اور برائی کو بیان کیا ہو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوال کے انسداد کا اس قدر اہتمام فرمایا کرتے تھے جس قدر توحید کی تعلیم کا اہتمام فرماتے تھے اور نماز پنجگانہ کی تعلیم کی طرح سوال نہ کرنے کی تعلیم دینے کو بھی ضروری اور لازم خیال کرتے تھے۔ آگے چل کر ہم اِن روایات کو کسی قدر تفصیل کے ساتھ بیان کریں گے جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوال کرنے کی قباحت و شناعت کو واضح فرمایا ہے۔

سوال نہ کرنے کی اس قدر تاکید اسلام میں اس لئے ہے کہ کہیں ایک مسلم معاشرہ میں گداگری پیشہ نہ بن جائے اور لوگ گداگری کو بھی معاش کا ایک ذریعہ نہ بنا لیں۔ اسی لیے بے شمار روایات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے جیسا کہ آگے وہ روایات بیان کی جاتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سوال کرنے والے سے نہایت نفرت تھی اور بغیر اضطراری حالت کے سوال کے ذریعہ حاصل کردہ شی کو سائل کے حق میں حرام سمجھتے تھے۔ اور جو شخص ایک وقت کی خوراک کے ہوتے ہوئے بھی سوال کرتا ہے اس کی نسبت فرماتے کہ "وہ اپنے لئے کثرت سے آتشِ دوزخ طلب کرتا ہے"۔ (مسلم)

اگر ایک ترقی پذیر معاشرہ میں بلکہ ایک ترقی یافتہ معاشرہ میں بھی گداگروں اور بے جا مانگنے والوں کی گنجائش اسلام ختم کرتا ہے جس کو علوم اقتصادیات کے ماہرین معاشرے کی اقتصادی حالت کی درستی اور ترقی کی ریڑھ کی ہڈی قرار دیتے ہیں تو اس کی وجہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ:

''جس قدر قوم میں بھیک مانگنے والوں کی کثرت زیادہ ہو جاتی ہے، اسی قدر قوم کی دولت میں، محنت و جفاکشی میں، غیرت وحمیت میں، ہمت و اولوالعزمی میں گھاٹا ہوتا جاتا ہے مفلسوں اور کاہلوں کو کاہلی اور بے غیرتی کی ترغیب ہوتی جاتی ہے اور دولت مندوں کا بہت سا روپیہ ایسی جماعت کی تعداد بڑھانے میں، انہیں تقویت دینے میں صرف ہوتا ہے جن کا وجود سوسائٹی کے حق میں سم قاتل کا حکم رکھتا ہے''۔

بھیک مانگنا جہاں Social (معاشرتی) برائیوں کو جنم دیتا ہے وہیں Moral (اخلاقی وروحانی) برائیوں کو بھی فروغ دیتا ہے۔ بھیک مانگنے کا شیوہ سائل کے اخلاق پر روحانی آفتوں اور بیماریوں کا ایک شدید حملہ ثابت ہوتا ہے۔ ظاہری بات ہے اور آج کا ترقی یافتہ یورپ بھی اس بات کا تہہ دل سے اعتراف کرتا ہے کہ کسی بھی معاشرہ میں ترقی کی اصل کلید اس کے اخلاق کی تعمیر ہے۔ جس معاشرہ کے افراد کی اخلاقی تربیت ادھوری رہ جاتی ہے وہ مادی ترقی کے سب اسباب اکٹھا کرنے کے باوجود بھی شدید انتشار و خلفشار، انارکی اور اندرونی اضطراب کا شکار رہتا ہے۔ بھیک مانگنے والا ایک روحانی واخلاقی بیمار ہے اگر معاشرہ کو اس سے پاک نہ کیا گیا تو ڈر ہے کہ اس کی یہ بیماری اور گداگری کا یہ سرطان دوسروں کو بھی نہ لگ جائے۔ یوں شدہ شدہ معاشرہ کاہلوں سستوں اور کام چوروں سے پٹ جائے اور "خانه خالى راديو مى گيرد" کے مصداق بے کاروں کا یہ طبقہ معاشرہ کو ان برائیوں کی طرف لے چلے جس سے بالآخر معاشرہ تباہی کے گھاٹ اتر جائے۔ گداگروں سے بھرا معاشرہ ایک بے روح لاش کی طرح ہوتا ہے۔ اس معاشرہ میں رب کے نام کی حرارت لوگوں کے دلوں میں باقی نہیں رہتی ہے کیونکہ گداگر رب کے نام کو بھیک مانگنے کا ایک ہتھیار اور اوزار بنالیتا ہے۔ اور جہاں رب کا واسطہ دینے سے کام نہ چلے وہاں وہ رسول کے نام کی آڑ لیتا ہے غرض دوسروں کو ثواب کا لالچ دے کر ان سے کچھ نہ کچھ نکلواتا ضرور ہے گداگروں کا وجود مسلم معاشرہ کے اخلاق کو گھن کی طرح کھا جاتا ہے۔ ایک انسان اپنی فطری افتاد طبع سے آرام پرست ہوتا ہے، جب وہ گداگروں کو بغیر محنت کے کماتے دیکھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اس میں محنت تو کچھ کرنی نہیں پڑتی ذرا سی زبان ہلانے سے کچھ نہ کچھ مل ہی جاتا ہے جس سے مال میں اضافہ ہو جاتا ہے تو اس کے دل میں بھی اسباب محنت اور وسائل کسب کے اختیار کیے بغیر حصول زر کا داعیہ پیدا ہوتا ہے یوں ایک گداگر جس کی حیثیت ایک گلے سڑے پھل سے زیادہ کی نہیں ہوتی، قوم کے دوسرے تازہ پھلوں کو بھی گلا دیتا ہے۔ ایک گداگر کے اخلاق کو ادنی تامل کی نگاہ سے بھی دیکھا جائے تو وہ ان مندرجہ ذیل اخلاقی برائیوں کا مجموعہ نظر آتا ہے۔

☆ بھیک کے ذریعے اپنے اندوختہ، جمع شدہ پونجی کو چھپانا
☆ باوجود استطاعت کے اپنی ناداری کا اظہار کرنا
☆ کفران نعمت کا مرتکب ہونا
☆ دروغ گوئی اور دھوکہ دہی وفریب کو شیوہ بنانا
☆ مکاری جیسے سخت ترین گناہ کو اپنی کامیابی کا ذریعہ سمجھنا
☆ خدا اور رسول کے نام کی توہین کر کے اس کی روحانی عظمتوں کو گھٹانے کی ناپاک جسارت کرنا

غرض نبی کریم ﷺ نے سوال کرنے کی مذمت کو صاف صاف الفاظ میں ارشاد فرمایا تاکہ ایک معاشرہ میں گداگری کے پیشہ کی حوصلہ شکنی ہو اور گداگر اس قدر شرمندہ ہو کہ اس کو منہ چھپانے کی جگہ نہ ملے حتیٰ کہ اپنی موت آپ مر جائے اور معاشرہ اس ناسور سے پاک ہو جائے۔

سوال کی مذمت کی احادیث

اگر صرف ان آیات واحادیث کو شمار کیا جائے جن میں صرف بے جا سوال کرنے کی مذمت بیان کی گئی ہے تو ایک مستقل رسالہ فقط اسی موضوع پر تیار ہو جائے قرآن کریم کی متعدد آیات اس بات کی ترغیب دیتی ہیں کہ توکل اور بھروسہ صرف خدا کی ذات پر ہو اسی سے مانگا جائے، اسی کے آگے ہاتھ پھیلائے جائیں کہ سب خزانوں کا مالک بھی وہی ہے اور سب کے دل بھی اسی کے قبضے میں ہیں وہی سب کے دلوں کو موڑتا ہے اپنی حاجات کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مانگنے کا محل وہی ہے اور عاجزی ومنت سماجت کرنے کی جگہ اسی کا دربار ہے۔صرف ''کنز العمال''میں متعدد کتب سے سوال کی مذمت کی جو احادیث نقل کی گئی ہیں ان کی تعداد ڈیڑھ سو سے زیادہ ہے ان سب آیات واحادیث کا شمار اور احصاء کتاب کی گنجائش سے زیادہ ہے اس لئے ذیل میں چند احادیث اس موضوع پر نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سوال نہ کرنے پر بیعت لینا

عبدالرحمٰن بن عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''ہم نو یا آٹھ یا سات آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ نے ہم سے فرمایا'' کیا تم خدا کے رسول سے بیعت نہیں کرتے؟

ہم نے فوراً ہاتھ بڑھایا مگر چوں کہ ہم چند ہی روز پہلے بیعت کر چکے تھے ہم نے عرض کیا'' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم تو ابھی بیعت کر چکے ہیں، آپ ہم سے کس بات پر بیعت لیتے ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' اس بات پر کہ خدا کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو اور احکام الٰہی بجالاؤ'' اور پھر آہستہ سے ارشاد فرمایا'' اور لوگوں سے کچھ نہ مانگو۔''

عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ''میں نے اس کے بعد ان (بیعت کرنے والے) لوگوں میں سے بعض کو دیکھا کہ اگر کسی کے ہاتھ سے سواری کی حالت میں کوڑا بھی گر جاتا تھا تو وہ اس خیال سے کہیں یہ بھی سوال میں داخل نہ ہو جائے کسی راہ چلتے سے اپنا کوڑا بھی نہ مانگتا تھا۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوال نہ کرنے کی اس قدر تاکید اسی لیے ہی تو فرمائی تھی کہ کہیں گداگری کو بھی ایک باعزت اور روحانی پیشہ نہ بنالیا جائے وگرنہ دیگر روایات میں ''ایک دوسرے کی مدد کرنے'' وغیرہ کی تاکید بھی آئی ہے اور لوگوں سے زکوٰۃ وصدقات اور عطیات وغیرہ وصول کرنے کا ایک باقاعدہ نظام تھا اور ان تمام رقوم کو بیت المال میں جمع کر دیا جاتا تھا جن کو اسلام کی ضروری خدمات میں صرف کیا جاتا تھا۔معلوم ہوا کہ ''لوگوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کچھ نہ مانگو'' کا معنی مطلق نہیں وگرنہ تو کاروبار زندگی بالکل درہم برہم ہو جائے۔ اسلام اور تعلیمات نبویہ کا اصل منشاء گداگری کا قلع قمع کرنا ہے۔ایک مسلم معاشرہ کو آج بھی اس مرض سے پاک کرنے کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ قوم کی اہم ضروریات کے واسطے بیت المال کی شکل میں روپیہ فراہم کیا جائے جس سے ان لوگوں کی حاجت دور کی جائے جو بزدلی، کم ہمتی اور کاہلی کی وجہ سے معمولی معمولی حاجات کے وقت گھبرا اٹھتے ہیں اور لوگوں کے آگے دست سوال دراز کرنے کیلئے نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ حدیث مبارک کا منشا فقط سوال کی برائی ذہن نشین کرانا تھا اور جن باتوں کو دہرایا وہ بطور یاددہانی کے تھا وگرنہ ان امور پر بیعت پہلے بھی لی جا چکی تھی۔ نیز حاضرین مجلس بھی اس بیعت کا مقصد خوب سمجھ گئے۔اس لیے بعد میں سوال کرنے سے از حد گریز کرنے لگے تھے۔

(۲) بلاضرورت سوال کرنا دوزخ کے انگارے دامن میں بھرنا ہے

نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''جو شخص اس لیے سوال کرتا ہے کہ اپنے مال میں زیادتی کرے وہ جہنم کے انگارے مانگ رہا ہے۔ (اب) جس کا دل چاہے تھوڑے مانگ لے یا زیادہ مانگ لے۔'' (مسلم کذانی المشکوٰۃ)

اس حدیث میں سوال سے حد درجہ نفرت و کراہت کا اظہار ہے کہ جس کے پاس ایک وقت کی خوراک ہو اور وہ بلاضرورت و اضطرار سوال کا دامن لوگوں کے آگے پھیلائے اور بھیک مانگنے کو شعار و ہتھیار بنائے وہ گویا کہ جہنم کی آگ اکٹھی کر رہا ہے اب آدمی کو اختیار ہے کہ جہنم کا یہ ایندھن جتنا چاہے اکٹھا کر لے۔

ایک طویل حدیث میں مذکور ہے ''اور جو شخص مال کو بڑھانے کی غرض سے سوال کر رہا ہے اس کے منہ پر قیامت کے دن زخم ہوں گے اور وہ جہنم کی آگ کھا رہا ہے، جس کا دل چاہے زیادہ سوال کرے اور جس کا چاہے کم کرے۔'' (ترمذی)

اور ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ''سوال قیامت کے دن منہ پر زخم بن جائیں گے جن سے اس کا چہرہ زخمی ہو جائے گا۔ جس کا دل چاہے اپنے چہرہ کی رونق کو باقی رکھے جس کا دل چاہے چھوڑ دے'' البتہ اگر بادشاہ سے (یعنی بیت المال سے بشرطیکہ اس میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے لینے کا حق ہو) مانگے یا مجبوری کے درجہ میں مانگے تو مضائقہ نہیں۔''

ایک روایت میں ہے کہ ''آدمی مانگتا رہتا ہے حتیٰ کہ قیامت کے دن اس کے چہرہ پر ذرا سا بھی گوشت نہ رہے گا۔''

اور ایسا کیوں نہ ہو کہ ایک شخص نے اشرف الاعضاء کو اس بدترین فعل کے لیے استعمال کیا تو قیامت کے دن سب سے زیادہ بگاڑ ا بھی اسی کو جائے گا۔ دوسرے ان روایات میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ گداگر معاشرہ کے چہرہ پر ایک داغ اور زخم ہے اور گداگری معاشرہ کے پررونق چہرہ کی رونق اڑا کر اس کو بےنور اور ہڈی کر دیتا ہے۔

علماء کرام نے لکھا ہے کہ ''یہ وعیدیں اس شخص کے لیے ہیں جس کے پاس پہلے سے کچھ ہو اور وہ جھوٹ بول کر اپنے آپ کو بالکل فقیر اور محتاج ظاہر کر کے سوال کرے اور باوجود فقیر نہ ہونے کے اپنے آپ کو فقراء اور محتاجوں کی جماعت میں شامل کرے۔

(۳) فقر کو ظاہر کرنے والا فقیر ہی رہتا ہے

نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''جس شخص کو فاقہ کی نوبت آ جائے اور وہ اس کو لوگوں کے سامنے پیش کرے اس کا فاقہ بند نہ ہوگا اور جو شخص اپنے فاقہ کو اللہ تعالیٰ پر پیش کرے تو رب تعالیٰ جلد اس کو روزی عطا فرماتے ہیں فوراً ہو جائے یا کچھ تاخیر ہو جائے۔'' (ترمذی)

مطلب یہ ہے کہ بلا ضرورت سوال کرنے والے کی حاجت کبھی پوری نہ ہوگی۔ اگر لوگوں سے مانگ کر آج ایک ضرورت پوری ہوگئی تو دوسری کوئی ایسی ضرورت ضرور نکل آئے گی جو پہلے سے زیادہ اشد ہوگی۔ اب وہ اس کے لیے ہاتھ پھیلائے گا۔ غرض وہ اس موذی مرض سے گلو خلاصی کی کوئی صورت نہ پائے گا لیکن اگر بندہ اپنی یہی حاجت مالک دو جہاں کے آگے پیش کرے اور اسی کو اپنے دکھ درد کی داستان سنائے اور اسی رب کی تعلیم کردہ شریعت کے مطابق کمر ہمت باندھ کر میدان عمل میں اتر کر کسب معاش کرنے لگے تو رب تعالیٰ اس کی درپیش حاجت تو پوری کر ہی دے گا مگر دوسری حاجت میں مبتلا نہ کرے گا اور اگر مشیت خداوندی سے ایسی کوئی حاجت پیش آ بھی گئی تو اس کا مخلص بھی رب تعالیٰ خود

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی پیدا فرمادیں گے۔ متعدد احادیث میں یہ مضمون آیا ہے۔ حضرت کبشہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند باتیں قسم کھا کر ارشاد فرمائیں۔ ان میں سے ایک یہ بات بھی ارشاد فرمائی کہ ''جو شخص لوگوں سے مانگنے کا دروازہ کھولے گا حق تعالیٰ شانہ اس پر فقر کا دروازہ کھول دے گا۔''

اس بات کا تقریباً معاشرہ کے ہر فرد کو تجربہ و مشاہدہ ہے کہ جن لوگوں کو ہم نہایت بچپن سے بھیک مانگتے دیکھتے آرہے ہیں وہ مرتے دم تک ہمیشہ دربدر کی بھیک مانگنے والے فقیر اور تنگدست ہی نظر آتے ہیں۔

رب تعالیٰ کے اسی منشاء کے پیش نظر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت تاکید کے ساتھ سوال کرنے کی مذمت بیان فرمائی ہے کہ ایسے لوگ معاشرہ میں ہمیشہ ایک ناسور کی طرح زندہ رہیں گے اور انسانی زندگی کے تازہ پانی پر ایک کائی کی طرح جم کر اس کی تازگی و تراوت اور ذائقہ کو بگاڑ دیں گے اسی لیے بلاوجہ اور پیشہ ورانہ طور پر سوال کرنے والوں کو شدید وعیدیں سنائی گئیں اور انہیں اس گھناؤنے فعل سے باز رہنے کی تاکید کی گئی۔

(۴) مانگنے سے بہتر ہے کہ محنت کی جائے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''تم میں سے جو شخص اپنی رسی لے کر پہاڑ پر جائے اور وہاں سے لکڑیوں کا ایک گٹھا باندھ کر اپنی پشت پر لا دلائے اور اس کو فروخت کرے تاکہ خدا تعالیٰ اس کی حاجت رفع کردے یہ اس کے حق میں بہت بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ لوگوں سے بھیک مانگے پھر وہ اس کو کچھ دیں یا دھتکار دیں۔'' (بخاری)

مانگنے کا انجام سوائے شرمساری اور خجالت کے اور کچھ نہیں اس میں وہ عزت نفس مجروح ہوتی ہے جس کی حفاظت وتوقیر کی رب تعالیٰ نے تاکید فرمائی ہے۔ اور دوسروں سے سوال کرنے والے کے ساتھ اس سے بھی زیادہ ہونا چاہیے کہ اس نے غیر اللہ کے آگے بلاضرورت دست سوال دراز کرکے جو حرام ہے تین ناجائز باتوں کا ارتکاب کیا،

(۱) اپنے رب کی شکایت کا اظہار کیا

(۲) خود کو غیر اللہ کے آگے ذلیل کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) تیسرے اس کو ایذاء دی جس سے مانگا۔'' یہی مضمون آگے چل کر ''سوال کب جائز ہے'' کے عنوان کے تحت تفصیلاً بیان کیا جائے گا۔

غرض بے شمار روایات میں سوال نہ کرنے کی بڑی سخت تاکید آئی ہے اور سوال کرنے اور دوسروں کے آگے اپنی حاجت بیان کرنے کی بجائے رب کے حضور اپنی حاجت کے بیان کرنے اور محنت مزدوری کر کے پیٹ پالنے کی ترغیب آئی ہے۔ حضرت عائذ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

''اگر تم لوگ جانو کہ سوال کرنے کے کیا نتائج ہیں تو کوئی شخص سوال کرنے کے لیے دوسرے شخص کی طرف رخ نہ کرے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قول اور فعل ہر دو طرح سے متعدد اسالیب کے ساتھ سوال کرنے کو پیشہ بنانے اور گداگری کو ذریعہ معاش بنانے کا انسداد فرمایا ہے اور اس دروازہ کو ہمیشہ کے لیے بند ہی کر دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گویا کہ فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا،

''جب تجھے مانگنا ہی ہو تو خدا سے مانگ۔''

''سائلوں کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلوک'' کے عنوان کے تحت ہم اس مضمون کو ذرا تفصیل کے ساتھ بیان کریں گے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کن تدابیر اور حکمتوں کے ساتھ سائلوں کی تربیت کی اور انہیں اس نالائق بیماری سے شفاء پانے کے اسباب فراہم کیے۔

مناسب ہے کہ اس مقام پر سوال نہ کرنے کے چند فضائل اور اس عظیم و باعظمت کردار پر رب تعالیٰ کی نگاہ رحمت کو بیان کر دیا جائے اور آخر میں بن مانگے ملنے والے مال کے حکم کو بھی بیان کر دیا جائے تاکہ خام عقلیں اس کو بھی سوال کے زمرہ میں داخل نہ سمجھیں۔

سوال نہ کرنے کی فضیلت

ہمتوں کو بلند کرنے کے لیے اور حوصلوں کو بڑھانے کے لیے ضروری تھا کہ معاشرہ کے اس بلند کردار طبقہ کی عظمت کو واضح کیا جائے جو مصائب و مشکلات میں بھی صبر اور حوصلہ سے کام لیتے ہیں اور دست سوال دراز کرنے کی بجائے رب کے آگے اپنی احتیاج

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو پیش کر کے میسر اسباب کو بروئے کار لا کر اپنی حاجت کو رفع کرنے کی کوشش میں لگ جاتے ہیں۔ یقیناً یہ طبقہ اس لائق ہے کہ ایک زندہ معاشرہ میں ان کو نمایاں مرتبہ و مقام ملے کیونکہ یہ لوگ معاشرہ کی رگوں میں عمل کا تازہ خون ڈال رہے ہیں جو یقیناً معاشرہ کی اخلاقی صحت میں اضافہ کا سبب ہے اور معاشرہ کی تعمیر و تشکیل میں ان لوگوں کا بڑا اہم کردار ہے۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول نے ان کو کن نگاہوں سے دیکھا ہے اور ان کی کیا عظمت بیان کی ہے۔

سوال نہ کرنے پر جنت کی ضمانت ہے

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن فرمایا، ''جو مجھ سے اس بات کا عہد کرے کہ وہ اللہ کے بندوں سے اپنی کوئی حاجت نہ مانگے گا تو میں اس کے لیے جنت کی ضمانت لیتا ہوں'' ثوبان کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا۔ ''(یارسول اللہ!) میں (یہ عہد کرتا ہوں کہ بندوں سے کبھی سوال نہ کروں گا۔ راوی کہتے ہیں کہ اس سوال و جواب کے بعد) ثوبان (نے یہ دستور بنالیا تھا کہ وہ) کسی سے کوئی چیز نہ مانگتے تھے۔'' (ابوداؤد، نسائی)

اس حدیث میں سوال نہ کرنے کی عظمت یہ بیان کی گئی ہے کہ جو اس متعدی بیماری اور نہایت گھناؤنے جرم سے اپنا دامن پاک رکھے گا اس کو جنت جیسی عظیم شی کی جزاء دی جائے گی۔ بھیک مانگنا نہایت گھناؤنا جرم ہے، جس کو احادیث میں ''خُمُوش، خُدُوش یا کُــدُوح'' کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے جن کا معنیٰ گھاؤ اور زخم'' کے ہیں کہ روز قیامت سائل کا سوال اس کے منہ میں ایک گھاؤ کی شکل میں ہوگا اور اس کا سوال جہنم کے گرم پتھر کی شکل میں بدل دیا جائے گا جس کو کھانے پر وہ مجبور ہوگا تو بھلا اس قدر برے اور ذلیل جرم سے کنارہ کرنے والے پر رب کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ عنایت کیوں نہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے لیے جنت کی ضمانت خود اٹھا رہے ہیں اور صحابی رسول اس ضمانت کی کس قدر پاسداری کر رہے ہیں کہ مرتے دم تک سوال نہ کرنے کو وظیفہ حیات میں بنالیا۔

جس بات کے ضامن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو جائیں وہ روز محشر ضرور ملنے والی ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نبی کریم ﷺ یقیناً کسی نہایت عظیم فعل کی ہی اس قدر اہم ضمانت اٹھا رہے ہیں اور وہ ہے ''سوال نہ کرنا۔''

فقر چھپانے پر حلال روزی کا وعدہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ ''جو شخص بھوکا ہو یا حاجت مند ہو اور وہ لوگوں سے اپنی حاجت کو پوشیدہ رکھے تو رب تعالیٰ پر (اپنے لطف وکرم کی وجہ سے) حق ہے کہ اس کو ایک سال کی حلال روزی عطا فرمائے۔'' (مشکوٰۃ)

کنز العمال میں یہ مضمون ان الفاظ کے ساتھ روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

''جو شخص بھوکا ہو یا محتاج ہو اور لوگوں سے اس کو چھپائے اور رب تعالیٰ سے مانگے تو رب تعالیٰ ایک سال کیلئے حلال روزی کا دروازہ اس پر کھول دیتے ہیں۔'' (کنزل العمال)

ایسے شخص کے ساتھ رب تعالیٰ وہ معاملہ فرماتے ہیں جو اس کے گمان میں بھی نہیں ہوتا۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''جو شخص کلیۃً رب تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے، رب تعالیٰ اس کی ہر ضرورت کا تکفل فرماتے ہیں اور اس کو ایسی جگہ سے روزی عطا فرماتے ہیں جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔''

مانگنا ہی پڑے تو کس سے مانگیں؟

انسان کو رب تعالیٰ نے حاجات وضروریات کا پیکر بنا کر اس دنیا میں بھیجا ہے اور ساتھ ہی کچھ احکام ایسے ذمہ میں لگا دیئے ہیں جو ابتلاء وآزمائش اور امتحان ہیں زندگی کے ان دورخوں کو کچھ اس طرح سے ترتیب دینا ہے کہ رب تعالیٰ راضی ہو جائیں۔ اور انسان کے اخلاقی وروحانی فوائد کے حصول کے ساتھ مادی ومعاشرتی مسائل بھی حل ہو جائیں۔ یہ مدنی الطبع انسان جنگلوں اور صحراؤں میں زندگی گزارنے نہیں آیا بلکہ ایک اجتماعی سوسائٹی میں زندگی کی ساری گھڑیاں بتانے آیا ہے۔ انہیں پیش آمدہ حوائج وضروریات میں بندوں کو دوطرفہ تعلقات میں اعتدال اور سداد کی راہ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ایسا ہونا ناگزیر ہے کہ ضروریات پیش نہ آئیں اور سب کی ہمتیں ایک درجہ کی ہوں یہ عقلاً ممکن نہیں۔ اگر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس میں بڑی سختی سے کام لیا جائے تو شاید ضروریات کے رفع کی بجائے ان کے ضیاع کی صورت سامنے آ جائے اور اس میں اگر ڈھیل اور تسہیل سے کام لیا جائے تو ڈر ہے کہ سوال کرنے میں جراَت بڑھتے بڑھتے گداگری کی شکل نہ اختیار کر جائے۔ اس لیے شریعت اسلام نے ان دونوں پہلوؤں میں اعتدال کی راہ مقرر فرمائی ہے کہ ایک عظمت کی راہ دکھلائی ہے اور دوسری ضابطہ کی۔ عظمت تو ہے کہ اپنی حاجت وضرورت کا اخفاء کر کے صرف خدا سے ہی مانگا جائے اور ضابطہ یہ مقرر کیا کہ اگر بتقاضائے بشریت فوری ضرورت کے دفعیہ کی صورت معاشرے کے دوسرے افراد سے سوال ہی جا ٹھہرے تو ایسے لوگوں کو اپنی حاجت ظاہر کی جائے جو اس ضرورت مند کی ظاہری حاجت کے رفع کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی عزت نفس کو بھی مجروح نہ کریں اور وہ اس کو سوال کرنے پر جری بھی نہ کریں کہ مانگنا عادت ہی نہ بن جائے۔ یوں یہ معاشرہ اپنی اخلاقی تعمیر وتشکیل میں کسی مشکل سے دو چار نہ ہوگا اور معاشرہ کی عفت واخلاق اور عزت نفس کی چہار دیواری میں کوئی دراڑ بھی نہ پڑے گی۔

آیئے ذیل میں ان دونوں مضامین پر مشتمل احادیث پڑھتے ہیں۔

مانگنا ہے تو خدا سے مانگیے

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''جس آدمی کو کوئی سخت حاجت پیش آئی اور اسے اس نے بندوں کے سامنے پیش کیا (اور ان سے اس بابت مدد مانگی) تو اسے اس مصیبت سے مستقل نجات نہ ملے گی اور جس آدمی نے اسے اللہ کے سامنے رکھا (اور اس سے دعا کی) تو پوری امید ہے کہ رب تعالیٰ جلد ہی اس کی یہ حاجت پوری کردے گا یا تو جلدی موت دے کر (اگر اس کی موت کا مقرر وقت آ گیا ہو) یا کچھ تاخیر سے خوشحالی دے کر۔'' (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد)

حالت اضطرار میں خدا کے نیک بندوں سے مانگیے

حضرت فراسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ ''(کیا) میں (اپنی ضرورت کے لیے لوگوں سے) سوال کرسکتا ہوں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، (جہاں تک ہوسکے) سوال نہ (ہی) کرو (تو بہتر ہے) اور اگر تم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال کے لیے مجبور ہی ہو جاؤ تو اللہ کے نیک بندوں سے سوال کرو۔" (ابوداؤد نسائی)

بن مانگے ملے تو؟

مال بہرحال ایک آزمائش اور فتنہ ہے۔ اس کے زہر سے خود کو محفوظ رکھنا بڑا ضروری ہے، بلاوجہ اور اصرار کے ساتھ مانگنا نہایت برا ہے جس کی کافی وضاحت احادیث کی روشنی میں اوپر بیان کردی گئی ہے البتہ اگر بن مانگے ملے تو اتنا برا نہیں مگر اس میں بھی نبی کریم ﷺ نے آدمی کے نفس اور اس کے جذبات کی نگہداشت اور تربیت فرمائی ہے کہ کہیں آدمی دوسروں کے مال پر نظر ہی جما کر نہ بیٹھ جائے کہ میں مانگتا تو نہیں لیکن شاید یہ مجھے بن مانگے ہی دے دے گو کہ یہ بظاہر سوال نہیں ہے مگر خود کو بیکار اور عہدی بنانے کا اور باوقار اور شائستہ طریقہ سے بھیک مانگنے کا خود کو عادی بنانا ہے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے اس امر کی طرف بھی خاص توجہ فرمائی اور اس کے کمزور پہلوؤں کی اصلاح فرمائی تاکہ معاشرہ میں جہاں "بے حیاء اور ڈھیٹ بھکاری" نہ رہیں وہیں معاشرہ میں اس قسم کے "باعزت نکمے" بھی پیدا نہ ہوں۔ ذیل میں اس مضمون پر مشتمل تین احادیث نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ "نبی کریم ﷺ مجھے کبھی کچھ عنایت فرمادیا کرتے تھے تو میں عرض کرتا" (یارسول اللہ!) یہ مجھ سے زیادہ کسی محتاج کو عطا فرمادیجیے" تو آپ ﷺ فرماتے "(اے عمر!) اسے لے لو اور اپنی ملکیت بنالو (پھر چاہو تو) کسی حاجت مند کو صدقہ دے دو، (اور بن مانگے مال کا یہ اصول یاد رکھو کہ) جب کوئی مال تمہیں اس طرح ملے کہ نہ تو تم نے اس کے لیے سوال کیا ہو اور نہ تمہارے دل میں اس کی چاہت ہو تو اس کو (عطیہ خداوندی سمجھ کر) لے لیا کرو اور جو اس طرح تمہارے پاس نہ آئے اس کی طرف توجہ بھی نہ دو۔" (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(۲) اسی مضمون پر مشتمل ایک حدیث مسند احمد اور الترغیب والترہیب میں بھی ہے "حضرت خالد بن علی رضی اللہ عنہ، روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

"جس شخص کو بغیر سوال کے اور بغیر اشراف نفس کے (یعنی حرص وطمع کے بغیر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے بھائی کی طرف سے کوئی چیز پہنچے تو اس کو قبول کر لینا چاہیے اور اس کو رد نہ کرنا چاہیے بے شک یہ رب تعالیٰ کی طرف سے روزی ہے جو اس کو بھیجی گئی ہے۔'' (مسند احمد کذا فی الترغیب)

بن مانگے مال کو رب کا عطیہ سمجھ کر لے لینا چاہیے کہ اس کا ٹھکرانا کفران نعمت ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت سالم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث (مذکورہ بالا) کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ عادت تھی کہ کبھی کسی سے سوال نہ کرتے اور کہیں سے کچھ آتا تو اس کو رد بھی نہ فرماتے۔''

متعدد احادیث میں یہ مضمون آتا ہے کہ بن مانگے ملنے والا مال خدا کی طرف سے روزی ہے، البتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو بھی مطلق نہیں رکھا، ایک تو اس میں سوال نہ کرنے کی قید لگا دی جو اپنے مفہوم اور معنیٰ میں واضح ہے، دوسرے اس میں اشراف نہ ہونے کی شرط بھی لگا دی ہے جس نے کاہلی سستی اور نکمے پن کا خاتمہ ہی کر دیا۔ اشراف کیا ہے؟ اس کو علماء کرام کے اقوال کی روشنی میں اختصار کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد بزرگوار (امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) سے دریافت کیا کہ یہ ''اشرافِ نفس'' کیا چیز ہے؟ انہوں نے فرمایا:

(اشراف یہ ہے کہ) تو اپنے دل میں یہ خیال کرے کہ یہ شخص مجھے کچھ دے گا اور فلاں شخص مجھے کچھ بھیجے گا۔'' (الترغیب والترہیب)

اشراف کا لغوی معنیٰ تانکنا جھانکنا ہے یعنی نفس دوسروں کے مال کی تاک میں لگا رہے یہ اشراف ہے اسی لئے اکثر علماء نے اس کو بھی حرص و طمع میں داخل کیا ہے کہ اس میں بھی نفس کی خواہش ہوتی ہے کہ مجھے کہیں سے کچھ مل جائے۔''

اب ظاہر ہے کہ جب دل کو کہیں سے ملنے کی آس سے مایوس کریں گے تو اپنی ضروریات و حاجات کے تکفل کی فقط ایک ہی صورت رہ جائے گی اور وہ ہے ''رب تعالیٰ سے مانگنا'' اور ''محنت اور کوشش کرنا'' کہ اسی میں رب تعالیٰ نے برکت رکھی ہے البتہ اصولی طور پر یہ بات معلوم ہوگئی کہ بن مانگے ملنا خدا کی طرف سے روزی ہے اس میں بھی بقدر ضرورت لینا رحمت ہے اور زائد از ضرورت لینا زحمت اور امتحان ہے، اسی لئے ہر بندے کو رحمت اور امتحان میں فرق کرنا چاہیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ تو شخصی وانفرادی مسئلہ ٹھہرا امام غزالی نے ''احیاء علوم الدین'' میں لکھا ہے کہ '' جو شخص اجتماعی زندگی گزارتا ہو (مثلاً کسی خانقاہ یا مدرسہ کو چلا رہا ہو) اور طالبان علوم دین اور صلحاء وفقراء کی جماعت اس سے وابستہ ہو اس کو زائد از ضرورت لینے میں بھی مضائقہ نہیں (احیاء العلوم)

(۳) حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عطا فرمایا میں نے پھر مانگا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرحمت فرمایا، اس کے بعد فرمایا ''اے حکیم! یہ مال سر سبز میٹھی چیز ہے (یعنی خوش نما ہے اور لذیذ ہے) پس جو شخص اس کو (استغناء یعنی) نفس کی سخاوت کے ساتھ لیتا ہے اس کے لئے تو اس میں برکت دی جاتی ہے اور جو اس کو اشراف نفس (یعنی حرص اور طمع) کے ساتھ لیتا ہے (جیسا کہ گذشتہ حدیث میں یہ مضمون گذر گیا ہے) اس کے لئے اس میں برکت نہیں ہوتی وہ ایسا ہے کہ جیسے کوئی (بھوک کا مریض کہ) کھاتا رہے اور پیٹ نہ بھرے، اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے (یعنی نہ مانگنے والا ہاتھ مانگنے والے ہاتھ سے بہتر ہے) حضرت حکیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''میں نے عرض کیا ''یارسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مرنے تک کبھی کسی کو تکلیف نہ دوں گا۔'' (متفق علیہ کذا فی المشکوٰۃ)

یعنی اب تا حیات کسی سے سوال نہ کروں گا۔ ترغیب میں اس قدر مضمون اور بھی ہے کہ ''پھر حضرت حکیم رضی اللہ عنہ نے دور صدیقی اور دور فاروقی میں اپنے حصے کا بیت المال کا مالِ غنیمت کا حصہ لینے سے بھی انکار کیے رکھا اور اپنی اس روش پر ہی انتقال فرما گئے۔ (ترغیب)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مانگنے والے کو کمانے پر آمادہ کیا اور محنت کی دعوت دے کر اس کی کمائی میں برکت کی دعا فرمائی۔

سوال کی اجازت کب ہے؟ اور مستحق وغیر مستحق سائلین

انسانی معاشرہ میں انفرادی واجتماعی حاجات وضروریات کا پیش آنا لازمہ حیات ہے اور عوائق ومصائب کے دفعیہ اور حل کے لیے ہر ایک کے پاس پورے اسباب ووسائل کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہیا اور دستیاب ہونا کائنات کے فطری نظام وقانون کے خلاف ہے کہ یہ دنیا دار الامتحان اور جائے آزمائش ہے۔ اگر ہر شخص کو اپنے مسائل کے حل پر قدرت ودسترس حاصل ہوتو بندوں کا امتحان باقی نہ رہے۔ کسی شخص کو حاجت کے پیش آنے میں جہاں اس کا امتحان ہے وہیں معاشرہ کے دوسرے بندگانِ خدا کا بھی امتحان ہے کہ وہ اس سائل و حاجت منداور ضرورت مند کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں؟

معلوم ہوا کہ ایک زندہ زندگی میں ایک متحرک معاشرہ میں ''سوال'' کی نوبت آجانا چنداں محال نہیں۔ شرع شریف نے انسان کے جملہ احوال کی نگہداشت اور تعلیم وتربیت کی ہے اور راہ ہدایت دکھائی ہے کہ کسی بھی حال میں رب کی منشاء کیا ہے جو ایک معاشرہ وسوسائٹی کی روحانی واخلاقی قدروں کی تعمیر وتشکیل میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔

ذیل میں احادیث کی روشنی میں اس بات کو بیان کیا جاتا ہے کہ کسی شخص کو کن حالات وحوادث میں سوال کرنے کی اجازت ہے جن کے ضمن میں یہ مسئلہ خود بخود واضح ہو جائے گا کہ سائلین میں سے مستحق کون لوگ ہیں اور غیر مستحق کون لوگ ہیں۔

حضرت قبیصہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''میں نے کسی چیز کی ضمانت کرلی میں اس بابت دربار نبوت میں مدد چاہنے کی غرض سے حاضر ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''ٹھہر جاؤ کہیں سے صدقہ کا مال آجائے گا تو میں تمہاری مدد کروں گا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، '' اے قبیصہ! سوال صرف تین آدمیوں کے لیے جائز ہے، ایک وہ شخص جس نے کوئی بوجھ ضمان وغیرہ کا اپنے ذمے رکھ لیا ہو اس کو جائز ہے کہ اتنی مقدار میں سوال کرے، اور پھر رک جائے اس سے زیادہ کے سوال کا (اس کو) حق نہیں۔ دوسرے وہ شخص جس کو کوئی حادثہ پہنچ جائے جس سے سارا مال ہلاک ہو جائے تو اس کو جائز ہے کہ اتنی مقدار کا سوال کرے جس سے زندگی کا سہارا ہو سکے۔ تیسرے وہ شخص جس کو فاقے گذرنے لگیں حتیٰ کہ اس کی قوم کے تین شخص کہنے لگیں کہ اس کو فاقہ ہے تو اس کو بھی اتنی مقدار سوال کرنے کی اجازت ہے جس سے زندگی کا سہارا ہو جائے ان تین کے علاوہ جو شخص سوال کرتا ہے وہ حرام مال کھاتا ہے۔''

اسی معنیٰ میں ایک حدیث ترمذی شریف میں روایت ہے جس میں بتلایا گیا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ دو شخصوں کے سوا کسی کو سوال کرنا جائز نہیں۔ حضرت حُبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''کسی غنی آدمی کو اور تندرست وتوانا کو سوال کرنا جائز نہیں البتہ جس کو خاک میں ملا دینے والا فقر یا پریشان کردینے والا قرض یا کسی تاوان وغیرہ کا کوئی بھاری بوجھ لاحق ہو گیا ہو اس کو سوال کرنا جائز ہے۔ اور جو آدمی اپنے مال میں اضافہ کے لئے (نہ کہ کسی حاجت کے رفع کرنے کے لیے) لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائے (اور سوال کرے) تو قیامت کے دن اس کا یہ سوال اس کے چہرے پر ایک زخم اور گھاؤ کی شکل میں نمایاں ہوگا اور جہنم کا گرم جلتا ہوا پتھر ہوگا جس کو وہ وہاں کھائے گا۔ اس کے بعد جس کا جی چاہے سوال کم کرے۔ اور جس کا جی چاہے زیادہ کرے۔ اور رزِ محشر اس کا انجام دیکھ لے۔ (ترمذی)

معلوم ہوا کہ جو آدمی تندرست وتوانا ہو اور محنت مزدوری کر کے اپنا پیٹ پال سکتا ہو اور جو قدرے مال رکھتا ہو گو صاحب نصاب نہ ہو اس کو مانگنا درست نہیں۔ اس حدیث میں سوال کی ممانعت کے بعد عام ضابطہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ سوال کیا ہی نہ جائے کہ کہیں سوال کی عادت نہ پڑ جائے۔ البتہ اگر افلاس وناداری نے زمین پر ہی دے مارا ہو اور آدمی پائی پائی کا محتاج ہو جائے یا پریشان کن قرض سر پر چڑھ جائے کہ اب سوائے سوال کے اور کوئی راہ نہ رہے اور دوسروں کی امداد لئے بغیر قرض اتارا نہ جا سکتا ہو اس کو سوال کرنے کی اجازت ہے۔

ان دونوں احادیث سے جہاں یہ معلوم ہو گیا کہ سوال کی اجازت کن حالات میں ہے وہیں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ سوال کی اجازت کن لوگوں کو ہے۔ لہٰذا جو لوگ محض اپنا مال بڑھانے کے لئے سوال کرتے ہیں ان کے حق میں یہ سوال اور وہ مال دونوں حرام ہیں۔

آخر میں حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک جامع اور فیصل عبارت درج کی جاتی ہے جو اس دو دھاری تلوار کے درمیان صراط مستقیم ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''سوال کی ممانعت اور اس کی بابت وعید پر مشتمل متعدد روایت آئی ہیں لیکن بعض روایات سے سوال کا جواز بھی معلوم ہوتا ہے۔ تو اس میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفصیل یہ ہے کہ سوال فی نفسہ حرام ہے لیکن مجبوری یا مجبوری کے قریب حالات میں جائز ہے وگرنہ حرام ہے اور حرمت کی وجہ یہ ہے کہ سوال تین ناجائز باتوں سے خالی نہیں،

(۱) اس میں رب تعالیٰ کی شکایت کا اظہار اور اس کے انعام کی کمی کا گلہ ہے لہٰذا سوال سخت مجبوری کے علاوہ حلال نہیں ہونا چاہیے جیسا کہ مردار کہ بامر مجبوری اس کا کھانا حلال ہے۔

(۲) اس میں مومن بندے کا خود کو دوسرے کے آگے ذلیل کرنا ہے۔ حالانکہ عاجزی وتذلل خدا کے سامنے اختیار کرنی چاہیے کہ مومن کی شان یہی ہے کہ وہ رب تعالیٰ کے سوا کسی کے آگے خود کو ذلیل نہ کرے کہ خدا کے سامنے عجز کا اظہار سعادت ہی سعادت ہے۔

(۳) اس میں اُس کی ایذا ہے جس سے سوال کیا ہے کہ کبھی وہ دینے پر آمادہ نہیں ہوتا اور دیکھا دیکھی بادلِ نخواستہ دے دیتا ہے اور یہ طیب خاطر سے نہ ہوگا اس لئے حرام ہوا۔ اور اگر وہ انکار بھی کرتا ہے تو اس کے دل پر بوجھ اور یک گونہ رنج وکلفت اس کو ہوگی کہ بظاہر اس سے بخل کا ارتکاب ہوا۔ بہر حال یہ کسی نہ طرح ایذاء ہی ہے اور اس ایذاء کا سبب یہ سائل بنا اور بلاوجہ کسی کو بھی ایذاء دینا حرام ہے۔"

ان امور سے سوال کی ممانعت کے ارشادات نبویہ کی حکمت خوب واضح ہوگئی۔

اس کے بعد امام غزالی متعدد روایات نقل کرتے ہیں جن میں سوال کی ممانعت کے ساتھ ساتھ فقط اس حالت میں اس کے جواز کا ذکر ہے جس میں مجبوری ہو۔ آخر میں فرماتے ہیں کہ "یہ بات محقق ہوگئی کہ سوال فقط ضرورت کے وقت ہی جائز ہے"۔

(احیاء علوم الدین ملخصا بتصرف)

سائلین کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خصوصی رویہ

کتب احادیث میں اگرچہ بے شمار ایسی روایات موجود ہیں جن میں سوال کرنے کی شدید مذمت بیان کی گئی ہے جس کا اول مصداق وہ سائل ہے جو غیر مستحق ہے لیکن اس کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ تو خود کبھی کسی سائل کے سوال کو رد فرمایا اور نہ ہی دوسروں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو عطا کرنے اور دینے سے منع فرمایا، متعدد روایات میں یہ مضمون آتا ہے کہ "نبی کریم ﷺ نے کبھی کسی مانگنے والے کو "نہ" نہ فرمایا" اور اگر کسی وقت کسی کو دینے کے لئے کچھ نہ ہوتا تو اس کے ساتھ بعد کو دینے کا وعدہ فرما لیتے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ "ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا اس وقت آپ ﷺ کے پاس دینے کے لئے کچھ نہ تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا "تم فلاں کے پاس چلے جاؤ اور اس سے میری طرف سے قرض لے لو" پھر حاضرین کی طرف چہرہ مبارک پھیرا اپنے اس فعل کی توجیہ ان الفاظ سے بیان کی کہ "مجھے اچھا نہ لگا کہ تمہارے بھائی پر سوال کی ذلت اور نامرادی کی ذلت کو جمع کروں۔" یہاں آپ ﷺ نے سوال کو ذلت بھی فرمایا اور دینے سے انکار بھی نہیں کیا۔

ادنی تامل سے اس کی وجہ سے یہ سمجھ میں آتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات مقدسہ کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) ایک قسم کی تعلیم کا تعلق جناب رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے فریضہ سے تھا جس میں کسی قسم کی کوتاہی یا تسامح کی گنجائش نہ تھی جس کو رب تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے،

﴿بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَ اِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ﴾ (المائدہ:۶۷)

"(اے پیغمبر!) جو ارشادات خدا کی طرف سے تم پر نازل ہوئے ہیں سب لوگوں کو پہنچا دو، اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تم خدا کا پیغام پہنچانے میں قاصر رہے ہو۔"

(۲) دوسری قسم کی تعلیم وہ تھی جس کا تعلق دیناوی امور سے تھا ان کی بات آپ ﷺ نے واضح ارشاد فرما دیا کہ:

"تم اپنے دیناوی معاملات کو مجھ سے زیادہ جانتے ہو"

ان امور کی تعلیم میں ملکی وقومی مصلحتوں کی بنا پر سکوت یا تاخیر کی گنجائش تھی اور اس کا جواز تھا کوئی امر پر نکیر یا اس کی ممانعت صراحت کی بجائے اشارے کنائے سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی جائے۔

غیر مستحق سائل کے سوال کو پورا کرنے میں جو خرابیاں پیدا ہوتی تھیں ان کا زیادہ تعلق معاشرہ وسوسائٹی سے تھا اور ان کو کچھ دے دینے سے فریضہ رسالت پر کچھ حرج نہ آتا تھا اور نہ اس عطاء کا کسی قسم کا تعلق فریضۂ رسالت سے بنتا تھا اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس صراحت کے ساتھ سوال کی مذمت بیان کی اس صراحت کے ساتھ نہ تو دینے والوں کی مذمت بیان کی اور نہ ہی خود دینے سے کبھی رکے۔

اس کے علاوہ اس وقت قوم اور معاشرہ میں کسی کے سوال کے رد کو بنظر حقارت دیکھا جاتا تھا اور یہ بات شانِ نبوت کے مناسب نہ تھی کہ جس امر کا تعلق فریضہ رسالت سے بھی نہیں اور وہ امر قوم میں بھی ذلیل سمجھا جاتا ہو اس کا ارتکاب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے ہو۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی الاعلان جس طرح لینے اور سوال کرنے کی مذمت بیان فرمائی اس طرح کھلم کھلا دینے والوں کی مذمت بیان نہیں فرمائی اور نہ ہی کھلی مجالس میں کبھی کسی سائل کو خالی ہاتھ لوٹایا خواہ وہ غیر مستحق بھی تھا ذیل کی حدیث اس امر کو خوب واضح کرتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگرچہ سائل کو دے دیتے تھے مگر دے کر خوش نہ ہوتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اشارتی وکنائی رویہ ان خطوط کو متعین کرنے کے لئے مشعل راہ ہے جس سے ملک میں گداگری کا انسداد ہو اور مانگنے والوں کی حوصلہ شکنی ہو۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”خدا کی قسم جو (غیر مستحق) سائل میرے پاس سے اپنا مطلب حاصل کر کے لے جاتا ہے وہ اس کے حق میں مطلب نہیں بلکہ ایک آگ ہے یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا” (تو پھر) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں اس کا مطلب پورا کرتے ہیں؟“

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا” کیا کیا جائے لوگ تو مانتے نہیں اور خدا مجھ سے سوال کے رد کو پسند نہیں فرماتے“

معلوم ہوا کہ سائل کا سوال رد نہ کرنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات میں سے تھا قرآن کریم کی متعدد دوسری آیات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس خاص خُلق کریم کو بیان کرتی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ﴾ (الضحٰی: ۱۰)

''اور مانگنے والے کو جھڑکی نہ دینا''

لہٰذا اگر کوئی سائل کو نہ ڈانٹے تو گویا کہ وہ خود کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصی صفات میں شریک کرنا چاہتا ہے اور یہ نکتہ اہل علم سے پوشیدہ نہیں۔

پھر اگر سائلوں کو منع نہ کیا گیا، تو کیا گداگری کا انسداد ہو جائے گا؟ اس کو ہم اگلے اور آخری عنوان کے تحت بیان کریں گے۔

بہر حال اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیر مستحق سائل کو نہ دینے کی علی الاعلان تاکید نہیں فرمائی لیکن خود سوال کرنے کی بے حد مذمت بیان فرمائی اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملک و معاشرہ میں اس عضو معطل طبقہ کی بڑھوتری اور فروغ کو شدید ناپسند فرماتے تھے اور ظاہر ہے کہ ان کو دینا اس طبقہ کو فروغ دینے کا سب سے زیادہ موثر اور قوی ذریعہ ہے تو بھلا ہمیں ان گداگروں کو دینے کا جواز کہاں سے معلوم ہوتا ہے؟

آیئے اس مضمون کے آخری عنوان کے تحت یہ پڑھتے ہیں کہ پھر بالآخر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گداگری کا انسداد کیوں کر کیا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا گداگروں کے ساتھ کیا رویہ تھا؟ اور اس بابت ہماری ذمہ داری کیا بنتی ہے؟

گداگری کا انسداد، گداگروں کی تعلیم و تربیت اور ہماری ذمہ داریاں

اس عنوان کے تحت تین واقعات ذکر کیے جاتے ہیں جن میں ایک کا تعلق تو عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گداگروں کو تعلیم کے متعلق ہے اور دوسرے دو واقعات عہد فاروقی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان واقعات سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوال کرنے کی حوصلہ شکنی فرمائی ہے اور اس کی بجائے اپنی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے محنت اور کسب معاش کی ترغیب دی ہے اور ہمیں سائل کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیے اس کی ایک واضح صورت سامنے آ جاتی ہے۔

مشکوٰۃ شریف میں حدیث مذکور ہے کہ ''ایک انصاری آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کچھ مانگنے حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (نہ تو سوال سے منع فرمایا اور نہ کچھ دینے سے انکار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا اور نہ ہی اس کے سوال کرنے پر اس کو جھڑکا بلکہ اس سے یہ) پوچھا کہ ’’کیا تیرے گھر میں کچھ بھی نہیں؟‘‘

اس نے عرض کیا ’’کیوں نہیں، ایک موٹی سی کمبلی ہے، اسے کچھ اوڑھتا ہوں اور کچھ بچھاتا ہوں اور ایک پیالہ ہے جس میں پانی پیتا ہوں۔‘‘

آپ ﷺ نے فرمایا ’’دونوں کو میرے پاس لے آ‘‘ وہ انصاری دونوں چیزیں لے کر حاضر خدمت ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان دونوں چیزوں کو ہاتھ میں لے کر ارشاد فرمایا ’’ان کو کوئی خریدتا ہے‘‘؟

ایک شخص بولا ’’میں ایک درہم میں خریدتا ہوں‘‘ پھر آپ نے دو تین بار ارشاد فرمایا ’’کوئی ایک درہم سے زیادہ (ان کی قیمت) دے سکتا ہے؟‘‘

ایک شخص نے کہا ’’میں دو درہم دیتا ہوں‘‘

’’آپ ﷺ نے کمبلی اور پیالہ اس کو دے کر دو درہم اس سے لے لیے اور اس انصاری سے فرمایا کہ ’’ایک درہم کا تو کھانا لے جا کر تو اپنے گھر میں پہنچا آ اور دوسرے درہم کی تو کلہاڑی خرید کر میرے پاس لے آ‘‘ وہ شخص (گیا اور کھانا خرید کر گھر دے آیا اور) کلہاڑی خرید کر (دربارِ رسالت میں) لے آیا۔ آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے ایک لکڑی کا دستہ اس میں ٹھونک دیا اور فرمایا ’’جا لکڑیاں کاٹ اور بیچ، اب میں تم کو پندرہ دن تک نہ دیکھوں۔‘‘

وہ شخص چلا گیا اور لکڑیاں کاٹ کاٹ کر بیچنے لگا۔ پندرہ دن بعد جب وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوا تو اس کے پاس دس درہم جمع ہو چکے تھے۔ اس نے ان میں سے کچھ کا تو کپڑا خریدا اور کچھ سے کھانے کا سامان مول لیا (یہ سب کچھ دیکھ کر) آپ ﷺ نے فرمایا:

’’یہ تیرے لیئے اس سے بہتر ہے کہ جب تو قیامت کے دن آئے تو تیرے چہرے پر بھیک مانگنے کا داغ ہو، دیکھ سوال کرنا صرف اس شخص کو حلال ہے جو سخت محتاج ہو یا جس کے ذمے بھاری تاوان ہو یا جس کی گردن پر خون بہا ہو‘‘۔ (مشکوٰۃ)

اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جہاں تک ہو سکے سائل کو سوال کرنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے روکا جائے اور محنت و مزدوری کی عظمت اور سوال کرنے کی برائی اس کے ذہن میں بٹھائی جائے تاکہ سوال کرنے کا شیوع نہ ہو اور گداگری ایک پیشہ نہ بن جائے۔

یہ دور نبوت کا ایک واقعہ ہے اور یہ کوئی پیشہ ور بھکاری بھی نہ تھا، بس وقتی احتیاج سے مضطرب ہو کر صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ بیٹھا اور سوال کر بیٹھا۔ ان لوگوں کے دلوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان عالی مقام کی پاسداری تھی اور عزت نفس بھی تھی۔ حیاء کا غلبہ اور تسلیم ورضا کا جذبہ بھی تھا اسی لیے ان لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس نصیحت پر فوری عمل کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس پر از حکمت طرز اور روش کو اپنائے رکھا یہ حضرات مسلم سوسائٹی پر کڑی نگاہ رکھتے تھے کہ کہیں معاشرہ کاہلی سستی اور عہدی پنے کی طرف نہ چل پڑے جو پوری قوم کو بے غیرت و بے حیاء بنانے میں مددگار نہ ثابت ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی بڑی کڑی نگرانی رکھتے تھے، مسلمان تو مسلمان آپ کو کسی کافر کا بھی بھیک مانگنا نظر آنا پسند نہ تھا کہ اس کے دیکھا دیکھی کوئی مسلمان اس مرض کا شکار نہ ہو جائے، خواہ وہ بھکاری واقعی مجبور بھی ہو۔ مگر ایک اسلامی سوسائٹی کسی فقیر اور در در مانگنے والے کو برداشت نہیں کر سکتی۔ مسلم معاشرہ ایک غیر مسلم کا بوجھ بھی اپنے کندھے پر اٹھانے کو تیار ہے مگر کسی کو اس گھناؤنے فعل کی گنجائش دینے پر آمادہ نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ ایک یہودی کو بھیک مانگتے دیکھا تو بھیک مانگنے کا سبب دریافت فرمایا۔ اس نے کہا۔ ''میں بوڑھا ہو گیا ہوں (خود کما نہیں سکتا) اور کوئی دوسرا میری کفالت کرنے والا نہیں۔'' آپ نے یہ سن کر اس کو بھیک مانگنے سے منع فرمایا اور مسلمانوں کے بیت المال سے اس کے لئے وظیفہ مقرر کر دیا۔'' یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حد درجہ مومنانہ و مجدانہ بصیرت و فراست تھی کہ ایک معاشرتی بیماری کی بیخ کنی کے لیے سارا بوجھ خود پر یعنی مسلمانوں کے بیت المال پر رکھ لیا۔

وہ یہودی بوڑھا شخص واقعی مجبور تھا، جب اسلام نے اس کے لیے بھیک مانگنے کی گنجائش نہ رکھی تو بھلا ایک عادی اور پیشہ ور گداگر کی اسلام میں کہاں گنجائش ہو سکتی ہے جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باہمت جوان اور ہٹا کٹا بھی ہو اور پوری ڈھٹائی سے بھیک مانگتا ہو۔ آیئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عادی بھکاریوں کے ساتھ سلوک اور طرزِ عمل دیکھتے ہیں!

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک سائل کی آواز سنی اور یہ سمجھ کر کہ بھوکا ہے، اس کو کھانا کھلانے کا حکم دیا، تھوڑی دیر میں اس کی آواز پھر سنائی دی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ وہی بھکاری ہے اور کھانا کھانے کے بعد اب پھر مانگتا ہے۔ آپ نے اس کو بلوایا اور دیکھا کہ اس کی جھولی روٹیوں سے بھری ہے۔ آپ نے اس جھولی کو پکڑ کر صدقہ کے اونٹوں کے آگے جھاڑ دیا اور فرمایا۔ ''تو سائل نہیں تاجر ہے۔''

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ''احیاء علوم الدین'' میں اس قصہ کو نقل کر کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس مومنانہ فعل پر تفصیلی کلام کیا اور اس کی حکمتیں واضح کی ہیں کہ وہ فقیر دھوکہ دے کر لیتا تھا لہٰذا غیر مستحق تھا اس لیے وہ صدقہ کا سرے سے مالک بھی نہ بنا تھا۔ اور اس صدقہ کے مالکوں کا تلاش کرنا ایک دشوار کام تھا اس لیے یہ مال لقطہ کے حکم میں تھا اس لیے اس کو صدقہ کے اونٹوں کے آگے ڈال دیا۔'' (احیاء العلوم ملخصا)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوال نہ کرنے کی اس قدر تاکید اور اہتمام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیشہ ور گداگری کی اتنی سخت نگرانی کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ تاریخ شاہد ہے کہ عہد نبوت و خلفائے راشدین کے بعد مدت دراز تک ممالک اسلامیہ میں پیشہ ور گداگر ڈھونڈنے سے بھی نہ ملتا تھا اور سوال کرنا نہایت مذموم سمجھا جاتا تھا اور طرح طرح سے اس کی حوصلہ شکنی اور انسداد کیا جاتا تھا۔

علامہ مقری تاریخ اندلس میں لکھتے ہیں کہ ''اندلس میں جس سائل کو تندرست اور کام کے لائق دیکھتے ہیں اس کو نہایت ذلیل کرتے اور سخت سست کہتے ہیں اور اس کا نتیجہ ہے کہ یہاں اپاہج اور معذور کے سوا کوئی سائل نظر نہیں آتا۔''

ہمارا دور اور گداگری، گداگروں کے ساتھ ہم کیا کریں؟

عہد نبوت و صحابہ میں دِلوں پر خیر کا غلبہ تھا۔ مگر ہمارے آج کے اس دور میں گداگروں کی ڈھٹائی اور بے غیرتی حد سے گزر گئی ہے۔ مشاہدہ بتلاتا ہے کہ کسی کی فہمائش یا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ممانعت کا ان پر مطلق اثر نہیں ہوتا۔ دوسرے یہ کہ ہم لوگوں کے وعظ اور نصیحت میں وہ دل آویزی، شفقت، محبت اور اخلاص بھی نہیں۔ اس لیے عام آدمیوں کی فہمائش میں وہ تاثیر پیدا ہونا محال ہے۔ دل سوزی و ہمدردی سے خالی ہماری نصیحتوں کے ساتھ عہد نبوی کے طرز پر عمل نہیں ہوسکتا۔

موجودہ حالات میں ہمارے لیے گداگری کے انسداد اور گداگروں کی حوصلہ شکنی کے لیے اس کے سوا کوئی دوسری راہ سجھائی نہیں دیتی کہ غیر مستحق سائلوں کو دینے سے یک قلم دست کش ہو جایا جائے اور انہیں ایک پھوٹی کوڑی بھی نہ دی جائے۔ بھلے اپنے دکھوں، دردوں اور مصیبتوں کی لمبی چوڑی داستانیں بھی سناتے رہیں اور اگر امداد کرنی ہی ہے تو تلاش بسیار کے بعد مستحق کی کی جائے جو مستحق ہونے کے باوجود عزت نفس کو تھامے بیٹھے ہیں اور حیاء کی وجہ سے سوال سے گریز کرتے ہیں۔ یا وہ جن کی بابت معلوم ہو جائے کہ وہ سخت نادار اور مجبور ہیں۔ غیر مستحق سائل کی ہمدردی اور بھلائی اس سے بڑھ کر اور کچھ نہیں ہوسکتی کہ اس کو اس بے غیرتی اور بے شرمی کے پیشے سے باز رکھنے کے لیے مطلق کچھ نہ دیا جائے۔

ملک وقوم کے حق میں اس وقت اس سے بڑھ کر کوئی احسان نہیں ہوسکتا کہ متعدی مرض کی طرح ملک وقوم کے افراد میں سرایت کر جانے والا یہ مرض جس سے روز بروز بھیک منگوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جارہا ہے کہ اس مرض کی رفتہ رفتہ بیخ کنی کردی جائے۔

مگر افسوس اور نہایت ہی افسوس ہے کہ خطہ اسلامی میں چاروں طرف بھیک مانگنے والے مسلمان جتنے آج کے دور میں نظر آتے ہیں، اتنے کسی اور قوم کے نہیں اور تو اور بلاد مقدسہ، جیسے مکۃ المکرمہ زادھا اللہ شرفاً وعزۃً بھی اس نالائق اور نابکار طبقہ سے محفوظ نہیں رہا اور حج جیسے عظیم اور مقدس فریضہ کی ادائیگی کے وقت جس قدر ان بے شرموں کا اکٹھ دیکھنے میں آتا ہے کسی دوسرے وقت نہیں نظر آتا۔

اس دور میں ہم سب مسلمانوں کی یہ بڑی اہم ذمہ داری بنتی ہے کہ اپنی اپنی حدود واختیارات میں جہاں تک دسترس ہو اس نالائق اور کمینہ پیشہ ورسم کا انسداد کریں۔ علماء و واعظین پوری جرأت اور بے باکی کے ساتھ اس کی قباحت و شناعت کو بیان کریں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احادیث میں وارد سوال کرنے کی مذمت کو خوب کھول کر بیان کریں اور بھکاریوں اور سائلوں کی کثرت سے ملک وقوم میں جو مضر نتائج پیدا ہوتے ہیں ان کو بتلائیں اور غیر مستحق لوگوں کو دینے میں جو اخلاقی نقصانات ہیں، اسراف اور فضول خرچی کے علاوہ جن کو قرآن کریم نے اور احادیث نے بیان کیا ہے لوگوں کو ذہن نشین کرائیں۔

خاص طور پر عورتوں کو یہ سب قباحتیں ضرور بتلائیں جو دل اور عقیدہ دونوں کی کمزور ہوتی ہیں جنہیں اپنے جذبات کی انفعالیت پر ذرا قابو اور بس نہیں چلتا جو ہر فقیر کو، ہر بھنگی چرسی بھکاری کو مستجاب الدعوات سمجھتی ہیں اور منکوں اور کڑوں میں لدے پھندے ان گداگروں کی آواز کو غیب کی آواز سمجھ کر دہیں پسیج جاتی ہیں۔ عورتوں کو ان کے مکر وفریب سے آگاہ کیا جائے اور انہیں اچھی طرح سمجھایا جائے کہ یہ ہٹے کٹے بھیک مانگنے والے کسی صدقہ وخیرات کے مستحق نہیں۔ ان کو کچھ دینا ان کے ساتھ نیکی نہیں بلکہ گناہ ہے۔ کیونکہ ایسے لوگوں کی جتنی بھی حوصلہ افزائی ہوگی اسی قدر یہ لوگ بڑھیں گے اور قوم میں یہ ناپسندیدہ طریقہ رواج پاتا چلا جائے گا اور قوم میں اسی قدر کام کے آدمیوں کی کمی ہوتی جائے گی۔ اس لیے آج مستقل قومیں اور قبیلے وجود میں آچکے ہیں جن کو اپنے بھکاری ہونے پر فخر ہے۔ لہٰذا ان کو دینے سے یقیناً قوم کے مستحق لوگوں، بیواؤں یتیموں اور مسکینوں کی حق تلفی ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

3 84

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرتِ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

اور اُن کے

دلچسپ واقعات

حضرت امیر معاویہؓ کی سیرت و کردار کے اُجلے نقوش، خاندانی و نسبی پس منظر
خدمات و کارہائے نمایاں اور سو دلچسپ واقعات پر مشتمل دلچسپ کتاب

بدعاء

استاذ العلماء، نمونۂ اسلاف
حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب مدظلہ

پسند فرمودہ:

متکلم اسلام، خطیب العلماء
حضرت مولانا عبدالرحمن اشرفی صاحب مدظلہ

مؤلف
محمد ظفر

بیت العلوم
۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ (فون: ۷۳۵۲۴۸۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے دلچسپ واقعات

فقہی مسالک اربعہ کے ائمہ کے حالات و سوانح سے منتخب کردہ واقعات، تقلید کی شرعی حیثیت اور فقہ کی تدوین و ترویج جیسے مضامین پر مشتمل ایک دلچسپ کتاب

مؤلف
محمد اویس سرور

بیت العلوم
۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون ۵۲۱۲۸۳۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیگر شہروں میں بیت العلوم کے اسٹاکسٹ

ملتان	کراچی	راولپنڈی
بخاری اکیڈمی مہربان کالونی ملتان	ادارۃ الانور بنوری ٹاؤن کراچی	الخلیل پبلشنگ ہاؤس راولپنڈی
کتب خانہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان	بیت القلم گلشن اقبال کراچی	اسلام آباد
بیکن بکس گلگشت کالونی ملتان	کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی	مسٹر بکس سپر مارکیٹ اسلام آباد
کتاب نگر حسن آرکیڈ ملتان	دار القرآن اردو بازار کراچی	المسعود بکس F-8 مرکز اسلام آباد
فاروقی کتب خانہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان	مرکز القرآن اردو بازار کراچی	سعید بک بینک F-7 مرکز اسلام آباد
اسلامی کتب خانہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان	عباسی کتب خانہ اردو بازار کراچی	پیر بک سنٹر آبپارہ مارکیٹ اسلام آباد
دار الحدیث بیرون بوہڑ گیٹ ملتان	ادارۃ الانوار بنوری ٹاؤن کراچی	پشاور
ڈیرہ غازی خان	علمی کتاب گھر اردو بازار کراچی	یونیورسٹی بک ڈپو خیبر بازار پشاور
مکتبہ زکریا بلاک نمبر ۱۰ ڈیرہ غازی خان	کوئٹہ	مکتبہ سرحد خیبر بازار پشاور
بہاولپور	مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ	لندن بک کمپنی صدر بازار پشاور
کتابستان شاہی بازار بہاولپور	سرگودھا	سیالکوٹ
بیت الکتب سرائیکی چوک بہاولپور	اسلامی کتب خانہ پھولوں والی گلی سرگودھا	بنگش بک ڈپو اردو بازار سیالکوٹ
سکھر	گوجرانوالہ	اکوڑہ خٹک
کتاب مرکز فریئر روڈ سکھر	والی کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ	مکتبہ علمیہ اکوڑہ خٹک
حیدر آباد	مکتبہ نعمانیہ اردو بازار گوجرانوالہ	مکتبہ رحیمیہ اکوڑہ خٹک
بیت القرآن چھوٹی گٹی حیدر آباد	راولپنڈی	فیصل آباد
حاجی امداد اللہ اکیڈمی جیل روڈ حیدر آباد	کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی	مکتبۃ العارفی ستیانہ روڈ فیصل آباد
امداد الغرباء کورٹ روڈ حیدر آباد	فیڈرل لاء ہاؤس چاندنی چوک راولپنڈی	ملک سنز کارخانہ بازار فیصل آباد
بھٹائی بک ڈپو کورٹ روڈ حیدر آباد	اسلامی کتاب گھر خیابان سرسید راولپنڈی	مکتبہ اہلحدیث امین پور بازار فیصل آباد
کراچی	بک سنٹر ۳۲ حیدر روڈ راولپنڈی	اقراء بک ڈپو امین پور بازار فیصل آباد
ویلکم بک پورٹ اردو بازار کراچی	علی بک شاپ اقبال روڈ راولپنڈی	مکتبہ قاسمیہ امین پور بازار فیصل آباد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بیت العلوم
Bait-ul-Uloom